انوار الباری

حصہ اول

شرح اردو

صحیح البخاری

مجموعہ افادات

حضرت امام العصر

حافظ حدیث، علامہ

محمد انور شاہ کشمیریؒ و دیگر اکابر محدثین

مؤلفہ تلمیذ علامہ کشمیریؒ

احمد رضا صاحب بجنوری نقشبندی مجددی

508

ناشر

مکتبہ ناشر العلوم دیوبند یوپی

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

قال اللہ تعالیٰ جل ذکرہ

اللّٰہ نور السمٰوات والارض

ذخیرہ
حکیم محمد موسیٰ

مقدمہ

انوار الباری شرح اردو صحیح البخاری

حصہ اوّل

مؤلفہ

مولانا سید احمد رضا صاحب بجنوری

شائع کردہ

مکتبہ ناشر العلوم ۔ دیوبند

مطبوعہ نیشنل پرنٹنگ پریس

غیر مجلد [illegible] روپے آٹھ آنے [illegible]

Marfat.com

فہرست مضامین مقدمۂ انوار الباری حصہ اول

39393

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
فہرست مضامین	۲	امام بخاریؒ کا شکوہ اور جواب شکوہ	۱۳	امام اعظم شاہان شاہِ حدیث	۲۵
پیش لفظ	۷	تذکرہ محدثین کا مقصد اور کتب مراجعت	۱۴/۱۵	سید الحفاظ امام یحییٰ القطان کی رائے	،،
مقصد تالیف انوار الباری	،،	آخری گذارش اور شکریہ	۱۶	امام اعظم اور تدوین حدیث	،،
اکابر دار العلوم کی درسی خصوصیت	،،	احادیث رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حجیت	۱۷	رائے امیر المومنین فی الحدیث سفیان ثوری	۲۶
حضرت شاہ صاحب کا درسِ حدیث	،،	کتابت و نشر احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	،،	امام وکیع کی شہادت	،،
راقم الحروف کے استفادات	۸	تدوین حدیث قرن اول میں	۱۸	رائے امام علی بن الجعد جوہری	،،
مقدمہ کی ضرورت	،،	قرون ثلاثہ سے کیا مراد ہے	،،	امام علی بن مسہر	،،
ائمہ احناف سے تعصب	،،	اجازت کتابت حدیث	،،	امام اعظم اور کتاب الآثار	۲۷
معتدل شاہ راہ	،،	نشر و اشاعت حدیث	۱۹	قرن ثانی کی اسلامی دنیا	،،
صحیح تنقید اور حافظ ابن ابی شیبہ	،،	صحابہ میں مکثرین و مقلین	،،	تدوین حدیث کے تین دور	،،
امام بخاریؒ	۹	قلت روایت صحابہ	،،	حدیث مرسل و حسن کا انکار	۲۸
علامہ ابن تیمیہ	،،	حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ	،،	قرن ثالث میں حدیث شاذ پر عمل	،،
امام بیہقی و ابو داودؒ	،،	حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	،،	حجیت عمل متوارث	،،
حافظ ابن حجرؒ	،،	ذکر امام اعظم رضی اللہ عنہ	۲۰	اختلاف سلف رحمت تھا	۲۹
محدثین احناف	،،	صحابہ میں کثرت روایت	،،	امام اعظمؒ اور فرقہ مرجئہ	،،
حضرت شاہ صاحبؒ	،،	صحابہ میں فقہاء اور محدثین		فرقہ مرجئہ کا مذہب	،،
حضرت شاہ صاحبؒ کے تلامذہ	،،	فقہاء کی افضلیت		امام اعظمؒ اور امام بخاریؒ	۳۰
حضرت شیخ الحدیث سہارنپوری دام ظلہم العالی	۱۰	فقہاء علامہ ابن قیم کی نظر میں	۲۱	امام بخاری کی تاریخ صغیر	۳۱
امام اعظم رضی اللہ عنہ	،،	مکثرین صحابہ پر فقہاء صحابہ کی تنقید	،،	امام اعظم اور شیخ حمیدیؒ	،،
ائمہ احناف اور مخالفین	۱۱	عہد رسالت میں کتابت حدیث	۲۲	امام اعظم اور حافظ ابن تیمیہؒ	،،
حضرت شاہ صاحب اور دفاع عن الحنفیہ	،،	ضرورت تدوین حدیث	۲۳	،، ،، اور حافظ سخاوی شافعیؒ	۳۲
امام صاحب کی مسانید اور کتب آثار	۱۲	تدوین حدیث کیلئے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی سعی		،، ،، اور خطیب بغدادی	،،
مسانید امام کی عظمت	،،			،، ،، اور حافظ ابن حجر عسقلانی	،،
امام صاحب سے وجہ حسد	،،	ایک اہم مغالطہ	،،	علم اور علماء کی فضیلت	۳۳
اہل الرائے کا پروپیگنڈا	،،	آثار صحابہ کی اہمیت قرن ثانی میں	۲۴	عہد نبوی میں تعلیمی انتظامات	۳۴
محدث خوارزمی کا جواب	،،	قرون مشہود لہا بالخیر سے جدا طریقہ		مسلمان عرب دوسری قوموں کے معلم ہوئے	۳۵
امام اعظم اور تدوین فقہ و قوانین اسلامی کا بے نظیر کارنامہ	۱۳	تین بڑے فقہاء	،،	مرکز علم کوفہ کے خاص خاص علماء	،،
		امام حدیث مسعر کی مدح امام اعظم	۲۵	تذکرہ شیوخ امام اعظم	۳۶

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	۳۶	امام عطاء بن ابی رباح	۴۵	امام اعظم اور ابن مبارک میں علمی موازنہ	۶۱
حضرت فاروق اعظم رض اور ابن مسعود رض	۳۷	امام عکرمہ	//	علامہ کوثری کی تانیب الخطیب	//
حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رض	//	شیوخ مدینہ طیبہ	۴۶	امام اعظم اور امام بخاری	//
حضرت علقمہ رفقیہ عراق	۳۸	امام سلیمان	//	امام صاحب کیلئے ائمہ حدیث کی توثیق	۶۲
حضرت ابراہیم نخعی //	//	// سالم	//	امام صاحب اور نقد رجال	۶۴
امام اعمش //	۳۹	امام صاحب اور امام اوزاعی محدث شام	//	موازنہ امام صاحب و امام مالک	۶۵
امام حماد بن ابی سلیمان رض	//	امام اعظم کے پاس ذخیرۂ احادیث	۴۷	امام صاحب تمام اصحاب حدیث کے [illegible]	//
امام شعبی رض	//	تعامل سلف و تعامل اہل کوفہ	//	امام صاحب کے خصوصی فضائل	[illegible]
// سلمہ بن کہیل رض	۴۰	امام ترمذی و امام بخاری	//	امام صاحب اور قلت روایت	//
// اعمش	//	امام اعظم کا مرتبۂ عالیہ	۴۸	حدیث کے ساتھ آثار صحابہ	
// اور ابراہیم نخعی	//	سرورتی حالات امام اعظم رضی اللہ عنہ	۴۹	و تابعین کی اہمیت	//
جمع روایت و درایت	۴۱	تاریخ ولادت وغیرہ	۵۰	دوسری صدی کے بعد محدثین کا طرز عمل	[illegible]
شیخ حماد رض	//	سکونت، تعلیم و تربیت	//	امام صاحب اور اصحاب امام	
تفقہ و تحدیث	۴۲	امام صاحب کے بارے میں حدیثی بشارت	۵۱	کے ساتھ امتیازی سلوک	//
شیخ حماد کی جانشینی	//	// // تابعی تھے	//	امام صاحب کی قلت روایت کی وجوہات	[illegible]
کوفہ کے محدثین و فقہاء	//	امام صاحب کے معاصرین صحابہ	۵۲	حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی تحقیق	
امام بخاری اور کوفہ	//	تابعی کی تعریف	//	امام اعظم اور تدوین فقہ	[illegible]
امام اعظم اور محدثین کی مالی سرپرستی	۴۳	حافظ ابن حجر اور مولانا وحید الزماں		حجۃ اللہ کے دو اہم اقتباسات	
کثرت محدثین و قلت فقہاء		کی شہادت تابعیت [illegible]	//	شیوخ امام اعظم کی [illegible] کثرت	۵۳
واقعہ امام احمد	//	امام صاحب حضرت تابعین سے تھے	//	کبار محدثین نے امام صاحب سے [illegible]	[illegible]
// والد شیخ قابوس	//	// اور صاحب مشکوٰۃ شریف		امام صاحب محدثین و فقہاء [illegible]	
دین دراے	۴۴	علامہ کوثری کا رد امام الحرمین		علم فقہ کی عظمت و اہمیت	
واقعہ سفر شام حضرت عمر رض	//	امام اعظم اور امام مالک رضی اللہ عنہما	۵۴	امام اعظم کی امامت فقہ [illegible]	[illegible]
فقیہ کا منصب	//	مولانا [illegible] علی [illegible]	//	امام صاحب [illegible]	[illegible]
امام ابو اسحٰق سبیعی رض	//	صاحب مشکوٰۃ کی [illegible]	//	امام [illegible]	[illegible]
// سماک بن حرب رض	//	امام اعظم کا علم و فضل	۵۵	[illegible]	۷۶
// ہشام بن عروہ رض	۴۵	عبادت و ورع		[illegible]	//
امام اعظم اور شیوخ بصرہ	//	شب بیداری و [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
امام قتادہ رض	//	جود و سخا	//	[illegible]	
امام شعبہ رض	//	امام اعظم [illegible]	//	[illegible] فضل الخطاب [illegible]	[illegible]
شیوخ مکہ معظمہ	//	امام صاحب کا تفوق حدیث [illegible]	//	[illegible] امام اعظم رضی اللہ عنہ	[illegible]

Marfat.com

باوجود وسعت حافظہ امام صاحب		فضل وشرف، عادات ومعمولات	۱۳۱	امام احمد کے واقعۂ ابتلاء کے حالات	۱۴۴
سے قلت روایت	۷۸	مادحین امام مالکؒ	۱۳۲	تصانیف	۱۴۵
مسانید امام کی اسانید	؍؍	تالیفات امام مالک	؍؍	ثنائے اماثل	۱۴۶
اہمیت مسانید امام اعظم	۷۹	بعض اقوال وکلمات	۱۳۳	فقہ حنبلی کے پانچ اصول	؍؍
امام صاحب کے چالیس تلامذہ مجتہدین محدثین	؍؍	امام مالک کا ابتلاء	۱۳۴	امام احمد اور ائمۂ احناف	؍؍
ذکر تلامذۂ محدثین امام اعظم	؍؍	تذکرۂ امام شافعیؒ	؍؍	فقہ حنبلی کے تفردات	۱۴۷
امام اعظم کے ۸۰ تلامذۂ محدثین کا ذکر	۷۹-۸۷	اسم ونسب وتحصیل علم	؍؍	ائمۂ اربعہ کے ابتلاؤں پر ایک نظر	؍؍
امام صاحب کے تلامذۂ محدثین بشکل دائرہ	۸۸	امام محمد وامام مالک سے تلمذ	۱۳۵	تدوین فقہ حنفی	۱۴۹
امام صاحبؓ کی سیاسی زندگی	۸۹	امام شافعی کا پہلا سفر عراق	؍؍	حضرت علامہ کشمیریؒ کی رائے گرامی	؍؍
دور بنی امیہ و بنی عباس کے حالات	؍؍	رحلت مکہ و مدینہ	۱۳۶	امام صاحب کے شیوخ	؍؍
امام اعظم کی سرکردگی میں تدوین فقہ کی مہم	؍؍	تحقیق حافظ ابن حجرؒ	؍؍	امام صاحب کے دور میں حدیث کا فروغ	؍؍
حنفی چیف جسٹس کے معیاری فیصلے	۹۰	امام محمد سے خاص تعلق و تلمذ	؍؍	؍؍ ؍؍ کے زمانہ کا علم	؍؍
بطور مثال چند واقعات	۹۱	معذرت	؍؍	؍؍ ؍؍ اور امام بخاری	؍؍
خلیفہ مامون رشید اور فقہ حنفی	۹۴	حاسدین ومعاندین کے کارنامے	؍؍	؍؍ ؍؍ اور ابن مبارک	۱۵۱
فقہ حنفی سے بیجا عصبیت کا واقعہ	؍؍	دوسری رحلت مکہ و مدینہ	۱۳۷	امام صاحب کے مناظرے	؍؍
۷۶ اکابر امت سے مدح امام اعظمؓ	۹۵-[illegible]	امام محمد کی خصوصی توجہات	۱۳۸	مجلس تدوین فقہ کا طریق کار	؍؍
علامہ ابن تیمیہ اور ائمہ حنفیہ		مالی امداد	؍؍	افتاء کا حق کس کو ہے؟	؍؍
مشہور اختلافی مسائل میں راہ اعتدال	۱۱۳/۱۱۵	امام شافعی کا حسن اعتراف	۱۳۹	اہم نقشہ فکر	؍؍
نقد وجرح دربارۂ امام اعظم مع جوابات	۱۱۶/۱۲۲	حسب اعتراف امام شافعیؒ امام محمدؒ		تعداد شرکائے تدوین فقہ	۱۵۲
امام صاحبؒ کے مخالفوں کے کارنامے	۱۲۳	کے تمام مسائل مطابق حدیث ہیں	؍؍	صحیح ترین متون احادیث	؍؍
تلبیسات مخالفین اور ان کا ازالہ	۱۲۴	امام محمد کی مزید توجہات	؍؍	امام اعظم اور رجال حدیث	۱۵۳
اکابر دار العلوم کا ذکر خیر	؍؍	خطیب وحافظ کا ذکر خیر	؍؍	اسلاف اور رائے	؍؍
تالیفات امام اعظم	۱۲۵	امام شافعی اور اصول فقہ	۱۴۰	نقشہ تدوین فقہ	؍؍
کتب مناقب امام اعظمؓ	۱۲۶	فقہ شافعی	؍؍	سب سے پہلے تدوین شریعت	۱۵۴
امام اعظم اور فن جرح وتعدیل	۱۲۷	امام شافعی کا دوسرا سفر بغداد	؍؍	فقہ حنفی کی تاریخی حیثیت	؍؍
مسانید امام اور ایک غلط فہمی کا ازالہ	۱۲۸	صاحب مشکوٰۃ کا تعصب	؍؍	امام اعظم اور شرکائے تدوین فقہ	۱۵۵
حضرت شاہ ولی اللہؒ اور علامہ شبلی کا ذکر خیر	؍؍	امام شافعی کا امام محمد سے خصوصی استفادہ	۱۴۱	امام صاحب کا مقام مجلس تدوین میں	؍؍
تذکرۂ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ	۱۲۹	امام ابو یوسف وامام محمد کے مدارک اجتہاد	۱۴۱	تدوین فقہ کا طرز خاص	؍؍
مشائخ واساتذہ	؍؍	تذکرۂ امام احمد بن حنبلؒ	۱۴۳	فقہ حنفی اور امام شافعی	۱۵۶
امام اعظم شیوخ امام مالک میں	؍؍	امام ابو یوسف سے تلمذ	؍؍	خصوصیات فقہ حنفی	؍؍
امام مالک کے تلامذہ و اصحاب	۱۳۱	امام شافعی نے خصوصی استفادہ	۱۴۴	خیر القرون میں حنفی مذہب چین تک پہنچا	۱۵۷

Marfat.com

امام صاحب سے اختلاف کی وجہ	۱۵۷
امام اوزاعی کا واقعہ	〃
امام صاحب کے گہرے اثرات	۱۵۸
امام بخاری وغیرہ کا ذکر	〃
علی بن مدینی اور امام یحیی القطان کا ذکر	۱۵۹
السہم المصیب اور تانیب الخطیب کا ذکر	〃
ضروری واہم گذارش	〃
حافظ ابن حجر اور رجال حنفیہ	۱۶۰
حافظ ذہبی کا تعصب	〃
فوائد بہیہ اور بستان المحدثین کا ذکر	۱۶۱
امام اعظم کے چالیس شرکاء تدوین فقہ کا ذکر بہ ترتیب وفیات	〃
ذکر امام زفر رح	
مادحین امام زفر	۱۶۲
موازنۂ امام ابو یوسف و امام زفر	۱۶۳
امام زفر کے اساتذہ	۱۶۴
〃 〃 کے تلامذہ	۱۶۵
امام زفر اور نشر مذہب حنفی	〃
امام زفر کا زہد و ورع	۱۶۶
امام مالک بن مغول رح	۱۶۷
امام داؤد طائی رح	
〃 مندل بن علی رح	۱۶۸
〃 نصر بن عبدالکریم	۱۶۹
〃 عمرو بن میمون رح	〃
〃 حبان بن علی رح	〃
〃 نوح بن ابی مریم رح	〃
〃 زہیر بن معاویہ رح	۱۷۰
〃 قاسم بن معن رح	〃
〃 حماد بن الامام الاعظم رح	〃
〃 ہیاج بن بسطام رح	۱۷۱
〃 شریک بن عبداللہ رح	〃

عافیہ بن یزید القاضی رح	۱۷۱
امیر المومنین عبداللہ بن مبارک رح	۱۷۲
امام ابو یوسف رح	۱۷۳
امام اعظم سے خصوصی استفادہ	۱۷۵
بے نظیر حافظہ	〃
امام ابو یوسف کے خصوصی فضائل	۱۷۶
شیوخ فقہ و حدیث	۱۷۷
تعلیمی و تدریسی شغف	
امام ابو یوسف کے تلامذہ	۱۷۸
توثیق و ثناء رجال	۱۷۹
تالیفات	۱۸۱
مساعی اصلاح امت	۱۸۲
مؤرخ ابن خلکان کی غلطی	۱۸۵
مؤلف سیرۃ النعمان کی غلطی	۱۸۶
امام الحرمین کی غلطی	۱۸۷
امام شافعی کی رحلۃ کا [illegible]	〃
امام بیہقی، ابو نعیم، امام [illegible] کی غلطی	۱۸۸
امام ابو یوسف کا زہد و ورع	۱۸۹
امام نوح بن دراج رح	۱۹۰
〃 ہشیم بن بشیر	
〃 یحیی بن زکریا بن ابی زائدہ رح	۱۹۱
〃 فضیل بن عیاض رح	
〃 اسد بن عمرو رح	〃
〃 محمد بن الحسن رح	۱۹۲
شیوخ حدیث	۱۹۳
اصحاب و تلامذہ	
[illegible] امام محمد	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	۱۹۵
[illegible] امام ابو یوسف	۱۹۶

قصۂ امان طالبی	۱۹۷
امام محمد اور علم حدیث	۱۹۸
امام محمد کے اقوال عقائد میں	۱۹۹
امام محمد دوسرے اہل علم کی نظر میں	۲۰۰
امام محمد کے معمولات	۲۰۱
〃 محمد کی توثیق	〃
تصانیف	۲۰۲
السہم المصیب اور خطیب کا ذکر	۲۰۴
امام علی بن مسہر	۲۰۵
〃 یوسف بن خالد سمتی رح	〃
〃 عبداللہ بن ادریس رح	〃
〃 فضل بن موسی سینانی رح	۲۰۶
〃 علی بن ظبیان رح	〃
〃 حفص بن غیاث رح	〃
〃 وکیع بن الجراح رح	۲۰۷
〃 ہشام بن یوسف	
〃 یحیی بن سعید القطان	۲۰۸
〃 شعیب بن اسحاق دمشقی رح	〃
〃 حفص بن عبدالرحمن رح	۲۰۹
〃 حکم بن عبداللہ بلخی	〃
〃 خالد بن [illegible]	〃
〃 عبدالحمید حمانی رح	۲۱۰
〃 حسن بن زیاد رح	〃
〃 ضحاک بن مخلد	〃
〃 مکی بن [illegible]	〃
[illegible]	〃
[illegible]	۲۱۲
[illegible] بن ابی [illegible]	〃
〃 ابراہیم بن میمون صائغ رح	۲۱۳
〃 [illegible]	〃
[illegible]	۲۱۴

Marfat.com

امام ہشام بن عروہؒ ۲۱۴
״ جعفر بن محمد صادقؓ ״
״ زکریا بن ابی زائدہؒ ۲۱۵
״ عبدالملک بن جریج مکیؒ ״
״ محمد بن اسحاق (صاحب المغازیؒ) ״
شیخ سعید بن ابی عروبہؒ ״
امام اوزاعیؒ ۲۱۶
״ ابن ابی ذئبؒ ״
״ شعبۃ بن الحجاجؒ ״
״ اسرائیل بن یونسؒ ۲۱۷
شیخ ابراہیم بن ادہم بلخیؒ ״
امام سفیان ثوریؒ ״
״ ابراہیم بن طہمانؒ ۲۱۸
״ حماد بن سلمہؒ ״
״ جریر بن حازمؒ ۲۱۹
״ لیث بن سعدؒ ״
״ حماد بن زیدؒ ۲۲۰
شیخ جریر بن عبدالحمیدؒ ״
امام ہشیم بن بشیرؒ ״
״ موسیٰ کاظمؒ ״
شیخ عباد بن العوامؒ ۲۲۱
امام مغیرۃ بن مقسم الضبیؒ ״
״ ابراہیم الفزاریؒ ״
حافظ ابوبکر عبدالسلام بن حربؒ
شیخ عیسیٰ بن یونس سبیعیؒ ״
امام یوسف بن الامام ابی یوسفؒ ۲۲۲
شیخ شقیق بن ابراہیم بلخیؒ ״
״ ولید بن مسلم دمشقیؒ ״
امام اسحٰق بن یوسف ازرقؒ ״
״ سفیان بن عیینہؒ ۲۲۳
شیخ یونس بن بکیرؒ ״
امام عبداللہ بن عمر العمریؒ ״

حافظ عبداللہ بن نمیرؒ ۲۲۴
شیخ عمرو بن محمد عنقزیؒ ״
امام ابن قطنؒ ״
شیخ معروف کرخیؒ ״
حافظ موسیٰ بن سلیمان جوزجانیؒ ״
محدث عباد بن صہیبؒ ۲۲۵
امام زید بن حباب عکلیؒ ״
محدث مصعب بن مقدامؒ ״
امام ابوداؤد طیالسیؒ ״
محدث کبیر خلف بن ایوبؒ ۲۲۶
امام جعفر بن عونؒ ״
شیخ قاسم بن الحکمؒ ״
امام حسین بن حفصؒ ״
״ ابراہیم بن رستمؒ ۲۲۷
حافظ معلی بن منصورؒ ״
״ عبدالرزاق بن ہمامؒ ״
امام اسمٰعیل بن حماد بن الامام الاعظمؒ ״
بشر بن ابی الازہرؒ ۲۲۸
حافظ عبداللہ بن داؤد خریبیؒ ״
״ عبداللہ بن یزید المقریؒ ״
امام اسد بن الفرات ۲۲۹
״ احمد ابوحفص کبیر بخاریؒ ״
شیخ ہشام بن اسماعیلؒ ۲۳۰
حافظ علی بن معبدؒ ״
امام ابونعیم فضل بن دکینؒ ״
شیخ حمیدیؒ (شیخ البخاریؒ) ۲۳۱
امام عیسیٰ بن ابانؒ ״
״ یحییٰ بن صالح الوحاظیؒ ״
״ سلیمان بن حربؒ ۲۳۲
״ ابوعبید قاسم بن سلامؒ ״
حافظ علی بن الجعدؒ ״

شیخ فرخ مولیٰ امام ابی یوسفؒ ۲۳۲
سید الحفاظ امام یحییٰ بن معینؒ ״
حافظ علی بن محمد طنافسیؒ ۲۳۳
امام محمد بن سماعہؒ ״
حافظ محمد بن عبداللہ بن نمیرؒ ۲۳۴
״ ابوخیثمہ بن حرب نسائیؒ ״
״ سلیمان بن داؤدؒ ״
״ ابوبکر بن ابی شیبہؒ ״
حافظ موصوف کا مشہور مصنف ۲۳۵
״ ״ اور ردّ امام اعظمؒ ۲۳۶
״ بشر بن الولید کندیؒ ۲۳۷
״ اسحٰق بن راہویہؒ ״
״ ابراہیم بن یوسف بلخیؒ ״
״ عثمان بن محمد کوفیؒ ۲۳۸
امام یحییٰ بن اکثمؒ ״
حافظ ولید بن شجاعؒ ״
محدث ابوکریب محمد بن العلاءؒ ״
شیخ محمد بن یحییٰ العدنیؒ ״
حافظ احمد بن منیعؒ ״
״ اسحٰق بن موسیٰ انصاریؒ ״
״ سلمہ بن شبیبؒ ۲۳۹
״ احمد بن کثیر دورقیؒ ״
״ اسمٰعیل بن توبہؒ ״
״ عمرو بن علی الفلاسؒ ״
امام دارمیؒ ״
ضروری واہم گذارشات ۲۴۰

Marfat.com

ذخیرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

پیش لفظ

مقصد تالیف انوار الباری

"انوار الباری" شرح اردو صحیح البخاری کی تالیف کا مقصد یہ ہے کہ اردو میں اپنے اکابر سلف کے حدیثی افادات شرح وبسط کے ساتھ پیش کردیئے جائیں۔ صحاح میں سے جامع صحیح بخاری کی اہمیت سب پر ظاہر ہے اسی لئے اس کا انتخاب ہوا۔ مگر شرح حدیث کے وقت دوسری صحاح، مصنفات ومسانید بھی پیش نظر رہیں گی۔ خصوصاً احادیث احکام کے ذیل میں چونکہ آثار صحابہ، فتاوی تابعین اور اقوال اکابر محدثین پر بھی نظر ضروری ہے۔ اس لئے اُن کو بھی زیادہ سے زیادہ پیش کرنے کی سعی ہوگی۔

اکابر دار العلوم کی درسی خصوصیت

ہمارے حضرات اساتذہ واکابر دار العلوم کی درسی خصوصیات میں یہ بھی نمایاں خصوصیت تھی کہ احادیث احکام کے ذیل میں شرح حدیث کے ساتھ بیان مذاہب اور ہر مذہب کے دلائل ومرجحات کا ذکر فرماتے تھے حضرت علامہ کشمیری قدس سرہ نے قدیم محدثانہ رنگ کی تجدید فرماتے ہوئے اس طرز تحقیق کو اور زیادہ مستحکم کیا۔ علامہ رشید رضا مصری جس وقت دار العلوم دیوبند میں تشریف لائے تھے تو حضرت شاہ صاحب نے اپنی عربی تقریر میں اسی طرز تحقیق کی صراحت ووضاحت بھی فرمائی تھی جس پر علامہ مصری نے غیر معمولی تاثرات کا اظہار فرمایا تھا۔ اس کی تفصیل مقدمہ ہذا کے حصہ دوم میں حضرت شاہ صاحب کے حالات میں پیش ہوگی ان شاء اللہ

حضرت شاہ صاحبؒ کا درس حدیث

یہاں صرف اتنی بات لکھنی ہے کہ حضرت شاہ صاحب کا درس حدیث قدیم محدثین کے طرز سے ملتا جلتا تھا۔ ان کی نظر زمانۂ رسالت صحابہ وتابعین سے گذر کر ائمہ مجتہدین واکابر محدثین سے ہوتی ہوئی اپنے زمانہ تک کے تمام اکابر محققین کے فیصلوں پر ہوتی تھی جس کا صحیح اندازہ آپ کی تالیفات [illegible] فصل الخطاب، [illegible] الیدین — بسط الیدین، کشف الستر وغیرہ سے ہوسکتا ہے۔ افسوس ہے کہ آپ کی مطبوعہ تقاریر درس بخاری ترمذی [illegible] تحقیقات عالیہ کے بہت ہی ناقص نقوش ہیں جن میں جامعین کے اخذ وضبط وادراک کے نقائص اغلاط اور تحقیقات واضح ہیں۔

حضرت شاہ صاحب کا حافظہ بے نظیر اور مطالعہ بہت وسیع تھا متقدمین ومتاخرین کی تمام تصانیف قلمی ومطبوعہ بنظر غور مطالعہ فرماتے تھے فتح الباری کا مطالعہ خصوصیت سے متعدد بار فرمایا تھا اور اس کی ایک ایک جزئی آپ کے حافظہ میں تھی۔ حافظ ابن حجرؒ نے جن چیزوں کا ذکر مقابل کی نظر سے بچانے کے لئے یا کسی دوسری مصلحت سے غیر محل میں کیا ہے ان پر بھی حضرت شاہ صاحبؒ کی نظر حاوی تھی اور اس

Marfat.com

سے جوابدہی میں استفادہ فرماتے تھے حضرت شاہ صاحبؒ کے حالات کسی قدر تفصیل سے حصہ دوم میں ذکر ہوں گے ان شاء اللہ۔

راقم الحروف کے استفادات

راقم الحروف نے بزمانۂ قیام مجلس علمی ڈابھیل دو سال درس بخاری شریف میں حاضر رہ کر حضرت کی تقریر درس قلمبند کی تھی اس کے علاوہ علامہ نیمویؒ کی "آثار السنن" دو جلد پر حضرت نے جو بے نظیر حدیثی تحقیقات خود اپنے قلم مبارک سے لکھی تھیں اس کے بھی کچھ نسخے فوٹو کے ذریعہ مجلس علمی کراچی نے محفوظ کر دیئے ہیں جس کا ایک نسخہ بہ سعی مجلس مذکور محترم و مخلص مولانا محمد میاں صاحب سورتی دام فیضہم نے احقر کو مرحمت فرمایا۔ ان سب کو پیش نظر رکھ کر اور فتح الباری، عمدۃ القاری، لامع الدراری، امانی الاحبار، الکوکب الدری، اعلاء السنن وغیرہ کو سامنے رکھ کر ایک مجموعہ افادات اردو زبان میں مرتب کرنے کا خیال ہوا اور بالاقساط شائع کرنے کی قابل عمل تجویز بھی سامنے آئی اس لئے خدا کے بھروسہ پر اس کام کی ابتداء کر دی گئی۔ وہو المیسر والمتمم والموفق للصواب والسداد۔

مقدمہ کی ضرورت

شرح بخاری مذکور سے قبل یہ بھی مناسب معلوم ہوا کہ حدیث کی ضرورت و تاریخ مختصر لکھ کر محدثین کا تذکرہ بھی ہو جائے جس سے ہر دور کے اکابر محدثین کا ضروری تعارف ہو۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی عادت مبارکہ تھی کہ دوران درس میں جابجا اکابر ائمہ و محدثین و فقہاء کا تعارف کراتے تھے اس لئے موزوں ہوا کہ ابتداء ہی میں ان سب حضرات کا یکجائی تعارف ہو، اگرچہ اثناء شرح میں بھی رجال پر کلام حسب ضرورت ہوتا رہے۔ دوسری ضرورت یہ بھی ہوئی کہ دوسری صدی کے بعد کے اکثر محدثین نے محدثین احناف کے ذکر اذکار کو نظر انداز کیا اور کچھ حضرات نے ان کی برائیاں بے سند یا جھوٹی اسناد سے بیان کیں۔

ائمہ احناف سے تعصب

ظاہر ہے کہ یہ بات نہ تاریخی اعتبار سے محمود تھی نہ حدیثی تعلق سے قابل گوارا۔ اور سب سے بڑا دینی و علمی نقصان اس کا یہ تھا کہ حدیث کی پر رونق بھری مجلس سے ایک ایسی عظیم موقر جماعت کو باہر کر دیا گیا جن کی حدیثی گرانقدر خدمات کسی طرح بھی نظر انداز کئے جانے کی مستحق نہ تھیں، جیسا کہ آگے آئیگا حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے بعض مقلدین اکابر صحابہ کو بھی ان کے فتاویٰ و احکام فقہیہ کی کثرت کے باعث مکثرین حدیث میں شمار کیا ہے اور فرمایا کہ ان کے فتاویٰ و مسائل فقہیہ بھی احادیث و آثار موقوفہ کے حکم میں ہیں تو امام اعظمؒ آپ کے اصحاب اور سینکڑوں تلامذہ محدثین جنہوں نے امام صاحب کی سرپرستی میں ساڑھے بارہ لاکھ فقہی مسائل کی تدوین کتاب اللہ، احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آثار صحابہ و فتاویٰ تابعین کی روشنی میں کی، پھر ان میں بہت بڑی تعداد ان حضرات کی ہے جو ارباب صحاح کے شیوخ یا شیوخ الشیوخ ہیں، ان سب کو محض حسد و عصبیت کی وجہ سے نظر انداز کر دینا کسی طرح بھی موزوں نہ تھا؟

اس شرح کی تالیف کے وقت ہماری قطعی رائے ہے کہ تمام محدثین اولین و آخرین کو ایک نظر سے دیکھنا چاہیئے اور اس میں کچھ بھی فرق کرنا حدیث کے مقدس علم پر ظلم کرنا ہے۔

معتدل شاہراہ

تفسیر کتاب اللہ کی طرح شرح معانی حدیث میں جزوی اختلافات ہوسکتے ہیں، ہوئے ہیں لیکن اس اجارہ داری کے زعم باطل کو کسی طرح گوارا نہیں کیا جا سکتا کہ ایک نقطۂ نظر تو سراسر حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے اور فلاں دوسرا طریق سراسر خلاف ہے۔ پھر اس غلط طرز فکر میں جو کچھ ترقیات ہوئیں وہ اور بھی زیادہ قابل اعتراض ہیں۔ پورا مقدمہ تذکرۂ محدثین ہر دو حصہ پڑھ کر آپ اندازہ کریں گے کہ ہم نے افراط و تفریط سے ہٹ کر ایک معتدل شاہراہ سامنے کرنے کی سعی کی ہے۔

صحیح تنقید اور حافظ ابن ابی شیبہؒ

صحیح تنقید کوئی بری چیز نہیں بلکہ ایک مفید ترین مقبول طریقہ ہے مگر اس کو تعصب، تنگ نظری اور غلط کلامی سے خالی ہونا چاہیئے۔ حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ (م ۲۳۵ھ) نے بہترین حدیثی

Marfat.com

تالیف "مصنف ابن ابی شیبہ" ۸ ضخیم جلدوں میں ابواب فقہیہ پر مرتب کی جس کا مفصل ذکر اسی حصہ مقدمہ میں آپ پڑھیں گے ۔ آپ نے ایک فصل میں امام اعظم کے ۱۲۵ مسائل پر تنقید کی اس میں آپ نے امام صاحب کے خلاف جو احادیث و آثار نقل کئے ہیں ان کی اسناد میں انقطاع بھی ہے اور ضعیف و متکلم فیہ رجال بھی ہیں، مگر ان کا مقصد صرف یہ تھا کہ جتنا کچھ بھی خلاف میں کہا گیا یا کہا جا سکتا ہے سب کو نقل کر دیں اسی لئے انھوں نے کتاب مذکور کے دوسرے ابواب میں بہ کثرت امام صاحب کی تائید میں ایسی احادیث و آثار نقل فرمائے جو مذکورہ بالا احادیث و آثار سے زیادہ قوی اور بہتر پوزیشن میں ہیں ۔ اس سے ان کی نیک نیتی اور پرخلوص تنقید کا رنگ نمایاں ہے ۔

امام بخاریؒ

مشہور اختلافی مسائل پر بھی انھوں نے کوئی تنقید امام صاحب کے خلاف نہیں کی جس سے ظاہر ہے کہ ان کا مقصد جارحانہ تنقید اور متعصبانہ نوک جھونک نہ تھی مگر ان کے تلامذہ میں سے امام بخاری آئے تو ان کا تنقیدی رنگ دوسرا ہوا بقول حضرت شاہ صاحب بخاری شریف میں تو کچھ رعایت و مسامحت کا معاملہ بھی ہے اگرچہ مذہب حنفی کی پوری واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے غلط انتساب اور بے ضرورت تشدد کا وجود ہے ۔ مگر دوسرے رسائل میں تو امام صاحب وغیرہ کے بارے میں سخت کلامی تک پہنچ گئے ہیں ۔ امام صاحب اور آپ کے اصحاب کو اہل علم کا درجہ دینے کو بھی تیار نہیں ۔ حالانکہ امام صاحب کے تلامذہ ابن مبارک وغیرہ کی انتہائی تعریف کی ہے ۔

علامہ ابن تیمیہؒ

اختلاف صرف افضلیت کا تھا جیسا کہ علامہ ابن تیمیہ کی تصریحات بھی ہم نے اس مقدمہ کے ص۱۳۰ ص۱۴۰ و ص۱۱۵ پر نقل کی ہیں اس کی مزید تفصیل امام بخاری کی تالیفات پر تبصرہ کے ضمن میں آئے گی ۔ ان شاء اللہ ۔

امام ترمذیؒ و ابوداؤد

پھر کچھ ردعمل ہوا، امام ترمذی آئے تو انھوں نے اہل کوفہ کو نہ صرف اہل علم کے لقب سے نوازا بلکہ ان کو معانی حدیث کا سب سے زیادہ علم رکھنے والا طبقہ قرار دیا ۔ امام صاحب کا قول بھی جرح و تعدیل میں نقل کیا اور اپنے استاذ حدیث امام بخاری کا فقہی مذہب بھی نقل نہیں کیا جس سے ظاہر ہے کہ وہ اپنے شیخ کو اس درجہ سے نازل سمجھتے تھے کہ ان کا مذہب نقل ہو، امام ابوداؤد نے امام اعظم کو "امام" کے لقب سے یاد کیا ۔

حافظ ابن حجرؒ

بقول حضرت شاہ صاحبؒ حافظ ابن حجر سے رجال حنفیہ کو سب سے زیادہ نقصان پہونچا ۔ اس جملہ کی شرح بھی آپ کو اس مقدمہ میں ملے گی ۔ ہم نے محدثین احناف کی طرف بھی زیادہ توجہ کی ہے تاکہ ان کے صحیح حالات روشنی میں آجائیں ۔ حصہ اول میں ۱۵۱ محدثین کے حالات آسکے حصہ دوم میں امام بخاری سے شروع ہوکر دور حاضر تک کے تقریباً دو سو محدثین کے حالات آئیں گے ۔ ان شاء اللہ

محدثین احناف

محدثین احناف کے تذکروں میں یہ بات اکثر نظر آئے گی کہ ان کے طرز فکر میں احادیث کے ساتھ آثار صحابہ [illegible] تابعین اور اقوال اکابر امت کا پورا لحاظ تھا ۔ تعصب و تنگ نظری بھی ان [illegible] ساتھ فقہ کو بھی لازم رکھتے تھے وغیرہ ۔

حضرت شاہ صاحبؒ

حضرت شاہ صاحب بھی ان اوصاف کے ساتھ متصف تھے اور آپ کا درس متقدمین محدثین احناف کے درس کا نمونہ تھا ۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے تلامذہ

اسی طرز و طریق کو خدا کا شکر ہے کہ آپ کے خصوصی تلامذۂ حدیث نے بھی اپنایا جو اس وقت ہندوستان و پاکستان وغیرہ کے بڑے بڑے علمی مراکز میں درس حدیث محققانہ و محدثانہ طرز سے دے رہے

Marfat.com

ہیں۔ ان حضرات کا ذکر خیر حصۂ دوم میں ضمن حالات حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

حضرت شیخ الحدیث سہارنپوری دام ظلہم

اس موقعہ پر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب (صدر المدرسین مظاہر العلوم سہارنپور دام ظلہم العالی) کا ذکر بھی ضروری ہے جن کی حدیثی تالیفات قیمہ سے احقر نے اس مقدمہ میں بھی استفادہ کیا اور انوار الباری میں بھی استفادہ کیا جائے گا تاکہ اردو جاننے والے باذوق ناظرین بھی آپ کی گرانقدر علمی وحدیثی کوششوں کے نتائج سے بہرہ یاب ہوں۔

آپ نے نہ صرف حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے علمی حدیثی آثر کو بہترین طرز سے تالیف و ترتیب دیکر محفوظ فرمادیا بلکہ اپنے علمی تبحر، وسعت مطالعہ اور کثرت مراجعت کتب سے محدثانہ محققانہ طرز تحریر کے بیشمار کمالات ظاہر کئے ہیں جو اس دور کے "علمی مغتنمات" ہیں۔ نفعنا اللہ بعلومہ الممتعۃ۔ آمین

امام اعظم رضی اللہ عنہ

مقدمہ کے اس حصۂ اول میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے حالات ومناقب ہم نے زیادہ تفصیل سے لئے ہیں اس لئے کہ تدوین حدیث و فقہ کے ابتدائی دور میں جو گراں قدر خدمات آپ نے کی ہیں وہ بنیادی و اصولی حیثیت رکھتی ہیں اسی لئے ائمہ متبوعین امام مالک، امام شافعی و امام احمد اور دوسرے اکابر امت سب ہی نے آپ کے عظیم احسانات کا اعتراف کیا ہے اور آپ کی جلالت قدر وعظمت شان کے سامنے سب ہی کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔

محدث شہیر حماد نے محدث کبیر تابعی ایوب سختیانی سے نقل کیا کہ آپ کے سامنے جب کوئی شخص امام صاحب کا ذکر کسی برائی سے کرتا تو فرمایا کرتے تھے "لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو پھونکوں سے بجھادیں مگر اللہ اس سے انکار کرتا ہے۔ ہم نے اُن لوگوں کے مذہب کو دیکھا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ پر تنقید کی ہے کہ وہ مذہب دنیا سے ناپید ہو گئے ہیں[۵] اور امام صاحب کا مذہب ترقی پر ہے اور قیامت تک باقی رہے گا" (عقود الجواہر المنیفہ)

---

[۵] یہ اشارہ غالباً امام اوزاعی، سفیان ثوری وغیرہ کی طرف ہوگا۔ اور یہ تنقید کی بات اُن کے ابتدائی دور کی ہے۔ آخر میں اُن کی غلط فہمیاں امام صاحب کے متعلق باقی نہ رہی تھیں بلکہ وہ امام صاحب کے علم وفضل اور تفوق کے بہت زیادہ قائل ہو گئے تھے جیسا کہ آگے تفصیل آئے گی۔ مگر محدث جلیل شیخ ایوب کو کیا خبر تھی کہ ان کے بعد ایک دور امام بخاری وغیرہ کا بھی آئے گا جو امام صاحب کے تلامذہ میں ہونے ہوئے اور امام صاحب کے علمی وعملی کمالات و فضائل سے مکمل واقفیت کے اسباب مہیا ہوتے ہوئے بھی امام صاحب کو ہدف طعن وتنقید بنائیں گے، پھر امام اوزاعی وغیرہ کا مذہب تو کچھ مدت تک رائج بھی ہوا امام بخاری کا مذہب تو ان کے تلمیذ خاص امام ترمذی نے دوسرے مذاہب کے ساتھ ذکر بھی نہ کیا اور دوسرے تلمیذ امام مسلم نے بعض شرائط پر سخت الفاظ میں تنقید بھی کی۔ امام بخاری کے شیخ اعظم امام حمیدی (صاحب سند) جو امام اعظم کی تنقیص میں بھی امام بخاری کے مقلد تھے وہ تفقہ میں امام بخاری کے درجہ پر بھی نہ پہونچ سکے اور اسی کمی کے باعث امام شافعی کی جانشینی سے محروم ہوئے۔ اور نعیم بن حماد خزاعی و اسماعیل بن عرعرہ تو امام حمیدی کے مرتبہ تک بھی نہ پہونچ سکے۔

یہ دونوں بھی امام اعظم رضی اللہ عنہ کی برائیوں میں پیش پیش تھے۔ ہر انسان خطا ونسیان سے مرکب ہے۔ بڑے بڑے جلیل القدر انسانوں سے غلطی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی لغزشوں سے درگذر کرے اور اُن کو اپنی بے پایاں نعمتوں ورحمتوں سے نوازے۔ آمین

Marfat.com

یہ محدث تابعی تھے اور ارباب صحاح ستہ کے شیوخ میں ہیں۔ انھوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور وہ [illegible] کے حق میں فرمایا کرتے تھے کہ ایوب اہل بصرہ کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ امام شعبہ نے آپ کو سید الفقہا کا لقب دیا۔ سب محدثین وناقدین فن رجال نے آپ کو ثقہ، ثبت فی الحدیث، جامع العلوم، کثیر العلم، حجۃ اللہ علی الارض کہا۔ امام مالک نے آپ کو عالمین، عاملین، خاشعین، عباد وخیار سے بتلایا۔ ابو حاتم نے کہا کہ وہ تو ایسے مسلم ثقہ ہیں کہ ان جیسوں کے بارے میں سوال بھی فضول ہے۔ آپ کی [illegible] اور وفات ۱۳۱ھ میں ہوئی۔

غرض امام صاحب کا فضل وتفوق ظاہر وباہر ہے اور اکابر امت کے اقوال آپ کے مناقب وفضائل میں اس قدر ہیں کہ کم از کم مجھ جیسا نااہل تو اُن کو اس تطویل کے باوجود بھی جمع کرنے سے قاصر رہا جتنا مطالعہ کرتا گیا ایک سے ایک شہادت بڑھ چڑھ کر ملتی گئی۔ کاش امام صاحب کے مناقب پر کوئی جامع کتاب اردو میں تالیف ہو کر شائع ہو جاتی بعض اہل علم احباب نے اس کا ارادہ کیا ہے اور راقم الحروف نے اپنے پاس سے اس کا مواد اور کتابیں بھی اُن کو دیدی ہیں۔ خدا کرے یہ جلد ایک کامل وکمل سیرۃ الامام نور نظر [illegible] علی اللہ بعزیز امام اعظم کے کسی قدر تفصیلی تذکرہ کی طرح ہم نے امام ابو یوسف اور امام محمد کے تذکرے بھی زیادہ [illegible] مطالعہ کے بعد محسوس ہوگی۔ نیز امام اعظم کے دوسرے شرکائے تدوین فقہ کے حالات بھی کسی قدر مکمل کرنے کی سعی کی ہے

اسی طرح حصۂ دوم میں امام بخاری کا تذکرہ بھی تفصیلی ہے۔ پھر دوسرے ارباب صحاح اور صاحب مشکوٰۃ [illegible] حافظ ابن حجر حافظ عینی وغیرہ کے تذکرے بھی حسب ضرورت مفصل [illegible] گئے۔

ائمہ احناف اور مخالفین

حضرت الاستاذ المعظم شاہ صاحب قدس سرہ [illegible] اگر [illegible] کی سعی ہر زمانہ میں کی گئی اور مذہب حنفی کے خلاف [illegible]

اس سلسلہ میں درس بخاری کے وقت اکثر حافظ ابن حجر کے تعصب [illegible] محتاط تھے لیکن آخری سالوں کے درس میں امام بخاری کی [illegible] دامن چھوٹ گیا مجھے کہنا پڑا کہ امام بخاری نے اکابر حنفیہ کے ساتھ انصاف نہیں [illegible] امام بخاری کو مذہب حنفی کی پوری واقفیت نہ تھی جس کی وجہ سے باب الحیل وغیرہ میں ائمہ حنفیہ کی طرف مسائل کا انتساب غلط کیا ہے۔

یہ بھی فرماتے تھے کہ امام ترمذی میں تعصب کم ہے اور انھوں نے جو [illegible] امام صاحب سے کسی کشیدگی کے باعث نہیں ہے (جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی [illegible] امام صاحب کا مذہب صحیح سند سے نہیں پہونچا۔ دوسرے ائمہ کے مذاہب اُن کو سندوں سے [illegible] لیا ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ اور دفاع عن الحنفیہ

حضرت شاہ صاحب کے [illegible] نہایت [illegible] تھی کہ وہ [illegible] مذہب حنفی کے لئے محدثانہ محققانہ طرز سے اونچی سطح کے کافی دلائل وبراہین جمع فرمادیے تھے بعض اوقات فرمایا کہ میں نے مذہب حنفی کی بنیادوں کو اس قدر مضبوط ومستحکم کر دیا ہے کہ مخالفین [illegible] دوانیاں بیکار [illegible] ہیں [illegible] موافقہ حنفی کے تمام مسائل کے دلائل وحجج دوسرے مذاہب سے زیادہ قوی ہیں۔

Marfat.com

امام صاحبؒ کی کتاب الآثار اور مسانید

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے موطأ امام مالک کو مرتبہ کے اعتبار سے صحاح میں سے اول قرار دیا ہے اور ان کی اصل کہا ہے جبکہ موطأ امام مالک امام اعظمؒ کی وفات کے بعد مدون ہوا ہے اور اس سے پہلے امام صاحب کی کتاب الآثار امام ابو یوسف، امام محمدؒ، امام حسن بن زیادؒ اور امام حماد بن الامام الاعظمؒ نے امام صاحب سے مسانید کو بھی روایت کیا اور یہ سب بلا واسطہ امام صاحب کے تلامذہ بلکہ آپ کے اخص اصحاب میں سے ہیں اور بظاہر ان سب کی کتب آثار و مسانید امام صاحبؒ کی زندگی میں تیار ہو گئی تھیں اور ان ہی کتابوں اور دوسری کتب مدونہ فقہیہ کے بارے میں یہ نقل ہوا ہے کہ امام مالکؒ امام صاحب کی کتابوں کی تلاش کرتے اور ان میں نظر کرتے تھے، امام مالک کا امام صاحب سے حدیث میں تلمذ اور روایت بھی ثابت شدہ ہے۔ (ملاحظہ ہو تانیب الخطیب للکوثریؒ)

یہ بھی صحیح طور سے نقل ہے کہ امام مالک نے ۶۰ ہزار مسائل امام اعظم کے مدونہ حاصل کئے تھے۔ ان سب امور پر نظر کی جائے تو موطا امام مالک کی اصل امام صاحب کی کتب آثار اور مسانید کو قرار دینا چاہیئے۔

مسانید امام کی عظمت

آگے مقدمہ ہی میں یہ امر بھی ذکر ہوگا کہ امام صاحب کی مسانید بڑے بڑے محدثین بڑی عظمت و وقعت کے ساتھ اپنے ساتھ رکھتے تھے اور امام شعرانی نے بڑے فخر و مسرت کے ساتھ بیان کیا کہ میں امام اعظم کے چند مسانید کی زیارت سے مشرف ہوا جن پر بہت سے حفاظ حدیث کے تصدیقی دستخط تھے اور ان کی اسناد بہت قوی ہیں، ان کے رجال سب ثقہ ہیں کوئی شخص بھی ان میں سے متہم بالکذب نہیں ہوا اور وہ اسناد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب ہیں۔ وغیرہ[۵]

امام صاحب سے وجہ حسد

درحقیقت امام صاحب اور آپ کے اصحاب و تلامذہ کے یہ امتیازات و تفوقات ہی ان سے حسد کا بڑا باعث بن گئے اور حاسدین و معاندین کی نظر میں ایک یہی سلوک ان سب حضرات کے حق میں موزوں و مزین ہو گیا کہ ان کی وقعت و شان کو پوری کوشش سے گرا دیا جائے اور پھر جو کچھ ناروا سلوک بعد کے بعض کوتاہ اندیش لوگوں کی طرف سے ان کے ساتھ کئے گئے ان کا ذکر جا بجا "تذکرۂ محدثین" حصہ اول و دوم میں آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

"اہل الرائے" کا پروپیگنڈا

امام صاحب اور آپ کے جلیل القدر اصحاب و تلامذہ کے بارے میں ایک بہت ہی سخت مخالفانہ پروپیگنڈا یہ کیا گیا کہ وہ اصحاب الرائے ہیں اور اس کا مطلب یہ باور کرایا گیا کہ انھوں نے احادیث و آثار کے مقابلہ میں قیاس و رائے کا استعمال کیا ہے حالانکہ یہ بھی ایک حربہ تھا جس کا مقصد اس مقدس جماعت خادم حدیث و سنت کے خلاف نفرت و عداوت پیدا کرنی تھی۔ اس زہر کا تریاق بھی "تذکرۂ محدثین" میں جا بجا ملے گا اور واقعات و حالات سے اس کی غلطی نمایاں کی جائے گی

محدث خوارزمی کا جواب

محدث خوارزمیؒ نے مقدمۂ جامع المسانید میں بھی خطیب کا رد کرتے ہوئے مختصر علمی پیرایہ میں چند

---

۵ امام شعرانی کا ہر جملہ قابل توجہ ہے خصوصاً امام صاحب کے مسانید کا حفاظ حدیث کی توجہات کا مرکز بننا اور ان پر ان کے توثیقی دستخطوں کا ہونا، ان جملوں کی تائید مادحین امام اعظم کے ان بیانات سے بھی ہوگی جو اس مقدمہ کے ص۹۵ سے ص۱۱۵ تک مذکور ہیں اور ص۵۴ تا ص۶۱ امام صاحب کے تفوق حدیث پر جو اکابر محدثین کے اقوال نقل ہوئے ہیں وہ بھی پیش نظر رکھے جائیں۔

واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

۲ اور امام زفر کی روایت سے الگ الگ مدون ہوئی تھی اسی طرح امام ابو یوسف، امام محمد، امام حسن بن زیاد

Marfat.com

اچھے جوابات پیش کئے ہیں۔ مثلاً:-

فرمایا کہ حدیث کے مقابلہ میں عمل بالرائی کا طعن امام صاحب کو وہی شخص دے سکتا ہے جو فقہ سے نابلد ہو، اور جس کو فقہ سے کچھ بھی مناسبت ہو گی اور ساتھ ہی انصاف کرنا چاہے گا تو اس کو اس امر کے اعتراف سے ہرگز چارہ نہیں کہ امام صاحب سب سے زیادہ احادیث کے عالم اور ان کا اتباع کرنے والے تھے اور ان لوگوں کے زعم باطل پر چند دلائل حسب ذیل ہیں:-

(۱) امام صاحب احادیثِ مرسلہ کو حجت قرار دیتے ہیں اور ان کو قیاس پر مقدم کرتے ہیں جبکہ امام شافعی کا عمل اس کے برعکس ہے (پھر بھی بدنام حنفیہ کو کیا جاتا ہے)

(۲) قیاس کی چار قسم ہیں۔ قیاس مؤثر، قیاس مناسب، قیاس شبہ، قیاس طرد۔

امام اعظم اور آپ کے اصحاب نے قیاس شبہ و مناسبت دونوں کو باطل قرار دیا۔ قیاس طرد میں امام صاحب اور آپ کے بعض اصحاب کا اختلاف ہے کہ بعض اصحاب نے ..... اس کو بھی رد کر دیا ہے۔ اب صرف ایک قسم قیاس مؤثر کی رہی جس کو سب نے حجت کہا، حالانکہ امام شافعی کا قول یہ ہے کہ قیاس کی چاروں اقسام مذکورہ حجت ہیں اور قیاس شبہ کا استعمال تو وہ بکثرت کرتے ہیں (پھر بھی بدنام و مطعون حنفیہ ہیں)

(۳) امام اعظم احادیثِ ضعیفہ کو بھی قیاس کے مقابلہ میں حجت سمجھتے ہیں جیسے نماز میں قہقہہ کو انھوں نے ضعیف حدیث کی وجہ سے ناقضِ وضو کہا حالانکہ خلاف قیاس ہے اور امام شافعی اس کے برعکس قیاس پر عمل کرتے ہیں (پھر بھی خطیب وغیرہ نے استعمال قیاس کا طعنہ امام صاحب وغیرہ کو دیا)

(۴) بہت سے مسائل میں مخالفین نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ امام صاحب نے قیاس کی وجہ سے احادیث کو ترک کر دیا۔ حالانکہ یہ بھی ایک مغالطہ ہے کیونکہ وہاں امام صاحب نے قیاس کی وجہ سے نہیں بلکہ دوسری راجح احادیث کی وجہ سے مرجوح احادیث پر عمل ترک کیا ہے اس کی بہت سی مثالیں بھی محدث خوارزمی نے لکھی ہیں۔

پھر آخر میں لکھا کہ امام صاحب اور آپ کے اصحاب پر حدیث کو ترک کر کے عمل بالقیاس والرائے کا الزام سر بہتان و افترا ہے۔ یہ حضرات اس الزام سے قطعاً بری ہیں اور یہ حضرات قیاس پر عمل صرف اس وقت کرتے ہیں جب کسی مسئلہ میں فیصلہ کیلئے حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بالکل موجود نہ ہو۔ (جامع المسانید ص۴۱ تا ص۵۳)

امام اعظم اور تدوینِ قانون اسلامی کا بے نظیر کارنامہ

افسوس ہے کہ امام اعظم اور آپ کے ... تدوین فقہ ... کی تدوین کا بے نظیر تاریخی کارنامہ انجام دیا تھا اُس کو بے وقعت بنانے کے لئے غلط کوششیں کی گئیں ... دور خیر القرون کی حدیث و فقہ کی ایک بے مثال عظیم الشان خدمت اپنے صحیح تعارف ... اس مقدمہ میں کی ہے۔

امام بخاری کا شکوہ اور جواب شکوہ

امام بخاری نے اپنے رسائل میں شکوہ کیا ہے کہ اس زمانہ کے لوگ بعد کے لوگوں کی تقلید کرنے لگے حالانکہ پہلے زمانہ میں لوگ الاول فالاول کا اتباع کرتے تھے جس کا اشارہ بظاہر امام صاحب اور آپ کے اصحاب کی طرف ہے لیکن انصاف کیا جائے کہ امام صاحب سے پہلے کا دور صحابہ کرام کا تھا جو سب ہی بتصریح حدیث نبوی علیٰ صاحبہا الف الف تحیات و تسلیمات عدول اور متورع تھے لیکن ان کے زمانہ میں کسی فقہ اسلامی کی تدوین نہ ہو سکی تھی بلکہ حدیث کی تدوین بھی پوری

طرح بعد ہی میں ہوئی۔ تدوین حدیث کے ساتھ ہی امام اعظم نے سیکڑوں ہزاروں ائمہ حدیث کی موجودگی میں اپنے تلامذہ واصحاب مجتہدین وکبار محدثین کی مدد سے فقہ اسلامی کو مدون کیا جس پر اسی وقت سے ساری اسلامی دنیا نے عمل بھی شروع کر دیا اور عباسی خلفاء نے باوجود ذاتی مخالفت امام اعظم وغیرہ کے بھی اسی کو اسلامی قانون کی پوزیشن دی اور اگر کبھی کوئی آواز خلاف میں اٹھی تو اس کا دفاع بھی خود ہی کیا۔

ان واقعات کی تفصیل اور اس وقت کی اسلامی دنیا کتنی وسیع تھی یہ سب امور بھی مقدمہ میں آئیں گے۔ یہاں صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ امام صاحب کی حیثیت دور تابعین میں سرتاج فقہاء ومحدثین کی تھی پھر اس پر ان کا تدوین فقہ کا کارنامۂ عظیم سونے پر سہاگہ ہو گیا۔

ایسے حالات میں اگر آپ کی تقلید واتباع لوگوں نے کی تو کیا برا کیا۔ مقلّد ہونے کیلئے جس جامعیت کاملہ کی ضرورت تھی وہ شخصیت سب سے پہلے آپ ہی کی سامنے آئی اس لئے اول سے اول بھی آپ ہی ہوئے، آپ کے بعد آپ کے اصحاب خصوصی تلامذہ دوسرے درجہ میں قابل اتباع تھے، تیسرے درجہ میں آپ کے تلامذہ کے تلامذہ امام شافعی، امام احمد، امام بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ ہوئے۔

اس لئے اگر لوگوں نے امام صاحب وغیرہ کو الاول فالاول سمجھ کر تقلید کی اور بعد کے حضرات کی نہ کی تو امام بخاری ہی کے اصول سے صحیح کام کیا امام صاحب سے پہلے صحابۂ کرام اور رسول اکرم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن کا اتباع امام صاحب اور آپ کے اصحاب نے جزئی جزئی میں پوری طرح کیا ہے اس لئے امام صاحب کا اتباع بعینہ ان کا اتباع ہے۔ یہ طعن کسی طرح بھی درست نہیں کہ آپ کا اتباع کرنے والوں نے آپ کے پیشرووں کو چھوڑ دیا۔

تذکرہ محدثین کا مقصد

غرض اس مقدمۂ انوار الباری موسومہ تذکرۂ محدثین میں جہاں یہ مقصود ہے کہ کبار محدثین کے صحیح حالات سے روشناس کرایا جائے وہاں یہ بھی خیال ہے کہ بہت سی غلط فہمیاں بھی رفع کر دی جائیں جو حدیث، فقہ اور خصوصیت سے فقہ حنفی وغیرہ سے متعلق پیدا کر دی گئی ہیں۔ واللہ المستعان

اس سلسلہ میں راقم الحروف کو نہایت افسوس ہے کہ بعض اپنے اکابر کے کچھ ناپسند واقعات وحالات بھی لکھنے پڑے جن کی کسی مسئلہ کی تنقیح یا دوسرے اکابر سے دفاع کے لئے ضرورت پیش آئی۔ اگرچہ اس میں بھی اپنے اکابر ہی کا اتباع کیا گیا ہے اور الحمدللہ علی قدر مراتب سب ہی کے علمی وعملی کارناموں کی زیادہ سے زیادہ قدر ومنزلت دل میں ہے مگر خطا ولغزش سے کون پاک ہے الا من عصمہ اللہ ویغفر اللہ لی ولسائر المومنین۔

جن کتابوں سے تذکرۂ محدثین میں مدد لی گئی ہے ان میں سے کچھ اہم کتابیں حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ مناقب امام اعظمؒ	علامہ موفقؒ	۹۔ مقدمہ فتح الملہم	للشیخ العثمانیؒ
۲۔ 〃 〃	〃 کردریؒ	۱۰۔ مقدمہ لامع الدراری	للشیخ المحدث السہارنپوری عمّ فیضہم
۳۔ جامع مسانید الامام الاعظم	لخوارزمیؒ	۱۱۔ 〃 اوجز المسالک	〃 〃 〃
۴۔ الجواہر المضیئہ	للعلامۃ القرشیؒ	۱۲۔ 〃 ابن ماجہ	علامہ عبدالرشید نعمانی 〃
۵۔ تہذیب التہذیب	الحافظ ابن حجرؒ	۱۳۔ مناقب الائمہ	للذہبیؒ
۶۔ تقریب التہذیب	〃	۱۴۔ تذکرۃ الحفاظ	〃
۷۔ تعجیل المنفعۃ	〃	۱۵۔ تبییض الصحیفہ	للسیوطیؒ
۸۔ مقدمہ فتح الباری	〃	۱۶۔ الخیرات الحسان	للعلامہ ابن حجر مکیؒ

Marfat.com

۱۷- بستان المحدثین — حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ
۱۸- حدائق الحنفیہ — مولانا فقیر محمد صاحب جہلمیؒ
۱۹- تانیب الخطیب — للعلامہ کوثریؒ
۲۰- بلوغ الامانی — " "
۲۱- حسن التقاضی — " "
۲۲- الامتاع — " "
۲۳- لفت النظر — " "
۲۴- الحاوی — " "
۲۵- النکت الطریفہ — للعلامہ کوثریؒ
۲۶- ابو حنیفہ — ابو زہرہ مصری
۲۷- الانتقاء — علامہ ابن عبد البر مالکی
۲۸- جامع بیان العلم و فضلہ — " "
۲۹- فوائد بہیہ — حضرت مولانا عبد الحی لکھنویؒ
۳۰- طبقات الشافعیۃ الکبریٰ — للسبکی
۳۱- تاریخ ابن خلکان
۳۲- نزہۃ الخواطر — مولانا عبد الحی الحسنیؒ

جو کتابیں شرح بخاری شریف کے وقت پیش نظر رہی ہیں ان میں سے چند اہم یہ ہیں

(۱) عمدۃ القاری شرح البخاری — للحافظ بدر الدین عینیؒ (قاضی القضاۃ)
(۲) فتح الباری " " — " ابن حجر عسقلانیؒ
(۳) تیسیر القاری " " — للشیخ نور الحق بن الشیخ عبد الحق المحدث الدہلویؒ
(۴) شرح البخاری — لشیخ الاسلام سبط الشیخ عبد الحق المحدث الدہلویؒ
(۵) ارشاد الساری " — للقسطلانیؒ
(۶) بہجۃ النفوس " — للحافظ ابن ابی حمزہؒ
(۷) روح التوشیح علی صحیح البخاری — للشیخ علی بن سلیمان المنفی الجمودیؒ
(۸) شروح البخاری — للنوویؒ وغیرہ
(۹) فتح الملہم شرح صحیح المسلم — للشیخ المحدث العلامہ شبیر احمد عثمانیؒ
(۱۰) عقود الجواہر المنیفہ — للسید المحدث مرتضیٰ الحسینیؒ
(۱۱) الحواشی علی جامع الصحیح — للشیخ العلامہ احمد علی السہارنپوریؒ و حجۃ الاسلام [illegible]
(۱۲) العرف الشذی علی جامع الترمذی — امالی درس حافظ حدیث علامہ محمد انور شاہ [illegible]
(۱۳) فیض الباری علی صحیح البخاری
(۱۴) انوار المحمود علی سنن ابی داؤد — حضرت شیخ الہند و علامہ کشمیری
(۱۵) آثار السنن للشیخ النیمویؒ — مع تعلیقات غیر مطبوعہ علامہ کشمیریؒ
(۱۶) امالی درس بخاری شریف علامہ کشمیریؒ — ضبط کردہ مرتب انوار الباری شرح اردو صحیح البخاری
(۱۷) بذل المجہود شرح ابی داؤد — للشیخ الحافظ الحجہ مولانا خلیل احمد السہارنپوریؒ

Marfat.com

(۱۸) لامع الدراری علیٰ جامع البخاری — امالی درس الحافظ الحجۃ الشیخ الگنگوہی مع تعلیقات نفیسہ حضرت شیخ الحدیث السہارنپوری
(۱۹) الکوکب الدری علیٰ جامع الترمذی — " " " " " "
(۲۰) اوجز المسالک شرح الموطا للامام مالک — مؤلفہ حضرت العلام شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا السہارنپوری عم فیضہم
(۲۱) امانی الاحبار شرح معانی الآثار — " " الشیخ محمد یوسف امیر المبلغین
(۲۲) الجوہر النقی فی الرد علی البیہقی — للحافظ الحجۃ الشیخ علاء الدین ماردینی (ابن الترکمانی)ؒ
(۲۳) جامع مسانید الامام الاعظمؒ — للمحدث الخوارزمیؒ
(۲۴) کتاب الآثار — للامام ابی یوسفؒ
(۲۵) کتاب الآثار — للامام محمد بن الحسنؒ

آخری گذارش اور شکریہ

اُمید ہے کہ "پیش لفظ" کے اشارات مذکورہ سے آنے والے مقدمہ "تذکرۂ محدثین" کی نوعیت و اہمیت واضح ہوگئی ہوگی۔ مقدمہ کا دوسرا حصہ شائع ہوکر جلد ہی شرح بخاری شریف کا پہلا پارہ پیش ہوگا جس کا محترم ناظرین کو بڑا اشتیاق ہے۔ مقدمۂ انوار الباری کی تاخیر اشاعت سے جس کا واحد سبب کاتب صاحب کے اعذار ہوئے راقم الحروف کو غیر معمولی ندامت و ملال ہے۔

لیکن یوں بھی کسی تحقیقی کام میں وقت صرف ہوتا ہے، دوسری رکاوٹیں بھی پیش آتی ہیں۔ اس لئے محترم ناظرین خصوصاً اُن اکابر و احباب سے جنہوں نے اس کام میں میری ہمت افزائی کی ہے گذارش ہے کہ وہ میری طرف سے پوری طرح اطمینان کریں کہ میں اس کی تکمیل تک پوری کوشش و صرف ہمت سے دریغ نہ کروں گا اور اشاعت کا سلسلہ بھی ان شاء اللہ العزیز بہت جلد باقاعدہ ہوجائیگا۔

اس سلسلہ میں میں اپنے مخلص احباب اور بزرگوں سے خصوصی دعاؤں کا بھی متمنی ہوں اور ان کی توجہات خاصّہ کا بدل ممنون رہوں گا۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

احقر

سید احمد رضا عفا اللہ عنہ،

دیوبند

۱۲ ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حجیت اور دوسرے تمہیدی مباحث

کتاب اللہ اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سب جانتے ہیں کہ قرآن مجید حق تعالیٰ کا ایک منضبط و جامع قانون ہدایت ہے جس کی تمام تصریحات و اشارات واجب العمل ہیں لیکن ظاہر ہے کہ دنیا کے بادشاہوں کا کلام بھی ہر شخص نہیں سمجھ سکتا، اُس کو زیادہ سمجھنے والے مقربین بارگاہ سلطانی ہوتے ہیں، پھر درجہ بدرجہ دوسرے طبقوں کے لوگ سمجھتے ہیں۔ اسی پر اس کلام مقدس و معظم کو قیاس کر لیجئے جو سارے جہانوں کے بادشاہوں کے شہنشاہ اعظم کا کلام بلاغت نظام ہے۔ اسی لئے اس کا مخاطب اولیں اُس ذات بابرکات سے ہوا جو اولین و آخرین کا سردار اور تمام علمی و عملی کمالات کا مظہر اتم تھا، جو سارے انبیاء سے پہلے نبی تھا، اور سب کے مدارج و احکام کا خاتم و ناسخ بھی وہی ہوا۔ جو دنیا والوں کی اصطلاح سے "امی" تھا مگر علام الغیوب نے اپنی شان کریمی سے اس کو وہ علوم عطا فرمائے تھے جو اُس سے پہلے کسی کو القاء نہیں کئے گئے اور جن پر اس کا فضل سب سے زیادہ تھا۔

یہی وہ علوم نبوت تھے جن کی بناء پر قرآن مجید جیسی جامع کتاب اللہ کی تبلیغ و تفہیم کا فرض آپ کو سونپا گیا اور ارشاد ہوا وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْہِمْ (ترجمہ، آپ کی طرف خدا کے ذکر و تذکیر کی یہ عظیم الشان کتاب اسی لئے بھیجی گئی ہے کہ آپ لوگوں کو اس کے ارشادات اچھی طرح وضاحت کر کے سمجھائے۔

خیال کیجئے کہ ایک نبی امی کو اپنی افضل ترین اور عظیم ترین جلیل القدر کتاب کی تبیین و وضاحت کی خدمت سپرد کی گئی پھر بھی اگر کوئی کہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کو امت تک پہنچانے کے لئے صرف واسطہ محض تھے اور اس کو سمجھنے کے لئے حدیث کی ضرورت نہیں تو اس کو عقلی فساد کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

پھر اسی پر بس نہیں، اسی قرآن مجید میں آپ کو معلم کتاب و حکمت بھی فرمایا گیا۔ کیا معلم کی حیثیت [illegible] دوسرے درجہ کی ہوتی ہے؟ درحقیقت معلم کے لفظ سے آپ کی خصوصی شان رسالت نمایاں ہے۔

عملی طور سے آپ کی شان رفیع کو اتنا اونچا کیا گیا کہ آپ کے اسوہ حسنہ کو کامل نمونہ قرار دے کر اطاعت خداوندی کا معیار بنایا، تحلیل طیبات اور تحریم خبائث کی نسبت آپ کی طرف فرما کر آپ کے خصوصی منصب رسالت اور اعلیٰ مقام نیابت و خلافت خداوندی کی طرف اشارہ ہوا۔

تمام اختلافات میں آپ ہی کو آخری حکم اور قاضی القضاۃ کا درجہ پوری وسعت قلب و انشراح صدر کے ساتھ تسلیم کرنا ہر امتی کا فرض قرار دیا گیا۔

حق تعالیٰ نے اپنی ذات پر ایمان لانے کے حکم کے ساتھ آپ پر ایمان لانے کا حکم فرمایا اور اپنی اطاعت کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم فرمایا اور آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے مرادف قرار دیا۔

تدوین حدیث قرن اول میں؟

مذکورہ بالا بیان سے حدیث رسول کی حجیت اور اس کا تشریعی مرتبہ واضح ہوا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چونکہ قرآن مجید کے جمع وکتابت کا اہتمام زیادہ ضروری تھا، اس لئے اسی کو لکھا گیا اور ابتدا میں حدیث کی کتابت سے روکا بھی گیا۔ تاکہ قرآن وحدیث میں اختلاط نہ ہو جائے، دوسرے اس لئے بھی اس کی ضرورت نہ تھی کہ صحابہ کے حافظے قوی تھے، جو احادیث انھوں نے سنی تھیں ان کے سینوں میں محفوظ تھیں، ان کے ضائع ہونے کا خطرہ نہیں تھا اسی لئے صرف لکھنے کی ممانعت کی تھی، زبانی طور سے ایک دوسرے کو حدیث روایت کرنے کی ممانعت نہ تھی۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" کہ مجھ سے سنی ہوئی چیزوں میں سے سوا قرآن کے کچھ مت لکھو اور جو کچھ کسی نے لکھ لیا ہو اس کو مٹا دے، البتہ مجھ سے حدیث کی روایت زبانی کر سکتے ہو اس میں کچھ حرج نہیں۔ اور جو شخص میری طرف جھوٹ بنا کر حدیث منسوب کریگا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا ئیگا۔"

قرون ثلاثہ

واضح ہو کہ قرون ثلاثہ سے وہ قرون مراد ہوتے ہیں جن کی بابت سرور کائنات علیہ الصلوٰت والتسلیمات نے سب زمانوں سے بہتر و برتر ہونے کی شہادت دی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ ان تین قرن کے بعد جھوٹ کی کثرت ہوگی۔ قرن اول سے مراد زمانہ بعثت مبارکہ سے ۱۱۰ھ تک کا زمانہ ہے جو عہد رسالت و عہد صحابہ کہلاتا ہے۔ قرن دوم ۱۱۱ھ سے ۱۷۰ھ تک ہے، جو عہد تابعین ہے۔ قرن سوم ۱۷۱ھ سے ۲۲۰ھ تک ہے بعض حضرات مثلاً شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ وغیرہ نے قرن سوم کی مدت ۲۶۰ھ تک قرار دی ہے۔

اجازت کتابت حدیث

اس کے بعد جب قرآن مجید کے حفاظ صحابہ میں کثرت سے ہو گئے اور قرآن کے ساتھ غیر قرآن کے اختلاط کا اندیشہ باقی نہ رہا تو معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ نے کتابت حدیث کی بھی اجازت فرما دی تھی چنانچہ حضورؐ ہی کے زمانہ میں حدیث کے نوشتوں کا بھی وجود ملتا ہے۔

بخاری میں ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس ایک صحیفہ تھا جس میں کچھ احادیث لکھی ہوئی تھیں۔ اور بخاری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز طویل خطبہ دیا جس میں حرم مکہ کا بھی بیان تھا۔ راوی حدیث مذکور ابوہریرہؓ نے بتلایا کہ ایک یمنی شخص نے حضور علیہ السلام سے درخواست کی کہ یہ میرے لئے لکھوا دیجئے۔ آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اس کے لئے لکھدو۔

ابوہریرہؓ ہی بخاری کتاب العلم میں راوی ہیں کہ مجھ سے زیادہ کسی کو صحابہ میں سے احادیث یاد نہ تھیں سوا عبداللہ بن عمروؓ کے کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔

اور ان ہی عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے سنن ابی داؤد میں روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ بھی سنتا تھا سب لکھ لیا کرتا تھا۔ تو ایک دفعہ قریش نے مجھے روکا کہ تم حضور کی ہر خبر سن کر لکھ لیتے ہو حالانکہ حضورؐ بشر ہیں کبھی آپ حالت غضب میں بھی کلام کرتے ہیں جیسا کہ حالت رضا میں۔ مطلب یہ تھا کہ حالت غضب کا کلام نہ لکھنا چاہیئے، میں نے اس کے بعد لکھنا چھوڑ دیا اور حضورؐ سے یہ بات عرض کی۔ اس پر آپ نے اپنے دہن مبارک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ تم لکھا کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھ سے کوئی بات سوائے حق کے صادر نہیں ہوتی۔

Marfat.com

ایک روایت علامہ ابن عبد البر نے بھی جامع بیان العلم میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "علم کو لکھ کر محفوظ کرو"۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی احادیث وارد ہیں جو سنن دارمی اور جامع بیان العلم میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

نشر و اشاعتِ حدیث

اوپر کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ گو کتابت حدیث کا سلسلہ عہد رسالت میں شروع ضرور ہو گیا تھا مگر عام طور سے اس کا رواج نہیں ہوا اور نہ تدوین حدیث اس دور میں ہو سکی بلکہ خلفائے راشدین کے عہد میں بھی نہیں ہوئی۔ البتہ موافق فرمان رسالت تحدیث و روایت کے ذریعہ احادیث کی نشر و اشاعت کا اہتمام برابر جاری رہا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ترویج سنت و اشاعت حدیث کی ترغیب فرمایا کرتے تھے۔

ایک بار جب وفد عبد القیس حاضر خدمت ہوا تو آپ نے اُن کو چار باتوں کا حکم فرمایا اور چار باتوں سے منع فرمایا تو [illegible] ان باتوں کو یاد کر لو اور دوسرے لوگوں کو بھی پہنچا دو۔ (بخاری باب ادا ء الخمس من الایمان)

ایک مرتبہ فرمایا "خدا اس بندے کو خوش عیش کرے جو میری بات سن کر یاد کرے اور دوسروں تک پہنچائے کیونکہ بہت [illegible] کی سمجھ کی باتیں کم سمجھ والے کے پاس ہوتی ہیں وہ دوسرے زیادہ سمجھ والے کے پاس تک پہنچا دیں تو اس کو زیادہ نفع پہنچتا ہے" (مشکوٰۃ [illegible])

صحابہ میں مکثرین و مقلین

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں کثرت سے روایت حدیث کرنے والے [illegible] بھی مگر کبار صحابہ میں اکثریت اُن ہی حضرات کی ہے جو روایت حدیث [illegible] شدید احساس کی وجہ سے اس سے احتراز کرتے تھے۔

قلت روایت

(حضرت عثمانؓ) ابن سعد اور ابن عساکر نے عبد الرحمن بن حاطب سے روایت [illegible] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ بہتر طریقہ پر حدیث بیان کرنے والا [illegible] بیان کرتے تھے تو پوری پوری نقل کیا کرتے تھے مگر وہ بہت کم روایت کرتے تھے [illegible]

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ

بخاری میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر سے پوچھا گیا کہ آپ [illegible] حدیث کیوں نہیں کرتے؟ تو فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] یعنی اوروں سے زیادہ یا اُن کے برابر حدیث روایت کر سکتا ہوں مگر میں نے حضور سے حدیث [illegible] من النار سنی ہے" یعنی اس کی وجہ سے ڈرتا ہوں اور کم روایت کرتا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

آپ سے لوگوں نے درخواست کی کہ حدیث بیان کیجئے [illegible] ہوتا کہ حدیث میں مجھ سے کمی بیشی ہو جائے گی تو میں تم سے ضرور [illegible] (طبقات ابن سعد)

حضرت ابن مسعودؓ

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے بارہ میں ہے کہ وہ الفاظ کی کمی بیشی کے ڈر سے روایت حدیث میں بڑے محتاط تھے اور بہت کم روایت کرتے تھے اور اپنے شاگردوں کو بھی روایت حدیث میں بہت زیادہ احتیاط کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ ابو عمرو شیبانی سے نقل ہے کہ میں ایک سال تک حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ کی خدمت میں

Marfat.com

حاضر رہا۔ دیکھا کہ شاذ ونادر کبھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرکے حدیث بیان کرتے تھے تو ان پر خوف وخشیۃ کے باعث کپکپی طاری ہوجاتی تھی اور فرماتے کہ ایسا ہی یا اسی جیسا یا اسی کے قریب حضور نے ارشاد فرمایا تھا۔ خوف کا سبب یہ تھا کہ مبادا حضور کی طرف کسی جھوٹ یا غلط بات کی نسبت ہوجائے اور وہ جھوٹ پھیل جائے۔

حضرت امام اعظمؒ

تقریباً یہی حال امام اعظم کا بھی تھا کہ وہ بھی ان اکابر صحابہ کی طرح غلبہ خشیۃ اور غایت ورع کی وجہ سے روایت حدیث سے بہت احتراز کرتے تھے اور روایت حدیث کی سخت سخت شرائط رکھتے تھے جو دوسرے ائمہ اور بعد کے محدثین کے یہاں نہیں تھیں، اس کی تفصیل ہم امام صاحب کے حالات میں کریں گے۔

صحابہ میں کثرت روایت

دوسری طرف حضرت ابوہریرہ وغیرہ صحابہ بھی تھے جو بڑی کثرت سے روایت حدیث کرتے تھے اور حضرت ابوہریرہ رضی کی کثرت روایت پر تو کچھ کو اعتراض بھی ہوا، چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں ابوہریرہ رض نے بڑی کثرت سے احادیث روایت کردی ہیں۔ اگر قرآن مجید میں دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں ایک حدیث بھی روایت نہ کرتا۔ پھر وہ آیات تلاوت کرتے تھے جن میں حق تعالیٰ نے کتمان حق وہدایت پر وعید فرمائی ہے۔

اور یہ بھی فرمایا کہ ہمارے بھائی مہاجرین تو بازاروں میں کاروبار کرتے تھے اور انصار بھائی اپنے دھندوں میں پھنسے رہتے تھے ایک ابوہریرہ تھا جس کو اپنے پیٹ کے لئے کچھ کھانے کو مل گیا تو غنیمت ورنہ اس سے زیادہ کی فکر بھی نہ تھی۔ بس اس کا بڑا کام یہی تھا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہے۔ اس کے سامنے وہ باتیں آتی تھیں جو دوسروں کے سامنے نہ آتی تھیں اور اسی لئے وہ ان چیزوں کو حضور اکرم سے یاد کرلیا کرتا تھا جو دوسرے نہیں کرسکتے تھے۔

صحابہ میں فقہاء ومحدثین

صحابہ میں دو قسم کے حضرات تھے۔ ایک وہ جو ہمہ وقت حفظ حدیث اور اس کی روایت میں لگے رہتے تھے۔ اور دوسرے وہ تھے جو نصوص میں تدبر اور غور وفکر کرکے اُن سے احکام جزئیہ نکالتے تھے اور استنباط وتفقہ پر ہی پوری طرح صرف ہمت کرتے تھے اور یہ لوگ احادیث کو پورے تثبت وتحقیق اور مسلّمہ قواعد شریعت پر جانچنے کے بعد معمول بہا بناتے تھے۔

فقہاء کی افضلیت

چنانچہ علامہ ابن قیم نے "الوابل الصیب فی الکلم الطیب" میں حدیث صحیح بخاری مثل ما بعثنی اللہ تعالیٰ بہ من الھدیٰ والعلم کمثل غیث اصاب ارضا..... مثل من فقہ فی دین اللہ تعالیٰ الحدیث نقل کی ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے علوم نبوت وہدایت کی مثال بارش سے دی ہے جو بہترین قابل زراعت وزرخیز زمین پر برسے، کہ باران رحمت سے پوری طرح سیراب ہوکر خوب گھاس، دانہ اور پھل پھول اُگائے اور سب کو اس سے نفع پہونچے۔

ایسے ہی میری امت کے وہ لوگ ہیں جو علوم نبوت سے سیراب ہوکر دوسروں کو اپنی علمی صلاحیتوں، اجتہادی واستنباطی مسائل نصوص شرعیہ سے اخذ کرکے دوسروں کو تعلیم دیں۔ یہ لوگ زمین مذکور کی طرح خود بھی منتفع ہوئے اور دوسروں کو بھی نفع پہونچایا۔ دوسری قسم زمین کی وہ ہے کہ بارش کا پانی اس میں جذب نہ ہوسکا، نہ وہ زمین قابل کاشت ہوئی البتہ

Marfat.com

اس میں وہ پانی رکا رہا اور اس جمع شدہ پانی سے دوسروں نے نفع اٹھایا۔

ایسے ہی میری امت کے وہ لوگ جنہوں نے علم کی باتیں حاصل کیں اور دوسروں کو پہونچا دیں جنہوں نے دینی فہم و سمجھ زیادہ ہونے کی وجہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا۔

تیسری قسم زمین کی وہ بنجر زمین ہے جو نہ قابل کاشت ہی ہے اور نہ وہاں پانی ٹھیر سکتا ہے کہ دوسروں کے کام آئے۔ ان کی مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے خود بھی علوم نبوت و ہدایت سے فائدہ حاصل نہ کیا اور نہ دوسروں کو نفع پہنچا سکے۔ ان کے پاس نہ نقل ہے نہ اجتہاد۔ (بخاری شریف - باب فضل من علم وعلّم)

فقہاء علامہ ابن قیم کی نظر میں

علامہ ابن قیم نے اس حدیث کی پوری وضاحت و شرح کے بعد دوسری حدیث رب حامل فقہ الی من ھو افقہ منہ بیان کرکے کہا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس کو دیکھئے! یہ پوری امت محمدیہ کے عالم ربانی اور ترجمان القرآن ہیں۔ انھوں نے اگرچہ صحابہ سے بہت سی احادیث سنیں مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست روایت حدیث کی تعداد بیس تک بھی نہیں پہنچی۔

خدا تعالیٰ نے اُن کو ایسی دینی سمجھ اور قوت استنباط عطا فرمائی تھی کہ ساری دنیا کو اپنے علم و فقہ سے بھرپور کردیا، ان کے فتاویٰ سات مجلدات کبیرہ میں جمع کئے گئے تھے اور یہ بھی جمع کرنے والوں کی کوتاہی تھی ورنہ وہ علم کے بحر و سمندر تھے، فقہ، استنباط اور فہم قرآن میں سب پر فائق تھے۔

انھوں نے بھی احادیث سنی تھیں جیسے دوسروں نے سنیں اور قرآن مجید کو یاد کیا تھا جیسے اوروں نے یاد کیا تھا لیکن ان کے دل و دماغ کی زمین بہترین و قابل کاشت تھی جس میں انھوں نے نصوص شریعت کی تخم ریزی کی اور اس سے بہترین پھل پھول اگائے وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

حضرت ابوہریرہؓ ان سے زیادہ حافظ حدیث ہیں بلکہ اُن کو حافظ امت کہا جائے تو بجا ہے، جس طرح حدیث سنتے تھے اُس کو بعینہ روایت کیا کرتے تھے اور راتوں کو بیٹھکر درس حدیث دیتے تھے۔ لیکن کہاں ان کے فتاویٰ اور تفسیر اور کہاں حضرت ابن عباس کے فتاویٰ، تفسیر اور فقہی استنباطات!

وجہ ظاہر ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کی پوری کوشش حفظ حدیث اور اس کی بے کم و کاست تبلیغ و روایت پر صرف ہوئی اور حضرت ابن عباس کی پوری توجہ و صرف ہمت تفقہ، استنباط اور نصوص کتاب و سنت کے دریا سے معانی ... احکام کے حوض و نہریں نکالنے کی طرف تھی تاکہ دین قیم کے مخفی خزانے بروئے کار آجائیں۔

مکثرین صحابہ پر فقہاء صحابہ کی تنقید

صحیح روایات میں ایسے واقعات کثرت کے ساتھ ملتے ہیں کہ فقہاء صحابہ نے کثرت سے روایت کرنے والے صحابہ کی روایات پر تنقید کی ہیں خصوصاً ان احادیث پر جو اصولی قواعد شرع کے خلاف کسی مضمون کی حامل تھیں اور اس سلسلہ میں حضرت ابوہریرہ کی مشہور روایت بطور مثال پیش ہے کہ

Marfat.com

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد انھوں نے نقل کیا کہ آگ سے پکی ہوئی چیز کے استعمال سے وضو جاتا رہتا ہے حضرت ابن عباس رضی نے اعتراض کیا کہ کیا گرم پانی سے وضو کرنے کے بعد پھر سے وضو کرنا پڑیگا۔ یہ ایک اصولی اعتراض تھا کہ حضورؐ کا فرمان اصول وقواعد شرعیہ کے خلاف نہیں ہو سکتا لہٰذا اس کا جواب اصول وقواعد شرعیہ سے تو ممکن نہ تھا اس لئے حضرت ابوہریرہؓ بولے :- "اے میرے بھتیجے! جب تم کوئی حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنا کرو تو اس کے خلاف معارضہ کرنے کو مثالیں مت نکالا کرو"۔

اسی طرح سیدۃ فقہاء امت حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی کے استدراکات حضرت ابوہریرہ رضی اور دوسرے صحابہ کی حدیثی روایات پر مشہور ہیں جن میں سے اکثر کا ذکر علامہ سیوطی نے عین الاصابہ فیما استدرکتہ السیدۃ عائشۃ علی الصحابہ میں کیا ہے

یہاں سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ قرن اول میں اعتراض اگر ہوا تو فقہاء صحابہ کی طرف سے بغیر فقہ روایت حدیث کرنے والوں پر ہوتا تھا اور یہی صحیح مذاق تھا۔ اس کے بعد مذاق بگڑا تو دوسری صدی کے بعد الٹا اعتراض محدثین کی طرف سے فقہاء پر ہونے لگا اور اس میں اس قدر ترقی ہوئی کہ قرن ثانی کے اکابر فقہاء محدثین پر حدیث نہ جاننے یا کم جاننے یا رائے وقیاس سے ترک حدیث کے الزامات لگائے گئے اگر یہ مذاق صحیح ہوتا تو وہ محدثین صحابہ بھی فقہاء صحابہ کو اسی طرح مطعون کر سکتے تھے۔

اس کے برعکس اس دور علم وصلاح میں فوقیت فقہاء صحابہ ہی کے لئے مسلم تھی، چنانچہ علامہ ابن قیم نے بھی حدیث مذکور کی وضاحت کے سلسلہ میں حضرت ابن عباس رضی کو حضرت ابوہریرہؓ پر فضیلت دی۔

عہد رسالت میں کتابت حدیث

عرض یہ کیا جا رہا تھا کہ قرن اول میں حدیث کی جمع وتدوین، کتابت وغیرہ قرآن مجید کی طرح باضابطہ عمل میں نہیں آئی اگرچہ روایت وحفظ حدیث کا اہتمام بہت کافی رہا اور کچھ صحابہ کے پاس نوشتہ احادیث بھی ضرور موجود تھیں مثلاً:-

(۱) حضرت علی رضی کے پاس کچھ احادیث لکھی ہوئی تھیں۔ (ابوداؤد)

(۲) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی کے پاس ایک ہزار احادیث کا مجموعہ تھا جس کا نام صادقہ تھا۔ (بخاری، ابوداؤد وغیرہ)

(۳) حضرت انس رضی کے پاس بھی کچھ احادیث لکھی ہوئی تھیں۔ (بخاری)

(۴) قبائل کے نام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین تحریری احکام اور معاہدات حدیبیہ وغیرہ۔ (طبقات ابن سعد)

(۵) مکاتیب مبارکہ بنام سلاطین وامراء دنیا۔ (بخاری)

(۶) صحیفہ احکام وصدقات وزکوٰۃ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر بن حزم والی بحرین کو لکھایا تھا۔ اس صحیفہ کو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ۹۹ھ میں آل ابن حزم سے حاصل کیا تھا۔ (دارقطنی)

(۷) عمرو بن حزم والی یمن کو ایک تحریر احکام صلوٰۃ، صدقات، طلاق وعتاق وغیرہ کی دی تھی۔ (کنز العمال)

(۸) حضرت معاذ بن جبل کو ایک تحریر مبارک لکھ کر دی تھی جس میں سبزی ترکاری پر زکوٰۃ نہ ہونے کا حکم تھا۔ (دارقطنی)

(۹) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت سعد بن عبادہؓ، اور حضرت ابوموسیٰ اشعری وغیرہ کے پاس بھی احادیث کے مجموعے تھے۔ (جامع بیان العلم، فتح الباری، مسند احمد وغیرہ)

39393

Marfat.com

(۱۰) وائل بن حجر صحابی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز، روزہ، سود و شراب وغیرہ کے احکام لکھوائے تھے۔ (معجم صغیر)

ضرورت تدوین حدیث

اسی طرح قرن اول گذر گیا۔ لیکن ظاہر ہے کہ تدوین حدیث کی ضرورت بلکہ شدید ضرورت سامنے آ کر رہی۔ کیونکہ اول تو بغیر اس کے ضیاع حدیث کا خطرہ تھا، صحابہ کرام جن کے حافظوں پر اعتماد تھا فتوحات کی کثرت کے ساتھ دور دراز ملکوں میں منتشر ہو گئے تھے، وہ اکثر وفات پا گئے۔ تابعین میں وہ قوت حفظ و ضبط نہ تھی کہ عام طور سے اسی پر بھروسہ کیا جا سکے، دوسرے حافظہ کی چیزیں یوں بھی ایک وقت ذہن سے نکل جاتی ہیں، یا کم و بیش ہو جاتی ہیں لکھی ہوئی چیزوں کے برابر وہ محفوظ نہیں ہو سکتیں۔

تدوین حدیث کیلئے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی سعی

اس لئے علماء وقت نے تدوین حدیث اور کتابت کی منظم طور پر ضرورت محسوس کی [illegible] سے پہلے اس ضرورت کا احساس خلیفۂ عادل حضرت عمر بن عبدالعزیز کو ہوا جو امت کے سب سے پہلے مجدد تھے اور ان کی امامت، اجتہاد، معرفت احادیث و آثار مسلم تھی، چنانچہ آپ نے اپنے نائب والی مدینہ ابوبکر حزمی کو فرمان بھیجا کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ، کے آثار جمع کر کے لکھو"۔ (تنویر الحوالک للسیوطی)

مؤطا امام محمد میں اس طرح ہے:۔ "احادیث رسول اور سنن یا حدیث عمر یا مثل اس کے دوسرے صحابہؓ کے آثار سب جمع کر کے لکھو، کیونکہ مجھے علم کے ضائع ہونے اور علماء کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہے"۔

تقریباً یہی الفاظ دارمی نے بھی اپنی سنن میں روایت کئے ہیں۔

حافظ ابن عبدالبر نے تمہید میں امام مالک سے بطریق ابن وہب روایت کی کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز تعلیم حدیث و فقہ کے لئے تمام شہروں کو احکام بھیجا کرتے تھے۔ مدینہ طیبہ کے لوگوں کو عمل بالسنۃ کی تلقین فرماتے اور گذشتہ واقعات ان سے پوچھتے تھے اور ابوبکر حزمی کو حکم دیا تھا کہ احادیث جمع کر کے لکھوائیں اور ان کے پاس ارسال کریں۔

ابوبکر حزمی نے بہت سی کتابیں لکھوائیں لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز کی زندگی میں ان کو نہ بھیج سکے۔ حافظ ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم میں نقل کیا ہے کہ ابن شہاب زہری کو بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جمع حدیث کا حکم کیا تھا اور انہوں نے دفتر جمع کئے جن کی نقول حضرت عمر نے اپنی قلمرو میں بھیجائیں۔

حافظ ابن حجر نے ذکر کیا ہے کہ امام شعبی نے بھی احادیث جمع کی تھیں اور غالباً [illegible] ۱۲۰ھ اور پھر ابوبکر حزمی متوفی ۱۲۴ھ نے

ایک اہم مغالطہ

یہاں ایک مغالطہ کا ازالہ ضروری ہے۔ امام بخاری [illegible] میں بطور تعلیق حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے فرمان مذکور کو ذکر کیا ہے۔ اور اس کے بعد [illegible] بڑھایا کہ سوائے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور کوئی چیز نہ لی جائے الخ۔ بعض لوگوں نے سمجھا کہ یہ جملہ بھی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا ہی ہے اور اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو کتاب ابوبکر حزمی نے جمع کی ہوگی اس میں سوائے حدیث رسولؐ کے اور کچھ نہ تھا کیونکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز

Marfat.com

نے اپنے فرمان میں ان کو غیر حدیث لکھوانے سے قطعاً روک دیا تھا۔ حالانکہ یہ ظن فاسد ہے جس کا منشاء مؤطا امام محمد اور سنن دارمی کی روایات مذکورہ سے ناواقفیت ہے کیونکہ ان میں صراحت سے حضرت عمرؓ وغیرہ کے آثار واقوال جمع کرنے کا بھی حکم تھا پھر کیونکر ممکن تھا کہ ابوبکر حزمی حضرت عمر بن عبد العزیز کے فرمان کی تعمیل کرتے اور حضرت عمرؓ و بقیہ خلفاءؓ کے آثار واقوال نہ لکھتے۔

اس کے بعد قدرتی طور پر یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ امام بخاری نے یہ جملہ کیوں بڑھایا اور اس کی بناء کیا ہے؟ شاید کسی روایت میں حضرت عمر بن عبد العزیز کے فرمان مذکور کی عبارت ناقص نقل ہوئی اسی لئے غیر حدیث لکھنے کی ممانعت سمجھ لی گئی، یا اتنا ٹکڑا روایت کا امام بخاری کی شرط پر صحیح نہ تھا۔ لیکن اس صورت میں بھی زیادہ سے زیادہ یہ کہ "غیر حدیث" کا قبول و عدم قبول دونوں برابر مساوی ہی رہتے یا دوسری صدی کے بعد جو آثار صحابہ اور تعامل کی حجیت کو گرایا گیا اسی کی یہ تمہید ہو کہ ایسی روایات پر پہلے ہی سے کڑی نظر رکھی جائے۔ واللہ اعلم بما فی الصدور۔ امام بخاری نے "لا یقبل" کا اضافہ شاید اس لئے کیا ہو کہ وہ آثار صحابہ کو حجت نہ سمجھتے تھے۔

آثارِ صحابہ قرنِ ثانی میں

واضح ہو کہ تمام کتب حدیث مدونۂ قرن ثانی میں احادیث اور اقوال صحابہ و تابعین ساتھ ساتھ ذکر ہوتے تھے جیسا کہ امام اعظم کی کتاب الآثار اور امام مالک کی موطا سے ظاہر ہے لیکن قرون مشہود لہا بالخیر کے بعد عدم قبول اقوال صحابہ کا نظریہ پیدا ہوا۔ بہت سے محدثین نے فقہاء امت کے طرز و طریق سے اعراض کیا، توارث سلف کو نظر انداز کیا اور صحت و ضعف حدیث کو صرف اسناد پر موقوف کر دیا گیا یعنی حدیث کو جو قوت آثار و اقوال صحابہ یا تعامل سلف سے مل سکتی تھی اس کے دروازے بند کر دیئے گئے۔

قرون مشہود لہا بالخیر سے جدا طریقہ

قرون مشہود لہا بالخیر کے طور و طریق سے جدا طریقہ اپنا لیا گیا۔ پھر اس کے جو مضار و مفاسد سامنے آئے وہ اہل علم سے مخفی نہیں اور آئندہ کسی موقع پر ہم بھی بیان کریں گے انشاء اللہ

اس موقعہ پر راقم الحروف کو یہ بات بھی کھٹکی کہ امام بخاریؒ نے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی تعلیق ترجمۃ الباب میں ذکر کی اور اس کے ساتھ وہ جملہ بھی بڑھایا جس کا ذکر اوپر کیا گیا۔ مگر آگے اس کی تائید میں کوئی چیز ذکر نہیں کی، نہ اس کا ماخذ بتلایا۔

یہ بحث "ما تمس الیہ الحاجۃ" میں بھی ہے ہم نے کچھ اضافہ و تشریح سے اس کو یہاں لیا ہے

تین بڑے فقہاء

تین بڑے بڑے فقہاء و حفاظ حدیث اور اپنے وقت کے امام و مقتدا، جنہوں نے قرن ثانی میں احادیث رسول و آثار و اقوال صحابہ کو جمع کیا اور ان کو کتابی شکل میں مدون کیا شعبی، مکحول اور زہری ہیں۔

ان میں سے امام شعبی بہ تصریح امام ذہبی، امام اعظمؒ کے شیوخ میں سے ہیں جنہوں نے پانچ سو[5] اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پایا ہے۔

ان کے بعد سراج الامت، فقیہ الملت، حافظ حدیث، امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا دور شروع ہو جاتا ہے جو حسب تصریح اقران و معاصرین امام اُس زمانہ کے تمام فقہاء و محدثین پر اپنے غیر معمولی حفظ، تفقہ اور کمال زہد و ورع کی وجہ سے فائق تھے۔

Marfat.com

امام مسعر کی مدحِ امام اعظمؒ

چنانچہ مشہور حافظ حدیث مسعر بن کدام رحمن کے بارے میں رامہرمزی نے "المحدث الفاصل" میں لکھا ہے کہ جب کبھی امام شعبہ اور امام سفیان میں کسی امر میں اختلاف ہوتا تھا تو دونوں کہتے تھے کہ چلو میزان عدل مسعر کے پاس چل کر ان سے فیصلہ کرائیں حالانکہ ان دونوں اماموں کو بھی امیر المومنین فی الحدیث کہا جاتا تھا، یہ مسعر کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ کے ساتھ حدیث کو طلب کیا تو وہ ہم پر غالب آگئے۔ اور زہد و تقوی میں چلے تو اس میں بھی ہم سے فوقیت لے گئے اور فقہ میں بھی اُن کے ساتھ ہوئے تو اس کا حال تم خود دیکھ رہے ہو (کہ اس میں ان کی فوقیت سب پر روشن ہے)۔

امام اعظم شاہانِ شاہ حدیث

اور اسی جلالت قدر کے باعث شیخ الاسلام امام الحدیث عبداللہ بن یزید کوفی جب امام صاحب سے روایت حدیث کرتے تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ ہم سے حدیث بیان کی شاہانِ شاہ نے۔ جس کو خطیب وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے۔

حافظ سمعانی نے اپنی کتاب "الانساب" میں کہا۔ "امام صاحب طلب علم کی راہ میں چلے تو اتنے آگے بڑھے کہ انھوں نے علم کے وہ مدارج حاصل کئے جو کسی دوسرے کو حاصل نہ ہو سکے"۔

امام یحییٰ بن سعید القطان کی رائے

امام جرح و تعدیل یحییٰ بن سعید القطان نے فرمایا کہ:۔ "واللہ ابو حنیفہ اس امت میں علوم قرآن و حدیث کے سب سے بڑے عالم تھے"۔

اس کو محدث شہیر مسعود بن شیبہ سندی نے مقدمہ کتاب التعلیم میں امام طحاوی کی کتاب سے نقل کیا جس میں انھوں نے اصحاب حنفیہ کے مناقب جمع کئے ہیں۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ "مجلس علمی کراچی" میں موجود ہے خدا کرے اس کی طبع و اشاعت جلد ہو سکے۔

ان ہی یحییٰ القطان سے علی بن المدینی (شیخ اعظم بخاری)، امام احمد اور یحییٰ بن معین دست بستہ حاضرِ خدمت رہ کر استفادہ علوم کیا کرتے تھے۔

امام اعظم اور تدوین حدیث

امام اعظم نے باوجود اس قدر علم و فضل و تفوق کے برسوں کی چھان بین اور تحقیق و تفحص کے بعد "کتاب الآثار" تالیف کی جس کو امام صاحب نے بہ تصریح امام موفق مکیؒ چالیس ہزار احادیث سے منتخب کیا تھا اور آپ سے آپ کے تلامذہ کبار امام زفرؒ امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ اور امام حسنؒ بن زیاد وغیرہ محدثین و فقہاء نے اس کو روایت کیا۔

مناقب امام اعظم للموفق ہی میں ہے کہ امام صاحبؒ نے یہ بھی فرمایا کہ "میرے پاس ذخیرہ حدیث کے بہت صندوق ہیں جن میں سے بہت تھوڑا حصہ انتفاع کے لئے نکالا ہے"۔

امام صاحب نے حسب تصریح مورخین چار ہزار ائمہ حدیث سے احادیث کا ذخیرہ جمع فرمایا تھا۔ یحییٰ بن نصر کا بیان ہے کہ میں ایک بار امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو ایک گھر میں پایا جو کتابوں سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے عرض کیا یہ کیا ہے؟ فرمایا "یہ احادیث ہیں جن کی تحدیث میں نے نہیں کی بجز ان تھوڑی حدیثوں کے جن سے لوگوں کو نفع ہو"۔ (مقدمہ کتاب الآثار)

امام شعرانی نے "میزان" میں یہ بھی بتایا کہ امام ابو حنیفہؒ احادیث رسول پر عمل سے قبل یہ ضروری سمجھتے تھے کہ صحابہ سے اُن کو روایت کرنے والے بھی متقی و پرہیز گار حضرات ہوں)۔

Marfat.com

امام سفیان ثوریؒ کی شہادت

امام سفیان ثوری رح کہا کرتے تھے کہ ابوحنیفہ رح علم حدیث کے اخذ میں غیر معمولی طور پر محتاط تھے وہی احادیث لیتے تھے جن کو روایت کرنے والے ثقہ ہوتے تھے اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کو لیتے تھے۔ باوجود اس کے کچھ لوگوں نے ان پر تشنیع کی خدا ہمیں اور اُن کو بخش دے۔

امام وکیع کی شہادت

امام حدیث وکیع نے کہا: "امام ابوحنیفہ سے حدیث کے بارے میں اس درجہ کی احتیاط و ورع پائی گئی جو اور کسی سے نہیں ہوئی۔ امام وکیع وغیرہ سے امام اعظم کی مدح و توصیف کے تفصیلی بیانات امام صاحب کے مستقل تذکرہ میں آئیں گے۔ اور امام صاحب کے بارے میں جو ترمذی میں وکیع کا قول نقل ہوا ہے اس پر بھی ہم مفصل بحث کریں گے انشاء اللہ تعالی۔ یہ وکیع وہ ہیں جن کے بارے میں امام احمدؒ نے فرمایا کہ وکیع سے زیادہ علم جمع کرنے والا اور حدیثیں یاد کرنے والا میں نے نہیں دیکھا۔ اصحاب صحاح ستہ امام شافعی و امام احمد وغیرہ کے شیوخ کبار میں ہیں۔

امام علی بن الجعد

امام بخاری کے شیخ مشہور محدث علی بن الجعد کہتے تھے کہ جب کبھی امام ابوحنیفہ رح کوئی حدیث لاتے ہیں تو موتی کی طرح صاف لاتے ہیں۔

غرض یہ امام صاحب کی کتاب الآثار علم حدیث کی سب سے پہلی تصنیف ہے جس میں امام صاحب نے احادیث صحاح اور اقوال صحابہ و تابعین ترتیب فقہی پر جمع کئے۔ پھر آپ کے بعد امام مالک کی مؤطا اور امام سفیان ثوری کی جامع مرتب ہوئی اور ان تینوں کے نقش قدم پر بعد کے محدثین نے کتب حدیث تالیف کیں۔

علامہ سیوطیؒ نے تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ میں بھی یہی تحقیق مذکور ذکر کی ہے اور کہا کہ امام صاحب کے مناقب میں سے یہ بھی ہے کہ علم شریعت کو سب سے پہلے امام صاحب نے ہی مدون کیا اور ترتیب ابواب سے مرتب کیا۔ پھر ان کی اتباع میں امام مالک نے مؤطا ترتیب دی اور امام صاحب سے اس بارے میں کوئی سابق نہیں ہوا

امام مسعود بن شیبہ نے امام طحاوی کے حوالہ سے نقل کیا کہ امام سفیان ثوری نے علی بن مسہر کے ذریعہ امام ابوحنیفہ کی فقہ حاصل کی اور ان کے ساتھ مذاکرات کرتے تھے اور ان ہی علوم کی مدد سے انھوں نے "جامع" تالیف کی۔ (ماتمس الیہ الحاجۃ ص۱۲)

امام علی بن مسہر

یہ علی بن مسہر وہی ہیں جن کے بارے میں امام صیمری نے فرمایا کہ ان سے امام سفیان نے امام صاحب کے علوم حاصل کئے اور ان کے پاس سے امام صاحب کی کتابیں لکھیں۔ اور علامہ قرشی نے جواہر مضیئہ میں کہا کہ وہ امام وقت و حافظ حدیث تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے فقہ و حدیث کو جمع کیا اور اسی طرح تذکرۃ الحفاظ میں ہے۔

بہ تصریح امام ذہبی و علامہ سیوطی تذکرۃ الحفاظ و تاریخ الخلفاء میں ہے کہ اسی زمانہ میں بڑے بڑے فقہاء و محدثین نے تدوین حدیث و آثار کا کام کیا اور کثرت سے تصانیف ہوئیں۔

دوسری صدی کے نصف آخر میں امام اعظمؒ اور امام مالک کے بڑے بڑے اصحاب و تلامذہ نے حدیث و فقہ میں بہت کثرت سے چھوٹی بڑی تصانیف کیں چنانچہ امام ابویوسفؒ کی تالیفات تو غیر معمولی کثرت سے بتائی جاتی ہیں جن میں سے اکثر کا ذکر فہرست ابن ندیم میں ہے اور امالی ابی یوسف کا تذکرہ کشف الظنون میں ہے کہ وہ تین سو مجلد میں تھیں۔ حافظ قرشی نے جواہر مضیئہ میں کہا کہ جن لوگوں نے امام ابویوسف کے امالی روایت کئے ہیں ان کی شمار نہیں ہو سکتی۔

Marfat.com

امام اعظم کی کتاب الآثار

ان کی ہی تالیفات میں سے "کتاب الآثار" بھی ہے جس کو امام اعظم نے روایت کیا ہے اور "اختلاف ابی حنیفۃ وابن ابی لیلیٰ" اور "کتاب الرد علی سیر الاوزاعی" یہ تینوں کتابیں "ادارۂ احیاء المعارف النعمانیہ" حیدرآباد دکن سے شائع ہوئیں جن کی تصحیح تحشیہ اور مقدمہ کی گراں قدر خدمات حضرت مولانا ابوالوفا افغانی دامت فیوضہم نے انجام دیں اور کتاب الخراج (طبع مصر) وغیرہ ہیں۔

یہ وہی کتاب الآثار ہے جس کو ہم نے لکھا تھا کہ سلسلۂ تدوین حدیث کی سب سے پہلی خدمت ہے جو امام اعظم کے مناقب علیہ اولیہ میں شمار کی گئی ہے اور موطا امام مالک وغیرہ سب اس کے بعد کی ہیں۔ اسی طرح امام محمدؒ کی تالیفات فقہیہ طور میں آئیں جن کا تفصیلی ذکر ان کے حالات میں مستقل طور سے آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

غرض یہ کہ قرن ثانی ہی میں امام اعظمؒ، امام مالکؒ اور ان دونوں کے اصحاب کے ذریعہ حدیث وفقہ کی خدمت تصانیف کثیرہ سے اور تدوین فقہ حنفی ومالکی احادیث اور آثار صحابہ وتابعین کی روشنی میں ہو چکی تھی اور ان حضرات نے پوری دنیا کو علم فقہ وحدیث کی روشنی سے منور اس وقت کر دیا تھا کہ ابھی امام بخاریؒ ومسلمؒ اور دوسرے محدثین اصحاب صحاح اس دنیا میں تشریف بھی نہ لائے تھے

وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

قرن ثانی میں اسلامی دنیا

شاید کوئی خیال کرے کہ اس وقت "اسلامی دنیا" کا رقبہ بہت مختصر ہوگا اس لئے ذرا اس کی سیر بھی علامہ ذہبی کے بیان کی روشنی میں کیجئے [illegible]

"اس طبقہ کے زمانہ میں اسلام اور اہل اسلام کی بہت بڑی عزت وشوکت تھی [illegible] ساری دنیا پر لہرا رہے تھے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں [illegible] تھے حق کی آواز بلند کرنے والے بکثرت موجود تھے عباد وزہاد [illegible] واس کی زندگی گذار رہے تھے [illegible] سے لیکر اشیا کے ملک چین کے قریب تک [illegible] تھے

"اس زمانہ کے خلیفہ ابوجعفر منصور عباسی تھے جس کے عظمت [illegible] ادب اور رعب وجلال بے مثال تھے پھر اس کا بیٹا مہدی [illegible] کے استعمال میں مشہور ہوا۔ پھر اس کا بیٹا ہارون رشید [illegible] غزا کے کارنامے تعظیم حیا [illegible] علمی وادبی اعلیٰ [illegible] شوکت ودبدبہ بے نظیر تھے۔ اس دور کے [illegible] علماء نحاۃ میں عیسیٰ بن عمر وخلیل بن احمد وحماد بن سلمہ جیسے [illegible] جیسے بہت تھے۔ شعراء میں مروان بن ابی حفصہ [illegible] امام مالک اور امام اوزاعی جیسے ائمہ [illegible]

تدوین حدیث کے تین دور

تدوین حدیث [illegible]

Marfat.com

تدوین حدیث وکتابت سنن وآثار کے لئے وہ تھا جو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے کیا انھوں نے مجموعہ حدیث تالیف کیا جس کا نام "صادقہ" رکھا تھا اور ان کی طرح دوسرے حضرات صحابہ نے بھی انفرادی طور سے اس خدمت کو انجام دیا۔

دوسرا اقدام حضرت عمر بن عبدالعزیز رح کے دور میں ہوا اور امام شعبی، زہری و ابوبکر حزمی نے احادیث وآثار کو جمع کیا اگرچہ ترتیب وتبویب اس دور میں بظاہر نہ تھی۔

تیسرا قدم امام اعظم رح نے کتاب الآثار کی تالیف سے اٹھایا جس میں احادیث ماثورہ اور فتاوی صحابہ وتابعین کو جمع کیا اور ترتیب تبویب فقہی کی بھی طرح ڈالی جس کی متابعت میں بعد کو امام مالک اور دوسرے معاصرین محدثین وفقہاء نے تالیفات کیں۔

حدیث مرسل وحسن کا انکار

دوسری صدی کے بعد حدیث مرسل وحسن سے استدلال واحتجاج کے خلاف نظریہ پیدا ہوا حالانکہ سلف ومتقدمین ان سے برابر حجت پکڑتے تھے۔

خصوصیت سے امام بخاری رح نے حدیث حسن سے استدلال واحتجاج کا بڑی شد ومد سے انکار کیا جس پر امام وسرتاج غیر مقلدین شوکانی بھی سہارت وخاموش نہ رہ سکے اور نیل الاوطار میں امام بخاری کے خلاف لکھا کہ:۔

اسی طرح اس حدیث سے بھی استدلال واحتجاج درست ہے جس کے حسن ہونے کی تصریح ائمہ معتبرین سے کی ہو کیونکہ حدیث حسن پر عمل جمہور کے نزدیک صحیح ہے اور اس کے خلاف عدم جواز کا فیصلہ صرف بخاری اور ابن عربی نے کیا ہے لیکن حق وہی ہے جو جمہور علماء امت کا فیصلہ ہے۔

قرن ثالث میں حدیث شاذ پر عمل

اس دور میں زیادہ اعتناء طرق حدیث کی طرف ہوا حتی کہ وہ احادیث جو عہد صحابہ وتابعین میں شاذ کے درجہ میں سمجھی جاتی تھیں اور فقہاء صحابہ وتابعین نے ان کو معمول بہا بھی نہیں بنایا تھا مگر طرق حدیث کی زیادتی کے باعث وہ قرن ثالث میں معمول بہا بن گئیں۔

مثلاً حدیث قلتین کہ وہ شاذ تھی اور حسب تصریح ابن قیم وغیرہ سلف میں اس پر عمل بھی نہیں ہوا۔ اس کی ہر طرح حمایت کی گئی اور اس کے خلاف آراء کو گرانے کی سعی کی گئی۔

اس طرح قرن ثالث کے محدثین نے ان تمام احادیث کو جن پر صحابہ وتابعین کے جلیل القدر ارباب فتوی نے عمل نہیں کیا تھا۔ معمول بہا بنا لیا اور اس طریقہ سے ان لوگوں نے سلف کے خلاف کافی اقدامات کئے اور صحابہ وتابعین کے فتاوی واقوال کو اپنی مرویات پر اعتماد کرتے ہوئے نظر انداز کر دیا حتی کہ یہ بھی کہہ دیا گیا کہ ہم بھی آدمی ہیں اور وہ بھی آدمی ہیں، ان کو کوئی ترجیح نہیں ہے۔

عمل متوارث کی حجیت

عمل متوارث عند الفقہاء ہمارے لئے بڑی اہم دستاویز ہے اور اسی سے بہت سی احادیث کی صحت کی جانچ ہو سکتی ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رح نے ازالۃ الخفاء میں لکھا کہ اتفاق سلف اور ان کا توارث فقہ میں اصل عظیم ہے۔

اور امام ابوداؤد نے اپنی سنن کے باب "لحم صید المحرم" میں فرمایا کہ:۔ "جب دو حدیثیں متضاد ہمارے سامنے آئیں تو دیکھا جائے گا

Marfat.com

کہ صحابہ نے کس پر عمل کیا ہے۔"

امام محمدؒ نے امام مالکؒ سے روایت کیا کہ جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے دو مختلف حدیثیں آجائیں اور ہمیں معلوم ہو جائے کہ ابوبکر و عمر نے کسی ایک پر عمل کیا اور دوسری کو چھوڑا ہے تو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ حق ان ہی کے عمل کے ساتھ ہے۔ (التعلیق المجد)

امام بیہقی نے دارمی سے نقل کیا کہ جب ایک باب میں مختلف احادیث ہوں اور راجح کا تعین نہ ہو سکے تو ہم خلفاء راشدین کے عمل کو دیکھیں گے اور اس سے ترجیح دیں گے (فتح الباری)

مشہور امام مجتہد ابوبکر جصاص نے احکام القرآن میں لکھا کہ جب دو متضاد حدیث مروی ہوں تو اگر سلف کا عمل کسی ایک پر معلوم ہو تو وہی برقرار رکھی جائے گی۔

شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر میں لکھا کہ جن چیزوں سے حدیث کی صحت معلوم کی جاتی ہے ان میں سے ایک اس کے موافق علماء کا عمل ہونا بھی ہے۔ علامۂ محدث مولانا حیدر حسن خاں صاحبؒ کا عمل متوارث کی حجیت پر مستقل رسالہ قابل دید ہے (ما تمس الیہ الحاجۃ)

سلف میں باہمی اختلاف رحمت تھا

حدیث صحیح ہے کہ "میری امت کا اختلاف رحمت ہے"۔ اس سے معلوم ہوا کہ فروعی مسائل میں اختلاف امت کے لئے رحمت و سہولت کا باعث ہے چنانچہ قرون مشہود لہا بالخیر میں یہ اختلاف ایسا ہی تھا مگر بعد کے لوگوں نے اس اختلاف رحمت کو اختلاف زحمت بنا دیا اور معمولی معمولی اختلاف پر دوسروں کو ہدف ملامت بنایا، طعن و تشنیع پر کمر باندھی، بہتان و افترا تک بھی نوبت پہنچائی، ایک دوسرے کے خلاف کتابیں تصنیف ہوئیں اور بے تحقیق دوسروں پر غلط مسائل و نظریات تھوپے گئے۔ ایسے ہی وہ اختلاف ہے جو امام اعظم اور آپ کے اصحاب و تلامذہ کے ساتھ پیش آیا۔

امام صاحبؒ نے اپنے زمانہ میں بڑے بڑے فتنوں کا بے جگری سے مقابلہ کیا۔ فرق باطنہ معتزلہ، قدریہ، جبریہ اور دہریہ وغیرہ سے مناظرے کئے، اُن کو دلائل و براہین قویہ سے لاجواب کیا۔ اس سلسلہ میں چونکہ امام صاحبؒ نے بہت سے ضروری عقائد و مسائل کو پوری صراحت و وضاحت سے بیان فرمایا تو اُن کو بھی موجب فتنہ بنا لیا گیا

امام اعظم اور فرقہ مرجئہ

مثلاً امام صاحب نے فرمایا کہ عمل کا درجہ ایمان سے موخر ہے اور گنہ گار مومن بندوں کی عاقبت امر الٰہی پر محول ہے، چاہے تو عذاب دے اور چاہے بخش دے۔ اور معاصی کی وجہ سے کوئی مومن بندہ ایمان سے خارج نہیں ہو جاتا۔ یہ سب اصول چونکہ معتزلہ کے خلاف تھے اور صدر اول میں [illegible] سنت کرتا تھا اس کو وہ مرجی کا لقب دیدیا کرتے تھے، اسی لئے وہ تمام اہل سنت کو ہی فرقہ مرجئہ کہتے تھے۔

اس سے بہت سے اہل ظاہر محدثین نے یہی سمجھ لیا کہ امام صاحب اور مرجئہ کا نظریہ ایک ہی ہے حالانکہ دونوں کے نظریات میں بہت بڑا فرق ہے اور خود امام صاحب جس طرح معتزلہ کا رد کرتے تھے۔ انھوں نے فقہ اکبر وغیرہ میں فرقہ مرجئہ کا بھی رد کیا ہے۔

فرقہ مرجئہ کا مذہب

فرقہ مرجئہ کا مذہب یہ ہے کہ ایمان و عمل دو مختلف چیزیں ہیں اور ایمان و تصدیق کامل ہو تو عمل کا نہ ہونا کچھ ضرر نہیں کرتا یعنی ایک شخص اگر دل سے توحید و نبوت کا معترف ہے اور فرائض ادا نہیں کرتا

Marfat.com

تو وہ مواخذہ سے بری ہے، اس کو کوئی عذاب نہ ہوگا۔

ظاہر ہے کہ اس کا پہلا جزو درست ہے کہ ایمان اعتقاد کا نام ہے جو دل سے تعلق رکھتا ہے اور فرائض و اعمال جوارح سے متعلق ہیں اسی لئے دونوں ضرور مختلف ہیں مگر آگے جو نظریہ امام صاحبؒ کا ہے وہ فرقہ مرجئہ مذکورہ سے بالکل الگ ہے، وہ تارک فرائض اور مرتکب محرمات کو مستحق عذاب سمجھتے ہیں، پھر خواہ اللہ تعالیٰ اُن کو عذاب دے یا بخش دے، اور یہ فرقہ مستحق عذاب ہی نہیں سمجھتا۔

اس معنی سے اگر امام صاحب کو مرجی کہا جائے تو دوسرے بڑے بڑے محدثین بھی مرجی کہلائیں گے جن سے بخاری و مسلم میں سیکڑوں روایتیں موجود ہیں۔

امام صاحبؒ اور امام بخاریؒ

مگر سب سے زیادہ حیرت امام بخاریؒ کے رویہ پر ہے کہ امام صاحبؒ کو مرجی کہہ کر مطعون کرتے ہیں اور دوسرے ایسا ہی عقیدہ رکھنے والوں سے روایات بھی لائے ہیں۔ اسی کے ساتھ یہ کہ غسان کوفی مرجی بھی اپنے مذہب کی ترویج کے لئے امام صاحب کو مرجی مشہور کیا کرتا تھا۔ اسی سے بہت سے لوگوں کو امام صاحب کے بارے میں مغالطہ ہوا۔

امام صاحب کو مطعون و بدنام کرنے کی ایک وجہ اس کے علاوہ یہ ہوئی کہ مامون کے زمانہ میں جن محدثین و رواۃ حدیث کو خلق قرآن کے مسئلہ میں قضاۃ خلافت نے تکالیف پہنچائیں وہ قاضی اکثر حنفی تھے۔ لہٰذا اس کے انتقام میں ان محدثین و رواۃ نے اُن کے مقتدا یعنی امام صاحبؒ پر الزامات لگائے اور امام صاحب سے تکدر رکھنے کی وجہ سے ہی یہ لوگ امام صاحب کے علوم فاضلہ، اُن کے بہترین طریق تفقہ، روایات کو عموم قرآن مجید اور اصول مسلمہ مجمع علیہا پر پیش کرنے کے زرّیں اصول سے بھی منتفع نہ ہوسکے اور اپنے طور پر اصول شریعت وضع کئے جو امام صاحب کے اصول و طریق کار سے بہت کم درجہ کے ہیں۔ اسی لئے بیشتر اکابر فقہاء و مجتہدین کا فیصلہ ہے کہ جو شخص امام صاحب کے علوم سے انتفاع کے بغیر فقہ حاصل کریگا۔ وہ ناقص رہے گا۔

واضح ہو کہ زمانۂ قدیم سے ہی حاملین دین متین کی دو قسمیں رہی ہیں جیسا کہ علامہ ابن قیم نے بھی "الوابل الصیب" ص ۹۳ میں لکھا ہے کہ ایک قسم حفاظ کی تھی جو احادیث کے حفظ وضبط اور سنے ہوئے الفاظ کو بعینہا روایت کرنے پر پوری سعی کرتے تھے لیکن یہ لوگ اُن احادیث یا الفاظ نصوص سے اصول احکام و مسائل کا استنباط و استخراج نہیں کرسکتے تھے جیسے ابوزرعہ، ابوحاتم، ابن وارہ یا ان سے پہلے بندار محمد بن بشار، عمرو الناقد، عبدالرزاق تھے یا ان سے بھی پہلے محمد بن جعفر غندر، سعید بن ابی عروبہ وغیرہ تھے۔

دوسری قسم علماء فقہاء کی تھی جو روایت حدیث کے ساتھ استنباط و فقہ کو جمع کرتے تھے جیسے ائمہ مجتہدین تھے۔

پھر اسی کے ساتھ یہ بھی ہوا کہ بعض محدثین نے ائمہ مجتہدین متبوعین کے خلاف محاذ بنالیا اور ہر طرح سے ان کی عزت و وقعت گرانے کی کوشش کی چنانچہ احمد بن عبداللہ العجلی نے امام شافعی کے بارہ میں لکھا کہ "وہ ثقہ، صاحب رائے متکلم تھے لیکن ان کے پاس حدیث نہیں تھی" (الدیباج المذہب ص ۲۲۹)

ابوحاتم رازی نے کہا کہ "شافعی فقیہ ضرور تھے لیکن حدیث میں ان کی معرفت نہیں تھی" (طبقات الحنابلہ ص ۲۰۲)

حالانکہ یہ باتیں غلط محض اور بقول حافظ ابن قیم مذکورہ بالا فقہاء حدیث و فقہ کے حامل ہوتے تھے کیونکہ تفقہ بغیر حدیث کے

Marfat.com

ممکن ہی نہیں۔ البتہ روایت و حفظ حدیث بغیر تفقہ کے بھی ہوتا ہے۔

اسی طرح امام اعظمؒ کے بارے میں زیادتی ہوئی ہے اور جیسا ان کا مقام و مرتبہ بلند و بالا تھا، ان پر حسد کرنے والے یا نقد و جرح کرنے والے بھی بڑے ہی لوگ تھے جنہوں نے جھوٹوں اور جھوٹوں کی روایات موضوعہ کی آڑ لیکر امام صاحب کو ہدف ملامت بنایا۔

آپ حیرت کریں گے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جن کے غیر معمولی علم و فضل کا امتیاز امام وکیع، عبداللہ بن مبارک، امام احمد بن حنبل، اسحٰق بن راہویہ، مکی بن ابراہیم اور علی بن مدینی وغیرہ کا رہین منت ہے اور یہ سب امام اعظمؒ کے بالواسطہ یا بے واسطہ خوشہ چین ہیں (جس کی تفصیل آگے آئے گی انشاء اللہ) امام اعظم رضی اللہ عنہ کے خلاف نہایت غیر محتاط روش اختیار کی ہے۔

پھر اس سے قطع نظر خود امام بخاریؒ طلب علم کے سلسلہ میں لاتعداد مرتبہ کوفہ آئے گئے ہیں جو امام صاحبؒ کا وطن تھا اور سینکڑوں ہزاروں لوگوں سے امام صاحب کے حالات و سوانح سنے ہوں گے لیکن ان کے مشہور زمانہ حافظہ میں جو چیز قابل ذکر باقی رہی اور جس کو وہ اپنے سارے اساتذہ کو چھوڑ کر صرف حمیدی کے واسطہ سے نقل کر سکے وہ بھی سن لیجئے:۔

تاریخ صغیر میں امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ " میں نے حمیدی سے سنا، کہتے تھے کہ ابو حنیفہ نے بیان کیا میں مکہ معظمہ حاضر ہوا تو ایک حجام سے تین سنتیں پیارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی حاصل ہوئیں۔ جب میں اس کے سامنے حجامت بنوانے کے لئے بیٹھا تو اس نے مجھ سے کہا کہ (۱) آپ قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھئے! (۲) پھر اس نے میرے سر کے داہنے حصے سے شروع کیا (۳) اور اس نے حجامت دونوں ہڈیوں تک بنائی"

اس کو نقل کر کے حمیدی نے کہا:۔ ایک شخص کہ نہ اس کے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنتیں مناسک وغیرہ میں تھیں اور نہ اس کے اصحاب کے پاس تھیں، بڑی حیرت ہے کہ لوگوں نے اس کو خدا کے احکام وراثت، فرائض، زکوٰۃ، صلوٰۃ اور دوسرے امور اسلام میں اپنا پیشوا و مقتدا بنا لیا ہے۔

واقعی بڑی حیرت ہی کی بات بھی تھی کہ دو ثلث دنیا کے علماء، صوفیہ و عبّاد نے تو امام صاحب ایسے کم علم اور حدیث رسولؐ سے ناواقف شخص کی تقلید کر لی اور باقی ایک ثلث نے امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کا اتباع کر لیا اور حمیدی و امام بخاری جیسے ارباب علم و فضل کی کسی نے بھی تقلید نہ کی۔

ایسے ہی کچھ لوگوں نے امام صاحب کی طرف اُن کو بدنام کرنے کے لئے بہت سی جھوٹی باتیں منسوب کیں حتیٰ کہ یہ بھی کہا گیا کہ وہ مذاہب خنزیر بری کو حلال کہتے تھے۔ کچھ حد ہے اس عداوت و حسد کی ؟ ؟

اس کے رد میں علامہ ابن تیمیہ نے منہاج السنہ ص ۲۵۹ ج ۱ میں لکھا کہ:۔

" امام ابو حنیفہ سے اگرچہ کچھ لوگوں کو بعض مسائل میں اختلاف رہا ہے لیکن ان کے فقہ [illegible] کوئی آدمی بھی شک و شبہ نہیں کر سکتا، کچھ لوگوں نے ان کی تذلیل و تحقیر کے لئے ان کی طرف ایسی باتیں بھی منسوب کی ہیں جو قطعاً جھوٹ ہیں جیسے خنزیر بری کا مسئلہ اور اسی جیسے دوسرے مسائل "

امام بخاری نے تاریخ صغیر میں ایک دوسری جھوٹی روایت نعیم بن حماد سے امام صاحب کی تنقیص میں نقل کی ہے حالانکہ نسائی نے اُن کو ضعیف کہا اور ابوالفتح ازدی وغیرہ نے کہا کہ نعیم بن حماد ابو حنیفہؒ کی تنقیص کے لئے جھوٹی روایات گھڑا کرتے تھے۔ اور

Marfat.com

تقویت سنت کے خیال سے حدیثیں بھی بنا لیا کرتے تھے۔

امام بخاریؒ نے باوجود جلالت قدر چونکہ امام صاحب کے بارے میں بہت ہی غیر محتاط رویہ اختیار کیا ہے اسی لئے کبار محدثین نے اس بارے میں ان کی اتباع کرنے سے روکا بھی ہے، چنانچہ علامہ سخاوی شافعی نے اپنی کتاب "الاعلان بالتوبیخ" میں ص۶۵ پر تحریر کیا

"جو کچھ حافظ ابو الشیخ بن حبان نے اپنی کتاب السنہ میں بعض مقتدا ائمہ کے بارے میں نقل کیا ہے یا حافظ ابو احمد بن عدی نے اپنی کامل میں یا حافظ ابو بکر خطیب نے تاریخ بغداد میں یا ان سے پہلے ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں اور بخاری و نسائی نے لکھا ہے اور ایسی چیزیں لکھی ہیں کہ ان کی شان علم و اتقان سے بعید ہیں، ان امور میں ان کی اتباع و پیروی سے اجتناب و احتراز کرنا ضروری ہے۔"

راقم الحروف نے اس سلسلہ میں کافی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور بہت کم لوگوں نے امام بخاری کا نام لیکر اس طرح ان کی اس غلط روش پر نقد کیا ہے۔ اکثر حضرات اجمالی طور سے ضرور ان لوگوں کی غلطی کی طرف اشارات کرتے آئے ہیں جنہوں نے امام صاحبؒ، امام شافعیؒ یا امام احمد وغیرہ کی شان میں تنقیص کا پہلو اختیار کیا ہے۔

پھر ایک زیادہ تکلیف دہ بات یہ ہے کہ خطیب نے کئی سو برس کے بعد حالات لکھے ہیں۔ اتنے عرصہ میں جھوٹ کا شیوع بہت کافی ہو چکا تھا خطیب کو جیسے حالات اچھے برے ملے سب نقل کر دیئے اور راویوں کی چھان بین نہ کر سکے یا نہ کی۔ اگرچہ یہ ان کے محدثانہ و مورخانہ منصب کے خلاف بات تھی۔ اور خطیب کی عادت تھی کہ وہ دوسرے اکابر امت کے خلاف بھی کچھ نہ کچھ اسی طرح گرے پڑے راویوں سے نقل کر گئے ہیں۔

مگر حیرت تو سب سے زیادہ امام بخاری پر ہے کہ ان کا دور امام صاحبؒ سے بہت ہی قریب ہے اور امام صاحب کے زمانہ کے تقریباً سب ہی بڑے بڑے حضرات نے امام صاحبؒ کی بے حد مدح و توصیف کی ہے جس کی تفصیل ہم ذکر کریں گے، پھر امام بخاریؒ کے بڑے بڑے شیوخ امام صاحب کے خاص خاص شاگرد ہیں اور ان سب ہی سے امام صاحب کے بیشمار مناقب منقول ہیں۔

پھر بھی امام بخاریؒ نے کوئی اچھا اثر نہ لیا، نہ ان کی کوئی منقبت اپنی تاریخ میں نقل کرنے کو ملی اور ملیں تو امام حمیدی جیسے متعصب مغلوب الغضب، متشددوں یا نعیم جیسے وضاع لوگوں سے امام صاحب کی تنقیص کی روایات ملیں اور ان کو نمایاں کر کے نقل کرنا ضروری سمجھا

بہر حال امام صاحب کے مراتب عالیہ ان باتوں سے کم نہیں ہو سکتے، بلکہ ان زیادتیوں کے باعث دوسرے مذاہب کے ائمہ کبار ابن عبد البر، ابن حجر مکی، علامہ سیوطی، یافعی، سخاوی، ذہبی جیسے متوجہ ہوئے اور ان محققین نے امام صاحب کی طرف سے حق دفاع ادا کیا جزاھم اللہ خیر الجزاء۔

تفصیل کا موقعہ تو ہر ایک کے مفصل تذکرہ میں آئے گا۔ مگر جب بات یہاں تک آ گئی تو اتنا اور بھی عرض کر دوں کہ حافظ ابن حجر جیسے علامہ فہامہ محقق و مدقق بھی اس سلسلہ میں کافی عصبیت کا شکار ہو گئے یعنی رجال حنفیہ سے تعصب یا حنفی شافعی کا تعصب تو الگ رہا اس کے تو وہ مسلم امام ہیں۔ بعض ہمارے بزرگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ کم از کم امام صاحب کے بارے میں ان کا ذہن صاف ہے اور انہوں نے امام صاحب کی ہر جگہ مدح و توصیف ہی کی ہے مگر مجھے نہایت ہی افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑا کہ پوری بات اس طرح نہیں جس طرح سمجھ لی گئی ہے۔ درحقیقت حسد، عداوت و عصبیت کی عروق اس قدر باریک و مخفی ہوتی ہیں کہ ان کا پتہ لگانا بڑے بڑے آپریشن کے ماہرین

Marfat.com

کے لئے بھی سخت دشوار ہوتا ہے۔

بیشک میں بھی مانتا ہوں کہ امام صاحب کے تذکروں کو اگرچہ انھوں نے دوسرے ان کے شاگردوں کے تذکروں سے بھی مختصر درمختصر کیا ہے مگر کوئی بات خلاف نہیں لکھی لیکن ساتھ ہی یہ بھی دیکھئے کہ جہاں وہ امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ وغیرہ کے حالات بیان کرتے ہیں تو جہاں ان حضرات پر کسی غلط تہمت کا ذکر کرتے ہیں تو ساتھ ہی یہ جملہ بھی چھوٹا سا بڑھا دیتے ہیں کہ ان کے شیخ کے بارے میں بھی یہ بات کہی گئی ہے۔ اب آپ نے دیکھا کہ خطیب اور حافظ ابن حجر میں کتنے قدم کا فاصلہ رہ گیا؟۔

مولانا حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی نور اللہ مرقدہ نے تذکرۂ امام اعظم میں بڑے اطمینان و مسرت کا اظہار کیا ہے کہ خطیب کے بعد اس روش کو دوسروں نے نہیں اپنایا بلکہ اس سے بیزاری کا اظہار کیا ہے، ان ہی لوگوں میں حافظ ابن حجر کا بھی نام لیا ہے، اس لئے مجھے یہ تنبیہ کرنی پڑی۔ واللہ اعلم بما فی صدور عبادہ۔

یہاں کچھ مختصر حال علم و علماء کی فضیلت کا ذکر کرکے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ خیر و برکت کے علمی حالات بیان ہوں گے اور آگے محدثین کے تذکرے ہوں گے۔ واللہ الموفق۔

عِلم اور علماء کی فضِیلت

قال اللہ تعالیٰ

(۱) من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا — جس کو علم و حکمت عطا ہوئی اس کو خیر کثیر دی گئی

(۲) ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون — کیا اہل علم و بے علم برابر ہو سکتے ہیں؟

(۳) یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات — تم میں سے جن کو دولت ایمان عطا ہوئی اللہ ان کے درجے بلند کرے گا [illegible] اور جن کو علم بھی عطا ہوا ان کے درجات و مراتب تو بہت ہی زیادہ [illegible]

قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم

(۱) من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی۔ (متفق علیہ) — جن کے واسطے اللہ تعالیٰ بھلائی چاہتے ہیں [illegible] ہیں علوم نبوت عطا کرنے [illegible]

(۲) فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد — ایک فقیہ [illegible]

(۳) فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم۔ ان اللہ وملائکتہ واھل السموات والارض حتی النملۃ فی جحرہا وحتی الحوت لیصلون علی معلم الناس الخیر (ترمذی) — ایک عالم کی فضیلت [illegible] [illegible] اُن عالموں [illegible]

Marfat.com

عہدِ نبوی میں تعلیمی انتظامات

علم وحکمت، قرآن وحدیث اور فقہی مسائل کی تعلیم و ترویج کے لیے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ ہی میں معلمین، مدرسین و مبلغین کا تقرر فرمایا تھا جس کا اجمالی خاکہ ذیل کے مختصر اشارات سے ہوگا:۔

(۱) انصار مدینہ کے ہمراہ ابن ام مکتومؓ اور مصعبؓ کو روانہ فرمایا کہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں اور مسلمانوں کو قرآن مجید اور احکام اسلام سکھائیں۔ (بخاری کتاب التفسیر۔ کامل ابن اثیر و ابن خلدون)

(۲) بحران والوں کے لیے عمرو بن حزم کو مقرر فرمایا کہ اُن کو قرآن مجید پڑھائیں اور احکام شریعت بتائیں۔ (استیعاب)

(۳) یمن اور حضر موت کیلئے حضرت معاذ بن جبل کو معلم بنا کر بھیجا۔ (ابن خلدون)

(۴) قارہ و عضل دو قبائل اسلام لائے، قرآن کی تعلیم کے لیے یہ چھ اساتذہ مقرر فرمائے۔ مرثد بن ابی مرثد، عاصم بن ثابت، خبیب ابن عدی، خالد بن البکیر، زید بن دثنہ، عبداللہ بن طارق۔

(۵) مدینہ طیبہ تمام علمی و تبلیغی جد وجہد و مساعی کا مرکز تھا جہاں چار بڑے معلم اور ایک خوشنویس کاتب تعلیم کے لیے مقرر تھے اور خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مدیر اعلیٰ اور سرپرست تھے، جیسا کہ بخاری شریف میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "قرآن مجید کی تعلیم ان چار بزرگوں سے حاصل کرو۔ عبداللہ بن مسعود۔ سالمؓ مولی حذیفہ۔ ابیؓ بن کعب، معاذؓ بن جبل۔ اور معلم کتابت عبداللہ بن سعید ابن العاص تھے۔ (استیعاب)

چنانچہ ماہ رمضان ۱۰ھ ہجری میں قبیلہ عامر کے دس نفر ایمان لائے اور مدینہ طیبہ کے مرکزی دار العلوم میں تعلیم حاصل کی۔ حضرت ابی بن کعب اُن کے اُستاذ تھے۔

اور اس سال قبیلہ بنی حنیفہ کا ایک وفد اسلام لایا جنہوں نے دوسرے طلبہ کے ساتھ موصوف ہی کے حلقہ درس میں داخل ہو کر تعلیم حاصل کی۔ (ابن خلدون)

پھر قبیلۂ تمیم کے سترا سّی آدمی اسلام لا کر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو انھوں نے بھی اسی مرکزی دار العلوم میں پڑھا۔ (استیعاب)

اور قبیلۂ بنی سلامان کے سات طلبۂ علم مدینہ طیبہ پہونچے جن کے سردار حضرت خبیب تھے۔ انھوں نے بھی اسی مرکز علم سے خوشہ چینی کی۔ (ابن خلدون)

اس کے علاوہ بہت سے خوش نصیب عالی مرتبت صحابہ ایسے بھی تھے جن کی تعلیم و تربیت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس فرماتے تھے جن کے سر فہرست حضرات خلفاء راشدین، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوذر، حضرت انس وغیرہ ہے، اور حضرت ابو الدرداء نے تمام قرآن مجید حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہی سے یاد کیا۔ (تذکرۂ ذہبی)

یہ سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان انما بعثت معلما کا فیض تھا کہ خود حضورؐ کا امتیاز خصوصی علم و تعلیم کی زیادہ سے زیادہ ترویج و اشاعت تھا، یہی وجہ تھی کہ تھوڑے ہی دنوں میں سرزمین عرب کا جہالت کدہ علوم و فنون کا گہوارہ بن گیا اور ان ہی

Marfat.com

(…)دیوں کی شاگردی ایشیا، افریقہ اور یورپ تک نے اختیار کی۔

اس عہد نبوی ہی کے علمی شوق کا یہ عالم ہوگیا تھا کہ بخاری کتاب المغازی میں ہے کہ عمر بن سلمہ نے بیان کیا:
"میں ۶-۷ سال کا تھا اور میرے والدین اور قبیلہ کے لوگ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے، ہمارا گاؤں مدینہ طیبہ کے راستہ پر تھا، میں ہر روز راستہ پر آکر بیٹھ جاتا تھا اور مدینہ طیبہ سے آنے والے لوگوں سے پوچھ پوچھ کر قرآن مجید یاد کیا کرتا تھا۔ کچھ دن کے بعد جب میرے قبیلہ کے لوگ اسلام لائے اور میں بھی مسلمان ہوا تو وہ لوگ مجھ ہی کو نماز میں امام بناتے تھے کیونکہ میں نے پہلے ہی سے راستہ پر گذرنے والوں سے قرآن مجید کا بہت سا حصہ یاد کرلیا تھا اور مجھ سے زیادہ کسی کو یاد نہ تھا۔"

معجم البلدان میں کوفہ کے بیان میں امام احمد سے سفیان ثوریؒ کا یہ مقولہ نقل کیا ہے۔ "احکام حج کے لیے مکہ، قرأت کے لیے مدینہ و حرام وحلال کے لئے کوفہ مرکز ہے"

مرکز علم کوفہ کے دارالعلوم سے فارغ شدہ علماء

ابن قیم نے امام صاحبؒ کے زمانہ تک ایسے محدثین، فقہاء، مفتیین و قضاۃ کے پانچ طبقے گنائے ہیں۔

(۱) **طبقہ اول میں**:- علامہ شعبی کوفی، علقمہ بن قیس کوفی، اسود بن یزید کوفی، مسروق الاجدع (متبنی حضرت عائشہؓ)، عمرو بن میمون کوفی، عبدالرحمن بن ابی لیلی، عبیدہ بن عمر کوفی، قاضی شریح کوفی، قاضی سلیمان بن ربیعہ کوفی، عبدالرحمن بن یزید کوفی، [illegible] کوفی وغیرہ یہ اکابر محدثین اکابر تابعین سے ہیں جو ابن مسعودؓ اور علیؓ کے خاص شاگرد تھے۔

(۲) **طبقہ دوم میں**:- ابراہیم نخعی، قاسم بن عبدالرحمن بن عبداللہ، ابوبکر بن موسیٰ، محارب بن دثار، حکم بن عتیبہ، جبلہ بن سحیم وغیرہ۔

(۳) **طبقہ سوم میں**:- حماد بن ابی سلیمان، سلیمان اصغر، سلیمان اعمش، مسعر بن کدام وغیرہ

(۴) **طبقہ چہارم میں**:- محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی، عبداللہ بن شبرمہ، قاسم بن معن، سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ، حسن بن صالح وغیرہ

(۵) **طبقہ پنجم میں**:- اصحاب ابی حنیفہ حفص بن غیاث، وکیع بن الجراح، زفر بن ہذیل، حماد بن ابی حنیفہ، [illegible] عافیہ القاضی، اسد بن عمرو، نوح بن دراج القاضی، یحییٰ بن آدم اور اصحاب سفیان ثوری وغیرہ

تہذیب التہذیب میں ہے کہ جب حماد فقیہ العراق حج سے واپس آئے تو فرمایا [illegible] کوفہ کے کمسن لڑکے عطاء، طاؤس، مجاہد محدثین مکہ سے افقہ ہیں۔

صحیح حاکم میں شعبی سے روایت ہے کہ چھ [illegible] قاضی تھے جن میں سے تین مدینہ میں تھے [illegible] اور تین کوفہ میں: علی، ابن مسعود، ابوموسیٰ۔

علامہ عبد بن رجب نے نقل کیا ہے کہ آپ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا گیا، جواب دیا [illegible] کہا اہل شام تو آپ کی [illegible]

Marfat.com

کے خلاف بتلاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "اہل شام کو ایسا مرتبہ کہاں سے حاصل ہوا؟ یہ مرتبہ تو صرف اہل مدینہ و اہل کوفہ کا ہے کہ ان کے اقوال سے حجت پکڑی جائے" (عقود الجواہر المنیفہ)

امام بخاریؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں تحصیل علم کے لئے مختلف شہروں میں گیا ہوں لیکن کوفہ و بغداد تو اتنی بار گیا ہوں کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔

شیوخِ امام اعظم

(۱) **حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:** حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ خیر القرون کے مشاہیر اصحاب فضل و کمال میں حضرت عبداللہ بن مسعود بھی تھے۔ آپ حضرت عمرؓ سے پہلے ایمان لائے تھے اور ایمان لانے کا واقعہ استیعاب میں اس طرح ہے:۔

ایک روز وہ عقبہ کی بکریاں چرا رہے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرف سے گذر ہوا حضورؐ نے ایک بانجھ بکری کو پکڑ کر اس کا دودھ دوہا۔ خود بھی نوش فرمایا اور حضرت ابوبکرؓ کو بھی پلایا۔ اس وقت عبداللہ ایمان لائے اور عرض کیا کہ مجھے قرآن تعلیم فرمایئے! آپؐ نے ان کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا یرحمک اللہ فانک عُلَیم معلم اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے تو دنیا میں علم پھیلانے والا لڑکا ہے۔ پھر حضورؐ نے اُن کو اپنے پاس ہی رکھ لیا تاکہ کسی وقت علیحدہ نہ ہوں اور فرمایا کہ تمہیں اندر آنے کے لئے اجازت کی ضرورت نہیں جب چاہو پردہ اٹھا کر بلا روک ٹوک چلے آیا کرو اور ہماری ہر قسم کی باتیں سنو۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اُسی وقت سے دنیا کے اس مربی اعظم اور سردار اولین و آخرین کی خدمت عالی کو لازم پکڑ لیا، ہر وقت خدمت اقدس میں حاضر رہتے اور علوم نبوت سے دامن مراد بھرتے۔ (استیعاب)

پھر حضرت عبداللہ بن مسعود کا یہ اختصاص اس حد تک ترقی کر گیا تھا کہ صحابہ اُن کو خاندان نبوت ہی کا ایک فرد سمجھنے لگے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ خاص اور خود موصوف کے طلب و شوق علم نے اُن کو اس درجہ پر پہنچایا کہ جب عبدالرحمن بن یزید نے حضرت حذیفہ صحابی سے دریافت کیا کہ صحابہ میں سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اخلاق، اعمال و سیرت کے اعتبار سے سب سے زیادہ اشبہ کون ہے؟ تاکہ ہم ان سے استفادہ کریں۔ تو حذیفہ رضؓ نے فرمایا کہ حضرت ابن مسعودؓ کے سوا کوئی صحابی ان باتوں میں آپ کے ساتھ اشبہ نہیں ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ کی تکمیل علوم کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ ہی میں اُن کو درس و تعلیم کی اجازت عطا فرما دی تھی اور قرآن و حدیث و تعلیم مسائل ہر ایک کے لئے صراحت سے صحابہ کو ارشاد فرمایا کہ ابن مسعود سے حاصل کرو، استیعاب میں ہے کہ ابن مسعود قرآن مجید کے سب سے بڑے عالم اس لئے بھی تھے کہ حضرت جبریل کا معمول تھا کہ رمضان میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک بار قرآن مجید کا دور کرتے تھے لیکن وفات کے سال اسی ماہ میں دو بار دور کیا اور ان دونوں دوروں میں حضرت ابن مسعودؓ موجود تھے۔

Marfat.com

اور پھر ایک بار یہ بھی فرمایا کہ ابن مسعود جن امور کو پسند کریں میں ان کو اپنی ساری امت کے لئے پسند کرتا ہوں اور جن امور کو وہ ناپسند کریں میں بھی انھیں ناپسند کرتا ہوں۔ (کنز العمال۔ اکمال خطیب)

اور علم وفضل، سیرت وکردار کی ان عالی اسناد کے ساتھ حضورؐ نے اُن کو کمال فہم وفراست، اعلیٰ قابلیت، انتظام ملکی، علم سیاست وتدبیر منزل اور معاملہ فہمی کی سند بھی اس طرح عطا فرمائی:-

"اگر میں کسی کو بلا مشورہ امیرالمؤمنین بناتا تو بیشک ابن مسعود اس کے مستحق تھے۔"

کوفہ والوں نے ایک دفعہ فاروق اعظمؓ سے شکایت کی کہ اہل شام کے وظائف میں ترقی کر دی گئی اور ہم محروم رہے، تو انھوں نے فرمایا:-

"اہل شام کے تو وظائف ہی میں ترقی کی گئی لیکن تمہارے علوم میں ترقی کی گئی ہے کیونکہ تمہاری تعلیم کے لئے ابن مسعود کو بھیج دیا گیا ہے جن کے فضل وکمال کا اندازہ اس سے کرو کہ وہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت بھی حاضر رہتے تھے، جب ہم لوگ اپنے کاروبار میں ہوتے تھے، اور جب ہم لوگ پردہ کی وجہ سے اندر نہیں جا سکتے تھے اور وہ اندر ہوتے تھے۔"

یہ ابن مسعود کے لئے فاروق اعظم کی طرف سے علوم قرآن وحدیث سے واقفیت نامہ کی بڑی سند ہے۔ ظاہر ہے کہ جو ہمہ وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر باش رہا۔ اس نے علوم نبوت سے کتنا بڑا استفادہ کیا ہوگا۔

اور ایک دفعہ فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ "ابن مسعود مجسمہ علم ہیں۔"

حضرت علیؓ سے جب حضرت عبداللہ بن مسعود کے علم کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا۔

"ابن مسعودؓ نے تمام قرآن کو پڑھا اور احادیث رسولؐ کو جانا یہی کافی ہے۔"

علامہ ابن قیم نے اعلام الموقعین میں امام مسروق (جلیل القدر تابعی) سے نقل کیا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دیکھا تو ان سب کے علوم کا سرچشمہ چھ صحابہ کو پایا۔ علی، ابن مسعود، عمر، زید، ابوالدرداء اور ابی۔ اس کے بعد پھر دیکھا تو ان چھ کے علم کا خزانہ حضرت علی اور ابن مسعود کو پایا۔ ان دونوں کا بحر علم یثرب کی پہاڑیوں سے اٹھا اور کوفہ کی وادیوں میں برسا ان دونوں آفتاب وماہتاب نے ریگستان کوفہ کے ذرہ ذرہ کو چمکا دیا تھا۔

پھر اس آفتاب خیر وسعادت اور نیر علم وفضل سے علمی دنیا نے کس قدر استفادہ کیا اس کا اندازہ [illegible] سے کیا جائے کہ:-

"کوفہ میں ابن مسعود کے حلقۂ درس میں بیک وقت چار [illegible] طالبہ شریک [illegible] حضرت علی [illegible] کوفہ پہونچے تو ابن مسعود اپنے شاگردوں کو لیکر استقبال کے لئے [illegible] باہر نکلے، تمام میدان طلبہ سے بھر گیا تھا حضرت علیؓ نے اُن کو دیکھ کر فرط مسرت سے فرمایا "ابن مسعود [illegible] کوفہ کو علم وفقہ سے مالا مال کر دیا اور یہ شہر تمہاری وجہ سے علم کا مرکز ہوگیا۔"

Marfat.com

علامہ ابن قیم نے اعلام الموقعین میں لکھا کہ:-

"فن تاریخ کے امام ابن جریر طبری نے لکھا ہے کہ اسلام میں کوئی شخص ابن مسعود کے سوا ایسا نہیں ہوا جس کے درس سے نامور علماء نکلے ہوں اور اس کے مذہب وفتاوٰی کے ساتھ یہ اعتنا کیا گیا ہو کہ ان کو حرف بحرف لکھا ہو۔"

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے ازالۃ الخفاء ص۱۵۵ میں لکھا ہے کہ:-

"ابن مسعودؓ بڑے جلیل القدر صحابی ہیں جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں اور اپنی امت کے لئے اپنے بعد۔ قراءۃ قرآن اور فقہ وتذکیر میں انھیں اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور تمام اصحاب میں سے حضورؐ کی خدمت و صحبت کا شرف اُن کو زیادہ تھا۔"

انبیاء کے بعد انسانی ترقی کا یہ سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے کہ ایک شخص علوم انبیاء کا جانشین ہوا اور آگے چل کر معلوم ہوگا کہ یہی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ امام اعظمؒ کے علمی خاندان کے مورث اعلیٰ ہوئے۔

---

(۲) حضرت علقمہ بن قیس (فقیہ عراق)

جلیل القدر تابعی تھے ۶۲ھ میں وفات پائی حضرت عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، سعدؓ، حذیفہؓ اور دوسرے جلیل القدر صحابہ کی زیارت سے مشرف اور ان کے علوم سے فیضیاب ہوئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کامل ومکمل استفادہ علوم وکمالات کیا اور ان کے بعد ان کی جگہ تعلیم ورشد وہدایت کی مسند پر بٹھائے گئے۔ علامہ ذہبی نے ان کے تذکرہ میں لکھا:-

"انھوں نے ابن مسعودؓ سے قرآن پڑھا، تجوید سیکھی اور تفقہ حاصل کیا اور ان کے تمام شاگردوں میں سب سے زیادہ ممتاز ہیں۔"

جس طرح حضرت ابن مسعودؓ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے علوم، اعمال، اخلاق وعادات کا نمونہ تھے اسی طرح ان امور میں علقمہؒ ابن مسعودؓ کا نمونہ تھے، تہذیب التہذیب میں اعمش سے نقل ہے کہ:-

"عمارہؒ سے ابو معمر نے کہا، مجھے ایسے شخص کے پاس لے چلو جو اخلاق، عادات واعمال میں ابن مسعودؓ کا نمونہ ہو۔ تو عمارہؒ اٹھے اور اُن کو لیکر علقمہ کی مجلس میں جا بیٹھے۔"

ابو المثنیٰ نے فرمایا کہ:-

"جس نے عبداللہ بن مسعودؓ کو نہ دیکھا ہو وہ علقمہ کو دیکھ لے۔ ان دونوں میں کچھ فرق نہیں۔"

علقمہ فارغ التحصیل ہوئے تو حضرت ابن مسعودؓ نے اُن کو مندرجہ ذیل الفاظ میں سند فضیلت عطا کی۔

"میں نے جو کچھ پڑھا اور جو مجھے آتا ہے وہ سب علقمہ پڑھ چکے اور اُن کو آگیا ہے۔"

پہلے معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعودؓ صحابہ میں سب سے زیادہ قرآن وحدیث کے عالم تھے اور انھوں نے اپنے تمام علوم علقمہ کو ودیعت فرمائے تو ظاہر ہے کہ تابعین میں علقمہ سے زیادہ قرآن وحدیث کا عالم نہ تھا۔ علقمہ سے کتب احادیث میں ہزاروں احادیث مروی ہیں

---

(۳) حضرت ابراہیم نخعی (فقیہ عراق)

ولادت ۵۰ھ وفات ۹۶ھ چند صحابہ کرام کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے

Marfat.com

فن حدیث کے امام ہیں اور اس قدر کمال و تبحر حاصل تھا کہ "صیرفی الحدیث" کے خطاب سے مشہور ہوئے۔

ان کے علمی عظمت و جلال کا رعب سلاطین جیسا تھا، حالانکہ شہرت سے بہت بچتے تھے، درس میں بھی ممتاز جگہ نہ بیٹھتے تھے

خلاصۃ التہذیب کے حاشیہ میں ابن شعیب سے نقل ہے کہ بصرہ، کوفہ، حجاز اور شام میں ابراہیم سے زیادہ کوئی عالم نہ تھا۔ ابن سیرین اور حسن بصری بھی علم میں اُن سے زیادہ نہ تھے۔

ان کے انتقال پر علامہ شعبی نے فرمایا تھا کہ "انھوں نے اپنے بعد کسی کو اپنے سے زیادہ عالم نہیں چھوڑا" کوفہ میں بعہدۂ افتا ممتاز تھے اور حضرت علقمہ کے افضل ترین شاگرد تھے، ان کی جگہ یہی مسند علم پر بیٹھے۔

تہذیب التہذیب میں ابوالمثنیٰ سے نقل ہے کہ "علقمہ ابن مسعود کے فضل و کمال اور اعمال کا نمونہ ہیں اور ابراہیم نخعی تمام علوم میں علقمہ کا نمونہ ہیں۔ ان کی وفات کے وقت امام اعظم رح کی عمر ۲۶ سال تھی، امام صاحب نے ان سے بھی روایت کی ہے۔ امام صاحب کے سال ولادت میں اختلاف ہے علامہ کوثری نے ۸۰ھ کو ترجیح دی ہے

(۴) حماد بن ابی سلیمان (فقیہ عراق)

خادم خاص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس اور کبار محدثین زید بن وہب سعید بن جبیر، سعید بن المسیب، عکرمہ، ابو وائل، حسن بصری، عبدالرحمٰن بن بریدہ، عبدالرحمٰن بن سعید اور علامہ شعبی سے روایت کی اور ان کے بھی بڑے بڑے محدثین عاصم، شعبہ، ثوری، حماد بن سلمہ، مسعر بن کدام اور ہشام جیسے ائمہ فن شاگرد ہیں۔

امام بخاری و مسلم نے بھی ان سے روایت کی ہے اور سنن اربعہ میں تو بکثرت ان کی روایات ہیں حضرت ابراہیم نخعی کے تمام شاگردوں سے افقہ ہیں۔

تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ ابراہیم کی حدیثوں کا حماد سے زیادہ کوئی واقف نہ تھا چنانچہ ابراہیم کے بعد ان کی مسند تعلیم پر یہی بٹھائے گئے اور فقیہ العراق مشہور ہوئے۔ (وفات ۱۲۰ھ)

---

(۵) عامر بن شراحیل الشعبی (علامۃ التابعین)

ولادت ۱۷ھ وفات ۱۰۳ھ۔ اُن کو پانسو صحابہ کی زیارت کا شرف حاصل ہے۔ عاصم کہتے ہیں کہ کوفہ، بصرہ و حجاز میں شعبی سے زیادہ کوئی عالم نہ تھا۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ بیس سال سے آج تک کوئی روایت کسی محدث سے ایسی نہیں سنی جس کا مجھے علم نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ صحابی نے ایک بار شعبی کو مغازی کا درس دیتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ "یہ مجھ سے زیادہ مغازی کو جانتے ہیں۔" یہ صحابہ کے سامنے درس دیتے تھے اور صحابہ بھی شریک درس ہوتے تھے

ابو مجاز نے کہا کہ "حضرت سعید بن المسیب مفتی مدینہ، عطاء محدث مکہ، حسن و ابن سیرین محدث بصرہ سب کو میں نے دیکھا مگر شعبی کو ان سب سے زیادہ افقہ پایا۔

ابن عیینہ محدث کہا کرتے تھے کہ ابن عباس، شعبی، سفیان ثوری اپنے وقت میں بے مثل ہوئے ہیں۔ ابو اسحاق کہا کرتے تھے کہ شعبی تمام علوم میں بے نظیر ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ان کو قاضی مقرر کیا تھا۔

Marfat.com

سب سے پہلے علامہ شعبیؒ نے ہی امام اعظمؒ کی غیر معمولی صلاحیتوں کا اندازہ کر کے اُن کو علم حاصل کرنے کا شوق دلایا تھا اور امام صاحبؒ برسوں ان کے حلقۂ درس میں شریک رہے، اسی لئے امام صاحب کے بڑے شیوخ میں ان کا شمار ہے۔

امام صاحبؒ نے دس سال حضرت حماد کی خدمت میں رہ کر فقہ کی تحصیل کی اور دوسرے بزرگوں سے بھی استفادہ کیا اس کے بعد حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور کوفہ میں کوئی محدث ایسا نہ تھا جس سے آپ نے احادیث نہ سنی ہوں۔ ابوالمحاسن شافعی نے امام صاحبؒ کے شیوخ حدیث کے نام گنائے ہیں جن میں سے ۹۳ کوفہ کے ساکن یا نزیل کوفہ تھے جن میں سے امام شعبی کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور چند دوسرے حسب ذیل ہیں۔

---

(۶) سلمہ بن کہیل مشہور محدث و تابعی تھے۔ سفیان (استاد امام شافعیؒ) نے فرمایا کہ سلمہ ایک رکن ہیں ارکان میں سے۔ ابن مہدی کا قول ہے کہ کوفہ میں چار شخص سب سے زیادہ صحیح الروایۃ تھے: منصور، سلمہ، عمرو بن مرہ، ابوحصین۔

---

(۷) سلیمان بن مہران ابو محمد الاعمش الکوفی کوفہ کے جلیل القدر محدث و فقیہ تابعی تھے باوجودیکہ امام صاحب کے اساتذہ کے طبقہ میں تھے اور امام صاحب نے ان سے روایات بھی کی ہیں، مگر امام صاحب کے تفقہ و اجتہاد کے بڑے مداح تھے۔

ایک بار امام صاحب بھی آپ کی مجلس میں تھے کسی نے سوال کیا تو آپ نے امام صاحب ہی کو جواب کے لئے ارشاد فرمایا۔ امام صاحبؒ نے جواب دیا تو اس کو بہت پسند فرمایا اور پوچھا کہ یہ جواب آپ نے کس دلیل سے دیا؟ امام صاحب نے فرمایا کہ فلاں حدیث سے جو آپ ہی سے میں نے سنی ہے، امام اعمش اس پر از حد متحیر ہوئے اور فرمایا کہ "اے گروہ فقہاء! واقعی ہم لوگ تو صرف دوا فروش ہیں اور تم طبیب ہو" (عقود الجواہر المنیفہ)

اسی طرح کا واقعہ امام اعمشؒ ہی کا امام ابو یوسفؒ کے ساتھ بھی پیش آیا تھا کہ امام اعمشؒ نے فرمایا تھا کہ یہ حدیث مجھ کو اس وقت سے یاد ہے کہ تمہاری پیدائش کے آثار بھی نہ تھے لیکن اس کے معانی پر آج تنبہ ہوا۔ بیشک ہم لوگ دوا فروش ہیں اور آپ لوگ اطباء ہیں یعنی دوا فروش تو دواؤں کے نام اور اُن کے اچھے بُرے اقسام وغیرہ سب جانتا پہچانتا ہے لیکن طبیب نہ صرف اُن چیزوں کا عالم ہوتا ہے بلکہ وہ ان کے خواص و تاثیرات اور طریق استعمال وغیرہ کو بھی جانتا ہے۔

امام اعمش کی ولادت باختلاف روایت ۵۹ھ یا ۶۱ھ میں ہوئی اور وفات میں بھی تین قول ہیں ۱۴۵ھ، ۱۴۷ھ اور ۱۴۸ھ۔ واللہ اعلم

ان ہی اعمش سے منقول ہے کہ ابراہیم نخعی (استاذ استاذ الامام الاعظم) کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ابراہیم کے سامنے جب بھی حدیث پیش کی تو اس کا علم ضرور ان کے پاس پایا اور اعمش ان کو حدیث کا صیرفی (کھرا کھوٹا پہچاننے والے) کہا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اسی لئے میں جب کسی سے حدیث سنتا ہوں تو ابراہیم پر ضرور پیش کرتا ہوں تاکہ اس کی صحت کے بارے میں اطمینان کر لوں، نیز اعمشؒ

Marfat.com

فرمایا کرتے تھے کہ جو حدیث فقہا میں دائر و سائر ہو وہ اس سے بہتر ہے جو شیوخ (محدثین و رواۃ) میں دائر و سائر ہو۔

حسب تصریح ابن عبدالبر فی التمہید اہل نقد ابراہیم نخعی کے مراسیل کو صحیح حدیث کے درجہ پر سمجھتے تھے بلکہ ان کے مراسیل کو اپنے مسانید پر بھی ترجیح دیتے تھے۔

ایسے ہی اسمٰعیل بن ابی خالد کا قول ہے کہ امام شعبی، ابوالضحیٰ، ابراہیم اور ہمارے دوسرے شیوخ مسجد میں جمع ہو کر حدیث کا مذاکرہ کرتے تھے جب ان کے پاس کوئی ایسا مسئلہ آجاتا تھا جس کو وہ حل نہ کر سکتے تھے تو ابراہیم نخعی کی طرف محول کر دیا کرتے تھے کہ ان سے معلوم کرو۔ اور امام شعبی نے فرمایا کہ ابراہیم نے فقہی گھرانے میں تعلیم و تربیت پائی ہے اس لئے فقہ تو ان کے گھر کی چیز تھی۔ پھر ہمارے پاس پہنچے تو ہمارے پاس کی تمام اعلیٰ درجہ کی احادیث لے کر اپنے حاصل کردہ فقہ کے ساتھ ملا لیں۔

حضرت سعید بن جبیر علی حدیثی سوال کرنے والوں سے فرمایا کرتے تھے کہ تعجب کی بات ہے تم مجھ سے سوال کرتے ہو حالانکہ تمہارے پاس ابراہیم نخعی موجود ہیں۔ امام اعمش یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے دیکھا کہ ابراہیم کوئی بات اپنی رائے سے نہیں کہتے تھے معلوم ہوا کہ ابراہیم نخعی سے جتنے فقہی اقوال نقل کئے جاتے ہیں خواہ وہ امام ابو یوسف کی کتاب الآثار میں ہوں یا امام محمد کی کتاب الآثار میں یا ابن ابی شیبہ کی مصنف میں وہ سب آثار مرفوعہ کے حکم میں ہیں۔

روایت و درایت

حق یہ ہے کہ امام نخعی [illegible] دونوں [illegible] تو علم حدیث کے امام [illegible] کے [illegible] کہ اس میں تشابہ و تحدر نہ تھا کیونکہ [illegible] اجتہاد [illegible] تھے کہ نہ کوئی رائے بغیر حدیث کے مستقیم ہے اور نہ کوئی حدیث بغیر [illegible]۔

اور یہی بہترین طریقہ ہے حدیث و رائے کو جمع کرنے کا [illegible] کہ جب حدیث صریح مل جاتی ہے تو اس سے مسائل کا جواب دیتا ہوں اور جب [illegible] میں قیاس کر کے جواب دیتا ہوں، غرض یہی صحیح فقہ ہے۔

شیخ حماد

یہی امام جلیل ابراہیم نخعی تھے جن سے حدیث و فقہ حماد [illegible] اور ان کے [illegible]

امام اعظمؒ

امام اعظم رضی اللہ عنہ ان حماد سے حدیث و فقہ [illegible] میں امام صاحب [illegible] تھا [illegible] حماد کی خدمت میں جاتے اور فرماتے کہ میں [illegible] بارے میں حدیث اس طرح پہنچی ہے، ہمارے اصحاب کا قول [illegible] کہ کیا میں آپ سے اس حدیث کی روایت کروں؟ حماد فرماتے [illegible]

اللہ اکبر! یہ تھا امام اعظم کا ورع و تقویٰ [illegible] حدیث کو روایت کرنے کی اجازت [illegible]

Marfat.com

کہنے والوں نے امام صاحب کو کیا کچھ نہیں کہا۔ مگر واقعات و حقائق پر پوری طرح نظر کرنے والے کبھی وہ جھوٹی باتیں امام صاحب کی طرف منسوب نہیں کر سکتے جو امام صاحب کے دشمنوں و حاسدوں نے کہی ہیں۔

امام صاحب اس طرح مسئلہ کی تحقیق کرنے کے بعد باہر آکر پھر اس سائل کا مزید اطمینان کر دیا کرتے تھے پھر اس طرح سے حاصل کئے ہوئے علم میں جو خیر و برکت تھی وہ بھی سب نے دیکھ لی۔

تفقہ و تحدیث

ابن عدی نے کامل میں بطریق یحییٰ بن معین نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ شیخ حماد نے فرمایا: میں قتادہ، طاؤس اور مجاہد سے ملا ہوں، ہمارے بچے ان سے زیادہ علم رکھتے ہیں بلکہ بچوں کے بچے بھی زیادہ علم والے ہیں۔ اور یہ انھوں نے کسی شیخی یا بڑائی سے نہیں کہا بلکہ بطور تحدیث نعمت کہا اور اس وجہ سے کہا کہ اس زمانہ کے بعض اہل حدیث جن کو نقہ سے مناسبت نہ تھی، فقہاء پر بے جا تنقید کرتے تھے مسجد کوفہ میں بیٹھکر غلط فتویٰ دیتے تھے اور ساتھ ہی بطور تعلی یہ بھی کہا کرتے تھے کہ شاید یہاں کے کچھ بچے ان مسائل میں ہماری مخالفت کریں گے۔ بچوں سے ان کی مراد وہ طلبہ و تلامذہ ہوتے تھے جو ابتدائی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ بہ تصریح ابن عدی منقول ہے کہ ابراہیم سے پوچھا گیا کہ آپ کے بعد ہم کس سے تحقیق مسائل کریں؟ تو فرمایا حماد سے۔

شیخ حماد کی جانشینی

عقیلی نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ ابراہیم کی وفات کے بعد پانچ اشخاص نے مل کر چالیس ہزار روپے جمع کئے ان میں ایک امام ابوحنیفہ بھی تھے اور یہ رقم لیکر حکم بن عتبہ کے پاس گئے کہ آپ ہماری جماعت کی سرپرستی کریں اور یہ رقم اپنے پاس رکھیں (غالباً اس رقم سے جماعت اہل علم کی ضروریات کا تکفل پیش نظر ہوگا) انھوں نے انکار کیا تو شیخ حماد کی خدمت میں پہنچے انھوں نے اس خدمت کو قبول فرمالیا۔

کوفہ کے محدثین و فقہاء

علامہ محدث رامہرمزی نے "الفاصل" میں حضرت انس بن سیرین سے نقل کیا ہے کہ میں کوفہ میں پہنچا تو دیکھا کہ وہاں چار ہزار طلبہ تحصیل علم حدیث کر رہے تھے اور چار سو فقہاء تھے۔ سوا کوفہ کے کون سا شہر بلاد اسلامیہ کے شہروں میں سے ایسا تھا جس میں اتنی بڑی تعداد محدثین و فقہاء کی بیک وقت موجود رہی ہو۔

رامہرمزی نے یہ بھی فرمایا کہ حافظ عفان محدث نے بتایا کہ دوسری جگہوں پر روایت حدیث کا طریقہ ایسا تھا کہ ایک محدث کے پاس سے جو احادیث لی تھیں وہ دوسرے کے پاس سے نہیں ملتی تھیں مگر کوفہ پہنچکر ہم نے چار ماہ رہ کر پچاس ہزار احادیث لکھیں اور ہم چاہتے تو ایک لاکھ بھی لکھ سکتے تھے مگر ہم نے ہر محدث سے وہی حدیثیں لیں جن کی تلقی بالقبول عام طور سے امت میں ہو چکی تھی بجز شریک کے کہ انھوں نے ہماری اس خواہش کی رعایت نہیں کی۔

خیال کیجئے کہ اتنی سخت شرط کے ساتھ اتنی بڑی مقدار میں کہ مسند احمد میں بھی اتنی زیادہ نہیں ہیں، صرف چار ماہ کے اندر احادیث مشہورہ متلقاۃ بالقبول کا بہ آسانی جمع کر لینا مرکز علم کوفہ کی کتنی بڑی فضیلت و خصوصیت ہے۔

امام بخاری اور کوفہ

غالباً اسی وجہ سے امام بخاری نے فرمایا تھا کہ میں تحصیل علم حدیث کے لئے کوفہ میں اتنی مرتبہ آیا گیا ہوں کہ ان کا شمار نہیں کر سکتا۔

یہ عفان بن مسلم الانصاری البصری، امام بخاری اور امام احمد وغیرہ کے استاذ ہیں۔ یہ روایت حدیث میں اس قدر محتاط تھے کہ ابن المدینی فرمایا کرتے تھے کہ کسی حدیث کے ایک حرف میں بھی اُن کو شک ہو جاتا تو اس کی روایت نہیں کرتے تھے (تقدمہ نصب الرایہ للکوثری)

Marfat.com

جس مرکز علمی سے ایسی سخت شرطوں کے ساتھ ایسے محتاط محدثین نے احادیث جمع کی ہوں اور امام بخاری ایسے جلیل القدر امام حدیث نے بھی سب سے زیادہ اسی شہر سے علمی استفادہ کیا ہو، اس شہر میں امام اعظمؒ اور ان کے اصحاب و تلامذہ کے پاس کیسے کیسے بیش قیمت حدیثی ذخیرے ہوں گے جن کی ساری عمریں اسی مرکز میں بسر ہوئیں۔

امام صاحب اور محدثین کی مالی سرپرستی

امام صاحب کو جماعت اہل علم کی مالی سرپرستی کا بھی ابتداء سے ہی کس قدر خیال تھا کہ بڑی بڑی رقوم جمع کرتے تاکہ محدثین و فقہاء پورے فراغ و اطمینان سے صرف تحصیل حدیث و فقہ کی طرف متوجہ رہیں۔ یہ ابتدائی حال کا حوالہ میں نے اس لئے دیا کہ بعد کو جب امام صاحب خود ایک امام بلکہ امام الائمہ اور سید الفقہاء بنے تو اس وقت تو انھوں نے اہل علم کی وہ مالی خدمات کی ہیں کہ اس کی نظیر بھی مشکل سے ملے گی امام صاحب کے حالات میں شاید ان کے ذکر کا موقع بھی آئے گا۔

کثرت محدثین و قلت فقہاء

ایک اہم چیز قابل لحاظ یہاں یہ بھی ہے کہ سب جانتے ہیں کہ صحابہؓ کے دور میں بھی صرف محدثین تو ہزاراں ہزار تھے لیکن فقہاء صحابہ صرف چند ہی تھے جن کو آپ چاہیں تو انگلیوں پر گن لیں۔

اسی طرح آپ نے ابھی پڑھا کہ مرکز علمی کوفہ میں بھی تعداد فقہاء کی بہ نسبت محدثین کے بہت کم ہے حالانکہ حضرت علیؓ و عبداللہ بن مسعودؓ کی وجہ سے وہ خاص طور سے فقہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ فقیہ کی مہم بہت شاق اور فقہ کا علم سب سے زیادہ دشوار ہے اور جن حضرات نے فقہ کو سہل و آسان قرار دیا وہ درست نہیں، پھر جن حضرات نے فقہ و حدیث دونوں میں کمال حاصل کیا ان کا مرتبہ سب سے اعلیٰ و ارفع ہے۔

واقعہ امام احمدؒ

علامہ سیوطی نے تدریب میں نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے امام احمدؒ کو ملامت کی کہ آپ سفیان بن عیینہ کو چھوڑ کر امام شافعی کی مجلس میں کیوں جاتے ہیں؟ امام احمدؒ نے اس کو کیا اچھا جواب دیا سنئے، فرمایا: خاموش رہو، تم نہیں سمجھتے کہ اگر ہمیں کوئی حدیث اونچی سند سے کسی [illegible] کے پاس نہ ملے گی تو وہی حدیث کسی قدر نزول کے ساتھ دوسرے محدث سے مل جائے گی، اس سے کوئی [illegible] نقصان نہیں ہوگا لیکن اگر اس جوان (امام شافعیؒ) کی عقل و فہم سے فائدہ نہ اٹھا سکے تو اس کا تدارک کسی دوسری جگہ سے ہرگز نہ ہو سکے گا۔

واقعہ الدشیخ قابوس

رامہرمزی نے المحدث الفاصل میں [illegible] سے نقل کیا ہے [illegible] اپنے والد سے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو چھوڑ کر علقمہ کے پاس کیوں جایا کرتے [illegible] بات یہ ہے میں دیکھتا ہوں کہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ان کے پاس مسائل کی تحقیق کے لئے آتے ہیں۔

ان کے علاوہ کوفہ میں ۳۰ حضرات فقہاء تابعین اور بھی ایسے موجود تھے جو [illegible] قاضی شریح کو خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے [illegible] العرب کا خطاب مرحمت فرمایا [illegible] آکے چل کر امام اعظم کے

Marfat.com

تفقہ کے سامنے ان کے تفقہ کا رنگ بھی پھیکا پڑ گیا تھا اور ایسا ہونا بھی چاہیے تھا کیونکہ قاضی شریح کی توثیق و توصیف اگر حضرت علیؓ نے فرمائی تھی تو امام اعظمؒ کے تفقہ یا علمی و دینی بصیرت کی شہادت بطور بشارت و پیشگوئی سید الانبیاء رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔

ذہن و رسائے

درحقیقت ذہن رسا ہی جو کہ قدرت کا عطیہ ہے سب سے بڑا فقہاء محدثین کا کمال تھا لیکن اس کمال کے لئے بہت بڑی عقل و سمجھ کی ضرورت ہے من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین سے اسی ذہن رسائی کے جمع کرنے کی استعداد و صلاحیت کی طرف اشارہ ہے۔

واقعہ سفر شام حضرت عمرؓ

حضرت عمرؓ کے سفر شام کے مشہور واقعہ کو یاد کیجئے: شام کے قریب پہنچ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہاں وبا پھیلی ہوئی ہے، رک جاتے ہیں، آگے قدم نہیں بڑھاتے، اپنے رفقاء صحابہ سے شہر میں داخل ہونے نہ ہونے کے بارے میں مشورہ کرتے ہیں اور پھر قطعی فیصلہ کر لیتے ہیں کہ اسی جگہ سے مدینہ طیبہ کو واپس ہو جائیں۔ گورنر شام حضرت ابو عبیدہ جلیل القدر صحابی متحیر ہو کر حضرت عمرؓ سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ خدا کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں؟ حضرت عمرؓ جواب میں فرماتے ہیں کہ ہاں ہم خدا کی ایک تقدیر سے خدا کی دوسری تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ پھر مثال سے سمجھایا کہ اگر ایک زمین خشک ہو اور دوسری سرسبز تو چرواہا اپنے جانور اگر بجائے خشک زمین کے سرسبز زمین میں چرائے گا تو کیا تم اس کے اس عمل کو خدا کی تقدیر سے بھاگنا کہو گے؟ جس طرح وہ تقدیر سے بھاگنا نہیں، یہ بھی نہیں۔

فقیہ کا منصب

یہ حضرت عمرؓ کی دینی فراست و فقاہت تھی جس میں ان کا مرتبہ حضرت ابو عبیدہ جیسے ہزاروں صحابہ سے بڑھا ہوا تھا۔ ایسے فیصلوں کو کسی ایک حدیث و اثر کے خلاف بظاہر سمجھا جاتا ہے یا باور کرایا جا سکتا ہے مگر درحقیقت ان فیصلوں کے پیچھے کتاب و سنت کی دوسری تصریحات و اشارات ہوتے ہیں جن پر ہر ایک کی نظر نہیں جاتی، یہ صرف فقیہ ہی کا کام ہے کہ وہ تمام جوانب کو مستحضر رکھتا ہے اور حقائق و معانی سے اس کی نظر کسی وقت نہیں ہٹتی۔

ایسے ہی مواقع میں جب کبھی امام اعظمؒ کے کسی فیصلہ پر اس زمانہ کے اہل حدیث تنقید کرتے تھے تو حضرت امیر المؤمنین فی الحدیث عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (جو امام بخاری کے کبار شیوخ میں ہیں) فرمایا کرتے تھے کہ "اس جگہ امام ابو حنیفہ کی رائے مت کہو بلکہ حدیث کی تشریح کہو" یعنی جس کو تم امام کی ذاتی رائے سمجھ کر اعتراض کر رہے ہو وہ درحقیقت ان کی اپنی رائے نہیں بلکہ حدیث کے معنی، مراد اور شرح یہی ہے

---

(۸) ابو اسحاق سبیعی کبار تابعین سے تھے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ، عبد اللہ بن عمرؓ اور بہت سے صحابہ سے جن کے نام علامہ نووی نے تہذیب الاسماء میں لکھے ہیں احادیث سنیں عجلی نے کہا کہ ۳۰ صحابہ سے بالمشافہہ روایت کرتے تھے۔ علی بن المدینی (استاد بخاریؒ) کا قول ہے کہ ابو اسحاق کے شیوخ الحدیث کم و بیش تین سو تھے۔

(۹) سماک بن حرب بڑے محدث اور تابعی تھے حضرت سفیان ثوری نے کہا کہ سماک نے حدیث میں کبھی غلطی نہیں کی، خود

Marfat.com

سماک نے فرمایا کہ میں اسّی صحابہ سے ملا ہوں۔

(۱۰) ہشام بن عروہ مشہور تابعی تھے بہت سے صحابہ سے روایت کرتے تھے بڑے بڑے ائمہ حدیث مثل سفیان ثوری، امام مالک، سفیان بن عیینہ اُن کے شاگرد تھے، ابن سعد نے ثقہ کثیر الحدیث کہا، ابو حاتم نے امام حدیث

بصرہ

کوفہ کے بعد امام صاحب نے بصرہ کا رخ کیا اور قتادہ سے حدیث حاصل کی جو بہت بڑے محدث اور مشہور تابعی تھے عقود الجمان میں ہے کہ امام صاحب نے شعبہ سے روایت کی اور انھوں نے اپنے سامنے ہی امام صاحب کو فتوی و روایت کی اجازت بھی دیدی تھی۔

(۱۱) قتادہ حضرت قتادہ نے حضرت انس بن مالکؓ، عبداللہ بن سرجسؓ، ابو الطفیل وغیرہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت کی۔

(۱۲) شعبہ (متوفی ۱۶۰ھ) بڑے مرتبہ کے محدث تھے سفیان ثوری نے اُن کو فن حدیث میں امیر المومنین مانا ہے امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ شعبہ نہ ہوتے تو عراق میں حدیث کا رواج نہ ہوتا۔ حضرت شعبہ امام صاحب کے ساتھ خاص تعلق رکھتے تھے اور غائبانہ تعریف و توصیف کیا کرتے تھے۔

ایک روز فرمایا جس طرح میں جانتا ہوں کہ آفتاب روشن ہے اسی یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ علم اور ابو حنیفہ ہم نشین ہیں۔ یحییٰ بن معین سے کسی نے پوچھا کہ آپ کا ابو حنیفہ کے بارہ میں کیا خیال ہے۔ فرمایا کہ اس قدر کافی ہے کہ شعبہ نے اُن کو حدیث و روایت کی اجازت دی۔ اور شعبہ آخر شعبہ ہی ہیں۔ (عقود الجمان)۔

بصرہ کے دوسرے شیوخ عبدالکریم، ابو امیہ اور عاصم بن سلیمان الاحول وغیرہ سے بھی امام صاحب نے احادیث سنیں۔

مکہ معظمہ

بصرہ کے بعد امام صاحب نے تکمیل علم حدیث کے لیے مکہ معظمہ کا سفر کیا [illegible]

(۱۳) عطاء بن ابی رباح مشہور تابعی اور مکہ معظمہ کے مفتی [illegible] [illegible] [illegible] ۱۱۵ھ تک زندہ رہے اور امام صاحب جب تک مکہ معظمہ میں رہے [illegible] ان کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادہ فرماتے۔

(۱۴) عکرمہ عطاء کے علاوہ امام صاحب نے مکہ معظمہ میں [illegible] سے حضرت عکرمہ شاگرد حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں جنھوں نے حضرت ابن عباس [illegible]

Marfat.com

علیؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ صحابہ سے علم حدیث حاصل کیا تھا اور کم و بیش ستر مشہور تابعین تفسیر و حدیث میں ان کے شاگرد ہیں۔

مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مکہ معظمہ کے بعد امام صاحبؒ نے مدینہ طیبہ کا رُخ کیا اور وہاں کے شیوخ سے استفادہ فرمایا مختصر حالات ان شیوخ کے ملاحظہ کیجئے :۔

(۱۵) سلیمان امام صاحبؒ نے تحصیل حدیث میں علماء و محدثین مدینہ طیبہ سے بھی استفادہ کیا جن میں سے ایک حضرت سلیمان تھے جو ام المومنین حضرت میمونہ رضؓ کے غلام تھے اور مدینہ طیبہ کے مشہور فقہائے سبعہ میں سے تھے۔

(۱۶) سالم دوسرے حضرت سالم امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ کے پوتے تھے۔ یہ بھی وہاں اس وقت علم فقہ و حدیث اور مسائل شرعیہ میں مرجع عام و خاص تھے۔

شام

ملک شام کے مشہور و معروف امام حدیث و فقہ اوزاعی سے بھی امام صاحب مکہ معظمہ میں ملے ہیں اور دونوں میں علمی مذاکرات جاری رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک (تلمیذ خاص امام اعظمؒ) کا بیان ہے کہ میں امام اوزاعی کی خدمت میں شام حاضر ہوا تو انھوں نے پہلی ہی ملاقات میں دریافت کیا کہ کوفہ میں ابوحنیفہ کون ہیں جو دین میں نئی نئی باتیں نکالتا ہے۔ اس پر میں خاموش رہا اور امام اوزاعی کو امام صاحب کے خاص خاص مشکل استنباطی مسائل سناتا رہا اور جب وہ پوچھتے کہ یہ کس کی تحقیق ہے تو کہتا کہ عراق کے ایک عالم ہیں۔ وہ کہتے کہ وہ تو بڑے فقیہ معلوم ہوتے ہیں۔

ایک روز کچھ لکھے ہوئے اجزاء لے گیا جن میں امام صاحب کے ملفوظات قیمہ تھے اور سرنامہ پر ہی قال نعمان بن ثابت تحریر تھا، غور سے پڑھا، پھر پوچھا کہ یہ نعمان کون بزرگ ہیں؟

میں نے کہا کہ عراق کے ایک شیخ ہیں جن کی صحبت میں میں رہا ہوں۔ فرمایا کہ یہ بڑے پایہ کا شخص ہے۔ میں نے کہا کہ یہ وہی ابوحنیفہ ہیں جن کو آپ مبتدع بتلاتے تھے۔ امام اوزاعی کو اپنی غلطی پر افسوس ہوا اور جب حج کے لئے گئے تو امام صاحب سے ملاقات ہوئی اور ان ہی مسائل مہمہ کا ذکر آیا اور امام صاحب نے اس خوبی سے تقریر فرمائی کہ امام اوزاعی حیران رہ گئے۔ اور امام صاحب کے جانے کے بعد مجھ سے کہا کہ :۔ "اس شخص کے کمال نے اس کو لوگوں کی نظر میں محسود بنا دیا ہے، بے شبہ میری بدگمانی غلط تھی جس کا مجھے افسوس ہے۔" معلوم ہوتا ہے کہ امام اوزاعی اور امام صاحب کے درمیان مذاکراتی افادہ و استفادہ کا تعلق رہا ہے۔

Marfat.com

یہاں چند شیوخ کے اسمائے گرامی ہم نے ذکر کر دیئے ہیں ورنہ امام صاحب کے شیوخِ حدیث کثیر تھے۔ امام ابوحفص کبیر (تلمیذ امام محمدؒ و شیخ امام بخاری) نے تو دعویٰ کیا ہے کہ امام صاحب نے کم سے کم چار ہزار اشخاص سے احادیث روایت کی ہیں صرف شیخ حماد ہی سے دو ہزار حدیث کی روایت منقول ہے۔

علامہ ذہبی نے بھی تذکرۃ الحفاظ میں شیوخ کے نام گنا کر آخر میں "خلق کثیر" لکھا ہے۔ اور حافظ ابوالمحاسن شافعی نے عقود الجمان میں کئی سو حضرات شیوخ کے نام بقید نسب لکھے ہیں۔

خاص بات قابل ذکر یہ بھی ہے کہ امام صاحب کے اساتذہ اکثر تابعین ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک صرف ایک واسطہ ہے۔ یا وہ لوگ ہیں جو مدت تک بڑے بڑے تابعین کی صحبت میں رہے تھے اور علم و فضل، دیانت و پرہیزگاری کے اعلیٰ نمونہ خیال کئے جاتے تھے۔ ان دو قسموں کے سوا بہت کم ہیں۔

امام اعظم کے پاس ذخیرۂ حدیث

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے "شرح سفر السعادت" میں لکھا ہے کہ علماء سے منقول ہے کہ امام صاحب کے پاس بہت سے صندوق تھے جن میں احادیث مسموعہ کا ذخیرہ محفوظ تھا۔ اور آپ نے تین سو تابعین سے علم حاصل کیا اور کل اساتذہ حدیث آپ کے چار ہزار تھے جن کو کچھ لوگوں نے بحروف تہجی جمع کیا ہے حافظ ذہبی، حافظ ابن حجر وغیرہ ائمہ شافعیہ نے بھی اسی تعداد کو ذکر کیا ہے۔ مسند خوارزمی میں بھی سیف الائمہ سائلی سے یہی تعداد نقل کی گئی ہے۔

خاص کوفہ ہی جو امام اعظم کا مولد و مسکن تھا۔ اس میں ایک ہزار سے زیادہ صحابہ تو طبقات ابن سعد وغیرہ میں بھی مذکور ہیں لیکن ہمارے حضرت شاہ صاحبؒ قدس سرہٗ درس بخاری شریف میں فرمایا کرتے تھے کہ وہاں کئی ہزار صحابہ پہنچے ہیں۔

اسی لئے عفان بن مسلم نے کوفہ میں صرف چار ماہ اقامت کر کے پچاس ہزار حدیثیں لکھ لیں اور وہ بھی ایسی جو جمہور کے نزدیک مسلّم و مقبول تھیں۔ یہ بات کوفہ کے سوا دوسری کسی جگہ کو خود ان ہی کے قول سے حاصل نہیں تھی جیسا ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ تمام اکابر ائمہ و حفاظ حدیث کو طلب حدیث کے لئے کوفہ کا سفر کرنا ناگزیر ہو گیا تھا۔

رجال کی کتابیں دیکھئے تو ہزاروں راوی کوفہ ہی کے ملیں گے جن کی روایات سے صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دوسری کتب صحاح بھری ہوئی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ محدثین نے اپنی کتب صحاح میں تعامل سلف کے ساتھ اہل کوفہ کا تعامل بھی [illegible] سے نقل کیا ہے یہاں تک کہ امام ترمذی نے احکام فقہی کا کوئی باب کم چھوڑا ہے جہاں اعتنا کے ساتھ اہل کوفہ کا مذہب نقل نہ کیا ہو اور اہل کوفہ کو "اعلم بمعانی الحدیث" اور "اہل علم" کے خطابات سے بھی نوازا ہے۔

یہ بات اس لئے اور زیادہ اہم ہو جاتی ہے کہ امام ترمذی، امام بخاری کے شاگرد رشید ہیں، ان سے ترمذی میں نقل حدیث بھی کرتے ہیں۔ باوجود اس کے جب مسائل و احکام میں دوسرے ائمہ کے مذاہب نقل کرتے ہیں تو امام بخاری کا مذہب نقل نہیں کرتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری کو مجتہد مطلق ماننے کو وہ بھی تیار نہ تھے۔ حالانکہ آجکل کے اہل حدیث امام بخاری کو مجتہد

Marfat.com

منوانے پر بڑا زور صرف کرتے ہیں۔ ہم بھی امام بخاری کو مجتہد مانتے ہیں مگر مجتہدین کے مدارج و مراتب ہیں۔ امام اوزاعی بھی مجتہد تھے بلکہ ان کا مذہب بھی تیسری صدی کے وسط تک معمول بہ رہا۔ اسی طرح اور بھی ہوئے ہیں۔ مگر جو اجتہاد کا مرتبۂ عالیہ ائمہ اربعہ کو حاصل ہوا وہ دوسروں کو حاصل نہ ہو سکا اور ان میں سے بھی جو منصبِ عالی امام اعظم کو نصیب ہوا دوسروں کی رسائی وہاں تک نہ ہو سکی۔ امام صاحب کا یہ تفوق اپنوں اور غیروں سب ہی میں تسلیم شدہ ہے اور اس کا انکار روز روشن میں آفتاب عالمتاب کا انکار ہے۔ جن لوگوں نے ایسا کیا ہے اس کا سبب محض حسد و عداوت یا امام صاحب کے مدارکِ اجتہاد سے ناواقفیت ہے۔

علامہ شعرانی شافعی نے "میزان کبریٰ" میں حضرت سیدنا علی الخواص شافعیؒ سے نقل کیا کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے مدارکِ اجتہاد اس قدر دقیق ہیں کہ ان کو اولیاء اللہ میں سے بھی صرف اہلِ کشف و مشاہدہ اچھی طرح جان سکتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ وضوء کے مستعمل پانی میں گناہوں کا مشاہدہ کرتے تھے اور وضو کرنے والے کو تنبیہ فرمایا کرتے تھے کہ زنا، غیبت یا شربِ خمر وغیرہ سے توبہ کرے جس میں وہ مبتلا ہوتا تھا

نیز فرمایا کہ اہلِ کشف وضوء کے مستعمل پانی میں گناہوں کے اثرات اس طرح مشاہدہ کرتے ہیں جس طرح تھوڑے پانی میں نجاست غلیظہ پڑی ہو یا کتا مرا ہوا سڑ رہا ہو جس کو سب لوگ ظاہری آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں اسی لئے امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف ماءِ مستعمل کو مکروہ فرماتے تھے اور انھوں نے اس کی تین قسمیں کر دی ہیں۔ ایک مثل نجاست غلیظہ کے جبکہ مکلف نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہو، دوسری مثل نجاست متوسطہ جبکہ ارتکاب صغیرہ کیا ہو، تیسری طاہر غیر مطہر اس احتمال پر کہ اس سے کسی مکروہ کا ارتکاب کیا ہو۔

علامہ شعرانی نے فرمایا کہ میں نے یہ سن کر عرض کیا کہ اس سے معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف اہلِ کشف و شہود میں سے تھے۔ انھوں نے فرمایا۔ ہاں یہی بات ہے امام ابوحنیفہ اور ان کے صاحب امام ابویوسف اکابر اہلِ کشف میں سے تھے اور اسی لئے وہ ماءِ مستعمل میں کبائر، صغائر اور مکروہات کو الگ الگ ممتاز حالت میں مشاہدہ کرتے تھے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃً کاملۃً تامۃً۔

غرض یہ تھا امام اعظم کا مولد و مسکن اور علمی گہوارہ جس کے آغوش میں رہ کر انھوں نے تربیت پائی اور مذکور الصدر قسم کے اکابر کے علوم نبوت سے سیراب ہو کر انھوں نے اپنی ساری عمر خدمت حدیث و فقہ میں بسر کی۔

ظاہر ہے کہ ایسی علمی و حدیثی سرزمین کا محدث اعظم اور فقیہ معظم بھی اگر کتاب و سنت کا پورا پورا متبع نہیں ہوا تو اور کون ہو سکتا ہے!

اس کے بعد امام صاحب کے کسی قدر تفصیلی تعارف کے لیے ہم ان کے علمی و عملی کارناموں پر روشنی ڈالتے ہیں تاکہ "انوار الباری" میں زیر بحث آنے والے فقہی مسائل میں آپ کی عظمت و بیان کی تصدیق ہو۔ وما توفیقنا الا باللہ علیہ توکلنا والیہ انیب۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لو کان الایمان عند الثریا لناله رجل من هؤلاء (ابناء فارس)

(رواہ مسلم)

تذکرۃ النعمان

یعنی:

امام الائمہ، سراج الامہ، حافظ حدیث، الحجۃ الثبت، سید الفقہاء والمجتہدین
شیخ المحدثین، فقیہ الملت ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علمی و عملی کمالات کا مرقع

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حالاتِ امام اعظم

تاریخ ولادت وغیرہ

تاریخ خطیب اور تاریخ ابن خلکان وغیرہ میں سند صحیح سے نقل ہے کہ امام صاحب کے پوتے اسماعیل نے کہا کہ میں اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن مرزبان فارس کے ابناء احرار میں سے ہوں اور خدا کی قسم ہم پر کبھی غلامی کا دور نہیں آیا۔ آپ کے آباء واجداد رؤسا میں سے تھے، ان کے والد ثابت بڑے تاجر تھے حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے ان کے خاندان کے لئے دعا فرمائی تھی۔ (تاریخ بغداد لابن جزلہ)

۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ سنہ ولادت میں اختلاف ہے علامہ کوثری نے ۸۰ھ کو قرائن ودلائل سے ترجیح دی ہے۔

۹۳ھ ہجری میں اپنے والد کے ساتھ حج کو گئے وہاں حضرت عبداللہ بن الحارث صحابی سے ملے اور حدیث سنی۔

۹۶ھ ہجری میں پھر حج کو گئے اور جو صحابہ زندہ تھے ان سے ملے۔

درمختار میں ہے کہ امام صاحب نے بیس صحابہ کو دیکھا ہے۔

خلاصہ اکمال فی اسماء الرجال میں ہے کہ چھبیس ۲۶ صحابہ کو دیکھا ہے۔

سکونت

امام صاحبؒ کا وطن کوفہ حدیث کا سب سے بڑا مرکز تھا کیونکہ کوفہ میں ہزاروں صحابہ مقیم رہے۔ طبقات ابن سعد میں ایک ہزار سے زیادہ فقہاء کوفہ کا ذکر ہے جن میں ڈیڑھ سو صحابہ ہیں۔ کوفہ میں تین سو صحابہؓ تو بیعت الرضوان میں شریک ہونے والے ہی تھے اور ستر بدری تھے۔ (طبقات ابن سعد)

امام احمد نے سفیان ثوری کا قول نقل کیا ہے کہ احکام حج کے لئے مکہ، قرات کیلئے مدینہ اور حلال وحرام کے مسائل کے لئے کوفہ مرکز ہیں۔ (معجم البلدان)

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد علوم نبوت کے تین مرکز تھے مکہ، مدینہ وکوفہ۔ مکہ کے صدر مدرس حضرت ابن عباس تھے، مدینہ کے حضرت ابن عمر اور زید بن ثابت اور کوفہ کے حضرت عبداللہ بن مسعود تھے۔ (اعلام الموقعین)

عبدالجبار بن عباس نے بیان کیا کہ میرے والد نے عطاء بن ابی رباح محدث مکہ معظمہ سے ایک مسئلہ دریافت کیا تو فرمایا کہ تمہارا مکان کہاں ہے؟ کہا کوفہ! عطاء نے فرمایا کہ تعجب ہے تم مجھ سے مسئلہ پوچھتے ہو۔ مکہ والوں نے تو علم کوفہ والوں سے حاصل کیا ہے۔ (طبقات ابن سعد)

کوفہ میں چار ہزار سے زیادہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اور آٹھ سو سے زیادہ حضرت ابو ہریرہؓ کے شاگرد تھے۔ غرض امام صاحبؒ نے اتنے بڑے علمی مرکز میں تربیت وتعلیم حاصل کی اور علماء حرمین شریفین سے بھی برابر استفادہ فرماتے رہے، اسی لئے امام صاحبؒ

Marfat.com

کے شیوخ کی تعداد چار ہزار تک آئی ہے۔ (شرح سفر السعادت شیخ محدث دہلویؒ و مسند خوارزمی)

حافظ ابن حجر وغیرہ محدثین سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔

امام صاحب کے اساتذہ میں صحابہ کے بعد اعلیٰ درجہ کے اہل علم و فضل تابعین تھے۔

امام صاحب کے بارے میں حدیثی بشارت

محدث کبیر علامہ جلال الدین سیوطی شافعیؒ نے تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ میں تحریر کیا ہے کہ حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں بشارت دی ہے جس حدیث میں آپ نے فرمایا کہ "اگر علم ثریا پر بھی ہوگا تو کچھ لوگ ابناء فارس کے اس کو ضرور حاصل کر لیں گے۔" (اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ عن ابی ہریرۃؓ)

شیرازی نے "القاب" میں قیس بن سعد بن عبادہ سے ان الفاظ میں روایت کیا کہ "اگر علم ثریا پر بھی معلق ہوگا تو اس کو ابناء فارس کی ایک قوم ضرور حاصل کر لے گی۔"

حدیث ابی ہریرۃؓ مذکور کی اصل صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ان الفاظ سے ہے کہ "اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوگا تو فارس کے کچھ لوگ اس کو وہاں سے بھی حاصل کر لیں گے۔"

مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ "اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوگا تو ابناء فارس میں سے ایک شخص اس کو وہاں سے بھی حاصل کر لے گا۔"

قیس بن سعد سے معجم طبرانی کبیر میں اس طرح ہے کہ "اگر ایمان ثریا پر بھی معلق ہوگا کہ عرب اس کو نہ پہنچ سکیں تب بھی رجال فارس اس کو حاصل کر لیں گے۔"

حضرت ابن مسعودؓ سے معجم طبرانی میں اس طرح ہے کہ "اگر دین ثریا پر بھی معلق ہوگا تو اس کو کچھ لوگ ابناء فارس میں سے ضرور حاصل کر لیں گے۔

یہ سب تفصیل علامہ سیوطیؒ نے ذکر کر کے تحریر کیا ہے کہ یہ حدیث اصل کے اعتبار سے صحیح ہے، بشارت و فضیلت کے باب میں معتمد ہے اور اس کے ہوتے ہوئے امام صاحب کی منقبت میں کسی غیر معتمد حدیث کی ضرورت نہیں جس طرح امام مالک اور امام شافعی کے بارے میں بھی دو حدیثیں بشارت و فضیلت کے طور پر ائمہ نے ذکر کی ہیں اور وہ کافی ہیں۔

امام صاحب تابعی تھے

علامہ ابن حجر مکی شافعیؒ نے شرح مشکوٰۃ شریف میں تصریح کی ہے کہ امام صاحب نے آٹھ صحابہ کا زمانہ پایا ہے۔ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جن کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی نے بھی تہذیب التہذیب ص۲۴۹ ج۱ میں تصریح کی ہے کہ امام صاحبؒ نے حضرت انسؓ کو دیکھا ہے۔

حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے کہ حضرت انسؓ کو جب وہ کوفہ میں تشریف لائے تو امام صاحبؒ نے اُن کو کئی بار دیکھا ہے

نواب صدیق حسن خان صاحب پیشوائے غیر مقلدین نے باوجود تعصب و مخالفت کے "التاج المکلل" میں رویت حضرت انسؓ کا

Marfat.com

اقرار کیا ہے۔ اور خطیب کی تاریخ بغداد سے اس کو نقل کیا۔

غرض حافظ ذہبی، امام نووی، ابن سعد، خطیب بغدادی، دارقطنی، حافظ ابن حجر، ابن الجوزی، حافظ جلال الدین سیوطی، حافظ ابن حجر مکی، حافظ زین عراقی، حافظ سخاوی، ابن مقری شافعی، امام یافعی، امام جزری، ابونعیم اصفہانی، ابن عبدالبر، سمعانی، عبدالغنی مقدسی، سبط ابن الجوزی، فضل اللہ تورپشتی، ولی عراقی، ابن الوزیر، حافظ بدرالدین عینی، قسطلانی وغیرہ محدثین کبار نے رویت انسؓ کو تسلیم کیا ہے جو حدیث صحیح کے مطابق اور محققین محدثین کے اصول پر بھی تابعی ہونے کے لئے کافی ہے۔

اسی لئے حافظ ذہبی نے امام صاحب کو تذکرۃ الحفاظ میں طبقہ خامسہ میں ذکر کیا ہے اور تقریب میں طبقہ سادسہ میں ذکر کرنے کو لغزش قلم قرار دیا گیا ہے۔

تاریخ خطیب صفحہ ۲ میں ایک قول دارقطنی کی طرف بروایت حمزہ سہمی یہ بھی منسوب کیا گیا ہے کہ جب دارقطنی سے دریافت کیا گیا کہ امام صاحب کا سماع حضرت انسؓ سے صحیح ہے یا نہیں؟ تو کہا کہ "نہیں اور نہ رویت ہی صحیح ہے" حالانکہ دارقطنی نے کہا یہ تھا کہ "نہیں مگر رویت صحیح ہے"

شاطر مصحین نے الا رؤیتہ کو ولا رؤیتہ بنادیا چنانچہ امام سیوطی کی تبییض الصحیفہ میں حمزہ سہمی سے ہی دارقطنی کا جواب تفصیل سے نقل کیا ہے کہ امام صاحبؒ نے حضرت انسؓ کو یقیناً اپنی آنکھوں سے دیکھا مگر روایت نہیں سنی۔

علامہ ابوالقاسم بن ابی العوام نے اپنی کتاب "فضائل ابی حنیفہ و اصحابہ" میں بڑی تفصیل سے امام صاحب کے معاصرین صحابہ کا تذکرہ کیا ہے۔ مکتبہ ظاہریہ دمشق میں یہ کتاب موجود ہے۔ (ذکرہ العلامۃ الکوثری فی تانیب الخطیب ص۱۵)

اس کے علاوہ مسند حصکفی میں ایک روایت بھی امام صاحب کی حضرت انسؓ سے روایت کی گئی ہے یعنی "الدال علی الخیر کفاعلہ" اور یہ حدیث مسند بزار میں بھی حضرت ابن مسعودؓ اور انسؓ سے مروی ہے اور ابن ابی الدنیا نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے۔

نیز حافظ موفق نے مناقب الامام میں اپنی مسند سے بھی امام ابویوسف کے واسطہ سے امام صاحب سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الدال علی الخیر کفاعلہ و اللہ یحب اغاثۃ اللھفان (یعنی جو شخص نیکی کا راستہ بتلائے وہ بھی نیکی کرنے والے کے برابر اجر و ثواب کا مستحق ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ مظلوم و مصیبت زدہ کی مدد و فریادرسی کو پسند فرماتے ہیں)"

اسی طرح امام موفق نے کئی روایات امام ابویوسفؒ وغیرہ کے واسطہ سے حضرت انسؓ سے امام صاحب کی زبانی نقل کی ہیں اس سے مخالفین معاندین کی یہ بات بھی رد ہوگئی کہ اگر امام صاحبؒ کی روایت کسی صحابی سے ثابت ہوتی تو آپ کے اصحاب ضرور اس کو روایت کرتے۔ ملاحظہ کر لیجئے کہ ایک امام ابویوسف ہی سے کتنی روایات منقول ہیں۔

واضح ہو کہ حدیث میں طوبیٰ لمن رآنی و امن بی و طوبیٰ لمن رأی من رآنی وارد ہے جس سے ایمان کے ساتھ محض رویت پر صحابیت اور اسی طرح محض رویت پر تابعیت کا ثبوت واضح ہے۔ اسی لئے جمہور محدثین نے رویت کے ساتھ روایت وغیرہ کی شرط نہیں لگائی ہے۔ امام بزازی نے مقدمہ مناقب الامام میں اس پر بحث کی ہے وہ دیکھ لی جائے۔

Marfat.com

اور ہدیۃ المہدی جلد دوم میں مولانا وحید الزماں صاحب حیدر آبادی پیشوائے غیر مقلدین نے لکھا ہے کہ "تابعی وہ ہے جو کسی صحابی سے حالت ایمان میں ملا ہو" لہٰذا ابو حنیفہؒ بھی اس لحاظ سے تابعین میں سے ہیں کیونکہ انھوں نے حضرت انسؓ صحابی کو دیکھا ہے جس کو ابن سعد نے سند صحیح سے روایت کیا ہے۔

اسی طرح فتاویٰ حافظ ابن حجر میں بھی تصریح ہے کہ "امام صاحبؒ نے ایک جماعت صحابہ کو پایا جو کوفہ میں تھے لہٰذا وہ طبقہ تابعین میں سے تھے اور یہ فضیلت کسی کو آپ کے معاصر ائمہ امصار میں سے حاصل نہ ہوئی مثلاً امام شام اوزاعی، امام بصرہ ہر دو حماد، امام کوفہ سفیان ثوری، امام مدینہ امام مالک اور امام مصر لیث بن سعد (یعنی ان سب جلیل القدر ائمہ امصار کو شرف تابعیت حاصل نہ ہوا جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوا۔)

حافظ ابن حجر شافعی کا یہ قول نقل کر کے علامہ ابن حجر مکی شافعی نے "الخیرات الحسان" میں لکھا کہ امام صاحب اجلۂ تابعین میں سے تھے جن کے بارے میں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:-

وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا۔ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

یہاں اس امر کی صراحت بھی نامناسب محل نہ ہوگی کہ امام اعظمؒ امام مالکؒ سے کم از کم پندرہ سال بڑے تھے کیونکہ امام صاحب ۸۰ھ میں پیدا ہوئے (اگرچہ اقوال اس سے قبل پیدائش کے بھی ہیں) اور امام مالکؒ ۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔

گویا امام صاحبؒ کا زمانہ امام مالکؒ سے بہت مقدم ہے پھر بھی صاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین خطیب نے "الاکمال فی اسماء الرجال" کے باب ثانی میں ائمہ متبوعین کا تذکرہ کیا تو امام مالکؒ کو سب سے پہلے ذکر کیا اور یہ بھی لکھا کہ ہم نے امام مالکؒ کا ذکر سب سے پہلے اس لیے کیا ہے کہ وہ زمانہ اور مرتبہ کے اعتبار سے مقدم ہیں۔

ملاحظہ کیجیے کہ امام اعظمؒ کو صاحب مشکوٰۃ نے امام مالکؒ سے عمر اور مرتبہ دونوں میں کم قرار دیا۔ یہ ہے ایسے جلیل القدر محدثین کا امام صاحب کے ساتھ انصاف ہے —!

زمانہ کے تقدم و تاخر کو تو ناظرین خود ہی دیکھ لیں کہ پیدائش میں بھی امام صاحب مقدم ہیں اور [illegible] بھی کہ امام صاحبؒ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہو جاتی ہے اور امام مالک کی ۱۷۹ھ میں ہوئی۔

اس کے بعد مرتبہ کو دیکھیے کہ حافظ ابن حجر شافعی کی تصریح ابھی آپ پڑھ چکے کہ امام صاحب تابعی تھے اور آپ کے [illegible] مالکؒ بھی تابعی نہیں تھے تو مرتبہ تابعی کا بڑا ہے یا تبع تابعین کا۔

چہ امام مالکؒ کو علامہ ابن حجر مکی شافعی نے امام اعظمؒ کے تلامذہ میں شمار کیا ہے [illegible] تو مرتبہ استاد کا زیادہ ہے یا شاگرد کا۔ امام صاحبؒ سے امام مالک کی روایت حدیث پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے اور امام صاحب کی روایت امام مالک سے مشکوک ہے چنانچہ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ امام صاحب کی روایت امام مالک سے ثابت نہیں ہے اور دارقطنی نے جو روایتیں ذکر کی ہیں ان میں کلام ہے کیونکہ وہ بطور مذاکرہ تھیں بطور تحدیث یا بالقصد روایت نہ تھیں۔

علامہ کوثریؒ نے اپنی بے نظیر محققانہ تصنیف "احقاق الحق بابطال الباطل فی مغیث الخلق" جو امام الحرمین شافعی کے رد میں لکھی ہے

کے آخر میں ۶ صفحہ کا ایک رسالہ بنام "اقوام المسالک فی بحث روایۃ مالک عن ابی حنیفۃ وروایۃ ابی حنیفۃ عن مالک" ملحق کیا ہے جس میں اپنی حسب عادت تحقیق وتدقیق کا حق ادا کردیا ہے۔

اس سے بھی امام مالک کا تلمذ ثابت ہے۔ امام صاحب جب کبھی مدینہ طیبہ حاضر ہوتے تھے امام مالک ان سے علمی مذاکرات کرتے تھے، بعض اوقات پوری پوری رات مذاکرے میں گذر جاتی تھی، ایک دفعہ طویل مذاکرہ کے بعد اُٹھکر اپنے حلقۂ تلامذہ میں امام مالک آئے تو پسینہ میں تر تھے، کسی نے سوال کیا تو فرمایا کہ امام ابوحنیفہ کے ساتھ بحث کرتے کرتے مجھ کو اس قدر پسینہ آگیا ہے (اور اس سے تعجب کیا ہے؟) بیشک وہ بہت بڑے فقیہ ہیں (یعنی ان کے قوی دلائل سے مجھ کو اس قدر متاثر ہونا چاہیئے)۔

ایک بار کسی نے امام صاحب کا حال دریافت کیا تو فرمایا کہ "سبحان اللہ! ان کا کیا کہنا وہ اگر لکڑی کے ستون کے بارے میں دعویٰ کر بیٹھتے کہ یہ سونے کا ہے تو اس کو بھی دلائل کی قوت سے ثابت کردیتے"۔

پھر یہ بھی ثابت ہے کہ امام مالک امام اعظم کی کتابوں کی کھوج میں رہتے تھے اور بڑی کوشش سے حاصل کرکے مطالعہ کرتے اور مستفید ہوتے تھے۔ یہ بھی منقول ہے کہ ساٹھ ہزار مسائل امام صاحب کے اُن کو پہونچے، اور خود امام مالک کا تالیفی دور امام صاحب کی وفات کے بعد شروع ہوا ہے، اس لئے ان سے امام صاحب کے مستفید ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

شاید صاحب مشکوٰۃ کے نظریہ مذکورہ بالا کے تتبع میں ہی بعض غیر مقلدین نے مزید ترقی کرکے یہ بھی دعویٰ کردیا کہ امام اعظم نہ صرف امام مالک کے شاگرد تھے بلکہ تلمیذ التلمیذ تھے یعنی ایک مرتبہ اور نیچے گرادیا اور اس کا ثبوت بھی فراہم کردیا جس کی پوری سرگذشت مولانا امیر علی صاحب تلمیذ خاص مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی محشی تقریب التہذیب نے تذہیب کے ص۵ پر لکھی ہے۔ مزید بصیرت کے لئے دیدۂ عبرت کشا سے اس کو بھی پڑھتے چلیئے!

"بعض اہل حدیث نے جن کے پاس احادیث کا صرف اتنا علم ہوتا ہے کہ اس سے اپنی متعصبانہ ذہنیت کا مظاہرہ کرسکیں لکھدیا ہے کہ "امام ابوحنیفہ نے ابوالولید طیالسی سے اور انھوں نے امام مالک سے روایت کی ہے لہٰذا امام صاحب امام مالک کے شاگرد کے شاگرد ہوئے لیکن حنفیہ کو تعصب نے اندھا کردیا ہے اس لئے وہ ان کے تلمذ کو تسلیم نہیں کرتے"، حالانکہ یہ بات سراسر غلط ہے کیونکہ یہ ابوالولید طیالسی سے روایت کرنے والے ابوحنیفہ نہیں ہیں بلکہ ابوخلیفہ ہیں۔ لہٰذا تعصب سے اندھا ہونے کی بات ایسے کم علم اہل حدیث پر ہی الٹی پڑتی ہے۔ نعوذ باللہ من شر العصبیۃ"۔

راقم الحروف کے سامنے اس وقت صاحب مشکوٰۃ کی "اکمال" مذکور کھلی ہوئی ہے، حاشا وکلا اُن کی جلالت قدر سے، یا اُن کی بیش بہا اور گرانقدر کتاب مستطاب "مشکوٰۃ شریف" کی عظمت وافادیت سے سرمو انحراف وانکار نہیں مگر چونکہ یہ ہمارے درسی سلسلہ کی اہم کتاب ہے اس لئے بنظر افادۂ طلبہ علم دوتین باتیں اور بھی لکھتا ہوں۔

ص۶۲۴ پر امام مالکؒ کا ذکر مبارک دو کالم میں کرنے کے بعد امام صاحب کا ذکر خیر بھی ایک کالم میں کیا ہے۔ تحریر فرمایا کہ "امام صاحب نے چار صحابہ کا زمانہ پایا حضرت انسؓ وغیرہ کا مگر نہ کسی صحابی سے ملے اور نہ کسی سے روایت کی۔ پھر امام صاحب سے روایت کرنے والوں میں امام مالکؒ کا کچھ ذکر نہیں، خلیفہ منصور نے اُن کو کوفہ سے بغداد منتقل کردیا تھا جہاں وہ مقیم ہوئے اور وفات پائی۔

Marfat.com

ابن ہبیرہ نے کوفہ کی قضا قبول نہ کرنے پر کوڑوں کی سزا دی، پھر کچھ حضرات کے اقوال امام صاحب کی منقبت میں ذکر کئے ہیں امام صاحب کی درسی، افتائی اور بے نظیر علمی کارنامہ تدوین فقہ وغیرہ مہمات کا کوئی ذکر فکر نہیں۔ اور بس۔

ان کے بعد امام شافعیؒ کا ذکر مبارک تقریباً چار کالم میں ہے۔ اس میں امام محمدؒ کی خدمت میں رہنا، تلمذ، ان سے غیر معمولی استفادہ اور اس سلسلہ کی چیزیں جن کو امام شافعیؒ نے خود بڑی اہمیت سے بیان کیا ہے وہ سب ان کے تذکرہ میں سے حذف ہوگئیں البتہ امام مالکؒ کے تلمذ کا تذکرہ اچھی تفصیل سے فرمایا ہے۔

پھر لکھا ہے کہ ان کے فضائل کا شمار نہیں ہو سکتا وہ دنیا کے امام تھے، مشرق و مغرب کے عالم تھے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو وہ علوم و مفاخر عطا کئے تھے جو اُن سے پہلے اور اُن کے بعد کسی امام کے لئے جمع نہیں کئے اور اُن کا ذکر دنیا میں اس قدر پھیلا کہ کسی کا ذکر اتنا نہیں پھیلا۔ وغیرہ

اس کے بعد امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی وغیرہ کے تذکرے ہیں۔

علم

حضرت حمادؒ کے حلقہ درس میں ان کے سوا کوئی اور استاد کے سامنے نہ بیٹھتا تھا۔ دس برس ان کی خدمت میں رہے تھے کہ ایک دفعہ اپنی جگہ بٹھا کر حماد باہر گئے۔ امام صاحب لوگوں کے سوالات کے جواب دیتے رہے جن میں وہ مسائل بھی آئے جو استاد سے نہ سنے تھے۔

استاد کی واپسی پر وہ سب مسائل ان کی خدمت میں پیش کئے جن کی تعداد ساٹھ تھی، اُستاد نے چالیس سے اتفاق کیا بیس سے اختلاف، امام صاحبؒ نے قسم کھائی کہ ساری عمر حاضر رہوں گا، چنانچہ استاد کی وفات تک ساتھ رہے۔ کل زمانہ رفاقت اٹھارہ سال ہوا۔

حضرت حمادؒ کے صاحبزادے اسماعیل نے بیان کیا کہ ایک بار والد سفر میں گئے اور کچھ دن باہر رہے واپسی پر میں نے پوچھا۔ ابا جان! آپ کو سب سے زیادہ کس کے دیکھنے کا شوق تھا؟ فرمایا ابو حنیفہ کے دیکھنے کا۔ اگر یہ ہو سکتا کہ میں کبھی نگاہ ان کے چہرے سے نہ اٹھاؤں تو یہی کرتا۔

عبادت و ورع

حضرت عبداللہ بن مبارک کا قول ہے کہ میں نے کوفہ ہو کر پوچھا کہ کوفہ والوں میں سب سے زیادہ پارسا کون ہے؟ لوگوں نے کہا ابو حنیفہ۔ ان ہی کا یہ بھی قول ہے کہ میں نے ابو حنیفہ سے زیادہ کوئی پارسا [illegible] کوڑوں سے، مال و دولت سے ان کی آزمائش کی گئی۔

سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ ہمارے وقت میں کوئی آدمی مکہ میں ابو حنیفہ سے زیادہ نماز پڑھنے والا نہیں آیا۔

ابو مطیع کا قول ہے کہ میں قیام مکہ کے زمانہ میں رات کی جس ساعت میں طواف کو گیا ابو حنیفہ و سفیان ثوری کو طواف میں مصروف پایا۔

ابو عاصم کا قول ہے کہ کثرت نماز کی وجہ سے ابو حنیفہ کو لوگ "میخ" کہنے لگے تھے

Marfat.com

شب بیداری وقرآن خوانی

یحییٰ بن ایوب الزاہد کا قول ہے کہ امام ابوحنیفہ رات کو نہیں سوتے تھے۔
اسد بن عمرو کا قول ہے کہ ابوحنیفہ شب کی نماز میں ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کردیتے تھے اور یہ بھی کہا کہ جس مقام پر وفات ہوئی ہے وہاں امام صاحب نے سات ہزار ختم کئے تھے۔

ابوالجویریہ کا قول ہے کہ میں حماد بن ابی سلیمان، محارب بن دثار، علقمہ بن مرثد، عون بن عبداللہ اور امام ابوحنیفہ کی صحبت میں رہا ہوں میں نے ان سب میں کسی کو ابوحنیفہ سے بہتر شب گذار نہیں پایا۔ مہینوں اُن کی صحبت میں رہا لیکن ایک رات بھی اُن کو پہلو لگاتے نہیں دیکھا۔

مسعر بن کدام نے بیان کیا کہ میں ایک رات مسجد میں گیا تو کسی کے قرآن مجید پڑھنے کی دلکش آواز سنی جو دل میں اُتر گئی، وہ پڑھتے ہی رہے یہاں تک کہ پورا کلام مجید ایک رکعت میں ختم کردیا۔ میں نے دیکھا تو وہ ابوحنیفہ تھے۔

خارجہ بن مصعب کا قول ہے کہ خانہ کعبہ میں چار اماموں نے پورا قرآن پڑھا ہے حضرت عثمانؓ، تمیم داریؓ، سعید بن جبیرؒ اور امام ابوحنیفہ۔

قاسم بن معن کا بیان ہے کہ ایک رات امام ابوحنیفہ نے نماز میں یہ آیت پڑھی بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھی وامر تمام رات اس کو دہراتے رہے اور شکستہ دلی سے روتے رہے۔

جود وسخاوت اور امداد مستحقین

ہر شخص کی التجا و آرزو پوری کرتے تھے سب کے ساتھ احسان کرتے، مال تجارت بغداد بھیجتے اس کی قیمت کا مال کوفہ منگواتے سالانہ منافع جمع کرکے شیوخ محدثین کے لئے ضرورت کی اشیاء خریدتے، خوراک، لباس وغیرہ جملہ ضروریات کا انتظام کرتے اور نقد بھی دیتے۔

امام ابو یوسف کا قول ہے کہ امام صاحب ہر سائل کی حاجت پوری کرتے تھے، دربار کے عطیوں سے ہمیشہ بچتے رہے، خلیفہ منصور نے اُن کو ایک مرتبہ تیس ہزار روپے بھیجے انھوں نے خلاف مصلحت سمجھ کر کہا کہ میں بغداد میں غریب الوطن ہوں اجازت دیجئے کہ یہ رقم خزانہ شاہی میں ہی میرے نام سے جمع ہوتی رہے، منصور نے منظور کیا، بعد وفات منصور نے سنا کہ اس حیلہ سے احتراز کیا ہے اور یہ بھی سنا کہ امام صاحب کے پاس لوگوں کی امانتیں پچاس ہزار روپے کی تھیں جو بعد وفات بجنسہ واپس کردی گئیں۔ تو کہا کہ ابوحنیفہ میرے ساتھ چال چل گئے۔ امانت داری مسلم تھی۔ وکیع کا قول ہے کہ واللہ ابوحنیفہ بڑے امین تھے اللہ کی جلالت وکبریائی ان کے دل میں بھری ہوئی تھی اور کہا کہ امام صاحب جب اپنے بال بچوں کیلئے کپڑے بناتے تو ان کی قیمت کے برابر صدقہ کردیتے اور جب خود نیا کپڑا پہنتے تو اس کی قیمت کے برابر شیوخ علماء کے لئے لباس تیار کراتے۔ جب کھانا سامنے آتا تو اولاً اپنی خوراک کے مقدار سے دوگنا نکال کر کسی محتاج کو دیدیتے۔

ذکاوت عقل وزیرکی اور باریک نظری

یہ عنوان خطیب نے مستقل قائم کیا ہے اور ہم اس سلسلے میں مادحین امام اعظمؒ کے اقوال کے ضمن میں ثبوت پیش کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

امام صاحب کے اساتذہ محدثین

حافظ ابن حجر مکی شافعی نے الخیرات الحسان میں لکھا ہے کہ امام صاحب نے چار ہزار اساتذہ سے حدیث حاصل کی۔ امام سیوطی نے

Marfat.com

تبییض الصحیفہ میں اور امام موفق اور امام کردری نے مناقب میں امام صاحب کے بہت سے شیوخ و اساتذہ کے نام لکھے ہیں۔ واضح ہو کہ امام صاحب کے اساتذہ میں سے اکثر تابعین اور صحابہ کے شاگرد ہیں جن کی روایتیں کثرت سے صحاح ستہ میں موجود ہیں۔ اور جن کی روایات بعض محدثین نے نہیں لیں وہ یا تو بعد زمانہ کے سبب ان کے عدم معرفت کی وجہ سے ہوا، یا مخالفوں، حاسدوں کی افتراء پردازیوں کے باعث کسی غلط فہمی کی وجہ سے۔

اور چونکہ تحقیق حال کی سعی نہیں کی اس لیے اُن کو اپنے اساتذہ کے سلسلہ میں نہیں لیا مثلاً امام بخاری کے بعض اساتذہ ایسے بھی ہیں کہ امام مسلم وغیرہ نے ان میں کلام کر کے ان کی روایات کو داخل صحاح نہیں کیا اور بخاری کے نزدیک وہ ثقہ تھے اس لیے اُن کو استاد بنایا امام صاحب نے بھی اپنے سب اساتذہ کو ذاتی تحقیق حال کے بعد استاد بنایا تھا اس لیے ان میں کسی کلام کی گنجائش نہیں۔

الحاصل امام صاحب کو جتنی روایات ان کے شیوخ سے پہنچیں ان کی صحت میں کلام نہیں اور اگر کسی روایت میں متاخرین کو کلام ہو تو بمقابلہ تقدم زمان و قلت وسائط و جلالت شان امام صاحب و دیگر قرائن قابل اعتبار نہیں۔

امام صاحب کا تفوق حدیث دوسرے اکابر علماء کی نظر میں

یزید بن ہارون — میں نے علماء سے سُنا ہے کہ ابوحنیفہ کے زمانہ میں ان کا نظیر تلاش کیا گیا مگر نہ ملا۔ اور کہا کہ [illegible] اعظم الناس ہیں۔ (مناقب موفق)

ابوبکر بن عیاش — ابوحنیفہؒ اپنے زمانہ کے لوگوں میں افضل تھے۔

ابویحییٰ حمانی — میں نے ابوحنیفہ سے بہتر شخص کبھی نہیں دیکھا۔ (مناقب موفق) ایک روز ہم [illegible] بیٹھے تھے [illegible] ایک قوم آئی اور ابوحنیفہ کا ذکر کر کے پوچھا کہ آپ کا کیا حال تھا؟ کہا وہ ایک اجنبی شخص تھے [illegible] آ گئے۔ (کردری، موفق، انتصار)

خارجہ بن مصعب — میں ایک ہزار سے زیادہ علماء سے ملا ہوں مگر علم و عقل میں میں نے کسی کو ابوحنیفہ کا نظیر نہیں پایا۔ علم سے مراد اس دور میں اکثر علم حدیث ہی ہوتا تھا۔ اُن کے روبرو آتے ہی ان کے علم، زہد، ورع و تقویٰ کی وجہ سے آدمی کی یہ حالت ہو جاتی تھی کہ اپنے نفس کو حقیر سمجھ کر متواضع ہو جاتا تھا۔ (موفق، کردری و انتصار)

عبداللہ بن مبارک — کسی نے امام صاحب کا ذکر بے ادبی سے کیا تو فرمایا "تمام علماء میں سے [illegible] ابوحنیفہ [illegible] ہمارا پیچھا چھوڑ دو اور ہم کو عذاب میں مت ڈالو۔ میں ان کی مجلس میں [illegible] مجلس میں میں اپنے آپ کو جس قدر ذلیل پاتا تھا اور کسی مجلس میں نہیں پایا۔ اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ [illegible] امام ابوحنیفہ پر کسی کو مقدم نہ کرتا۔ (موفق، انتصار)

سفیان ثوری — ابوحنیفہؒ کی مخالفت ایسا شخص کرتا ہے جو ان سے قدر اور علم [illegible] افسوس ہے کہ بعد کے دور میں ان سے کم رتبہ لوگوں نے مخالفت کی۔

سفیان بن عیینہ — عبداللہ بن عباسؓ اپنے زمانہ کے عالم تھے ان کے بعد [illegible] اپنے زمانہ [illegible] ان کے بعد [illegible]

Marfat.com

اپنے زمانہ کے عالم ہوئے یعنی ان قرون ثلاثہ میں ہر ایک اپنے دور میں بے مثل تھا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ابو حنیفہ کا مثل میری آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ (خیرات حسان)

مسیب بن شریک — اگر تمام شہروں کے لوگ اپنے اپنے علماء کو لائیں اور ہم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو پیش کریں تو وہ ہمارا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ (کردری)

خلف بن ایوب:۔ امام صاحب کے زمانہ میں ان سے بڑھا ہوا علم میں کوئی نہ تھا۔ (کردری)

ابو معاذ خالد بن سلیمان بلخی:۔ ابو حنیفہ سے افضل شخص میں نے نہیں دیکھا۔ (موفق و کردری)

عبد الرحمٰن بن مہدی:۔ ابو حنیفہ علماء کے قاضی القضاۃ ہیں (یعنی ان کے فیصلہ کو کوئی توڑ نہیں سکتا)۔ (موفق، انتصار، کردری)

مکی بن ابراہیم — امام ابو حنیفہ اپنے زمانہ کے علماء میں اعلم تھے یعنی علم میں سب سے زیادہ تھے، حالانکہ امام صاحب کے زمانہ کے علماء میں امام مالک، اوزاعی، سفیان ثوری، مسعر اور عبد اللہ بن مبارک وغیرہ صدہا محدثین تھے جن کے شاگردوں میں اصحاب صحاح ستہ کے معتمد اساتذہ تھے۔ (تبییض الصحیفہ و خیرات حسان)

یہ مکی بن ابراہیم حدیث و فقہ میں امام صاحب کے شاگرد اور امام بخاری وغیرہ کے استاد ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ) امام بخاری ان کی شاگردی پر جس قدر ناز کریں کم ہے کہ صحیح بخاری کو جو ۲۲ ثلاثیات کا فخر حاصل ہے ان میں سے ۱۱ حدیث انہی کے طفیل سے ہیں اور باقی میں سے بھی ۹ ثلاثیات حنفی رواۃ سے ہیں اور صرف ۲ غیر حنفی رواۃ سے ہیں۔

شداد بن حکیم — امام ابو حنیفہ سے زیادہ علم والا ہم نے نہیں دیکھا۔ (تبییض الصحیفہ) فرمایا کہ نوح بن مریم جب کوئی روایت سلف سے بیان کرتے تو اس کے آخر میں امام صاحب کا قول ضرور بیان کرتے اور کہتے کہ جس طرح امام صاحبؒ نے اس کی تفسیر و تشریح کی ہے کسی نے نہیں کی۔ (کردری)

امام مالک — امام شافعیؒ نے امام مالک سے کئی محدثین کا حال دریافت کر کے امام ابو حنیفہ کا حال دریافت کیا تو فرمایا: "سبحان اللہ وہ عجیب شخص تھے، اُن کا مثل میں نے نہیں دیکھا۔ (الخیرات الحسان)

معروف بن حسان — میں نے جن علماء کو دیکھا اور برتا ان میں امام ابو حنیفہ کا مثل علم، فقہ، ورع اور صیانت نفس میں نہیں دیکھا۔ (موفق، انتصار، کردری)

یوسف بن خالد السمتی:۔ امام ابو حنیفہ دریائے بے پایاں تھے، ان کی عجیب شان تھی میں نے ان کا مثل دیکھا نہ سنا۔ (موفق، انتصار، کردری)

قاضی ابن ابی لیلیٰ:۔ امام ابو یوسف سے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ کو سنت چھوڑنا فقہ اور علم میں ان کا مثل نہیں ہے۔ (موفق و انتصار)

سعید بن ابی عروبہ — کئی مسائل میں امام صاحب سے گفتگو کی۔ آخر میں کہا کہ ہم نے جو متفرق اور مختلف مقامات سے حاصل کیا تھا وہ سب آپ کے پاس مجتمع ہے (یعنی جو حدیثیں انھوں نے خلق کثیر سے بہ تصریح ذہبی حاصل کی تھیں وہ سب امام صاحب کے پاس مجتمع تھیں)۔ (انتصار و کردری)

خلف بن ایوب — امام ابو حنیفہ ایک نادر الوجود شخص ہیں۔ (موفق، انتصار) علم خدا کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پھر صحابہ میں تقسیم ہوا پھر تابعین میں، ان کے بعد ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب میں آیا۔ (تبییض الصحیفہ)

Marfat.com

بحر سقا میں امام ابوحنیفہ سے علمی مسائل میں بحث کیا کرتا تھا۔ ایک روز انھوں نے کہا کہ تم اپنے نام کی طرح بحر ہو۔ میں نے کہا کہ اگر میں بحر ہوں تو آپ بحور ہوں۔ (موفق، انتصار، کردری)

حسن بن زیاد لولوی :۔ امام ابوحنیفہ ایک دریا تھے بے پایاں تھے ان کے علم کی انتہا ہمیں معلوم نہ ہو سکی۔ (موفق، انتصار)

اسرائیل بن یونس اس زمانہ میں لوگ جن چیزوں کے محتاج ہیں امام صاحب ان کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔ (کردری)
جس حدیث میں فقہ کا کوئی مسئلہ ہو اس کو امام ابوحنیفہ خوب یاد رکھتے تھے۔ (تبییض الصحیفہ)

یہ اسرائیل وہ ہیں کہ تہذیب التہذیب میں حافظ ابن حجر نے کہا کہ خلق کثیر سے حدیث سنی اور ان کے حافظہ پر امام احمد تعجب کیا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ لوگوں کو فقہ و حدیث دونوں ہی کی شدید ضرورت تھی۔ تو گویا امام صاحب کو دونوں میں امام تسلیم کیا۔ چنانچہ یہی اعمش کہا کرتے تھے کہ آپ فقہ و حدیث دونوں کو خوب جانتے ہیں۔

حفص بن غیاث :۔ امام ابوحنیفہ جیسا عالم ان احادیث کا میں نے نہیں دیکھا جو احکام میں مفید و صحیح ہوں۔ (کردری)

ابو علقمہ میں نے بہت سی حدیثیں جو اساتذہ سے سنی تھیں امام ابوحنیفہ پر پیش کیں انھوں نے ہر ایک کا ضروری حال بیان کر دیا کہ فلاں لینے کے قابل ہے اور فلاں نہیں۔ اب مجھے افسوس آتا ہے کہ کل حدیثیں ان کو کیوں نہ سنائیں۔ (موفق، کردری، انتصار)

معلوم ہوا کہ امام صاحب حدیث میں بھی امام تھے اور اسی لئے محدثین ابو داؤد وغیرہ نے آپ کو امام ہی کے لفظ سے یاد کیا ہے۔

ابراہیم بن طہمان :۔ امام ابوحنیفہ ہر بات کے امام ہیں۔ (کردری)

ابو امیہ :۔ ان سے پوچھا گیا کہ عراق سے جو علماء آپ کے پاس آئے ان میں افقہ کون ہے؟ کہا ابوحنیفہ اور وہ تمام [illegible] (کردری)

ابن مبارک فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگ امام اعظم کی نسبت یہ کیونکر کہہ سکتے ہو کہ وہ حدیث نہیں جانتے۔ (کردری)
اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام اعظم کا لقب [illegible] امام صاحب [illegible] محدثین [illegible] [illegible]

جس کی اتباع سب محدثین کو کرنی چاہئے۔ چنانچہ ذہبی نے [illegible] [illegible]

امام ابو یحییٰ زکریا بن یحییٰ نیشاپوری اپنی کتاب [illegible] [illegible]
فرمایا کرتے تھے [illegible] [illegible] استفادہ کرتے اور انتفاع کرتے تھے [illegible]۔ (موفق، انتصار، کردری)

اور [illegible] میں بھی روایت موجود ہے آپ نے روایت حدیث کا [illegible] [illegible]
میں آپ سب سے فرمایا کرتے تھے کہ اپنے اپنے پاس جو آثار و احادیث ہوں بیان کرو [illegible]
اپنے پاس کی احادیث پیش کرتے تھے جس طرح [illegible] روایت سے [illegible] [illegible] جب دوسروں کے پاس روایت نہ ہوتی تو آپ پیش کر دیا کرتے تھے۔

غرض بلا شدید ضرورت یہ دونوں روایات [illegible] [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارکہ سب صحابہ سے زیادہ آپ کو [illegible] [illegible] روایت کی [illegible] کہہ سکتا ہے کہ ان کے پاس احادیث نہ تھیں۔ [illegible] [illegible] حاصل کیں۔

Marfat.com

پھر آپ کے مخصوص و ممتاز کمالات کی وجہ سے سیکڑوں بڑے بڑے محدثین آپ کے پاس جمع ہوگئے تھے اور جب کوئی نیا عالم کوفہ آتا تو اپنے تلامذہ کو بھیجتے تھے کہ کوئی نئی حدیث ان کے پاس ہو تو لاؤ۔ پھر امام صاحب کے پاس احادیث رسول میں سے ناسخ و منسوخ کا علم بہت بڑا تھا جس کا تفحص امام صاحب خاص طور سے ہمیشہ رکھتے تھے اور احادیث کے معانی و مطالب کا فہم بھی غیر معمولی تھا۔ یہ اور اسی قسم کے دوسرے کمالات کی طرف اشارات و تصریحات علماء و محدثین سے بہ کثرت وارد ہیں۔

حافظ محمد بن میمون یہ حلف فرمایا کرتے تھے کہ امام ابو حنیفہ کے افادات سننے میں جس قدر خوشی مجھے حاصل ہوتی ہے لاکھ اشرفی ملنے میں بھی نہیں حاصل ہو سکتی۔ (موفق، انتصار، خیرات، کردری)

معروف بن عبد اللہ نے فرمایا کہ میں ایک روز علی بن عاصم کی مجلس میں تھا انھوں نے سب سے فرمایا کہ تم لوگ علم سیکھو۔ ہم نے کہا کیا آپ سے جو کچھ ہم سیکھتے ہیں وہ علم نہیں ہے؟ فرمایا علم وہ ہے جو امام ابو حنیفہ جانتے ہیں اگر امام صاحب کا علم ان کے زمانہ کے تمام علماء کے علم کے ساتھ وزن کیا جاتا تو اُن ہی کا علم غالب ہوتا۔ (موفق، انتصار، کردری)

ابو سفیان حمیری امام ابو حنیفہ امت کے بہترین اشخاص سے ہیں۔ مشکل مسائل کا کشف اور احادیث مبہمہ کی تفسیر جو انھوں نے کی کسی سے نہ ہو سکی۔ (موفق، انتصار، کردری)

مقاتل بن سلیمان میں نے امام ابو حنیفہ کو علم کی تفسیر کرتے دیکھا۔ وہ ایسی تفسیر و تشریح کرتے تھے کہ اس سے تسکین ہو جاتی تھی۔ (موفق، انتصار، کردری)

فضل بن موسیٰ سینانی ہم حجاز و عراق کے علماء کی مجلسوں میں پھرا کرتے تھے مگر جو برکت و نفع امام ابو حنیفہ کی مجلس میں تھا وہ کہیں نہ تھا۔ (مناقب موفق)

وکیع مشہور محدث کبیر امام بخاری وغیرہ کے شیوخ کبار میں تھے، ان کی مجلس میں ایک حدیث پیش ہوئی جس کا مضمون بہت مشکل تھا وہ خاموش ہوگئے اور ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اب ندامت سے کیا فائدہ؟ وہ شیخ یعنی ابو حنیفہ اب کہاں ہیں جن سے یہ اشکال حل ہوتا۔ (کردری)

ابن مبارک فرمایا کرتے تھے کہ ابو حنیفہ کی رائے مت کہو بلکہ حدیث کی تفسیر کہو۔ (موفق، انتصار، کردری)
امام صاحب کی قبر پر کھڑے ہو کر کہا کہ ابراہیم نخعی اور حماد نے مرتے وقت اپنا خلیفہ چھوڑا تھا۔ خدا آپ پر رحم کرے کہ آپ نے اپنا خلف نہیں چھوڑا۔ یہ کہہ کر دیر تک زار زار روتے رہے۔ (خیرات)

یہ ہیں تمام محدثین کے شیخ اعظم جن کی تعریف میں محدثین نے دفتر کے دفتر لکھے ہیں لیکن آپ نے دیکھا کہ وہ خود کس جوہر قابل کی یاد میں مرمٹ رہے تھے۔ کچھ لوگوں نے ایسی باتیں بھی گھڑی ہیں کہ ابن مبارک نے کہا کہ ہم شروع زمانہ میں امام صاحب کے پاس غلط فہمی میں گئے مگر پھر ترک کر دیا۔ کیا ایسے دروغ بے فروغ چند قدم بھی چل سکتے تھے۔

بالاتفاق سب مورخین نے لکھا ہے کہ یہ شیخ اعظم جس نے دنیائے حدیث کے گوشہ گوشہ میں جا کر لاکھوں روپے اسفار پر صرف کر کے اس دور خیر القرون کے ایک ایک محدث سے حدیثیں حاصل کی تھیں اور اپنے سینہ سے لاکھوں احادیث لگائے پھرتے تھے وہ جب امام صاحب کے پاس آئے تو آخر تک آپ سے جدا نہ ہوئے اور انتقال کے بعد بھی ان کی قبر مبارک پر کھڑے

Marfat.com

ہوئے کیا فرما رہے ہیں۔

یہ عجیب بات ہے کہ جھوٹی باتیں چلتی کرنے میں فرقۂ روافض کے بعد امام صاحب کے معاندین و حاسدین اہل حدیث کا نمبر معلوم ہوتا ہے۔ یہ بات حد درجہ افسوسناک ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

بعض محدثین نے یہ بھی کہا ہے کہ ابن مبارک امام صاحب سے علم میں بڑھے ہوئے تھے اسی پر ابو سعید بن معاذ مشہور محدث نے کہا تھا کہ ان لوگوں کی مثال رافضیوں کی سی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا امام بنا لیا لیکن خود حضرت علیؓ نے جن کو اپنا امام بنایا تھا یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ ان کو امام نہیں سمجھتے اور طرح طرح سے اُن میں عیب نکالتے ہیں۔ اسی طرح یہ لوگ بھی ابن مبارک کو اپنا امام قرار دیتے ہیں اور خود انھوں نے جن امام اعظم کو اپنا امام و پیشوا بنایا تھا اُن کو کوئی درجہ دینے کو تیار نہیں۔

حالانکہ امام صاحب کے فضل و علم کا اعتراف ان کے معاصرین تک نے بھی کیا ہے۔ مشہور ہے کہ امام سفیان ثوری کے بھائی کا انتقال ہوا۔ امام صاحب تعزیت کو گئے تو حضرت سفیان اُن کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے۔ معانقہ کرکے اپنی جگہ بٹھایا اور خود روبرو بیٹھ گئے۔ امام صاحب کے جانے کے بعد ابوبکر بن عیاش نے کہا کہ آپ کے طرز عمل سے ہم سب اہل مجلس کو تکلیف ہوئی۔ فرمایا کیا بات ہے؟ کہا کہ آپ ابو حنیفہ کے لئے اُٹھے اور ان کو اپنی جگہ بٹھا کر خود سامنے شاگردوں کی طرح بیٹھ گئے۔

فرمایا اعتراض کی کیا بات ہے؟ میں ایسے شخص کے لئے اٹھا جو علم میں اعلیٰ درجہ پر ہے اور اگر فرض کرو کہ علم کی وجہ سے نہ بھی اٹھتا تو عمر کے لحاظ سے اٹھنا تھا، اگر عمر کی وجہ سے بھی نہ اُٹھتا تو اُن کے فقہ کی وجہ سے اُٹھنے کی ضرورت تھی۔ ابوبکر کہتے ہیں کہ اس کا جواب مجھ سے نہ ہو سکا۔

ایسے واقعات ایک دو نہیں بیسیوں ہیں۔ مگر غیر مقلدین زمانہ نے رافضیوں کی طرح امام صاحب کی برائیاں تلاش کرکے پروپیگنڈا کیا ہے اور ہمارے صوفی صافی بزرگ حنفیوں نے اس کے مقابلہ میں امام صاحب کی خوبیوں کا پروپیگنڈا کچھ بھی نہیں کیا جس سے سادہ لوح ناواقف لوگ غیر مقلدوں کے دام میں پھنس جاتے ہیں۔

امام صاحب کے خلاف جس قدر مواد جمع ہو سکتا تھا خطیب نے اپنی تاریخ میں اس کو یکجا جمع کیا ہے جس کو ہر جگہ کے غیر مقلدوں نے بڑی مسرت کے ساتھ شائع کیا مگر علامہ کوثری کے درجات خدا بلند کرے تانیب الخطیب میں ہر واقعہ کی سند پر کلام کرکے اس کی قلعی کھولی ہے اور امام صاحبؒ اصحاب امام کے بارے میں بھی جس قدر جھوٹی حکایات گھڑی گئی تھیں اور شائع کی گئیں سب کا جھوٹ نمایاں کرکے اُمت مرحومہ پر احسان عظیم کیا ہے۔

علامہ محدث ابن حجر مکی شافعی نے "الخیرات الحسان فی مناقب النعمان" میں لکھا ہے کہ ایک بار امام صاحب [illegible] کا حج میں ساتھ ہو گیا تو سفیان ثوری نے یہ بات لازم کر لی تھی کہ جس جگہ امام صاحب کو آگے بڑھاتے [illegible] تھے اور جب کوئی مسئلہ ان سے پوچھا جاتا تو خاموش ہو جاتے تاکہ امام صاحب ہی جواب دیں [illegible]۔

کیا سفیان ثوری بھی تقیہ کیا کرتے تھے کہ ہمیشہ تعریفیں کرتے رہے اور انتقال کی خبر پہونچی تو بروایت نعیم خزاعی امام صاحب کی وفات پر خوشی کا اظہار کیا کہ اسلام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والا چلا ہو چلا گیا۔

کچھ ٹھکانہ ہے اس جھوٹ کا اور اس کے پر لگانے والے امام بخاری جیسے محتاط محدث کسی طرح عقل باور نہیں کرتی کہ امام بخاری

Marfat.com

جیسا بال کی کھال نکالنے والا شخص اور وہ جس نے سب سے پہلے وکیع اور ابن مبارک کی کتابیں یاد کیں اور تحصیل علم کے لئے ہر ہر شہر پہنچے بار بار گئے۔ اور کوفہ و بغداد تو اتنی دفعہ گئے کہ خود کہتے ہیں کہ ان کا شمار میں نہیں کر سکتا۔ کیا امام صاحب اور آپ کے اخص اصحاب کے صحیح حالات سے ان کو ایسی بے خبری ہو اور وکیع، ابن مبارک، مکی بن ابراہیم اور دوسرے اپنے بیسیوں شیوخ سے جو امام صاحب اور صاحبین کے شاگرد تھے، ان حضرات کے بارے میں اچھی باتیں نہ پہنچی ہوں؟ ہاں پہنچیں تو نعیم سے اور جیسی خبریں۔ حالانکہ سب اکابر رجال لکھتے ہیں کہ نعیم ترویج سنت کے لئے جھوٹی روایتیں گھڑا کرتے تھے اور امام صاحب پر طعن کرنے کیلئے جھوٹی حکایات گھڑا کرتے تھے۔

یا اپنی تاریخ ہی میں نقل کیا تو اپنے شیخ حمیدی کا قول کہ امام صاحب سفر حج کے موقعہ پر ایک حجام سے تین مسئلے سیکھے۔ بس اتنا علم تھا جس پر لوگوں نے ان کو قابل تقلید سمجھ لیا۔ ع بسوخت جان ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست۔

امام صاحب کے معاندین و حاسدین یا جن لوگوں نے کسی غلط فہمی سے ان پر طعن کیا سب پر بحث دوسری جگہ مستقل آئے گی اس لئے یہاں ترک کرتا ہوں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ سب سے زیادہ اس بارے میں امام بخاری کا رویہ قابل حیرت ہے اور کبھی کبھی تو دل کا میلان اس طرف بھی ہو جاتا ہے کہ کہیں یہ سب عبارتیں بھی امام بخاری کی تاریخ میں بعد کے لوگوں نے نہ داخل کر دی ہوں۔ واللہ اعلم

ابن مبارک ہی اپنے شاگردوں سے کہا کرتے تھے کہ آثار و احادیث کو لازم سمجھو مگر اُن کے معانی کے لئے "ابو حنیفہ" کی ضرورت ہے کیونکہ وہ حدیث کے معنی جانتے ہیں۔ (موفق، انتصار، کردری)

امام ابو یوسفؒ

امام صاحبؒ کی وفات کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ کاش! امام صاحبؒ کی ایک مجلس مجھے نصیب ہوتی اور میں آدھا مال اس کے لئے صرف کر دوں۔ لکھا ہے کہ اس زمانہ میں ان کی ملکیت میں بیس لاکھ روپے تھے کسی نے اس آرزو کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ "بعض مسائل میں شبہات ہیں جن کو امام صاحب ہی حل فرما سکتے تھے۔ (کردری)

زہیر بن معاویہؒ

"خدا کی قسم امام ابو حنیفہ کے پاس ایک روز بیٹھنا میرے پاس ایک مہینہ بیٹھنے سے زیادہ نفع بخش ہے"۔ (موفق و انتصار)

یہ تھے اس خیر القرون کے معاصرین کیسے نیک نفس تھے۔ اس قول سے معاصرت کی چشمک کی کہیں بو بھی آ رہی ہے؟ اس کے بعد وہ زمانہ آیا کہ اپنے شیوخ کا احترام کرنے والے بھی کم رہ گئے۔ صرف اپنے اپنے خیال و عقیدہ کے مطابق دھڑے بندیاں ہونے لگیں

وکیعؒ

محدثین سے کہا کرتے تھے کہ اے قوم! تم حدیثیں طلب کرتے ہو اور ان کے معانی طلب نہیں کرتے۔ اس میں تمہاری عمر اور دین ضائع ہو جائے گا۔ کاش مجھے امام ابو حنیفہ کی فقہ کا دسواں حصہ ہی نصیب ہوتا۔ ایک روز فرمایا۔ لوگو! حدیث سننا بغیر فقہ کے تمہیں کچھ نفع نہ دیگا اور نہ تمہیں دین کی سمجھ پیدا ہو گی جب تک اصحاب ابو حنیفہ کے پاس نہ بیٹھو گے اور وہ اُن کے اقوال کی تفسیر نہ بیان کریں گے۔ (کردری)

یوسف بن خالد سمتیؒ

ابن عثمان بتی کی خدمت میں آتا جایا کرتا تھا اور سمجھا کہ مجھے کافی علم آ گیا ہے مگر جب امام ابو حنیفہ کی خدمت میں پہنچا تو اس وقت میری آنکھیں کھلیں اور یہ معلوم ہوا کہ علم کچھ بھی مجھے نہیں آیا پھر جو کچھ حاصل ہوا وہ امام صاحب کے پاس رہ کر ہوا۔ (موفق، انتصار)

شداد بن حکیمؒ

اگر خدا ہم پر احسان نہ فرماتا امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے وجود سے جنہوں نے علم کو ظاہر کیا اور

Marfat.com

اس کی شرح کی۔ تو ہم نہ جان سکتے کہ کس چیز کو اختیار کریں اور کس کو نہیں۔ (موفق، انتصار، کردری)

علی بن ہاشم: امام ابو حنیفہ علم کے خزانہ تھے جو مسائل اعلیٰ درجہ کے عالم پر سخت ہوں وہ اُن پر آسان تھے۔ (موفق، انتصار)

وقبہ بن مستقلہ امام ابو حنیفہ نے علم میں ایسا خوض کیا تھا کہ کسی نے اتنا نہیں کیا تھا۔ اس لئے جو وہ چاہتے تھے اُن کو حاصل ہوگیا۔ (موفق، انتصار، کردری)

یحییٰ بن آدم امام ابو حنیفہ نے فقہ میں ایسی کوشش کی کہ ان سے پیشتر کسی نے نہیں کی، اس لئے خدا نے اُن کو راہ بتلادی اور اُس کو آسان کردیا اور خاص و عام نے ان کے علم سے نفع اٹھایا۔ (موفق، انتصار، کردری)

نضر بن محمد: میرا ظن غالب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امام ابو حنیفہ کو رحمت پیدا کیا ہے اگر وہ نہ ہوتے تو بہت سا علم گم ہوجاتا۔ (کردری)

ابو عمرو بن علاء: علم اگر پوچھو تو امام ابو حنیفہ کا ہے۔ اور ہم لوگ جس علم میں مصروف ہیں وہ بہت آسان ہے۔ (موفق، انتصار)

امام صاحب کے لئے ائمہ حدیث کی توثیق

(۱) محمد بن سعد العوفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابن معین سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ امام حدیث ابو حنیفہ ثقہ تھے کوئی حدیث اس وقت تک بیان نہ فرماتے جب تک کہ اُن کو پوری طرح یاد نہ ہو اور جو یاد نہ ہوتی اس کو بیان نہ فرماتے تھے۔
(تہذیب التہذیب صفحہ ۴۵۰ جلد ۱۰)

(۲) صالح بن محمد اسدی نے بیان کیا کہ امام ابن معین نے فرمایا امام ابو حنیفہ حدیث میں ثقہ تھے۔ (تہذیب التہذیب صفحہ ۴۵۰ جلد ۱۰)

(۳) احمد بن محمد بن قاسم بن محرز، امام یحییٰ بن معین سے نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ [illegible] کوئی عیب نہیں تھا اور نہ وہ کبھی کسی برائی کے ساتھ متہم ہوئے۔ (تاریخ بغداد [illegible])

(۴) امام ابو داؤد سجستانی (صاحب سنن) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ امام شریعت تھے۔

(۵) حافظ ابن حجر مکی ہیثمی شافعی نے حضرت سفیان ثوری کا قول نقل کیا ہے "امام ابو حنیفہ حدیث و فقہ دونوں میں ثقہ و صدوق ہیں"۔ (خیرات الحسان [illegible])

حافظ ابن حجر مکی نے نقل کیا کہ ابن مدینی نے فرمایا "امام ابو حنیفہ سے ثوری، ابن [illegible] اور جعفر بن عون نے روایت کی ہے یعنی یہ سب ائمہ حدیث ہیں امام صاحب [illegible] ثقہ ہیں ان میں کوئی عیب نہیں اور امام شعبہ بھی ان کے بارے میں بہت اچھی رائے [illegible] فرماتے تھے کہ ہمارے کچھ لوگ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے متعلق [illegible] کرتے ہیں۔

پھر کسی نے سوال کیا کہ کیا امام صاحب کی طرف بیان [illegible] مسائل میں [illegible] یا کذب و غلط بیانی کی نسبت صحیح ہے؟ تو فرمایا "ہرگز نہیں"۔ (خیرات الحسان فصل [illegible])

Marfat.com

خیرات حسان ہی میں ہے کہ خطیب نے اسرائیل بن یوسف سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا "امام ابوحنیفہ بہت ہی اچھے شخص تھے اور حدیث کو پوری طرح یاد رکھنے والا ان کے برابر کوئی شخص نہیں ہوا۔

(۶) حافظ بدرالدین عینی فرماتے ہیں کہ امام یحییٰ بن معین سے امام صاحب کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا " ثقہ ہیں، میں نے سنا ہی نہیں کہ امام ابوحنیفہ کو کسی نے ضعیف کہا ہو۔ (معلوم ہوا کہ اس دور کے اکابر واصاغر میں سے کسی نے بھی آپ پر جرح نہیں کی)

اور شعبہ بن الحجاج امام صاحب کو لکھا کرتے تھے کہ احادیث کی روایت ہمارے لئے کریں۔ اور فرماتے تھے کہ امام ابوحنیفہ ثقہ تھے اور سچے لوگوں میں سے تھے کہ کبھی بھی اُن کو جھوٹ کی تہمت نہیں لگی اور اللہ کے دین میں مامون ومعتمد تھے۔ احادیث صحیحہ بیان فرماتے تھے۔

حضرت امام مالک، امام شافعی، امام احمد، حضرت عبداللہ بن مبارک، حضرت سفیان بن عیینہ، حضرت اعمش، حضرت سفیان ثوری، حضرت عبدالرزاق، حضرت حماد بن زید وغیرہ بڑے بڑے ائمہ وحفاظ نے امام صاحب کی تعریف کی ہے اور حضرت وکیع مدح کرتے تھے اور امام صاحب کی رائے کے موافق فتویٰ بھی دیا کرتے تھے۔ (رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین)

ان جلیل القدر ائمہ کے مذکورہ بالا اشارات سے چند نتائج نکلتے ہیں۔

(۱) علاوہ علم سے یہ بات خاص طور سے واضح ہوتی ہے کہ امام صاحب نہ صرف جلیل القدر حافظ حدیث تھے جن کو لاکھوں احادیث یاد تھیں بلکہ یہ بھی کہ وہ ہر حدیث کے ایک ایک لفظ، اس کے معنی وروح کی حفاظت کرتے تھے جس سے شارع علیہ السلام کی مراد کا کوئی گوشہ، کوئی نکتہ بھی ان کے منور دل ودماغ سے اوجھل نہ ہوتا ہوگا اور شاید اسی وجہ سے حفاظ حدیث وائمہ مجتہدین میں سب سے اونچا منصب ومقام حاصل ہوا اور امام شافعی جیسے مجتہد عالی مقام کو بھی کہنا پڑا کہ الناس فی الفقہ عیال علی ابی حنیفۃ یعنی تمام لوگ فقہ میں امام صاحب کے عیال ہیں اور دست نگر ہیں۔ اور بڑے بڑے حفاظ حدیث کو کہنا پڑا کہ نحن الصیادلۃ وانتم الاطباء یعنی ہم لوگ صرف دوا فروش ہیں اور آپ لوگ طبیب ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ امام صاحب کی رہنمائی میں فقہ حنفی کی ترتیب وتدوین اس شان سے عمل میں آئی کہ دوسرے فقیہ اس امتیاز کے حامل نہ ہوسکے۔

(۷) فن حدیث میں امام صاحبؒ کو نقادانِ احادیث کا پیشوا مانا جاتا ہے اور امام صاحبؒ کے قول کو رواۃ کی تنقید میں استدلالاً ائمہ حدیث نے پیش کیا ہے چنانچہ امام ترمذیؒ نے امام صاحب کے قول کو جابر جعفی کی جرح میں پیش کیا ہے

صاحب خلاصہ رواۃ کی جرح وتعدیل میں امام صاحب کے قول کو پیش کرتے ہیں۔

حاکم نے مستدرک میں ایک مقام پر امام صاحب کے قول کو پیش کیا ہے۔ اس سے حضرت الامام کی مہارت وکمال فن حدیث میں معلوم ہوتا ہے۔

(۸) حافظ ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں امام صاحب کو طبقۂ خامسہ کے حفاظ حدیث میں ذکر کیا ہے اصطلاح محدثین میں حافظ حدیث وہ ہوتا ہے جس کو کم ازکم ایک لاکھ احادیث یاد ہوں۔ اور تذکرۃ الحفاظ میں امام صاحب کی سند سے دو روایتیں بھی موجود ہیں۔

(۹) حضرت الامام قدس سرہٗ کے اساتذہ کا شمار چار ہزار تک پہونچا ہے اگر آپ نے ایک ایک استاد سے ایک ایک حدیث بھی سنی ہو تو کم سے کم چار ہزار تو یہی ہوجاتی ہیں۔ حالانکہ اس وقت حفاظ حدیث کی بڑی کثرت تھی اور بعد کے محدثین وحفاظ کے پاس کئی کئی لاکھ

Marfat.com

احادیث تھیں جبکہ اُن کو اتنی بڑی تعداد اساتذہ کی میسر بھی نہیں ہوئی۔

مثلاً امام بخاریؒ کہ ان کے اساتذہ ایک ہزار سے کچھ اوپر ہیں اور اُن کو چھ لاکھ احادیث یاد تھیں اور وہ حضرات تمام امام صاحب کے کسی شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ اسی سے قیاس ہو سکتا ہے کہ امام صاحب کو کتنی لاکھ احادیث یاد ہوں گی۔

(۱۰) حافظ ابن عبدالبر نے انتقاء میں نقل کیا ہے کہ امام محمدؒ نے ایک دفعہ امام مالکؒ کے تلامذہ و اصحاب کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا "تمہارے شیخ پر ضروری نہیں کہ کچھ فرمائیں اور ہمارے استاد امام ابوحنیفہؒ کے لئے خاموش رہنا درست نہیں تھا۔" مطلب یہ کہ امام مالک حدیث کے امام ہیں مگر فقہ و افتاء بھی کی ہے، اس لئے اگر کچھ نہ فرمائیں تو بہتر ہے دوسرے اس فن میں ان سے بہتر موجود ہیں وہ جواب دے سکیں گے۔ اور امام ابوحنیفہ چونکہ فقہ کے بھی امام تھے اس لئے اُن کو ہر سوال کا جواب دینا چاہیئے تھا کیونکہ ان سے اونچا مقام ان کے زمانہ میں کسی کو حاصل نہ تھا اور ان کے سکوت یا خاموشی سے علمی استفادہ رک جاتا۔

امام صاحب تمام اصحاب کتب حدیث کے استاد ہیں

(۱۱) روایات حدیث میں تقریباً تمام اصحاب کتب حدیث امام صاحب کے بواسطہ شاگرد ہیں۔

حافظ ابن حجر نے تقریب میں امام صاحب کے ترجمہ میں نسائی و ترمذی کی علامت لگائی ہے کہ امام ترمذی و نسائی نے امام صاحب کی روایات کی تخریج کی ہے۔ اور تہذیب التہذیب میں روایتوں کو ذکر بھی کیا ہے۔

صاحب مجمع البحار نے بھی ترمذی و نسائی کا حوالہ دیا ہے

صاحب خلاصہ نے امام کے ترجمہ میں شمائل ترمذی و نسائی [illegible] بخاری کی علامت لگائی ہے

مسند ابی داؤد طیالسی میں امام صاحب کی ایک روایت موجود ہے

معجم صغیر طبرانی میں دو روایتیں موجود ہیں

مستدرک حاکم جلد دوم میں امام صاحب کی ایک حدیث شواہد میں پیش کی ہے [illegible]

امام دارقطنی نے اپنی سنن میں ۴۳ جگہ امام صاحب [illegible] [illegible]

بھی رکھتے تھے)

(۱۲) مشہور محدث کبیر ابو حمزہ سکری نے بیان کیا کہ میں نے امام صاحب [illegible] حدیث [illegible] جاتی ہے تو اس کو لیتے ہیں اور جب صحابہ کے اقوال آثار مختلف ہوں تو ان میں سے [illegible] اور ان کے دائرہ سے نہیں نکلتے۔ البتہ جب کوئی قول تابعی کا [illegible] کرتے ہیں

خالد بن یزید نے بیان کیا ہے [illegible] ابو حمزہ [illegible]

مقدمہ انوار الباری

سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے۔

ابو العلاء صاعد بن محمد نے ابو حمزہ سکری سے نقل کیا کہ میں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سب سے بہتر و انسب طریقہ پر کلام کرنے والا امام ابو حنیفہ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ وہ ہر ایک صاحب فضل و کمال کے حق کو پورا پورا ادا کرتے تھے پھر اس سے بڑی بات یہ کہ وفات کے وقت تک کبھی کسی صاحب فضل کا خواہ صحابہ میں سے ہوں یا غیر صحابہ سے، تنقیص و برائی کے ساتھ ذکر نہیں کیا۔ (الجواہر المضیئہ صفحہ ۲۵ جلد ۲)

امام صاحب اور قلت روایت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبوت کے چھٹے سال اسلام لائے اور آخر تک خدمت نبوی میں باریاب رہے مگر ان سے صرف ۵۳۵ حدیث مروی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلے مشرف باسلام ہونے والوں میں ہیں۔ آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پرورش میں لے لیا تھا تقریباً ۳۴ سال خلوت و جلوت میں حضورؐ کے ساتھ رہے مگر کل ۵۸۶ حدیث روایت کیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اسلام لانے کے بعد تقریباً ۲۲ سال برابر خدمت مبارکہ میں حاضر رہے اندر، باہر اور ہر موقعہ پر ساتھ رہے لیکن کل ۸۴۸ حدیث روایت کیں۔

یہ سب دوسرے مکثرین صحابہ حضرت ابو ہریرہؓ وغیرہ سے کہیں زیادہ روایات کرسکتے تھے مگر روایت حدیث خصوصاً براہ راست حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرکے روایت کرنا خلاف احتیاط خیال فرماتے تھے کہ مبادا بیان میں کوئی فرق ہو جائے اور وعید کے مستحق ہوں اس لئے بہت کم روایتیں ان سے مروی ہیں لیکن ان حضرات نے اپنی حدیثی وافر معلومات کو مسائل و فتاویٰ کی صورت میں بیان کیا چنانچہ وہ اس کثرت سے ہیں کہ ہر ایک کے لئے بڑی بڑی کتابیں تیار ہو سکتی ہیں۔

اصابہ میں ہے کہ تمام صحابہ میں سے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے فتاویٰ اس قدر زیادہ ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کے فتاویٰ سے ایک ایک موٹی ضخیم جلد تیار ہو۔

بعینہ یہی صورت امام اعظم رح کے طریق روایت حدیث کی ہے کہ ہزاروں لاکھوں مسائل و فتاویٰ کی تدوین ان کی راہ نمائی میں کی گئی اور یہی طریق روایت امام صاحب کے اتباع میں اکثر فقہاء حنفیہ نے بھی اختیار کیا۔ اور یہی بڑی وجہ ہے کہ امام صاحب اور آپ کے اصحاب و تلامذہ کار تدوین فقہ قرآن و حدیث کے ساتھ تعامل و آثار صحابہ اور خصوصیت سے ان حضرات مذکورہ بالا کے تعامل، آثار و فتاویٰ کی تحقیق و جستجو کرتے تھے۔

پھر معانی حدیث کی تعیین میں بھی ان سے مدد لیتے تھے وغیر ذلک۔ یہی وہ طریق انیق تھا جس کو خلیفۂ عادل حضرت عمر بن

Marfat.com

عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اختیار کیا تھا جس کی وجہ سے انھوں نے تدوین حدیث کی مہم شروع فرماتے ہوئے جا بجا احکام بھیجے تھے کہ احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آثار و اقوال صحابہ بھی جمع کر دو جس کی تفصیل گذر چکی ہے ۔

ظاہر ہے کہ امام صاحب کا یہ طریقہ بہت ہی مستحکم، جامع اور محتاط تھا، اس کے برخلاف دوسری صدی کے بعد کے اس طریقہ کو دیکھئے جو نرے محدثین یا اصحاب ظاہر اہل حدیث نے اختیار کیا کہ آثار و اقوال صحابہ سے صرف نظر، معانی حدیث کی جگہ ظاہر الفاظ کا تتبع، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عمل اور ناسخ و منسوخ کی تحقیق کی بجائے صرف روایتی اعتبار سے حدیث کی قوت و ضعف پر مدار، زمانہ خیر القرون میں جو احادیث اصح تھیں لیکن یفشو الکذب کے دور میں داخل ہو کر اگر ان میں کوئی راوی مبہم آ گیا تو وہ احادیث تو روایتی بنیاد پر گر گئیں اور ان کی جگہ ان کم درجہ کی احادیث نے لے لی جن کو اتفاق وقت سے رواۃ اچھے مل گئے مثلاً حدیث قلتین وغیرہ ۔

غرض امام صاحب نے جس اچھے وقت میں تدوین فقہ کی مہم کو سر کیا اور جن اصولوں پر کام کیا اور جیسے بلند پایہ محدثین و فقہاء ان کے رفیق و معاون ہوئے (کہ بعد کے سارے محدثین ان ہی کے خوشہ چین ہیں) اس کی خوبی و برتری کا مقابلہ زمانہ مابعد میں نہ ہو سکتا تھا اور نہ ہوا ۔

ظاہر ہے کہ فقہ حنفی کا یہ کھلا ہوا فضل و تفوق ہی حاسدین و معاندین کے تنگ دلوں اور متعصب ذہنوں کے لئے سب سے بڑی وجہ عداوت بن گئی اور پھر انھوں نے اپنے ان اساتذہ و بزرگوں کے ساتھ جو جو سلوک روا رکھے ان کے جواز و عدم جواز کا فیصلہ ناظرین خود کریں گے ۔ اس کار خیر کی تقسیم اس طرح ہوئی ۔

(۱) کچھ محدثین نے تو اپنی حدیثی تالیفات میں امام صاحب اور اصحاب امام کی روایت اور ذکر خیر سے بھی احتراز کیا، موافق مذہب احادیث کی روایت کم سے کم کی، نقل مذہب کی ضرورت سمجھی گئی تو وہ بھی غیر و صحیح الفاظ سے کی گئی۔ مذہب سے پوری طرح واقفیت حاصل کئے بغیر، بے تحقیق بھی مسائل کی نسبت غلط کر دی گئی (جس کی نشاندہی شرح بخاری میں ہم جا بجا کرتے رہیں گے انشاء اللہ)

(۲) کچھ محدثین نے حق شاگردی ادا کرنے کو ایک دو روایات لیں اور نقل مذہب میں کسی قدر [illegible] اگرچہ مذہب سے پوری واقفیت حاصل نہ کی ۔

(۳) شراح حدیث نے موافق احناف احادیث کو روایتی طریقہ سے گرانے میں کسر نہیں اٹھا رکھی، اگر کسی حدیث کے ایک لفظ میں بھی فرق پایا تو "لم اجدہ" کہہ کر اس کو ختم کیا ۔ ملاحظہ ہو فتح الباری اور ضمیمہ ملیۃ الالمعی وغیرہ

(۴) تاریخ و رجال کے مؤلفین اور جرح و تعدیل کے مصنفین نے حتی الامکان رجال احناف کو [illegible] پر گری پڑی جھوٹی روایات کی آڑ لیکر طعن کر گئے ۔

(۵) کچھ لوگوں نے کتابوں کی طباعت کے وقت حذف و الحاق یا تصحیف کے ذریعہ بھی حنفیہ کے خلاف بہت تلبیس کی

(۶) کچھ حضرات نے کتب تاریخ وغیرہ میں حکایات مکذوبہ روایت کر کے ائمہ حنفیہ کی پاک و پاکیزہ زندگی کو داغدار بنانے کی سعی کی وغیرہ

امام صاحب کی طرف قلت روایت کا طعن کرنے والوں کے لئے ایک جواب وہ نقل ہوا ہے [illegible]

Marfat.com

دو قسم کی ہیں ایک وہ جو احکام سے متعلق ہیں، دوسری وہ جن کا تعلق احکام سے نہیں۔

اس دوسری قسم کی احادیث کی روایت سے فقہاء صحابہ اور خلفاء راشدین نے خود بھی اجتناب کیا اور دوسروں کو بھی روکا تھا تاکہ اس ابتدائی دور میں قرآن مجید اور حدیث کا اختلاط نہ ہو جائے، باقی احادیث احکام کا روایت کرنا اور جاننا تو دین پر عمل کرنے کے لئے ضروری تھا اس لیئے ان کی روایت سے نہیں روکا گیا تھا چنانچہ مصنف عبد الرزاق میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ جب حضرت عمر فاروق خلیفہ ہوئے تو صحابہ سے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روایت کم کرو بجز اُن احادیث کے جن کی عمل کے لئے ضرورت ہے۔"

مسلم شریف میں ہے کہ عبادہ بن صامتؓ نے فرمایا کہ "جن احادیث میں تم لوگوں کا دینی فائدہ تھا وہ سب میں نے تم سے بیان کر دی ہیں" علامہ نووی نے شرح مسلم میں قاضی عیاض سے اس کی تشریح بھی نقل کی ہے کہ عبادہ کے اس قول سے معلوم ہوا کہ انھوں نے وہ حدیثیں بیان نہیں کیں جن سے مسلمانوں کے کسی ضرر یا فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ تھا یا جن کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا تھا اور یہ وہ احادیث تھیں جن کا تعلق احکام سے یا کسی حد سے حدود شرعیہ میں سے نہ تھا، ایسی احادیث کا روایت نہ کرنا کچھ عبادہ ہی سے مخصوص نہیں بلکہ ایسا کرنا دوسرے صحابہ سے بھی بہت زیادہ ثابت ہے۔

امام صاحب نے خلفاء راشدین اور فقہاء صحابہ کی رائے مذکور کا بھی اتباع کیا اور صرف وہی احادیث روایت کیں جن کا تعلق احکام سے تھا، ان کی تعداد کا اندازہ تین ہزار کیا گیا ہے، امام صاحب سے روایت شدہ احادیث بھی علاوہ اُن صریح مرفوع احادیث کے جو ان کی مسانید وغیرہ میں ہیں اور ان کا کافی ذخیرہ اس وقت ہمارے سامنے مطبوعہ شکل میں بھی آگیا ہے، احادیث موقوفہ و مسائل واحکام کی صورت میں ہزاراں ہزار کی تعداد میں موجود ہیں، وجہ جس طرح حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے حضرت فاروق اعظم حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کو جمہور محدثین کے خلاف صحابہ کے مکثرین میں داخل کیا ہے اور اسی وجہ سے کیا جو ہم نے اوپر بھی بیان کی ہے، اسی طرح امام صاحب کو بھی تابعین کے مکثرین میں داخل کرنا مناسب ہے اور قلت روایت کی نسبت امام صاحب کی طرف درست نہ ہوگی حضرت شاہ صاحبؒ کی تحقیق ازالۃ الخفا صـ۱۴۱ مقصد دوم میں اس طرح ہے:۔

"جمہور محدثین نے مکثرین صحابہ آٹھ صحابہ کو قرار دیا ہے حضرت ابوہریرہ حضرت عائشہؓ حضرت عبد اللہ بن عمر حضرت عبد اللہ بن عباس حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص، حضرت انسؓ، حضرت جابرؓ اور حضرت ابو سعید خدری اور متوسطین میں سے حضرت عمرؓ حضرت علی حضرت عبد اللہ بن مسعود وغیرہ کو شمار کیا ہے جن سے دس سو سے ایک ہزار سے کم تک احادیث مروی ہیں، لیکن اس فقیر کے نزدیک ان حضرات سے احادیث بڑی کثرت سے موجود ہیں، کیونکہ جو احادیث بظاہر موقوف ہوتی ہیں وہ بھی حکماً و حقیقتہً مرفوع ہیں اور ان حضرات سے باب فقہ، باب احسان اور باب حکمت میں جس قدر ارشادات مروی ہیں وہ بہت سی وجوہ سے مرفوع کے حکم میں ہیں لہٰذا ان حضرات کو مکثرین میں داخل کرنا زیادہ موزوں ہے"۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے ان حضرات کو مکثرین کے طبقہ میں اس بناء پر داخل کیا کہ ان کے بہت سے مسائل و فتاوی احادیث ہیں اور ان کو احادیث قرار دینا بہت سی دلائل و وجوہ سے ہے۔ پھر آگے حضرت شاہ صاحب نے ان دلائل میں سے ایک دلیل

Marfat.com

یہ پیش کی ہے کہ ان احکام و مسائل کو اگر متداولہ کتب حدیث کی احادیث مرفوعہ سے موازنہ کیا جائے گا تو ان کی باہم موافقت و مطابقت ہی ملے گی۔ لہٰذا ان حضرات نے ان ہی احادیث کو احکام و مسائل و فتاوی کی صورتوں میں روایت کیا ہے۔

حضرت شاہ صاحب کی یہ تحقیق و تدقیق چونکہ سطحی افہام اور ظاہر پر اکتفا کرنے والی عقول سے بلند تھی اس لئے خود ہی آپ نے یہ بھی فرمایا کہ "قصہ کوتاہ! حضرت عمرؓ حضرت علیؓ و حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کردہ بہت سی احادیث دفتر در دفتر موجود ہیں مگر ان حضرات کی جانب بحیثیت حدیث ان کا انتساب کم سمجھ اور غیر دانشمند لوگ نہیں کر سکیں گے کہ ان کی افہام کی دسترس سے باہر ہے،

اس موقع پر مجھے اس حقیقت کے اظہار کا بھی موقع دیجئے کہ یہ دفاتر وہی ہیں جن کی روشنی میں امام اعظم قدس سرہٗ اور آپ کے جلیل القدر رفقاء محدثین و فقہاء و مجتہدین نے "فقہ حنفی" کو مرتب کیا ہے۔

خلیفہ منصور نے امام صاحب سے دریافت کیا تھا کہ آپ نے علم کس سے حاصل کیا؟ تو امام صاحب نے جواب دیا تھا کہ اصحاب عمرؓ سے عمرؓ کا، اصحاب علیؓ سے علیؓ کا اور اصحاب عبداللہ بن مسعودؓ سے عبداللہؓ کا جس پر منصور نے کہا تھا کہ خوب خوب! ابو حنیفہ تم نے بہت مضبوط علم حاصل کیا وہ سب طیبین طاہرین تھے سب پر خدا کی رحمت ہو۔

اور شاہ صاحب نے بھی حجۃ اللہ البالغہ میں یہی بحث کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام صاحبؒ کے استاذ الاستاذ حضرت ابراہیم نخعی نے اپنے مذہب کی بنیاد حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ کے مسائل و فتاویٰ پر قائم کی، ابراہیم تمام علماء کوفہ کے علوم کا مخزن تھے۔ ابن المسیب اور ابراہیم کے فقہ کے اکثر مسائل اصل میں سلف یعنی صحابہ سے مروی ہیں۔

ابراہیم کے فضل و کمال اور تفقہ و جلالت قدر پر تمام فقہاء کوفہ متفق ہو گئے تھے اور سب نے ان کی شاگردی کا فخر حاصل کیا۔ ابراہیم نے وہی مسائل جمع کئے تھے جن کو مشہور احادیث اور قوی دلائل کی صحیح کسوٹی پر کس لیا تھا۔ حجۃ اللہ ص۱۴۵

پھر آگے چل کر شاہ صاحب نے یہ بھی واضح کیا کہ ان مسائل کو ابراہیم سے امام صاحب نے اخذ کیا اور امام صاحب قوانین کلیہ سے جزئیات کا حکم دریافت کرنے میں غیر معمولی ملکہ رکھتے تھے اور تخریج مسائل کی باریکیوں پر امام صاحب کی نظر بہت گہری [illegible] ہوتی تھی، فروع کی تخریج پر کامل طور پر توجہ فرماتے تھے اور ابراہیم اور ان کے اقران کے اقوال و مسائل کو اگر مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق اور کتاب الآثار امام محمد کی مرویات سے موازنہ کر کے دیکھو گے تو چند مسائل کے سوا سب میں اتفاق و اتحاد پاؤ گے۔ حجۃ اللہ [illegible]

علامہ ابن قیم نے اعلام الموقعین میں نقل کیا کہ مسروق (جلیل القدر تابعی) نے بیان کیا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو گہری نظر سے دیکھا تو سب کے علم کا سرچشمہ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت زیدؓ، حضرت ابو الدرداءؓ، حضرت ابی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پایا۔ اور اس کے بعد پھر زیادہ گہری نظر سے دیکھا تو ان چھ حضرات کے علوم [illegible] عبداللہ بن مسعودؓ کو پایا۔

غرض اس تمام بحث سے یہ امر واضح ہے کہ امام صاحب کو قلیل [illegible] شمار کرنا [illegible] ہے۔ واللہ اعلم

علامہ محمد بن یوسف شافعی نے کتاب عقود الجمان میں (جو امام صاحب کے مناقب میں ہے) ایک مستقل باب ۲۳ واں امام صاحب کی روایت حدیث کی کثرت اور آپ کے اعیان و اکابر و حفاظ حدیث سے ہونے پر قائم کیا ہے۔ مناقب موفق ص۴۸ میں امام ابو عبداللہ بن

ابی حفص الکبیر بخاری سے امام صاحب کے چار ہزار شیوخ حدیث کا ذکر نقل کیا ہے اور یہ بھی کہا کہ یہ امام صاحب کے ادنی فضائل میں سے ایک ہے۔

کبار محدثین کا امام صاحب سے استفادہ امام زفر نے بیان کیا کہ بڑے بڑے محدثین وقت مثل زکریا بن ابی زائدہ، عبد الملک ابن سلیمان، لیث بن سلیم، مطرف بن طریف، حصین بن عبد الرحمن وغیرہم امام صاحب کے پاس آتے جاتے تھے اور ان مشکل مسائل کے بارے میں جن کا حاصل کرنا ان کو دشوار ہوتا تھا اور ان احادیث کے بارے میں بھی جو ان پر مشتبہ ہوتی تھیں امام صاحب سے تشفی حاصل کرتے تھے۔ (مناقب کردری ص۱۰۱)

امام صاحب محدثین و فقہاء کے ماویٰ و ملجا تھے

ابن سماک کوفہ کے استاد چار ہیں۔ سفیان ثوری، مالک بن مغول، داؤد طائی، ابو بکر نہشلی۔ اور یہ سب ابو حنیفہؒ کے حلقہ میں بیٹھے ہیں۔ (موفق، انتصار، کردری)

حارث بن عمیر جب امام ابو حنیفہ مکہ معظمہ جاتے تو ابن جریج اور عبد العزیز بن ابی رواد ان کے ساتھ بیٹھتے اور ابن جریج ان کی مدت کرتے عبد العزیز سے جب کوئی مسئلہ پوچھتا تو امام صاحب سے مل کر معلوم کر کے بتاتے۔ (کردری، انتصار)

توبہ ابن سعد اہل مرو کے امام تھے، بقول ابن مبارک مومن قوی القلب تھے اور امام مالک کہا کرتے تھے کہ کاش! ان جیسا ایک شخص ہمارے یہاں ہوتا۔ یہ توبہ مذکور امام صاحب کے حلقہ میں بیٹھتے تھے، استفادہ کرتے تھے اور قضاء میں امام صاحب کے قول پر فیصلہ کرتے اور کہتے تھے کہ امام ابو حنیفہ میرے اور میرے رب کے درمیان ہیں۔ (کردری)

نوح بن مریم:- میں امام ابو حنیفہ کی صحبت و حلقہ میں رہا ہوں ان کے بعد ان کا مثل نہیں دیکھا۔ (کردری)

ابن مبارک:- فرمایا کرتے تھے کہ اگر ابو حنیفہ تابعین کے زمانہ میں ہوتے تو تابعین بھی ان کی طرف محتاج ہوتے۔ (موفق، انتصار، کردری)

یاسین بن معاذ زیات نے مکہ معظمہ میں ایک کثیر جماعت میں بلند آواز سے جس طرح اذان دی جاتی ہے پکار کے کہا کہ لوگو! ابو حنیفہ کو غنیمت سمجھو، ان سے علم حاصل کرو، ان سے زیادہ حرام و حلال کو جاننے والا تمہیں کوئی نہیں ملے گا۔ (موفق، انتصار، کردری) یاسین مذکور کو ذہبی نے کبار فقہاء کوفہ میں سے لکھا ہے۔ مفتی کوفہ بھی تھے۔

ابراہیم بن فیروز اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ کو دیکھا کہ مسجد میں بیٹھے ہیں اور اہل مشرق و مغرب کا ہجوم ہے وہ مسائل پوچھتے ہیں اور آپ جواب دیتے ہیں۔ وہ پوچھنے والے بھی فقہاء و خیار الناس تھے (موفق، انتصار، کردری)

ابو نعیم لوگ طوعاً و کرہاً امام صاحب کے منقاد ہوتے جاتے تھے، آپ کے یہاں جو ہجوم رہتا تھا وہ دن و رات کے کسی حصہ میں منقطع نہیں ہوتا تھا خواہ آپ مسجد میں ہوں یا مکان میں۔ (کردری)

Marfat.com

خالد بن صبیح امام صاحب ایک رات عشاء کی نماز پڑھکر جا رہے تھے کہ امام زفر نے کوئی مسئلہ پوچھا۔ امام صاحب نے جواب دیا، اس میں دوسری بحث اور تیسری بحث نکلی اور صبح تک یہ سلسلہ چلتا رہا اور صبح کے بعد بھی یہ گفتگو رہی حتیٰ کہ زفر کو شرح صدر ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کے رات کے اوقات عبادت و نماز وغیرہ میں جب ہی گذرتے ہوں گے کہ آپ کے پاس طالبین علوم کا ہجوم نہ ہو ورنہ درس و افادہ ہی مقدم رکھتے ہوں گے جیسا کہ واقعہ مذکورہ سے معلوم ہوا۔

بعض ائمہ حدیث نے لکھا ہے کہ جس قدر امام صاحب کے اصحاب و تلامذہ تھے کسی امام کو نصیب نہیں ہوئے: حافظ ابوالمحاسن شافعی نے نو سو اٹھارہ علمائے کبار کے نام بقید نسب لکھے ہیں جو امام صاحب کے حلقۂ درس سے مستفید ہوئے۔ غالباً یہ تعداد مشہور محدثین کی ہوگی یا اُن محدثین و فقہاء کی جو اکثر ملازمِ حلقہ رہا کرتے تھے۔ اور اس کا ثبوت ردالمحتار سے بھی ملتا ہے چنانچہ اس میں بحوالہ طحطاوی لکھا ہے کہ فقہ کے جمع کرتے وقت ایک ہزار عالم امام صاحب کے ساتھ تھے جن میں چالیس شخص درجۂ اجتہاد کو پہونچے ہوئے تھے۔

اتنے علماء میں ہر مسئلہ کی تحقیق ہوتی تھی اور سب کے اتفاق سے جب طے ہوتا تو اس وقت کتاب میں لکھا جاتا تھا۔ ہم امام صاحب کے خاص خاص تلامذہ و اصحاب کے مختصر مختصر حالات بھی لکھیں گے اور ابتداء میں ان چالیس محدثین و فقہاء کے حالات لکھیں گے جو تدوین فقہ کے شریک تھے۔

امام صاحبؒ کی امامت فقہ اکابر علم کی نظر میں

پہلے علم فقہ کی اہمیت اقوال اکابر سے ملاحظہ کیجئے:۔

حضرت عمرؓ[1]:۔ نے عبدالرحمن بن غنم کو صرف فقہ سکھانے کے لئے شام بھیجا تھا۔

امام مالکؒ[2] نے اپنے بھانجے ابوبکر اور اسمٰعیل سے کہا میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں حدیث کا بہت شوق ہے اور اس کو طلب کرتے ہو۔ کہا ہاں! فرمایا اگر تم دوست رکھتے ہو کہ خدائے تعالیٰ اس کا نفع تمہیں دے تو حدیث کی روایت کم کرو اور فقہ زیادہ حاصل کرو۔ (مختصر کتاب النصیحہ مؤلفہ خطیب بغدادی)

امام شافعیؒ[3] جو شخص صرف حدیثوں کو جمع کرتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی رات کو لکڑیاں چنے ایسا بھی ہوگا کہ سانپ کو لکڑی سمجھ کر اٹھائے گا اور تکلیف اٹھائے گا (مختصر ... خطیب بغدادی)

اعمشؒ[4] کہتے ہیں کہ جب میں تحصیل حدیث سے فارغ ہوا تو فتوی دینے کے لئے مسجد میں بیٹھا۔ پہلا ہی سوال ہوا تو اس کا جواب مجھ سے نہ بن سکا۔

امام احمدؒ[5]:۔ سے کسی نے مسئلہ پوچھا۔ فرمایا فقہاء سے پوچھو، ابوثور سے پوچھو (جو مشہور فقیہ تھے) (توالی التاسیس)

علی بن المدینیؒ[6]:۔ بخاری نے نقل کیا کہ ابن مدینی کہتے تھے کہ تفقہ معانی حدیث یعنی فہم معنی حدیث نصف علم ہے اور معرفت

Marfat.com

رجال نصف علم ہے

امام ترمذی:۔ فقہاء نے اس طرح تشریح کی ہے اور وہ معانی حدیث کو زیادہ جانتے ہیں۔ (جامع ترمذی)

عبداللہ بن مبارک:۔ ابو حنیفہ افقہ الناس تھے میں نے فقہ میں ان کا مثل نہیں دیکھا۔ (مناقب موفق والانتصار لسبط ابن الجوزی)

اعمش: ابو حنیفہ وہ مسائل جانتے ہیں کہ نہ حسن بصری جانتے ہیں، نہ ابن سیرین، نہ قتادہ، نہ بتی، نہ ان کے سوا کوئی اور۔ (انتصار و مناقب کردری) کسی نے اعمش سے مسئلہ پوچھا۔ کہا کہ اس کا جواب ابو حنیفہ خوب جانتے ہیں۔ میرا ظن غالب ہے کہ ان کے علم میں برکت دیگئی ہے۔ (خیرات حسان)

سعید بن ابی عروبہ: سفیان بن عیینہ سے فرمایا کہ تمہارے بلاد سے ابو حنیفہ کی جو خبریں آئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے زیادہ افقہ کوئی نہیں ہے۔ مجھے آرزو ہے کہ جو علم خدائے تعالیٰ نے اُن کو دیا ہے وہ تمام مسلمانوں کے دلوں میں ڈالا جائے۔ ان لوگوں نے فقہ میں تحیاب کیا ہے گویا وہ اسی کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ (موفق، انتصار، کردری)

یحییٰ بن سعید القطان: کہا کرتے تھے کہ جو واقعات لوگوں پر وقتاً فوقتاً پیش آتے ہیں ان میں حکم شرعی بیان کرنے والا سوائے ابو حنیفہ کے کوئی نہیں۔ (موفق، انتصار)

عثمان المدینی:۔ حماد، ابراہیم، علقمہ اور ابن اسود سے ابو حنیفہ زیادہ فقیہ تھے۔ (موفق، انتصار)

جریر بن عبداللہ: نے کہا کہ مجھ سے مغیرہ نے کہا کہ ابو حنیفہ کے حلقہ میں رہا کروگے تو فقیہ ہو جاؤگے۔ اگر ابراہیم نخعی ہوتے تو وہ بھی ان کے حلقہ میں بیٹھتے۔ (موفق، کردری)

مسعر:۔ کوفہ میں امام ابو حنیفہ سے زیادہ فقیہ میں نے دیکھا۔ ان کی فقاہت پر مجھے رشک آتا ہے۔ (موفق، انتصار)

مقاتل:۔ میں نے تابعین اور تبع تابعین کو دیکھا مگر ان میں ابو حنیفہ جیسا تفقہ میں اور بصیرت والا شخص نہیں دیکھا۔

یحییٰ بن آدم: تمام اہل فقہ اور اہل بینش کا اتفاق ہے کہ ابو حنیفہ سے افقہ کوئی نہیں۔ اس امر میں انھوں نے ایسی کوشش کی کہ ان سے پہلے کسی نے نہیں کی تھی اسی لئے خدائے تعالیٰ نے انکو راستہ دکھا دیا۔ (موفق، انتصار، کردری)

امام شافعی: جس کو فقہ کی معرفت منظور ہو وہ ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کو لازم پکڑے، کیونکہ فقہ میں سب ان کے عیال ہیں۔ (موفق، انتصار)

وکیع: میں کسی عالم سے نہیں ملا جو امام ابو حنیفہ سے زیادہ فقیہ ہو۔ (موفق، انتصار، کردری)
حالانکہ امام وکیع بڑے بڑے محدثین سے ملے تھے مثلاً ہشام بن عروہ، اعمش، اسماعیل بن ابی خالد، ابن عون، ابن جریج، سفیان اور اوزاعی۔ اور امام احمد کہتے ہیں کہ میری آنکھوں نے وکیع جیسا عالم نہیں دیکھا۔ حدیث و فقہ میں وہ بہت بڑے پایہ کے تھے۔ امام محمد نے فرمایا کہ حنفیہ کا ذکر وہ بڑی شہرت سے کرتے تھے۔ یہ فقہ حنفی کی ہی طرف اشارہ ہے کیونکہ بتصریح ذہبی وہ امام صاحب کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔

واضح ہو کہ امام وکیع بھی اعمش اور اوزاعی کی طرح ابتدا میں امام صاحب کے مخالف تھے پھر صحیح حالات معلوم ہونے پر معتقد و مداح ہو گئے تھے۔

Marfat.com

سفیان ثوری اگر سفیان ثوری کے پاس کوئی جاتا اور کہتا کہ میں امام ابوحنیفہ کے پاس سے آیا ہوں، تو فرماتے کہ تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو کہ روئے زمین پر اس جیسا فقیہ عالم نہیں ہے۔ (الخیرات الحسان)

امام جعفر صادق:- ابوحنیفہ کل فقہائے کوفہ سے افقہ ہیں۔ (موفق، انتصار)

حسن بن عمارہ یہ سفیان ثوری کے استاد ہیں۔ عبداللہ بن مبارک نے نقل کیا ہے کہ امام صاحب کے گھوڑے کی رکاب پکڑے ہوئے کہتے تھے کہ خدا کی قسم میں نے تم سے بڑا فقیہ، بلیغ و حاضر جواب نہیں دیکھا اور آپ تمام فقہاء کے سردار ہیں جو لوگ آپ پر طعن کرتے ہیں وہ صرف حسد سے کرتے ہیں۔ (تبییض الصحیفہ و خیرات الحسان)

اسحٰق بن راہویہ امام بخاری کے اجلہ شیوخ میں تھے۔ کہا کہ میں نے ایسا شخص نہیں دیکھا جو احکام اور قضایا کو امام ابوحنیفہ سے زیادہ جانتا ہو۔ ہر چند قبول قضا پر زبردستی اور سختی کی گئی مگر انھوں نے قبول نہیں کیا۔ خالصاً لوجہ اللہ تعلیم اور ارشاد کیا کرتے تھے۔ (موفق، انتصار)

عیسٰی بن یونس نے اپنے شاگردوں کو ہدایت کی کہ اگر امام ابوحنیفہ کے بارے میں کوئی بدگوئی کرے تو ہرگز اس کا یقین مت کرنا۔ میں خدا کی قسم کھا کر تم سے کہتا ہوں کہ میں نے ان سے افضل اور فقیہ نہیں دیکھا۔ (خیرات)

امام شعبہ اعمش اور سفیان ثوری کے استاذ ہیں۔ ان کو جب امام صاحب کے انتقال کی خبر ملی تو انا للہ پڑھ کر کہا کہ اب اہل کوفہ کی روشنی علم جاتی رہی۔ یاد رکھو کہ ان جیسا شخص وہ بھی نہ دیکھیں گے۔ (موفق، انتصار، کردری)

امام صاحب ورع و تقویٰ میں یکتا تھے

یحیٰی بن معین کسی نے ان سے پوچھا کہ کیا ابوحنیفہ ثقہ تھے؟ کہا ہاں ثقہ تھے، ثقہ تھے، پھر کہا خدا کی قسم ان کا رتبہ اس سے بہت زیادہ بلند تھا کہ جھوٹ کہتے، ورع میں وہ سب سے زیادہ تھے۔ دریافت کیا کہ ابن مبارک دونوں میں عدل کہا اس کو تم کیا کہتے ہو (موفق، انتصار، کردری)

عبداللہ بن مبارک جب میں کوفہ پہونچا، لوگوں سے پوچھا کہ یہاں کے علماء میں سب سے بڑا فقیہ کون ہے؟ ابوحنیفہ! پھر پوچھا کہ زہد میں سب سے زیادہ کون ہے؟ کہا ابوحنیفہ۔ پھر پوچھا کہ ورع و پارسائی میں سب سے زیادہ کون ہے؟ کہا ابوحنیفہ! (موفق، انتصار، کردری، تبییض)

مکی بن ابراہیم میں کوفہ کے تمام علماء کے ساتھ بیٹھا مگر ابوحنیفہ سے زیادہ اورع کسی کو نہیں دیکھا۔ تہذیب الکمال میں بھی یہ روایت موجود ہے مگر اس کا جو خلاصہ حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں کیا ہے اس میں شوافع کے مناقب زیادہ نقل کئے اور حنفیہ کے کم کر دیئے۔ اسی طرح تہذیب الکمال میں مزی نے جن تذکروں محدثین کے نقل کئے تھا کہ وہ امام صاحب کے یا ان کے اصحاب کے شاگرد ہیں ان کو حافظ نے خلاصہ کیا تو ان میں ذکر کم کر دیا۔

Marfat.com

ابو شیخ نو سال اور کئی ماہ میں ابوحنیفہ کے ساتھ بیٹھا۔ اس مدت میں کوئی بات ایسی نہیں دیکھی جو قابل انکار ہو۔ وہ صاحب ور[ع] وصلوٰۃ وصدقہ ومواساۃ تھے۔ (موفق، انتصار، کردری)

بحیر بن معروف جس نے ابوحنیفہ کو دیکھا اس کو یہ بات معلوم ہوئی کہ اعلیٰ درجہ کے فقیہ اور صاحب معرفت اور پرہیزگار کیسے ہوا کرتے ہیں اور اُن کو دیکھنے والے پر یہ ثابت ہو جاتا تھا کہ وہ خیر ہی کیلئے مخلوق ہیں۔ (" " ")

ابن جریج مجھے نعمان فقیہ اہل کوفہ کے حالات معلوم ہوئے ہیں کہ وہ ورع میں کامل اور دین وعلم کی حفاظت کرنے والے تھے اہل آخرت کے مقابلہ میں اہل دنیا کو اختیار نہیں کرتے تھے۔ میں گمان کرتا ہوں کہ قریب میں اُن کے علم کی عجیب شان ہو گی (موفق، انتصار، کردری)

عبدالوہاب بن ہمام جتنے مشائخ عدن طلب حدیث کے لئے کوفہ گئے تھے وہ بالاتفاق کہتے تھے کہ ابوحنیفہ کے زمانہ میں ان سے بڑا فقیہ اور اورع کوفہ میں ہم نے نہیں دیکھا۔ (موفق، انتصار)

وکیع:۔ حدیث کے باب میں ابوحنیفہ کو جس قدر ورع تھا کسی میں نہیں پایا گیا۔ (" " ")

یزید بن ہارون:۔ میں نے ہزار شیوخ سے علم حاصل کیا مگر خدا کی قسم ابوحنیفہ سے اورع کسی کو نہیں پایا۔ (موفق انتصا[ر])

مناقب موفق وکردری اور الانتصار میں سفیان بن عیینہ، عشیر، عبدالرزاق بن ہمام صاحب مصنف مشہور، ابراہیم بن عکر[مہ] عمر بن ذر، ابو غسان مالک، حفص بن عبدالرحمٰن، عطار بن جبلہ، شداد بن حکیم، عمرو بن صالح، عیسیٰ بن یونس اور دوسرے بڑے [بڑے] محدثین سے بہ سند متصل نقل کیا کہ امام صاحب سب سے زیادہ متقی، پرہیزگار عابد و زاہد تھے۔

امام صاحبؒ کی تقریر اور قوّت استدلال

قوت تقریر کا مدار کثرت معلومات، استحضار مضامین اور طبیعت نکتہ رس پر ہے اور امام صاحب اپنے زمانہ کے علماء میں سے سب [سے] علم وفضل میں فائق، قوت حافظہ میں ممتاز تھے اور طبیعت دقیقہ رس، نکتہ آفریں تھی اسی لئے آپ کی تقریر بھی غیر معمولی طور سے مؤثر ہوتی تھی۔ اس کے بارے میں معاصرین امام اور اکابر علماء کے اقوال پڑھئے:۔

یزید بن ہارون:۔ جب امام ابوحنیفہ کلام کرتے تو کل حاضرین کی گردنیں جھک جاتی تھیں۔ (موفق، کردری)

شیخ کنانہ امام ابوحنیفہ کا کُل علم مفہوم وکارآمد ہے اور دوسروں کے علم میں حشو و زوائد بہت ہیں۔ میں ان کی صحبت میں ایک مدت تک رہا مگر ایک بات بھی اُن سے ایسی نہیں سنی جو قابل مواخذہ ہو، یا اُس پر عیب لگایا جا سکے (موفق، انتصار، کردری)

ابو معاویہ ضریر:۔ شریک جہل وحسد کی وجہ سے امام ابوحنیفہ کے ساتھ دشمنی تو رکھتے تھے مگر جب ان کا کلام سنتے تو

ف۔ کوفہ کے معزز عالم جو کہ نابینا تھے۔ ایک دفعہ ہارون رشید نے دعوت کی اور خود ہاتھ دھلائے۔ پوچھا۔ آپ جانتے ہیں کون آپکے ہاتھ پر پانی ڈال رہا [ہے]

Marfat.com

بیچارے سر نہ اٹھا سکتے میں نے امام صاحب سے زیادہ علم والا نہیں دیکھا۔ کوئی شخص تقریر میں ان پر غالب نہیں آ سکتا تھا کبھی ان کو مغلوب ہوتے نہیں دیکھا ہو (موفق، کردری)

یحییٰ بن آدم امام ابو حنیفہ کا کلام خالصۃً للہ تھا اگر اس میں دنیوی امور کی آمیزش ہوتی تو ان کا کلام آفاق میں ہرگز نافذ نہ ہو سکتا کیونکہ ان کے حاسد اور کسرِ شان کرنے والے لوگ بہت تھے۔ (موفق، انتصار، کردری)

جس مجلس میں امام صاحب ہوتے تو کلام کا مدار اُن پر ہی ہوتا اور جب تک وہ وہاں رہتے کوئی دوسرا بات نہ کر سکتا (خیرات، کردری)

مسعر بن کدام کسی نے ان سے کہا کہ ابو حنیفہ کے دشمن کس قدر کثرت سے ہیں؟ یہ سن کر مسعر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور کہا دور ہو! میں نے جب کسی کو ان کے ساتھ مباحثہ کرتے دیکھا تو امام ہی کو غالب دیکھا۔

(موفق، انتصار، کردری)

مطلب بن زیاد: جب کبھی امام ابو حنیفہ نے کسی مسئلہ پر کسی کے ساتھ گفتگو کی تو وہ شخص ان کا مطیع و منقاد ہو گیا۔ (موفق)

امام مالکؒ پوچھا گیا کہ اہل عراق میں سے جو آپ کے یہاں آئے ہیں ان میں افقہ کون ہیں؟ فرمایا: کون آئے ہیں؟ کہا گیا کہ ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ، سفیان ثوری اور امام ابو حنیفہ۔ امام مالک نے فرمایا کہ تم نے ابو حنیفہ کا نام آخر میں لیا۔ میں نے اُن کو دیکھا کہ ہمارے یہاں کے کسی فقیہ سے ان کا مناظرہ ہوا اور تین بار اس کو اپنی رائے کی طرف رجوع کرا کے امام صاحب نے آخر میں کہہ دیا کہ یہ بھی خطا ہے۔ (موفق)

اور امام شافعی کا بیان ہے کہ امام مالک سے امام ابو حنیفہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا سبحان اللہ! وہ تو ایسے شخص تھے کہ اگر تم سے کہہ دیتے کہ یہ ستون سونے کا ہے تو پھر اُس کو دلیل و حجت سے ثابت بھی کر دکھاتے۔ (کردری، خیرات، تبییض)

حافظ ابو حمزہ محمد بن میمون نے قسم کھا کر کہا کہ ابو حنیفہؒ کی تقریر سننے سے مجھے جس قدر خوشی ہوتی وہ لاکھ اشرفی [illegible] ملنے سے بھی نہیں ہو سکتی۔ (موفق، انتصار، کردری)

یوسف بن خالد سمتی جب میں علم حاصل کر کے امام صاحب کے حلقہ میں بیٹھا اور اُن کی تقریریں سنیں تو معلوم ہوا کہ علم کے چہرہ پر نقاب تھا جو اُن کی تقریروں سے اٹھ گیا (کردری) ظاہر ہے کہ جو نقاب دوسرے محدثین نہ اٹھا سکے وہ ظاہری تعارض احادیث اور مضامین کے اشکال کا تھا جس کو امام صاحب نے اٹھا دیا۔

عبداللہ بن یزید [illegible] جو لوگ امام ابو حنیفہ کے فضل و تقدم کو نہیں جانتے وہ زندہ نہیں مردہ ہیں۔ (انتصار وغیرہ) اور عبداللہ بن مبارک ایسے لوگوں کو سفہاء کہا کرتے تھے۔

ابو سفیان حمیری سخت مسائل کا کشف اور احادیث مبہمہ کی تفسیر جو امام ابو حنیفہ [illegible] ہو سکی۔ (موفق، کردری)

مسعر امام صاحب کے حلقہ میں لوگوں کا ہجوم و ہنگامہ رہا کرتا تھا کوئی [illegible] مناظرہ کر رہا ہے۔ مگر اس گروہ میں جب امام صاحب تقریر شروع کرتے تو سب ساکت ہو جاتے [illegible] اس وقت مسعر کہا کرتے تھے کہ [illegible]

(بقیہ حاشیہ ۱۲) کہا نہیں کہا میر مومنین [illegible] آپ نے علم کی [illegible] آپ کی [illegible]

آوازوں کو جس شخص کی تقریر سے اللہ تعالیٰ ساکت کر دیتا ہے وہ اسلام میں ایک عظیم الشان شخص ہے۔ (موفق۔انتصار)

امام ابوحنیفہ طبیبِ اُمت تھے

سعدان بن سعید حلمی امام ابوحنیفہ اس امت کے طبیب ہیں اس لئے کہ جہل سے زیادہ کوئی بیماری نہیں اور علم ایسی دوا ہے کہ اس کی نظیر نہیں اور امام صاحب نے علم کی ایسی شافی تفسیر کی کہ جہل جاتا رہا۔

امام اوزاعی:۔ امام صاحب کو طبیب اُمت کہا کرتے تھے اور محدثین کو عطاروں میں داخل کرتے تھے۔

عفان بن سیار:۔ امام ابوحنیفہ کی مثال طبیب حاذق کی سی ہے جو ہر بیماری کی دوا جانتا ہے۔ (موفق، انتصار، کردری)

امام صاحب محسود تھے

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے آیت وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ تمام شرور کا مبدا حسد ہے۔ آسمان و زمین میں جو پہلا گناہ ہوا وہ حسد ہی تھا۔ وہاں ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام پر حسد کیا تھا یہاں قابیل نے ہابیل پر۔

سفیان ثوری آپ سے جب کوئی دقیق مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے کہ اس مسئلہ میں کوئی عمدہ تقریر نہیں کر سکتا سوا اس شخص کے جس پر ہم لوگ حسد کرتے ہیں (یعنی ابوحنیفہ) پھر امام صاحب کے شاگردوں سے پوچھتے کہ اس مسئلہ میں تمہارے استاد کا کیا قول ہے؟ اور جو وہ جواب دیتے اسی کو یاد کر کے اسی کے موافق فتویٰ دیتے تھے۔ (موفق، کردری)

عبید بن اسحٰق:۔ امام ابوحنیفہ سید الفقہاء ہیں اور جو ان پر تہمت لگاتا ہے وہ حاسد ہے یا شریر شخص ہے۔ (موفق، انتصار، کردری)

ابن مبارک اگر میں سفہاء کی بات سنتا (جو حسد و عداوت کی وجہ سے امام صاحب کے پاس آنے سے روکتے تھے) تو ابوحنیفہ کی ملاقات فوت ہو جاتی جس سے میری مشقت اور خرچ جو تحصیل علم میں ہوا تھا سب ضائع ہو جاتا، اگر میں ان سے ملاقات نہ کرتا اور ان کی صحبت نصیب نہ ہوتی تو میں علم میں مفلس رہ جاتا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ آثار و احادیث کو لازم پکڑو مگر اس کے لئے ابوحنیفہ کی ضرورت ہے۔ (موفق، انتصار، کردری)

یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں بہت سے شہروں میں رہا، علم حاصل کیا مگر جب تک امام صاحب سے ملاقات نہ ہوئی حلال و حرام کے اصول مجھے معلوم نہ ہوئے۔ (موفق و کردری)

حضرت عبداللہ بن مبارک امام صاحب پر نقد و جرح کرنے والوں کے بارے میں ایک مشہور شعر پڑھا کرتے تھے کہ جب کسی شخص کے علم و فضل کے غیر معمولی مرتبہ تک لوگوں کو پہنچنا دشوار ہوتا ہے تو اس پر حسد کرنے لگا کرتے ہیں اور حسد کی وجہ سے جرح

Marfat.com

پر اتر آتے ہیں، خود امام صاحب سے بھی چند اشعار ایسے منقول ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کے پاکیزہ قلب پر بھی حاسدین کے حسد کا صدمہ تھا۔

قیس بن ربیع: ابوحنیفہ پرہیزگار، فقیہ اور محسود خلائق تھے۔

حسن بن عمارہ: لوگ امام ابوحنیفہ کی نسبت جو کلام کرتے ہیں اس کا منشا حسد ہے۔ تفقہ میں ان کی فضیلت مسلّم تھی

امام صاحب مؤید من اللہ تھے

عبدالرحمٰن بن عبداللہ مسعودی: امام ابوحنیفہ فقہ اور فتویٰ میں مؤید من اللہ تھے۔ ابو عبدالغفار نے کہا کہ امام صاحب ہمارے زمانہ کے فقیہ ہیں۔ قیس بن الربیع نے کہا کہ مسعودی نے سچ کہا۔ (کردری)

سوید بن سعید: اگر امام ابوحنیفہ اور خدائے تعالیٰ کے درمیان کوئی امر محکم نہ ہوتا تو ان کو اس قدر توفیق نہ ہوتی۔ (موفق، انتصار، کردری)

امام مالکؒ: امام ابوحنیفہ کو فقہ کی توفیق دی گئی جس سے ان پر اس کی مشقت نہ رہی۔ (خیرات)

اعمش: نے امام صاحب سے کہا تھا کہ اگر طلب سے فضیلت حاصل ہوتی تو میں تم سے افقہ ہو جاتا مگر وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہے۔ (کردری)

امام صاحب خدا کی رحمت تھے

ابوبکر بن عیاش: میں نے محمد بن السائب الکلبی سے بارہا سنا ہے کہ "ابوحنیفہ خدا کی رحمت ہیں" (موفق، کردری، انتصار)

امام صاحب کی مدح افضل الاعمال ہے

محدث شقیق بلخی: عبدالوہاب مروزی نے نقل کیا کہ جب شقیق بلخی مکہ معظمہ آئے تو ہم ان کی مجلس میں اکثر جایا کرتے تھے۔ ان کی عادت تھی کہ امام ابوحنیفہ کی تعریفیں کثرت سے کیا کرتے تھے۔ ایک بار ہم نے کہا حضرت! کب تک آپ ان کی تعریف و توصیف کریں گے۔ ایسی باتیں بیان کیجئے جن سے ہمیں بھی نفع ہو۔ فرمایا افسوس ہے کہ تم لوگ ابوحنیفہ کے ذکر کو [illegible]

Marfat.com

کو افضل الاعمال نہیں سمجھتے۔ اگر اُن کو دیکھتے اوران کے ساتھ بیٹھتے تو یہ بات کبھی نہ کہتے۔ (موفق، انتصار، کردری)

حضرت شعبہ یحییٰ بن آدم کہتے ہیں کہ شعبہ کے روبرو جب امام صاحب کا ذکر ہوتا تو ان کی تعریف وتوصیف میں بہت اطناب کرتے تھے حالانکہ وہ امام صاحب کے اقران میں سے تھے۔ (حوالہ بالا)

شیخ یٰسین زیات محمد بن قاسم کا بیان ہے کہ یاسین زیات امام صاحب کی تعریف حد سے زیادہ کرتے تھے، جب کبھی ان کا ذکر آجاتا دیر تک ذکر کرتے اور خاموش رہنا نہیں چاہتے تھے۔ (موفق، انتصار)

تلامذۂ امامِ اعظمؒ

نسائی میں حافظ ابن حجر کے حوالہ سے بعض ائمہ کا قول نقل ہے کہ اسلام کے مشہور ائمہ میں سے کسی کے اتنے اصحاب وشاگرد ظاہر نہیں ہوئے جتنے امام ابوحنیفہ کے تھے، اور جس قدر علماء نے آپ سے اور آپ کے اصحاب سے تفسیر آیات مشکلہ، حل احادیث مشتبہہ، تحقیق مسائل مستنبطہ نوازل، قضایا اور احکام وغیرہ میں استفادہ کیا ہے اور کس سے نہیں کیا۔

بعض محدثین نے آپ کے خصوصی تلامذہ میں سے آٹھ سو تلامذہ کا تذکرہ مع ذکر نسب و مقام وغیرہ تفصیل سے کیا ہے اور جنہوں نے آپ کی مسند کو روایت کیا ان کی تعداد پانچسو لکھی ہے۔

حافظ ذہبی نے امام صاحب کو حفاظ حدیث میں ذکر کیا ہے اور یہ بھی تصریح کی ہے کہ امام صاحب سے تحصیل علم کرنے والے دو قسم پر تھے۔ ایک وہ جو حدیث آپ سے اخذ کرتے تھے دوسرے وہ جو تفقہ کے لئے زانوئے ادب تہ کرتے تھے۔

حافظ محمد بن یوسف الصالحی شافعی مؤلف "السیرۃ الکبریٰ الشامیہ" نے عقود الجمان میں لکھا ہے کہ "امام ابوحنیفہ اعیان وکبار حفاظ حدیث میں سے تھے۔ اوراگر ان کی غیر معمولی توجہ وشغف حدیث کے ساتھ نہ ہوتی تو وہ استنباط مسائل فقہ نہیں کرسکتے تھے اور اسی کثرت اعتنا بالحدیث کی وجہ سے اُن کو حافظ ذہبی نے "طبقات الحفاظ" میں ذکر کیا ہے۔ اور ان کا یہ فعل نہ صرف درست وصواب بلکہ قابل تحسین ہے۔"

پھر ۲۳ ویں باب میں لکھا کہ "باوجود امام صاحب کے وسعت حافظہ کے جو ان سے روایت حدیث کم ہوئی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ استنباط مسائل میں زیادہ مشغول رہے۔ اور اسی طرح امام مالک و امام شافعی سے بھی روایت حدیث بہ نسبت ان کے کثیر الحدیث ہونے کے کم ہوئی ہے۔

جس طرح حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ وغیرہ صحابہ سے بہ نسبت ان کے کثرت علم حدیث کے روایت کم ہوئی ہے۔ پھر علامہ موصوف نے امام صاحب کی کثرت علم حدیث کے بھی کچھ واقعات پیش کئے ہیں اور اس کے بعد امام صاحب کی ۱۷ مسانید کی اسانید کو پوری تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

علامہ کوثری نے نقل مذکور کے بعد تحریر فرمایا کہ امام صاحب کی یہ مسانید بطریق خیر رملی بھی امام صاحب سے مروی ہیں

Marfat.com

اور حافظ حدیث شمس ابن طولون نے بھی ان کی اسانید "فہرست اوسط" میں ذکر کی ہیں اور ہماری سند امام صاحب تک "التحریر اوجیز" میں ہے۔

خطیب بغدادی نے جس وقت دمشق کا سفر کیا تو اپنے ساتھ مسند[۱۸] امام اعظم للدارقطنی اور مسند[۱۹] امام لابن شاہین اور ایک مسند[۲۰] خود اپنا لے گئے تھے۔

حافظ بدر الدین عینی حنفی نے اپنی تاریخ کبیر میں لکھا ہے کہ امام صاحب کے مسند[۲۱] ابن عقدہ میں ایک ہزار حدیث سے زیادہ ہیں۔ علامہ حافظ سیوطی شافعی نے تعقبات میں لکھا کہ ابن عقدہ کبار حفاظ حدیث میں سے تھے جن کی سب نے توثیق کی ہے بجز کسی متعصب کے۔

ان کے علاوہ امام زفر نے بھی کتاب[۲۲] الآثار تالیف کی تھی جس میں امام صاحب سے بہ کثرت احادیث مروی ہیں۔ اس نسخہ کا ذکر حاکم نے "معرفۃ علوم الحدیث" میں کیا ہے۔ (تانیب الخطیب صد ۱۵۶)

مسند خوارزمی میں ہے کہ امام صاحب جس وقت اپنے استاد امام حماد کی جگہ جامع مسجد کوفہ میں مسند درس پر رونق افروز ہوئے تو ایک ہزار شاگرد آپ کے پاس جمع ہو گئے جن میں چالیس ایسے محدثین و فقہاء تھے جن کو اجتہاد کا درجہ حاصل تھا۔ ان پر آپ کو فخر تھا اور ان کو دیکھکر اکثر یہ جملہ فرمایا کرتے تھے۔

"تم سب میرے رازدار اور غم گسار ہو، میں نے اس فقہ کے اسپ تازی کو زین و لگام کے ساتھ بنا سنوار کر تیار کر دیا ہے اس پر تم اپنا دینی، علمی سفر طے کرو، تم میری مدد کرو کیونکہ لوگوں نے مجھ کو جہنم کا پل بنا یا ہے۔ وہ سب اس پر سے گذر کر پار ہوتے ہیں اور سب بار بوجھ میری پیٹھ پر ہے۔ یعنی وہ لوگ تو تقلید سے نجات پالیں گے لیکن اگر اجتہاد و استنباط احکام میں ذرا سا بھی تساہل روا رکھا تو اس کا مواخذہ مجھ سے ہوگا۔"

چنانچہ امام صاحب نے تدوین فقہ کی ایک مجلس شوریٰ ترتیب دی جس میں علاوہ ۴۰ فقہائے مذکورین کے دوسرے سینکڑوں محدثین و فقہاء بھی وقتاً فوقتاً شرکت کیا کرتے تھے جو امام صاحب کی خدمت میں دور دراز ملکوں سے تحصیل حدیث و فقہ کے لئے حاضر ہوتے رہتے تھے۔ کیونکہ تدوین فقہ کا یہ عظیم الشان کام تقریباً ۲۵ - ۳۰ سال تک جاری رہا ہے۔

یہاں ہم امام صاحب کے تلامذۂ محدثین کے کچھ نام لکھتے ہیں:-

تلامذۂ محدثین امام اعظمؒ

(۱) عبد اللہ بن مبارک۔ خلیلی نے کہا کہ متفق علیہ امام ہیں۔ نسائی: کہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے بزرگ اور صاحب اخلاق حمیدہ ہیں۔ نووی: کہ امامت و جلالت [illegible] احمد: کہ امام وقت و افضل المحدثین تھے اور کل احادیث ازبر تھیں۔ باوجود اس کے کہا کرتے تھے کہ [illegible] ب کے علوم کی طرف ہر محدث محتاج ہے۔ اور بعد تکمیل حدیث امام صاحب کے ساتھ آخر عمر تک رہے۔

(۲) **مسعر بن کدام**:- تذکرہ میں ہے الامام الحافظ - احد الاعلام - باوجودیکہ امام صاحب نے بھی ان سے روایت کی ہے مگر حلقہ درس امام میں روبرو بیٹھتے اور شاگردوں کی طرح سوال کرتے، امام صاحب کو دیکھتے ہی کھڑے ہو جاتے۔

(۳) **وکیع بن الجراح**:- تذکرہ:- امام حافظ، محدث العراق، تہذیب الکمال، تبییض الصحیفہ و خیرات الحسان میں ہے کہ امام صاحب کے شاگرد تھے۔

Marfat.com

(۴) مقری :- محدثین میں شیخ الاسلام اور امام سمجھے جاتے تھے، امام صاحب کے شاگرد تھے اور اُن کو شاہ مرداں کہا کرتے تھے۔
(۵) ابراھیم بن طہمان :- تذکرہ میں ہے کہ الامام الحافظ کہے جاتے تھے۔ امام احمد کی مجلس میں ذکر آتا تو سیدھے ہو کر بیٹھ جاتے تھے۔ تذکرہ و تبییض الصحیفہ میں ہے کہ امام صاحب کے شاگرد ہیں۔
(۶) یزید بن ھارون :- تذکرہ میں الامام القدوہ شیخ الاسلام۔ ۴۰ سال عشا کے وضو سے نماز صبح ادا کی۔ تلامذہ کا شمار نہیں ستر ہزار ایک وقت میں ہوتے تھے تذکرہ و تبییض الصحیفہ میں ہے کہ امام صاحب کے شاگرد تھے اور سب اساتذہ پر ترجیح دیتے تھے کہ ان کا مثل بہت تلاش کیا مگر نہ ملا۔
(۷) حفص بن غیاث :- کردری نے ان کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے امام صاحب سے ان کی کتابیں اور آثار سنے ہیں خطیب کا بیان ہے کہ امام صاحب کے مشہور شاگردوں میں ہیں۔
(۸) ابو عاصم الضحاک النبیل :- تذکرہ میں ہے کہ الحافظ اور شیخ الاسلام سمجھے جاتے تھے تہذیب الکمال و تبییض میں ہے کہ امام صاحب کے شاگرد ہیں۔
(۹) یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ :- تذکرۃ الحفاظ میں صاحب ابی حنیفہ کا لقب دیا ہے، مدت تک ساتھ رہے اور لکھنے کا کام سپرد تھا۔
(۱۰) یحییٰ بن سعید القطان :- حلقہ درس میں شرکت کرتے، اکثر اقوال لئے، امام صاحب کے قول پر فتویٰ دیتے حالانکہ سید الحفاظ تھے
(۱۱) عبد الرزاق بن ھمام :- تذکرہ میں الحافظ الکبیر۔ امام بخاری نے ان کی کتاب سے استفادہ کیا۔ ذہبی نے اس کتاب کو علم کا خزانہ کہا۔ تہذیب الکمال و تبییض الصحیفہ میں ہے کہ امام صاحب کے شاگرد تھے صحاح ستہ میں اُن سے روایات ہیں۔
(۱۲) اسحٰق بن یوسف ازرق :- تہذیب الکمال و تبییض الصحیفہ میں ہے کہ امام صاحب کے شاگرد ہیں صحاح ستہ میں ان سے روایات ہیں۔
(۱۳) جعفر بن عون :- خیرات حسان " " " " ترمذی ابن ماجہ میں " " "
(۱۴) حارث بن بنھان :- تہذیب التہذیب " " " " ترمذی ابن ماجہ " " "
(۱۵) حیان بن علی العنزی :- " " " " ابن ماجہ میں ان سے " " "
(۱۶) حماد بن دُلیل :- " " " ابوداؤد میں " " "
(۱۷) حفص بن عبد الرحمٰن البلخی :- " " " " نسائی میں " " "
(۱۸) حکام بن مسلم الرازی :- " " " " مسلم وغیرہ میں " " "
(۱۹) صخرہ بن حبیب الزیات قاری :- تہذیب الکمال " " " " " " " "
(۲۰) خارجہ بن مصعب الضبیعی :- " " " " ترمذی ابن ماجہ میں " " "
(۲۱) داؤد بن نصیر الطائی :- نفحات الانس جامی " " " نسائی میں اُن سے " " "
(۲۲) زید بن حباب عکلی :- تہذیب التہذیب " " " مسلم وغیرہ میں " " "
(۲۳) شعیب بن اسحٰق بن عبد الرحمٰن الدمشقی :- " " " " بخاری و مسلم میں " " "
(۲۴) صباح بن محارب :- " " " " ابن ماجہ " " "
(۲۵) صلت بن الحجاج الکوفی :- تہذیب الکمال " " " بخاری " " "

Marfat.com

(۲۶) عائذ بن حبیب العبسی:- نسائی و ابن ماجہ میں روایات ہیں، تہذیب الکمال تبییض الصحیفہ۔ تہذیب التہذیب میں ہے کہ امام صاحب کے شاگرد ہیں۔

(۲۷) عباد بن العوام:- صحاح ستہ تہذیب الکمال و تبییض خیرات

(۲۸) عبدالحمید بن عبدالرحمن الحمانی:- بخاری و مسلم وغیرہ تہذیب التہذیب

(۲۹) عبدالعزیز بن خالد بن زیاد ترمذی:- نسائی میں

(۳۰) عبدالکریم بن محمد الجرجانی:- ترمذی

(۳۱) عبدالعزیز بن ابی رواد:- بخاری وغیرہ

(۳۲) عبید اللہ بن عمرو الرقی:- صحاح ستہ

(۳۳) عبید اللہ بن موسیٰ:-

(۳۴) علی بن ظبیان الکوفی:- ابن ماجہ میں

(۳۵) علی بن عاصم الواسطی:- ابوداؤد، ترمذی

(۳۶) علی بن مسہر:- صحاح ستہ میں اُن سے

(۳۷) ابونعیم الفضل بن دکین

(۳۸) الفضل بن موسیٰ السینانی:- اسحٰق بن راہویہ نے فرمایا کہ یہ ستہ میں کوئی ان سے اوثق نہیں

(۳۹) عبدالوارث بن سعید:- صحاح ستہ میں انسے روایات ہیں تہذیب الکمال تبییض الصحیفہ میں ہے کہ

(۴۰) القاسم بن الحکم العرنی:- ترمذی تہذیب التہذیب

(۴۱) القاسم بن معن المسعودی:- نسائی

(۴۲) قیس بن الربیع:- ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ

(۴۳) محمد بن بشر العبدی:- صحاح ستہ میں ان سے

(۴۴) محمد بن الحسن بن آتش الصنعانی:- امام احمد

(۴۵) محمد بن خالد الوھبی:- ابوداؤد ابن ماجہ وغیرہ

(۴۶) محمد بن عبدالوہاب العبدی:- ترمذی نسائی

(۴۷) محمد بن یزید الواسطی:-

(۴۸) مروان بن سالم:- نسائی میں روایت ہے

(۴۹) مصعب بن مقدام:- مسلم ترمذی نسائی ابن ماجہ تہذیب التہذیب

(۵۰) المعافی بن عمران الموصلی:- بخاری ابوداؤد نسائی

(۵۱) مکی بن ابراہیم البلخی:- صحاح ستہ میں روایات ہیں تہذیب التہذیب

Marfat.com

(۵۲) النعمان بن عبد السلام الاصبہانی:- ابوداؤد، نسائی میں ان سے روایات ہیں، تہذیب الکمال، تبییض الصحیفہ اور تہذیب التہذیب میں ہے کہ امام صاحب کے شاگرد ہیں۔

(۵۳) نوح بن دراج القاضی:- تہذیب الکمال تبییض الصحیفہ و تہذیب التہذیب ،، ،،

(۵۴) نوح بن ابی مریم:- ،، ،، ،، ،،

(۵۵) ہریم بن سفیان:- صحاح ستہ میں روایات ہیں ،، ،، — ،،

(۵۶) ہوذہ بن خلیفہ:- ابوداؤد ،، ،، ،، — ،،

(۵۷) ہیاج بن بسطام الزجمی:- ابن ماجہ ،، ،، ،، — ،،

(۵۸) یحییٰ بن یمان:- بخاری و مسلم ،، ،، ،، — ،،

(۵۹) یزید بن زریع:- صحاح ستہ ،، ،، ،، — ،،

(۶۰) یونس بن بکیر:- مسلم، ابوداؤد وغیرہ ،، ،، — ،،

(۶۱) ابو اسحاق الفزاری:- صحاح ستہ ،، ،، ،، — ،،

(۶۲) موسیٰ بن نافع ابو الشہاب الاکبر الحناط:- بخاری و مسلم وغیرہ ،، — ،،

(۶۳) حماد بن زید:- صحاح ستہ ،، سفیان ثوری کے سامنے دوزانو ہوتے تھے خیرات بن یحییٰ بن ...

(۶۴) ہشام بن عروہ:- ،، ،، حدیث میں امام تھے ،، ،،

(۶۵) یحییٰ بن القطان:- سید الحفاظ تھے صحاح ستہ کے شیوخ میں ہیں، امام احمد، امام یحییٰ بن معین، ابن المدینی وغیرہ اکابر محدثین کے شیخ ہیں۔ ابن المدینی شیخ کبیر امام بخاری کا قول ہے کہ یحییٰ القطان سے بڑا رجال کا عالم میں نے نہیں دیکھا۔ یہ بھی امام صاحب کے شاگرد اور ان کے مذہب کے متبع تھے۔

تلامذہ محدثین و اصحاب امام اعظمؒ

جامع مسانید امام اعظم جلد دوم (مطبوعہ حیدرآباد) میں صفحہ ... سے صفحہ ۵۷۰ تک امام صاحب نے ان تلامذہ کے اسماء گرامی چھپے ہوئے ہیں جن کو صاحب جامع نے اصحاب الامام ... حیثیت دی ہے۔ اور ساتھ ہی ان کی جلالت قدر کی طرف بھی اشارات کئے ہیں کہ علاوہ شیوخ اصحاب صحاح ستہ یا شیوخ بخاری و مسلم میں سے ہیں، ساتھ ہی امام صاحب کے اصحاب میں سے اور امام صاحب کی مسانید کے راویوں میں سے بھی ہیں۔ چند نام ان میں سے یہاں بھی درج کرتے ہیں۔

(۶۶) محمد بن ربیعہ ابو عبداللہ الکلابی الکوفی یروی عن الامام فی ہذہ المسانید

(۶۷) محمد بن خازم ابو معاویۃ الضریر:- راوی صحاح ستہ، ولادت ۱۱۳ھ وفات ۱۹۵ھ ،، ،،

(۶۸) محمد بن فضیل بن غزوان الکوفی:- ،، ۱۹۵ھ ،، ،،

(۶۹) محمد بن عمر و الواقدی مدنی قاضی بغداد:- (ابن ماجہ) ،، ۲۰۷ھ ،، ،،

(۷۰) محمد بن جابر الیمامی:- (ابوداؤد و ابن ماجہ) ،، ،،

Marfat.com

(۷۱) محمد بن حفص بن عائشہ:- یروی عن الامام فی ہذہ المسانید

(۷۲) محمد بن ابان ابو عمر:- ″ ″

(۷۳) محمد بن خالد الوہبی الحمصی الکندی ″ ″ کثیرا

(۷۴) محمد بن یزید بن مذیح الکوفی ″ ″

(۷۵) محمد بن صبیح بن السماک الکوفی - ابو العباس ″ ″

(۷۶) محمد بن سلیمان ابن حبیب ابو جعفر البغدادی ″

(۷۷) محمد بن سلمۃ الحرانی ابو عبداللہ وفات سنہ ۱۹۱ھ ″ ″

(۷۸) محمد بن عبید ابو عبداللہ الطنافسی الکوفی [illegible] سنہ ۲۰۳ھ ″ [illegible] ″

(۷۹) محمد بن جعفر ابو عبداللہ البصری (غندر) شیخ مشائخ البخاری ومسلم وشیخ احمد روی عن [illegible] ″

(۸۰) محمد بن یعلی السلمی الکوفی ″

(۸۱) محمد بن الزرقان ابو ہمام الاہوازی ″ ″

(۸۲) محمد بن الحسن الواسطی کتب عنہ البخاری اول سنۃ [illegible] ″ ″

(۸۳) محمد بن بشر ابو عبداللہ الکوفی وفات سنہ [illegible] ″ ″

(۸۴) محمد بن الفضل بن عطیۃ المروزی ″

(۸۵) محمد بن یزید الواسطی ابو سعید الکلاعی ″ [illegible]

(۸۶) محمد بن الحسن المدنی

(۸۷) محمد بن عبدالرحمن ابو عمرو القرشی الکوفی القاضی روی عنہ الثوری [illegible]

(۸۸) محمد بن اسحاق بن یسار بن خیار المدنی صاحب المغازی [illegible]

(۸۹) محمد بن میسر [illegible] الجعفی الصاغانی [illegible]

(۹۰) ابراہیم بن محمد ابو اسحاق الفزاری [illegible]

من شیوخ [illegible] [illegible]

(۹۱) ابراہیم بن میمون ابو اسحاق الصائغ [illegible]

(۹۲) ابراہیم بن طہمان الخراسانی [illegible]

(۹۳) ابراہیم بن یزید الطبری

(۹۴) ابراہیم الجراح [illegible]

(۹۵) ابراہیم بن [illegible]

(۹۶) اسمعیل بن عیاش بن سلیم الحمصی العنسی وفات [illegible] [illegible]

Marfat.com

(۹۷) ابراهیم بن سعید بن ابراهیم القرشی المدنی :- وفات ۱۸۳ھ یروی عن الامام فی ہذہ المسانید

(۹۸) ابراهیم بن عبد الرحمٰن الخوارزمی :- 〃 〃

(۹۹) اسماعیل بن ابی زیاد من اصحاب الامام 〃 〃

(۱۰۰) اسماعیل بن موسیٰ الکوفی الفزاری ۱۳۵ھ 〃 〃

(۱۰۱) اسماعیل بن یحییٰ بن عبد اللہ بن طلحۃ بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ (کوفی) 〃 〃

(۱۰۲) اسحٰق بن یوسف الواسطی :- مع جلالۃ قدرہ وہو کونہ من شیوخ احمد ویحییٰ بن معین وہو شیخ بعض شیوخ البخاری ومسلم وفات ۱۹۵ھ 〃 الاحادیث الکثیرۃ

(۱۰۳) اسحٰق بن حاجب بن ثابت العدل :- ۱۹۹ھ 〃

(۱۰۴) اسحٰق بن بشر البخاری :- من فقہاء بخاری 〃

(۱۰۵) اسباط بن محمد بن عبد الرحمٰن القرشی ۱۸۶ھ 〃 مع کونہ من شیوخ شیوخ البخاری ومسلم ومن شیوخ الامام احمد ویحییٰ بن معین

(۱۰۶) اسد بن عمرو البجلی :- وفات ۱۹۰ھ - یروی عن الامام الخ کثیراً مع کونہ من شیوخ احمد وامثالہ من صغار اصحاب الامام

(۱۰۷) ابوبکر بن عیاش :- نام سے مشہور نہیں ہیں اور نام متعین بھی نہیں - وفات ۱۹۳ھ - امام اعظم مخرج عنہ کثیراً فی البخاری ومسلم ویروی عن الامام

(۱۰۸) اسرائیل بن یونس بن ابی اسحٰق السبیعی - ولادت ۱۰۰ھ وفات ۱۶۰ھ / ۱۶۱ / ۱۶۲ مع جلالۃ قدرہ وکونہ من اعلام ائمۃ الحدیث ومن شیوخ شیوخ الشیخین یروی عن الامام الخ وہو من شیوخ احمد ایضاً

(۱۰۹) ابان بن ابی عیاش البصری :- من کبار اصحاب الحسن البصریؒ یروی عن الامام فی ... المسانید

(۱۱۰) ایوب بن ہانی :- 〃 〃

(۱۱۱) احمد بن ابی ظبیہ :- 〃 〃

(۱۱۲) اسماعیل بن ملحان :- 〃 〃

(۱۱۳) اسماعیل بن النسوی :- 〃 〃

(۱۱۴) اسماعیل بن بیاع السابری :- 〃 〃

(۱۱۵) اسماعیل بن علیان :- 〃 〃

(۱۱۶) اخضر بن حکیم :- 〃 〃

(۱۱۷) الیسع بن طلحۃ :- 〃 〃

(۱۱۸) ابراهیم بن سعید :- 〃 〃

(۱۱۹) ابیض بن الاغر :- 〃 〃

(۱۲۰) اسحاق بن بشر البخاری :- وفات ۲۰۶ھ 〃 〃

Marfat.com

قال الخطیب روی عنہ جماعۃ من الخراسانیین وقال اقدمہ ہارون الرشید بغداد فحدث بہا۔

(۱۲۱) بکر بن خنیس :- یروی عن الامام فی المسانید

(۱۲۲) بشر بن المفضل البصری :- وفات ۱۸۶ھ " "

(۱۲۳) بکیر بن معروف الاسدی الدمشقی - قاضی نیشاپور " ۱۶۳ھ " "

(۱۲۴) بلال بن ابی بلال مرداس الفزاری " مع انہ شیخ شیخ البخاری

(۱۲۵) بشر بن زیاد "

(۱۲۶) بشار بن قیراط "

(۱۲۷) بقیہ بن الولید الکلاعی الحضرمی وفات [illegible] "

(۱۲۸) جنادہ بن مسلم العامری الکوفی یروی عن الامام فی ... المسانید

(۱۲۹) جارود بن یزید ابو علی العامری النیشاپوری " "

(۱۳۰) جریر بن عبد الحمید الکوفی الرازی وفات ۱۸۸ھ " "

(۱۳۱) جعفر بن عون المخزومی الکوفی " ۲۰۷ھ " "

(۱۳۲) جریر بن حازم البصری " ۱۷۰ھ " مع جلالۃ قدرہ

(۱۳۳) حماد بن زید ابو اسمٰعیل الازرق " ۱۷۹ھ " کثیر

(۱۳۴) حماد بن اسامۃ الکوفی "

(۱۳۵) حماد بن زید [illegible] "

(۱۳۶) حماد بن یحییٰ ابو بکر [illegible] "

(۱۳۷) حسن بن صالح بن حی الکوفی [illegible] "

(۱۳۸) الحسن بن عمارۃ (خت، ت، ق) " [illegible] " کثیر

(۱۳۹) حفص بن غیاث النخعی الکوفی [illegible] ۱۹۶ھ " ومن رجال السنۃ

(۱۴۰) حاتم بن اسمٰعیل الکوفی [illegible]

(۱۴۱) حسان بن ابراہیم الکرمانی

(۱۴۲) حمزۃ بن حبیب المقری الکوفی [illegible] کثیر

(۱۴۳) حمید بن عبد الرحمٰن الکوفی "

(۱۴۴) الحسن بن الحسن بن عطیۃ العوفی الکوفی [illegible] "

(۱۴۵) حکیم بن زید قاضی مرو من اصحاب الامام "

(۱۴۶) الحسن بن فرات التیمی " " کثیراً

Marfat.com

(۱۴۷) حبان بن سلیمان الجعفی الکوفی — یروی عن الامام فی ... المسانید

(۱۴۸) حسین بن الولید النیشاپوری القرشی — وفات ۲۰۳ھ — ″ — ″

(۱۴۹) حسن بن الحر الکوفی — ″ — ″

(۱۵۰) حریث بن نبہان — ″ — ″

(۱۵۱) حسن بن بشر الکوفی — ″ ۲۲۱ھ — ″ — ″

(۱۵۲) حسین بن علوان الکلبی — ″ — ″

(۱۵۳) الحسن بن المسیب — وہو معروف عند اصحاب الحدیث — ″ — ″

ص۲۴۳ جلد ۲

(۱۵۴) خالد بن عبد اللہ الواسطی — وفات ۱۸۲ھ ممن یروی الکثیر عن الامام فی ... المسانید وہو من شیوخ الامام احمد

(۱۵۵) خالد بن خداش المہلبی — ″ ۲۲۳ھ ″ قلیلا ″ وکثیرا عن اصحاب الامام و ″

(۱۵۶) خالد بن سلیمان الانصاری — یروی عن الامام — وشیخ شیخ البخاری

(۱۵۷) خلف بن خلیفۃ بن صاعد الاشجعی — ″ — وہو من شیوخ شیوخ البخاری ومسلم

(۱۵۸) خارجۃ بن مصعب ابو الحجاج الخراسانی الضبعی — ″

(۱۵۹) خارجۃ بن عبد اللہ بن سعد بن ابی الوقاص من اہل المدینۃ — یروی عن الامام فی ... المسانید

(۱۶۰) خاقان بن الحجاج — من کبار العلماء — ″ — ″

(۱۶۱) خلف بن یاسین بن معاذ الزیات — من اصحاب الامام — ″ — ″

(۱۶۲) خویل الصفار (وقیل خلید الصفار) وقال البخاری ہو خلاد الصفار الکوفی — ″ — ″

(۱۶۳) خلاد بن عبد الرحمن السلمی — ″ — ″

ص۲۵۰ جلد ۲

(۱۶۴) داؤد الطائی (زاہد ہذہ الامۃ) انہ من جلۃ اصحاب الامام وروی عنہ فی ... المسانید کثیرا — وفات ۱۶۰ھ

(۱۶۵) داؤد بن عبد الرحمن المکی — ″ ″ ویروی عنہ الامام ایضا

(۱۶۶) داؤد الزبرقان — مع جلالۃ قدرہ وتقدمہ — ″ ″

(۱۶۷) داود بن المحبر الطائی البصری — ″ — وفات ۲۰۶ھ

ص۲۵۶ جلد

(۱۶۸) زکریا بن ابی زائدۃ الہمدانی الکوفی — کثیرا مع جلالۃ قدرہ وتقدمہ وکونہ من شیوخ شیوخ الشیخین

(۱۶۹) زہیر بن معاویۃ ابو خیثمۃ الجعفی الکوفی — ″ ″ ″ ″

(۱۷۰) زائدۃ بن قدامۃ الثقفی الکوفی — ″ — مع تبحرہ فی علوم الحدیث

Marfat.com

(۱۷۱) زافر بن ابی سلیمان الایادی القوہستانی قاضی سجستان — روی عن الامام فی ... المسانید
(۱۷۲) زید بن الحباب بن الحسن التیمی الکوفی — روی عن الامام کثیراً مع جلالتہ وکونہ شیخ احمد وامثالہ
(۱۷۳) زبیر بن سعید الہاشمی القرشی — " " کثیراً
(۱۷۴) زکریا بن ابی العتیک — "

مد ۵۶۳ جلد

(۱۷۵) نافع المقری المدنی — "
(۱۷۶) نعیم بن عمر المدنی — "
(۱۷۷) نوح بن دراج الکوفی (قاضی الکوفۃ) وفات ۱۸۲ھ — "
(۱۷۸) نوح بن ابی مریم الکوفی — "
(۱۷۹) نصر بن عبد الکریم البلخی " ۱۹۹ھ — " صاحب مجلس الامام
(۱۸۰) نعمان بن عبد السلام ابو منذر — "

ضروری اشارات:-

(۱) علامہ موفق نے لکھا کہ مشائخ اسلام میں سے مختلف اطراف واکناف کے سات سو مشائخ نے امام صاحب سے روایت حدیث کی یعنی چھوٹوں کا ذکر نہیں کیا وہ تو ہزاراں ہزار ہوں گے حالانکہ اس زمانہ کے چھوٹے بھی بعد کے محدثین کے کبار شیوخ ہوئے ہیں۔

(۲) علامہ مزی نے تہذیب الکمال میں ۹۵ شیوخ حدیث کے نام گنائے جو امام صاحب کے حدیث میں شاگرد تھے۔ درغالباً وہ وہی ہیں جن کے اسمائے گرامی علامہ سیوطی نے تبییض الصحیفہ بمناقب الامام ابی حنیفہ میں لکھے ہیں۔

(۳) حافظ ابن حجر نے اپنی روایتی عصبیت کو کام میں لاکر ان شیوخ کی تعداد صرف ۲۲ دکھلائی اور بڑے بڑے محدثین جیسے ابن مبارک، داؤد طائی وغیرہ کے نام حذف کر دیئے۔ (۴) حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں بطور نشان ۸ فقہا اور ۶ کبار محدثین حفاظ حدیث کا ذکر کیا اور بشر کثیر سے اشارہ کیا کہ ان کے علاوہ ان جیسے بہت ہیں۔ (۵) علی بن مدینی شیخ کبیر امام بخاری نے فرمایا کہ امام صاحب سے ثوری، ابن مبارک، حماد بن زید، ہشام، وکیع، عباد بن العوام، جعفر بن عون نے روایت حدیث کی۔

(۶) امام بخاری نے مزید اختصار کر کے لکھا کہ امام ابو حنیفہ سے عباد بن العوام، ہشیم، وکیع، مسلم بن خالد، ابو معاویہ [illegible] نے حدیث کی اور تاریخ میں یہ بھی لکھ گئے کہ امام صاحب کی حدیث سے لوگوں نے سکوت کیا۔ حالانکہ [illegible] خود بھی لکھے جنہوں نے بقول امام بخاری ہی امام صاحب کی حدیث روایت کی پھر سکوت کہاں [illegible] ابن مبارک اور ثوری جیسے ائمہ حدیث کی روایت حدیث کی شہادت ان کے شیخ اعظم علی بن مدینی نے پیش کر دی۔ امام بخاری کو کیا خبر تھی کہ امام صاحب اور آپ کے اصحاب کو حدیث کے میدان سے نکال کر دور پھینکنے کی مہم جو ان سے بلکہ ان کے شیخ حمیدی وغیرہ سے شروع ہو کر حافظ ابن حجر وغیرہ سے پاس ہو کر اس دور کے متعصب غیر مقلدین تک پہنچی وہ نہ صرف ناکام ہو گی بلکہ اس سے حدیث کو بھی نقصان پہونچے گا جس کی تلافی ناممکن ہو گی۔ واللہ المستعان۔

Marfat.com

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے تلامذہ کے کسی قدر تفصیلی نقشہ کے بعد ایک اجمالی خاکہ بھی بصورت دائرہ پیش ہے
جس سے ایک نظر میں امام صاحب کے تلامذہ محدثین پیش نظر ہو جاتے ہیں

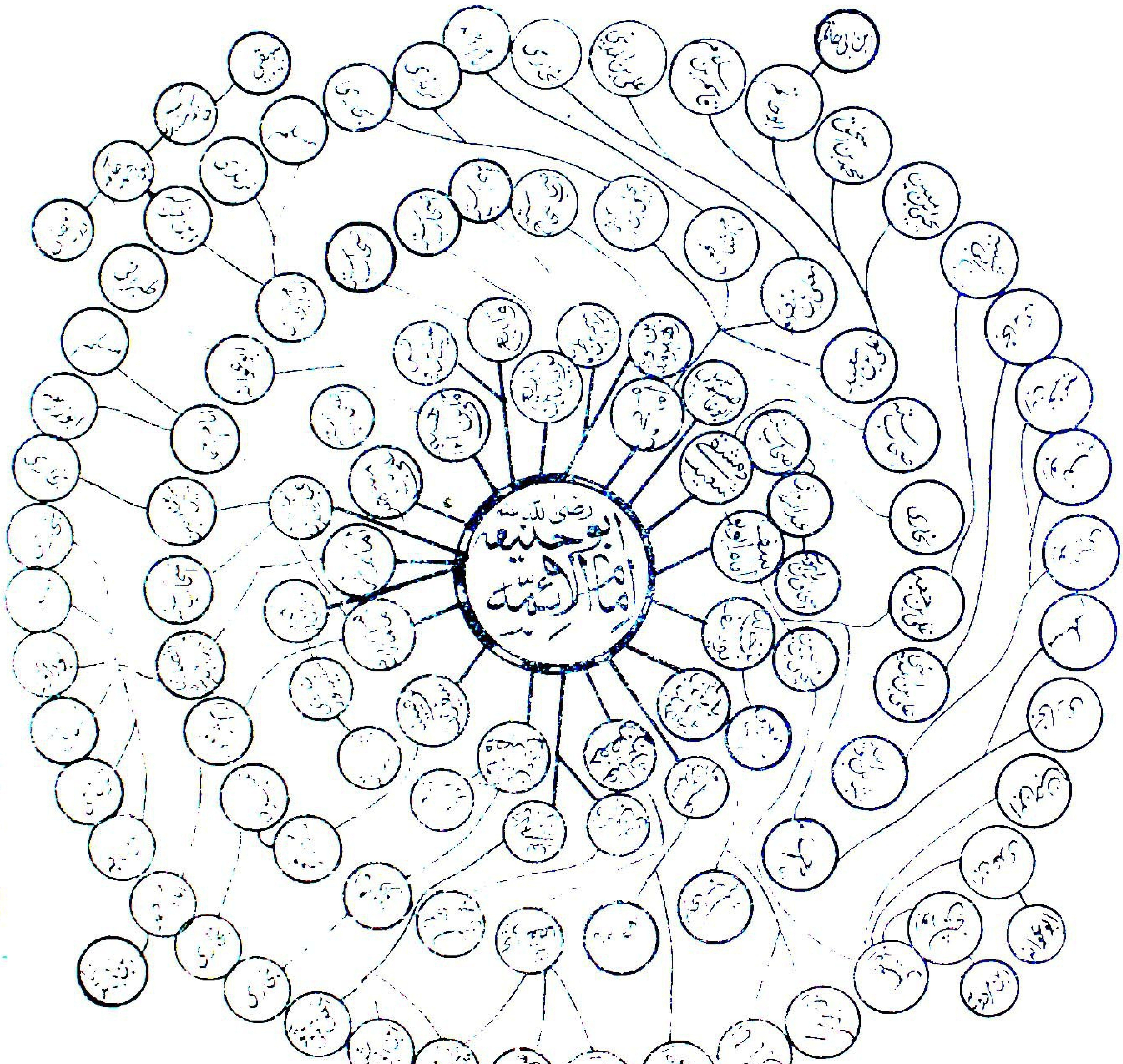

Marfat.com

حضرت امام الائمہ امام ابوحنیفہ رضؓ کی سیاسی زندگی

اس موضوع پر مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانی رح کی مستقل تصنیف نفیس اکیڈمی کراچی سے شائع ہوئی ہے جو قابل دید ہے۔ مولانا نے امام صاحب کی سیاسی زندگی کے سارے گوشے تاریخ کی روشنی میں نمایاں کئے ہیں اور ایسے دلچسپ انداز میں کہ پوری چارسو صفحہ کی کتاب مسلسل بے تکان پڑھی جاسکتی ہے۔ پھر مولانا نے جو موشگافیاں اور نکتہ آفرینیاں جگہ جگہ کی ہیں وہ تو ان کا خاص امتیاز تھا۔

مذکورہ بالا کتاب اور دوسری کتب تواریخ و مناقب کے مطالعہ کا حاصل و خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:۔

امام اعظم رح پہلی صدی میں پیدا ہوئے، دور رسالت اور عہد صحابہ کے سارے حالات جن معتمد ذرائع سے اُن کو پہونچے تھے وہ ذرائع بعد کے لوگوں کو حاصل نہ ہوسکے اسی لئے ان کی روشنی میں امام صاحب نے اپنی محیر العقول دانشمندی سے جو سیاسی مسلک اختیار کیا تھا وہ ظاہر ہے کس قدر پختہ کارانہ ہوگا۔

دور بنی امیہ کے غیر اسلامی رجحانات اور دین بیزاری کے حالات سے وہ بہت زیادہ متاثر تھے وہ دیکھ چکے تھے کہ خلفاء بنی امیہ کی بے راہ روی کے اثر سے بتدریج عام مسلمان شریعت حقہ کے مطابق زندگی بسر کرنے کی نعمت سے محروم ہوتے جارہے تھے۔

ان خرابیوں پر نظر کرکے امام صاحب کا سیاسی رجحان یہ ہوا کہ کوئی انقلاب ہو کر [illegible] کے طرز پر کوئی حکومت پھر سے آجائے۔ اور اسی تمنا میں انھوں نے اہل بیت [illegible] میں خلافت کی واپسی کے لئے کوششیں کیں [illegible] خلافت [illegible] وہ کچھ مطمئن سے ہوئے مگر ان کے حالات بھی جب ان کی توقعات کو پورا کرنے والے ثابت نہ ہوئے تو وہ پھر در پردہ [illegible] حصول خلافت کے لئے آمادہ کرتے رہے حتی کہ اسی کی وجہ سے خلیفہ ابوجعفر منصور کی نظروں میں مشتبہ بھی ہو گئے کہ بعض تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو امام صاحب کی ان در پردہ کوششوں اور رجحانات کا یقین ہوگیا تھا اور اسی لئے اس نے امام صاحب کو بڑے بڑے ہدایا پیش کرکے اور وزارت و قاضی القضاۃ وغیرہ کے عہدے پیش کرکے اپنے ساتھ ملانا چاہا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ امام صاحب کا حلقۂ اثر دور دراز ملکوں تک پھیلا ہوا ہے۔ لیکن امام صاحب نے نہ سلطانی تحفے قبول کئے اور نہ کوئی عہدہ۔ خلیفہ نے ہزار سمجھایا، کوششیں کیں، ڈرایا دھمکایا مگر امام صاحب کو آمادہ نہ کرسکا۔

اس کی بڑی وجہ امام صاحب کا غیر معمولی ورع، تقوی اور پرہیزگاری تھی، دوسرے آپ کے [illegible] اہم ترین پروگرام تھا جو دنیا کی تاریخ میں بے مثال اثرات کا حامل تھا اور وہ اسلامی قانون کی [illegible] سمجھتے تھے کہ حکومت کے زیر اثر رہ کر وہ کوئی ایسا عظیم الشان بے لاگ کارنامہ انجام نہیں دے سکتے۔

چنانچہ انھوں نے اپنے ہزاروں اصحاب و تلامذہ میں سے چالیس اصحاب کا انتخاب کرکے اپنی سرپرستی میں اس جماعت کی تشکیل کی۔ وہ سب مجتہد کا درجہ رکھتے تھے۔ ایک ایک مسئلہ پر گھنٹوں اور بعض مرتبہ ہفتوں بحثیں ہوتی تھیں۔ ہر شخص کو احادیث، آثار، اجماع و قیاس کی روشنی میں آزادی سے گفتگو و بحث کرنے کا موقعہ دیا جاتا تھا۔ نقل ہے کہ امام صاحب کے سامنے ہی سب لوگ اپنے

؎ ان میں بڑے بڑے محدث، مفسر، لغوی، عالم تاریخ و مغازی اور ان علوم میں دوسرے [illegible]

مقدمہ انوار الباری

اپنے دلائل پیش کرتے تھے اور بحث میں بسا اوقات ان کی آواز بھی بلند ہو جاتی تھی۔ عام بحث کے دوران میں خود امام صاحب سے بھی جو سب کے مسلّم استاد و شیخ تھے کوئی صاحب جھگڑ پڑتے تھے اور یہاں تک بھی کہہ گذرتے تھے کہ آپ نے فلاں دلیل میں خطا کی ہے۔

بعض اوقات اجنبی لوگوں نے اعتراض بھی کیا اور امام صاحب کے دوسرے اہل مجلس تلامذہ کو متوجہ کیا کہ تم لوگ ایسی گستاخی اور بے باکی سے بات کرنے والوں کو روکتے کیوں نہیں؟ تو امام صاحب خود ہی فرما دیا کرتے تھے کہ میں نے خود ان لوگوں کو آزادی دی ہے اور اس امر کا عادی بنایا ہے کہ ہر ایک کے ہنسی کہ میری بھی دلائل پر نکتہ چینی کریں۔

لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی نقل ہے کہ اس مجلس کی پوری بحث کے بعد آخر میں امام صاحب جب بحیثیت صدر مجلس تقریر فرماتے تھے تو پھر سب دم بخود ہو کر ہمہ تن متوجہ ہو کر امام صاحب کے ارشادات سنتے تھے اور ان کو نوٹ کرتے تھے اُن کو یاد کرنے کی فکر میں لگ جاتے تھے اور امام صاحب جس طرح فرماتے تھے اس تنقیح شدہ مسئلہ کو تحریر میں باضابطہ محفوظ کر لیا جاتا تھا۔

سُنّی چیف جسٹسوں کے بے لاگ فیصلے

دور بنی امیہ میں محکمہ عدلیہ (قضاء) پر ایسا وقت گذر چکا تھا کہ قاضی کے لئے معمولی لکھا پڑھا ہونا بھی ضروری نہ تھا، مشائخ دوقت عدالت میں جاکر شریعت کی رو سے شہادت دیا کرتے تھے کہ خلفاء و سلاطین کی ذات قانونی دارو گیر سے بالاتر ہے۔

پھر دور عباسی میں بھی ابتداء میں حالات بہتر نہ تھے۔ قاضی شریک نے جب عہدہ قضا منظور کیا تو انھوں نے شرطوں پر ایک شرط یہ بھی رکھی کہ فیصلہ مقدمات میں رو رعایت نہ کریں گے۔ مگر عمل کا حال یہ کہ خلیفہ کی ڈیوڑھی کی ایک لونڈی کی شکایت پر قاضی صاحب برطرف کر دیئے گئے۔

امام صاحب نے تمام حالات کا جائزہ لیکر یہ منصوبہ بنایا کہ تدوین فقہ کے ساتھ ہی ایسے قضاۃ تیار کریں جو ہر حالت میں قانون اسلام کی برتری کو برقرار رکھ سکیں۔ اور وہ اپنے علم و فضل، تقویٰ و طہارت، جرأت ایمانی اور معاملہ فہمی میں خصوصی کردار کے حامل ہوں۔ چنانچہ امام صاحب نے فرمایا تھا کہ میرے اصحاب میں نہ صرف محدثین، فقہاء و قضاۃ ہیں بلکہ ایسے بھی کچھ ہیں کہ وہ محکمہ افتاء و عدلیہ کی سرپرستی کے بھی اہل ہیں اور ایسے ہی اصحاب کو دیکھکر آپ خوش ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ تم میرے دل کا سرور اور میرے غم و فکر کا مداوا ہو۔ گویا امام صاحب نے اپنے ان تلامذہ و اصحاب سے بڑی اچھی اچھی امیدیں وابستہ کی تھیں اور خدا کا فضل ہے کہ وہ امیدیں حسب مراد پوری بھی ہوئیں۔

ایک طرف تو امام صاحب کے درس و تدریس کے مشغلہ نے دور دراز ملکوں تک صحیح علم و عمل کے محکم و استوار نمونے پھیلا دیئے تھے، دوسری طرف فضل خصوصیات کے لئے ایسے بلند کردار کے قضاۃ و چیف جسٹس پیدا ہو گئے تھے کہ قانون اسلام کی سربلندی کے امکانات پوری طرح روشن ہو گئے تھے اور اسی مقصد کو پورا ہوتے دیکھکر امام عالی مقام مندرجہ بالا فقرے فرمایا کرتے تھے۔ پھر

Marfat.com

کو اپنے اس پاکیزہ مقصد میں کتنی کامیابی ہوئی اور آپ کے تلامذہ سے قاضی ہوئے تھے ان کو کس قسم کے تجربات خلفا کے ساتھ ہوئے اور ان کے دلوں میں کس قدر احترام شریعت کا پیدا کرایا۔ اس کی چند مثالیں بھی ملاحظہ کیجیے۔

(۱) ابو جعفر منصور کے بعد مہدی خلیفہ ہوا۔ بخارا میں قاضی ابو یوسف کے شاگرد مجاہد بن عمرو قاضی تھے۔ مہدی نے اپنا ایک قاصد کسی خاص غرض سے بھیجا۔ قاضی صاحب نے اس کا جواب خلیفہ کی منشا کے خلاف دیا۔ قاصد نے اپنی طرف سے کوئی دوسری بات جھوٹی بنا کر خلیفہ سے بیان کر دی۔ وہ قاصد بخارا کا ہی ساکن تھا۔ واپس آیا تو قاضی صاحب نے اس پر افترا کرنے کے جرم میں اسّی کوڑے لگوا دیئے۔ مجاہد کے شاگردوں کو تشویش ہوئی کہ مہدی کو اس کے خاص قاصد کو سزا دینے کی خبر ہوگی تو شاید کوئی ناگوار صورت پیش آئے۔ لیکن خلیفہ کو خبر ہوئی تو اس نے قاضی صاحب کے اس فعل کو تحسین کی نظر سے دیکھا اور خوش ہو کر انعام واکرام سے نوازا۔

قاضی صاحب مذکور نے وہ سب انعام واکرام کا مال [illegible] کو تقسیم کر دیا اور خلعت کو بھی فروخت کر کے مساکین اور [illegible]

یہ قاضی صاحب بہت زاہد و عابد تھے [illegible] دیتے [illegible] تھے۔

(۲) مہدی کے بعد ہادی خلیفہ ہوا [illegible] آدمی نے خود خلیفہ کے خلاف [illegible] معلوم کر لیا کہ حق اس غریب کا ہے [illegible] مقدمہ میں آپ نے کیا کیا؟ [illegible] رہا ہے وہ صحیح ہے۔

خلیفہ نے کہا کہ کیا [illegible] حق ہے۔ یہ سنتے ہی خلیفہ نے کہا [illegible] تو وہ بات [illegible]

(۳) ہادی کے بعد ہارون رشید خلیفہ ہوا۔ امام اعظم [illegible] خاتون کا ایک [illegible] تھا اور [illegible] ایک خراسانی سے تھیں [illegible] کر لیا مگر ادائیگی نہ کی۔ [illegible] قاضی صاحب نے [illegible]

شاہ بیگم کو معلوم ہوا تو بہت غضب [illegible] کہ ایسے آدمی کو [illegible] کس طرح برداشت [illegible] قصہ سے مستغنی ہوں۔

اس [illegible] کو [illegible]

کے جیل بھیجے ہوئے آدمی کو نہیں چھڑانے کا کیا حق تھا تو میں کیا جواب دونگا - اور کہا کہ اس وقت اس پارسی کو جیل واپس کرنے کی اجازت دیدیجیے، پھر میں قاضی صاحب کو راضی کرکے رہا کرادوں گا - زبیدہ نے غلام پر رحم کھا کر اجازت دیدی اور وہ پھر جیل پہونچ گیا -

کچھ دیر بعد خلیفہ محل میں آئے تو ان سے زبیدہ نے شکایت کی کہ قاضی صاحب نے میرے آدمی کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے جس سے میری سخت توہین ہوئی ہے ایسے قاضی کو معزول کرنا چاہیئے - ہارون بہت متفکر ہوا کہ کیا کرے - کیونکہ زبیدہ کی کبیدگی خاطر بھی اسے بڑی شاق تھی آخر اس نے کچھ سوچ کر قاضی صاحب کو حکم لکھا کہ اس پارسی کے معاملہ کو رفع دفع کردو -

ادھر خلیفہ یہ لکھوا رہا تھا اور ادھر قاضی صاحب کے لوگوں نے اُن کو اس کی خبر پہنچائی کہ ایسا حکم آنیوالا ہے - قاضی صاحب نے فوراً خراسانی کے گواہوں کو بلا کر ان کے بیانات قلمبند کرائے اور تحریری فیصلہ مرتب کرکے عدالت کی مہر لگانے کا حکم کیا تاکہ خلیفہ کے حکم سے پہلے تمام کارروائی مکمل ہوجائے - اتفاق سے اس کام میں دیر لگی اور اس کارروائی کے دوران ہی میں خلیفہ کا حکم آگیا مگر قاضی صاحب نے کہا کہ میں پہلے اپنے ہاتھ کا کام پورا کردوں پھر فرمان پڑھوں گا - خلیفہ کے آدمی نے بار بار حکم دینا چاہا اور کہا کہ امیر المومنین کا فرمان ہے مگر قاضی صاحب نے نہ سنا حتیٰ کہ تمام کارروائی باضابطہ پوری کردی -

اس کے بعد فرمان پڑھا اور جواب دیدیا کہ فرمان پڑھنے سے پہلے میں فیصلہ کرچکا ہوں - فرمان لانے والے نے کہا کہ آپ نے جان بوجھ کر فرمان نہیں لیا اور میرے سامنے سب کارروائی کی ہے - میں یہ بات بھی خلیفہ سے کہوں گا - قاضی صاحب نے کہا کہ تم ضرور کہدینا مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے -

اس نے سب حال خلیفہ سے جا کر کہا - مگر خلیفہ بجائے اس پر ناراض ہونے کے قاضی صاحب کی جرأت اور موافق حق فیصلہ سے خوش ہوئے اور حاجب سے کہا کہ قاضی صاحب کی خدمت میں ۳۰ ہزار درہم روانہ کرو -

اس صورت حال سے زبیدہ کو خبر دی گئی تو وہ اور بھی مشتعل ہوگئی - اور خلیفہ سے کہا کہ جب تک تم قاضی حفص کو برطرف نہیں کرتے ہو میرا تم سے کوئی علاقہ نہیں -

ہارون رشید نے یہ سب کچھ دیکھا مگر چونکہ وہ حق کو حق سمجھنے پر مجبور ہوچکا تھا اس لئے انصاف کو ہاتھ سے نہ دیا اور جس طرح اسی قسم کے ایک واقعہ میں جہانگیر نے نورجہاں سے کہدیا تھا کہ اے جانِ جہاں میں نے تجھکو اپنی جان کا مالک بنایا ہے ایمان کا نہیں - ہارون نے بھی زبیدہ خاتون کو ایسی ہی بات صفائی سے کہی جس سے زبیدہ کا سارا نشہ ہرن ہوگیا اور اس نے اپنی خفت مٹانے کے لئے دوسرا طریقہ اختیار کیا یعنی نیازمندانہ خوشامد درآمد کرکے ہارون کو اس پر راضی کرلیا کہ قاضی صاحب کا تبادلہ کسی دوسری جگہ کو کردیا جائے چنانچہ خلیفہ نے ان کا تبادلہ ان کے وطن کوفہ کی طرف کردیا - (خطیب ۹۳/۸ص)

(۴) اسی ہارون رشید کے دور خلافت میں ایک بار قاضی ابو یوسف نے جو اب قاضی القضاۃ بھی ہوگئے تھے خلیفہ کے ایک وزیر علی بن عیسیٰ کی شہادت رد کردی تھی اس کی سخت ذلت ہوئی خلیفہ سے جا کر کہا، خلیفہ نے قاضی صاحب سے دریافت کیا کہ اس بیچارے کو آپ نے کیوں مردود الشہادۃ قرار دیدیا؟

قاضی صاحب نے کہا کہ میں نے اُن کو یہ کہتے سنا ہے کہ "میں خلیفہ کا غلام ہوں" اور غلام کی شہادت مقبول نہیں اور بعض روایات میں ہے کہ قاضی صاحب نے کہا کہ یہ شخص نماز جماعت کا تارک ہے - خلیفہ یہ سن کر خاموش ہوگیا - اور یہ بھی نقل ہے کہ پھر اس وزیر نے

Marfat.com

اپنے محل کے صحن میں مسجد تعمیر کرائی اور جماعت کی نماز کا التزام کیا۔ (موفق ص۲۲۲ ج۲)

یہ بھی موفق ہی میں ہے کہ قاضی ابو یوسف نے اسی طرح ایک فوجی افسر کی شہادت بھی اس کے عبد الخلیفہ کہنے کی وجہ سے مسترد کردی تھی۔ (مناقب موفق ص۲۳۲ ج۲)

(۵) ایک باغ پر ہارون رشید کا قبضہ تھا اس پر ایک بوڑھے کسان نے دعویٰ کیا کہ میرا ہے اور خلیفہ کا قبضہ غاصبانہ ہے۔ قاضی ابو یوسف نے پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ثبوت ہے اس نے کہا کہ امیر المؤمنین سے حلف لیا جائے۔ قاضی صاحب نے خلیفہ سے کہا کہ آپ کو حلف اٹھانا چاہیئے! ہارون نے بحلف کہا کہ یہ باغ میرے والد مہدی نے مجھ کو عطا کیا تھا اور میں اس کا مالک ہوں اور اسی لئے قابض ہوں۔ قاضی صاحب نے فیصلہ کردیا مگر اپنی اس کوتاہی پر رنج و افسوس کیا کرتے تھے کہ عدالت کے وقت خلیفہ کرسی پر بیٹھے تھے اور میں اتنا نہ کہہ سکا کہ جیسے آپ کا فریق زمین پر کھڑا ہے آپ بھی کرسی سے اتر کر زمین پر کھڑے ہو جائیے! یا اس کے لئے بھی کرسی منگوائیے! (موفق ص۲۳۴ ج۲)

(۶) ایک دفعہ خلیفہ ہارون رشید اور ایک یہودی کا مقدمہ امام ابو یوسف کی عدالت میں پیش ہوا تو یہودی خلیفہ سے پیچھے ہٹ کر بیٹھا۔ آپ نے یہودی سے کہا کہ خلیفہ کے برابر بیٹھو، عدالت میں کسی کو تقدم نہیں۔ یہاں امیر و غریب سب برابر ہیں۔ (سیر الاحناف ص۵۹)

(۷) قاضی عافیہ اودی (امام صاحب کے خاص اصحاب میں سے ہیں اور مجلس تدوین فقہ کے رکن رکین) بغداد کے قاضی تھے، ایک مرتبہ کسی حاسد نے خلیفہ کے یہاں ان کی فصل مقدمات میں بیجا پاسداری کی شکایت پہنچائی۔ خلیفہ کو یہ امر ناگوار ہوا اور عافیہ کو طلب کیا۔ ابھی اصل معاملہ کے متعلق کوئی بات نہ ہوئی تھی کہ خلیفہ کو چھینک آئی اور ہر طرف سے یرحمک اللہ کی صدا بلند ہوئی، عافیہ نے کچھ نہ کہا۔ ہارون نے پوچھا کہ سب نے تمہارے موافق سنت یرحمک اللہ کہا لیکن آپ خاموش رہے اس کی کیا وجہ ہے؟ عافیہ نے جواب دیا سنت اسی طرح ہے جس طرح میں نے کیا۔ حدیث میں ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں دو شخصوں کو چھینک آئی ایک نے الحمدللہ کہا اس پر آپ نے یرحمک اللہ فرمایا، دوسرا خاموش رہا تو آپ بھی خاموش رہے۔ اسی طرح تم نے بھی الحمدللہ نہیں کہا اس لئے میں نے بھی حضورؐ کی خاموشی کی سنت پر عمل کیا۔

ہارون نے پورا جواب سن کر کہا، جائیے آپ اپنا کام قضا کا کیجئے! بھلا جو شخص میری چھینک کے [illegible] رعایت پر آمادہ نہ ہو سکا وہ کسی دوسرے کی پاسداری اپنے فیصلہ میں کیا کرے گا؟ پھر جھوٹی شکایت کرنے والوں کو سرزنش کی۔ (تاریخ بغداد ص۳۰۵)

امام صاحب نے گویا یہ بات طے شدہ سمجھ کر کہ حکومت تو معیاری لوگوں کے ہاتھ میں آنا [illegible] [illegible] ادنیٰ معیار پر مدون کردیا جا سکتا ہے کہ ارباب حکومت اس کے سامنے جھکنے پر مجبور ہوں [illegible] امام صاحب کر گئے کہ رہتی دنیا تک اسلامی قانون مرتب ہو گیا اور اسی تدوین فقہ کے ذریعہ [illegible] فقہا [illegible] معیاری درجہ کے بنا گئے جن کی شاگردی اور شاگردوں کی شاگردی کا فخر امام شافعی، امام احمد اور بڑے بڑے محدثین امام بخاری و مسلم اصحاب صحاح ستہ وغیرہ نے حاصل کیا۔

ابو جعفر منصور نے چاہا بھی کہ امام صاحب سے بے نیاز ہو کر دوسرے علماء وقت سے مدد لیکر امور خلافت و سلطنت کو قوت

Marfat.com

ہو بچا ہے اگر اس میں کامیابی نہ ہوئی اور غیر حنفی علما حجاج بن ارطاۃ، وہب بن وہب وغیرہ کے ناکام تجربات خلفاء عباسیہ کو ہو چکے تھے اس لیے علما حنفیہ اور فقہ حنفی سے ہی وابستگی لابدی نظر آئی بلکہ فقہ حنفی میں سے بھی امام صاحب کے اقوال کی اہمیت زیادہ تھی۔

قاضی خالد مرو کے قاضی تھے کہتے ہیں کہ ایک مقدمہ میں بجائے امام صاحب کے میں نے قاضی ابو یوسف کے قول کے مطابق فیصلہ کر دیا، اس کی خبر مامون کو ہوئی تو مجھے ہدایت بھیجی کہ مسئلہ میں جب تک امام ابو حنیفہ کا قول موجود ہو فیصلہ اسی کے مطابق کیا کرو اور اس سے ہرگز تجاوز نہ کرو۔ (مناقب موفق [illegible])

ہارون رشید نے مامون رشید کو فقہ حنفی کی اعلیٰ پیمانہ پر تعلیم دلائی تھی اور مامون کو خود بھی فقہ حنفی سے بڑی مناسبت تھی حتیٰ کہ امام اعظم کی طرف سے مدافعت میں وہ بڑے بڑے محدثین کو لاجواب کر دیتا تھا۔

اس موقعہ پر ایک واقعہ بطور مثال سنیئے!

نضر بن شمیل حدیث و عربیت میں [illegible] درجہ کے امام تھے مگر فقہ میں کمزور تھے چنانچہ جب کبھی خلیفہ کی مجالس میں اصحاب امام اعظم سے ان کا مناظرہ ہوتا تو ان کو [illegible] کی [illegible] پڑتی تھی۔ اپنے لوگوں کو وہ سمجھایا بھی کرتے تھے کہ امام ابو حنیفہ کا ذکر برائی سے مت کرو [illegible] صالح بزرگ ہیں۔ ایک دفعہ کہا کہ لوگ سوئے ہوئے تھے ابو حنیفہ نے بیدار کیا۔ پھر پوچھا گیا تو [illegible] اور اس قسم کے توصیفی کلمات سے اعتناء کیا کرتے تھے۔

ایک بار کچھ اہل حدیث محدثین نے امام محمد، امام صاحب کی کتابوں کو ضائع کرنے کے لئے دریا برد کرنے کی اسکیم بنائی۔ خالد بن صبیح قاضی مرو کو خبر ہوئی وہ فضل بن سہل کو لیکر مامون کے پاس گئے جو خلیفہ ہارون رشید کی طرف سے اس وقت مرو کے گورنر تھے اُن کو خبر دی تو پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں اور ان کا سرغنہ کون ہے، کہا وہ لوگ [illegible] اسحاق بن راہویہ اور احمد بن زہیر وغیرہ ہیں البتہ نضر بن شمیل بھی ان میں ہیں [illegible]۔

مامون نے کہا [illegible] ان سب کو بلاؤں گا اور ان کے [illegible] فیصلہ کروں گا کہ کون حق پر ہے۔ اسحق وغیرہ کو خبر پہونچی [illegible] سے کون بات کریگا [illegible] نضر بن شمیل مباحثہ [illegible] حدیث میں مامون سے مات کھا چکے ہوئے تھے اس لئے سب نے احمد بن زہیر کو بات کرنے کے لئے منتخب کیا۔

صبح کو سب مامون کے پاس جمع ہوئے مامون نے نضر بن شمیل کی طرف دیکھتے ہوئے خطاب کیا کہ تم لوگوں نے ابو حنیفہ کی کتابوں کو دریا برد کرنے کی [illegible] کی؟ نضر تو خاموش رہے کچھ جواب نہ دیا۔ احمد بن زہیر بولے امیر المؤمنین! مجھے اجازت ہو تو بات کروں؟ مامون نے کہا اگر تم اچھی طرح [illegible] بات کر سکتے ہو تو [illegible]۔

کہا کہ امیر المؤمنین ہم نے ان کتابوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالف پایا۔ مامون نے کہا کس چیز میں [illegible] ایک مسئلہ کے بارے میں پوچھا کہ اس میں ابو حنیفہ نے کیا کہا ہے؟ خالد نے امام صاحب کے قول کے موافق [illegible] احمد بن زہیر نے [illegible] مامون نے خود جواب دینا شروع کیا اور امام صاحب کے قول کے موافق احادیث سنائیں جس سے وہ لوگ ناواقف تھے۔

اس طرح [illegible] مسائل حنفی کے خلاف احادیث پڑھتے رہے [illegible] امام صاحب کی طرف سے احادیث سناتے رہے

Marfat.com

اور جب اس طرح کافی بحث ہو چکی تو مامون نے کہا:-
"اگر ہم امام ابو حنیفہ رحمہ کے اقوال کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالف پاتے تو ہم خود ہی اُن کو معمول بہ نہ بناتے آئندہ ہرگز ایسی حرکت کا اعادہ نہ ہو۔ پھر کہا کہ اگر یہ شیخ (نضر بن شمیل) تمہارے ساتھ نہ ہوتے تو تمہیں ایسی سزا دیتا کہ یاد کرتے"۔
مناقب موفق میں یہ واقعہ نقل کر کے یہ بھی اضافہ کیا کہ مامون جب خود بغداد میں تخت خلافت پر بیٹھا تو اپنے پاس دو سو فقہاء کو بٹھلاتا تھا اور ان میں سے کوئی وفات پاتا تو اس کی جگہ دوسرا متعین کر دیتا تھا کہ تعداد مذکور کم نہ ہو۔ اور مامون خود ان سب سے زیادہ عالم و فقیہ تھا۔

مادحین امام الائمہ ابی حنیفہ رضی اللہ عنہم

امام صاحب کی سیرت لکھنے والوں نے ایک مستقل عنوان امام صاحب کی مدح و ثنا کرنے والوں کا بھی رکھا ہے اسی لئے راقم حروف نے بھی اس سلسلہ کی کچھ چیزیں انتخاب و اختصار کر کے یک جا کر دی ہیں اور اس [illegible] کی رعایت کی ہے کہ ان ہی حضرات کے اقوال جمع کئے ہیں جن کی بلند پایہ شخصیات تمام محدثین کے یہاں مسلم ہیں اور ان کا بھی احصا [illegible] یہاں [illegible] لئے سیکڑوں اکابر کے اقوال ابھی نقل نہیں ہو سکے [illegible] اقوال لئے ہیں [illegible] اقوال چھوڑنے پڑے۔ تاہم بطور نمونہ اور بقدر ضرورت شاید یہ بھی کافی ہو [illegible] ان اقوال کی اسناد [illegible] ورنہ موفق وغیرہ میں ان کی پوری پوری سندیں درج کی گئی ہیں:-

(۱) امام یحییٰ بن سعید القطان

[illegible] مغرب تک (جوان کے درس کا وقت تھا) [illegible] امام صاحب [illegible] اور امام صاحب کے شاگرد ہونے پر فخر کرتے تھے۔ تمام ائمہ صحاح میں ان سے روایت ہے۔
فرماتے ہیں "خدا گواہ ہے ہم جھوٹ نہیں بول سکتے، ہم نے امام ابو حنیفہ سے [illegible] نہیں پایا [illegible] ان کے اکثر اقوال اخذ کئے ہیں"۔
"واللہ ہم امام ابو حنیفہ کی مجالس میں بیٹھے ہیں اور ان سے استفادہ کیا ہے [illegible] کی طرف نظر کرتا تھا تو مجھے یقین ہوتا تھا کہ وہ اللہ عز وجل کے خوف و خشیت سے پوری [illegible] (موفق [illegible])
"لوگوں کو جو مسائل پیش آتے ہیں اُن کو حل کرنے کے واسطے امام ابو حنیفہ [illegible] پہلے پہلے امام صاحب کے علمی کمالات زیادہ نمایاں نہ تھے بعد کو یکدم بڑی تیزی سے اُن کی قدر و منزلت و عظمت ترقی کر گئی" (موفق ص ۲۵/۲)
"خدائے برتر کی قسم کہ امام ابو حنیفہ اس امت میں قرآن و حدیث کے سب سے بڑے عالم تھے" (مقدمہ کتاب التعلیم)

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت عبداللہ بن مبارک:

[illegible] حدیث کے فن [illegible] میں صحیح بخاری [illegible]

Marfat.com

مسلم میں ان کی روایت سے سیکڑوں احادیث موجود ہیں۔ امام صاحب کے مخصوص شاگردوں میں سے ہیں۔ امام بخاری نے اپنے رسالہ رفع یدین میں فرمایا کہ "ابن مبارکؒ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عالم تھے اور لوگ اگر دوسرے کم علم لوگوں کے اتباع کے بجائے ان کا اتباع کرتے تو بہتر ہوتا" اس کے بعد مطالعہ کیجئے کہ یہی امام بخاری کے شیخ الشیوخ امام اعظم کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

(۱) فرمایا کہ "ابوحنیفہ فقہ میں سب علماء سے زیادہ تھے میں نے ان جیسا فقہ میں نہیں دیکھا"

(۲) ایک دفعہ فرمایا "خدا کی قسم ابوحنیفہ علم حاصل کرنے میں بہت سخت تھے، محارم سے دور رہتے تھے۔ وہی کہتے تھے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، ناسخ ومنسوخ حدیث کے بڑے ماہر تھے اور معتبر اور دوسری قسم کی احادیث کو فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تلاش کیا کرتے تھے"

(۳) "میں نے مسعر بن کدام کو امام ابوحنیفہ کے حلقۂ درس میں مستفید ہوتے دیکھا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کے سبب سے میری فریادرسی نہ کرتا تو میں بھی اور عام آدمیوں کی طرح ایک آدمی ہوتا"

علامہ کردری نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابن مبارک امام صاحب کی طرف سے مدافعت کرتے تھے، ان کے مذہب کی تائید کیا کرتے تھے اور یہ بات مشہور ومعروف تھی اسی طرح امام صاحب کی طرف اپنی نسبت اور شاگردی پر بھی فخر کیا کرتے تھے" (ص۲۱)

(۴) "یہ بھی بیان کیا کہ جب میں کوفہ پہنچا تو وہاں کے علماء سے سوال کیا کہ تمہارے شہر میں کون سب سے بڑا عالم ہے سب نے کہا امام ابوحنیفہ، پھر میں نے پوچھا کہ سب سے زیادہ پرہیزگار کون ہے تو سب نے کہا امام ابوحنیفہ، پھر پوچھا کہ سب سے زیادہ زاہد کون، سب نے کہا کہ امام ابوحنیفہ، پھر پوچھا کہ سب سے زیادہ عابد اور علم کا شغل رکھنے والا کون ہے تو سب نے کہا کہ امام ابوحنیفہ غرض میں نے اخلاق محمودہ وحسنہ میں سے جس وصف کا بھی سوال کیا سب نے امام صاحب کو ہی افضل و برتر بتلایا" (حدائق ص۶)

(۵) حموی نے شرح اشباہ میں صحیفہ ذہبی سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن مبارک نے فرمایا "حدیث تو مشہور ومعروف ہوگئی اب اگر اجتہاد کی ضرورت پڑے تو اجتہاد مالک، سفیان وابوحنیفہ کا ہے لیکن ان میں سے ابوحنیفہ اجتہاد کے لحاظ سے احسن اور رسائی کی حیثیت سے ادق اور دونوں سے افقہ ہیں"

یہ سب کے نزدیک مسلم امیر المومنین فی الحدیث کا فیصلہ خاص طور سے قابل لحاظ ہے کہ "حدیث تو مشہور ومعروف ہوگئی" یعنی جس قدر ذخیرہ احادیث صحاح کا موجود تھا وہ سب نہ صرف اس وقت سامنے آگیا تھا بلکہ بدرجۂ شہرت پہنچ گیا تھا۔ اس زمانہ کی احادیث بھی اکثر ثنائیات وثلاثیات تھیں، زمانہ خیر القرون کا تھا جھوٹ کا شیوع بھی نہ ہوا تھا، رواۃ عدول و ثقہ تھے اور خود حضرت عبداللہ بن مبارک نے توہزاروں لاکھوں روپے صرف کرکے حدیث حاصل کرنے کے لئے دنیائے اسلام کا کونہ کونہ چھانا تھا، پھر آخر میں امام ابوحنیفہ کے پاس پہنچے تو ان کے تبحر علوم حدیث وفقہ کے ایسے گرویدہ ہوگئے کہ امام صاحب ہی کے ہو رہے۔

ظاہر ہے کہ جس قدر ذخیرہ احادیث صحاح کا اس وقت مدون ہوگیا تھا وہ بعد کو مدون ہونے والی کتب حدیث کے لئے بطور اصول وامہات تھا اور صحیت کے لحاظ سے بھی ان ہی کا نمبر اول تھا۔ اسی لئے ہم نے امام بخاری کے حالات میں بہت سی کتب حدیث کے نام بھی لکھے ہیں جو پہلے سے موجود تھیں۔ افسوس ہے کہ کچھ لوگوں کی غلط رہنمائی سے اکابر شیوخ محدثین جن میں سے اکثر شیوخ اصحاب صحاح ستہ تھے، کی مساعی جمع حدیث نمایاں تعارف حاصل نہ کرسکیں اور جو بھی تعارف کرایا گیا صحاح ستہ اور ان کے بعد کی کتابوں کا

Marfat.com

کرایا گیا، ان کے اصول و امہات اور دوسرے ذخیرے ثانوی درجہ میں سمجھے گئے حالانکہ صحت روایت و علو سند کے اعتبار سے وہ اول فالاول تھے۔ اس سے ایک بڑا نقصان یہ بھی ہوا کہ بعد کے ذخیرۂ حدیث میں جو کچھ ضعف ضعفِ رواۃ کی وجہ سے پیدا ہوا وہ غلطی سے پورے ذخیرہ حدیث کی طرف منسوب ہو گیا۔ عبداللہ ابن مبارک فرماتے ہیں۔

(۶) میں تمام شہروں و بستیوں میں علم کی طلب کے لئے گیا ہوں لیکن امام ابوحنیفہ کی ملاقات سے قبل تک حلال و حرام کے اصول سے واقف نہ ہو سکا (کیونکہ فقہ و اصول فقہ کے امام وہی تھے)

(۷) اگر امام صاحب تابعین میں ہوتے تو وہ بھی ان کی طرف محتاج ہوتے (یہ اس لئے کہا کہ امام صاحب تابعین کے آخری دور میں پیدا ہوئے اور امام صاحب کے علم و فضل کے ظہور کا زمانہ تابعین کے گذر جانے کے بعد کا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ امام صاحب خود بھی تابعی تھے)

(۸) اکثر فرمایا کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہ کی رائے کا لفظ مت کہو بلکہ تفسیر حدیث کہو (جو حقیقت ہے)

(۹) اگر مجھے افراط کا الزام لیے جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں امام صاحب پر کسی کو بھی ترجیح نہ دیتا۔

(۱۰) فرمایا امام صاحب مجید العلم تھے یعنی مسائل کی گہرائیوں تک جاتے تھے۔

(۱۱) فرمایا کہ علماء امام صاحب سے مستغنی نہیں ہو سکتے کم سے کم تفسیر حدیث کے لئے تو ان کی احتیاج ظاہر و باہر ہے۔

(۱۲) اگر میں بعض بے وقوفوں کی بات پر رہتا تو میں امام صاحب سے محروم رہتا (اور ان سے محروم ہوتا تو یوں کہنا چاہیئے کہ [illegible] راہ میں میری ساری مشقت و تعب اور ہزاروں لاکھوں روپے کا صرف رائگاں چلا جاتا)۔

(۱۳) اگر میں امام صاحب سے نہ ملتا تو علم کے لحاظ سے دیوالیہ ہوتا۔ ایک روایت ہے کہ میں بھی دوسرے حدیث کے [illegible]

(۱۴) ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مبارک کی مجلس میں امام صاحب کا ذکر ہوا اور کچھ لوگ کچھ مخالف باتیں [illegible] مبارک نے فرمایا [illegible] میں سے کسی کو امام صاحب جیسا پیش کرو ورنہ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو اور ہمیں عذاب مت دو [illegible] مخالفت کا بیج اس وقت بھی موجود تھا اور ایسے لوگ بڑے بڑے حضرات کو بھی [illegible] روش سے تکلیف پہنچایا کرتے تھے

(۱۵) فرمایا کہ میں نے بڑے بڑوں کو دیکھا ہے کہ امام صاحب کی مجلس میں ان کی کوئی علمی حیثیت نہ تھی اور میں نے خود کو کسی مجلس میں [illegible] حقیر نہیں پایا سوا امام صاحب کی مجلس کے۔ اور میں نے کسی عالم کو نہیں دیکھا کہ [illegible] امام صاحب [illegible] اس کی علمی بے بضاعتی پر مجھے رحم نہ آیا ہو۔

(۱۶) فرمایا کہ وہ شخص محروم ہے جس کو امام صاحب کے علم سے حصہ نہیں ملا۔

(۱۷) فرماتے تھے کہ خدا اس کا برا کرے جو ہمارے شیخ کا ذکر برائی کے ساتھ کرے یعنی امام صاحب کا۔

(۱۸) ایک دفعہ ایک شخص نے کوئی مسئلہ پوچھا ابن مبارک نے طاؤس کا قول بھی نقل کر دیا [illegible] شخص نے کہا کہ ہم تو طاؤس کے قول پر عمل کریں گے اور ابوحنیفہ کے قول کو دیوار پر پھینک ماریں گے۔ ابن مبارک نے فرمایا [illegible] تو نے امام صاحب کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا۔ واللہ اگر تو ان کو دیکھ لیتا تو ایسی بات نہ کہتا [illegible] لاتے کہ تو ان کے ہوتے ہوئے امام صاحب کے قول کو دیوار پر نہ مار سکتا۔

(۱۹) ایک دفعہ ابن مبارک نے حدیث امام صاحب سے روایت کر کے سنائی ایک شخص نے [illegible] تو ابن مبارک نے غصہ [illegible]

Marfat.com

فرمایا کہ تم لوگوں کا اس سے کیا مقصد ہے، تم لوگوں کا اس سے کیا مقصد ہے جس کو خدا نے بلند مرتبہ بنایا ہے وہ ہی بلند ہوگا اور جس کو خدا نے برگزیدہ کردیا ہے وہی برگزیدہ ہوگا۔ (موفق ص۵۱ ج۲ و ص۵۲ ج۲ و ص۵۳ ج۲)

(۲۰) فرمایا ہے کہ میں نے امام ابوحنیفہ کو مسجد حرام مکہ معظمہ میں دیکھا ہے کہ مشرق و مغرب کے لوگوں کو فتوی دے رہے تھے اور لوگ امن زمانے کے جیسے تھے ظاہر ہے یعنی بڑے بڑے فقہاء تھے اور بہترین علم کے لوگ حاضر رہتے تھے۔ (موفق ص۵۷ ج۲)

راقم الحروف نے حضرت عبداللہ بن مبارک کے اقوال اس لئے زیادہ نقل کئے ہیں کہ امام بخاری نے اپنے رسائل میں ان کو اپنے زمانہ کا سب سے بڑا امام تسلیم کیا ہے اور ان کے مقابلہ میں دوسروں کو بے علم تک کہہ دیا ہے اور غالباً پہلے اور محدثین بھی ایسے تھے جو ابن مبارک کو تو امیرالمومنین فی الحدیث وغیرہ وغیرہ سب کچھ مانتے تھے مگر خود ابن مبارک جن کو اپنا بڑا اور سب کچھ سمجھتے تھے وہ ان کی نظر میں کچھ نہ تھے اس لئے محدث ابوعصمہ سعد بن معاذ جب محدثین سے یہ سنتے تھے کہ عبداللہ بن مبارک اعلم ہیں امام ابوحنیفہ سے تو فرمایا کرتے تھے کہ "جو لوگ عبداللہ ابن مبارک کو امام سمجھتے ہیں اور خود عبداللہ نے جس کو امام مانا تھا اس کو امام نہیں مانتے ان کی مثال شیعہ حضرات کی ہے کہ حضرت علی رض کو تو امام مانتے ہیں لیکن جن کو حضرت علی رض نے اپنے لئے امام تسلیم کیا تھا اُن کو امام ماننے کے لئے تیار نہیں یعنی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم (موفق ص۵۶ ج۲)

(۳) محدث ابن داؤد

(۱) امام ابوحنیفہ پر طعن دو قسم کے لوگوں نے کیا ہے۔ ایک ان لوگوں نے جو ان سے ناواقف تھے اور دوسرے وہ جن کو اُن سے حسد ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ بصرہ والوں کا فخر چار کتابیں ہیں۔ جاحظ کی کتاب البیان والتبیین کتاب الحیوان سیبویہ کی کتاب اور خلیل کی کتاب العین۔ لیکن ہمارا فخر حلال و حرام کے ستائیس ہزار رسائل پر ہے جو ایک کوفی محمد بن حسن کے نتیجہ عمل ہیں وہ ایسے قیاسی و عقلی ہیں کہ کسی انسان کو ان کا نہ جاننا روا نہیں۔

(۲) جب کوئی آثار یا حدیث کا قصد کرے تو اس کے لئے سفیان ہیں اور جب آثار یا حدیث کی باریکیوں کو معلوم کرنا چاہے تو امام ابوحنیفہ ہیں

(۳) اہل اسلام پر نماز میں امام ابوحنیفہ کے لئے دعا کرنی ضروری ہے کیوں کہ انھوں نے دوسروں کے واسطے سنن و آثار کو محفوظ کردیا ہے یعنی بصورت حادیث و آثار مروجہ بصورت احکام و مسائل۔ (حدائق الحنفیہ)

(۴) مکی بن ابراہیم رح

بلخ کے امام اور امام بخاری وغیرہ کے استاد تھے (۱) فرماتے تھے کہ ابوحنیفہ اپنے زمانہ میں سب سے بڑے عالم زاہد، راغب فی الآخرت اور احفظ اہل زمانہ تھے۔ اور عالم کی اصطلاح محدثین کے یہاں یہ ہے کہ اس کو احادیث کے متون و اسناد دونوں حفظ ہوں۔

(۲) موفق کردری میں ہے کہ اسماعیل بن بشر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم مکی کی مجلس میں تھے۔ انھوں نے فرمانا شروع کیا "یہ حدیث روایت کی ہم سے ابوحنیفہ نے" اتنا ہی کہا تھا کہ ایک مسافر اجنبی شخص چیخ پڑا کہ ہم سے ابن جریج کی حدیث روایت کرو۔ ابوحنیفہ سے روایت مت کرو مکی نے جواب دیا کہ ہم بیوقوفوں کو حدیث سنانا نہیں چاہتے۔ میں ہدایت کرتا ہوں کہ تم میری حدیث مت لکھو اور میری مجلس سے نکل جاؤ۔ چنانچہ جب تک وہ اُٹھکر نہ چلا گیا انھوں نے حدیث روایت نہ کی۔ اس کے جانے کے بعد پھر امام ابوحنیفہ سے ہی حدیث روایت کی۔

(۳) فرمایا میں علماء کوفہ کی مجالس میں بیٹھا ہوں میں نے ان میں کسی کو امام ابوحنیفہ سے زیادہ متورع نہیں پایا۔ (موفق ص۱۹۳)

(۵) محدث خلف بن ایوب رح

(۱) میں اکثر علماء کی مجالس میں جایا کرتا تھا اکثر ایسا ہوتا تھا کہ بعض باتوں کے معنی نہ سمجھ سکتا تھا۔ پھر امام ابوحنیفہ کی مجلس میں جاتا، اُن سے دریافت کرتا، وہ مجھ سے ان کی تفسیر

Marfat.com

فرماتے اور اس تقریر و تفسیر سے میرے قلب میں ایک نور داخل ہو جاتا تھا۔

(۲) فرمایا کہ خدا سے علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا، ان سے اصحاب کو، اصحاب سے تابعین کو اور تابعین سے ابو حنیفہ کو۔ اس بات سے خواہ کوئی راضی ہو یا ناراض ہو۔ (حدائق ص۴۵)

(۶) امام شعرانیؒ (۱) میں نے امام ابو حنیفہ کے مسانید ثلاثہ کے صحیح نسخوں کو مطالعہ کیا جن پر حفاظ کی تصدیق تھی۔ میں نے دیکھا کہ ہر حدیث بہترین عدول و ثقات تابعین سے مروی و منقول ہے مثلاً اسود، علقمہ، عطاء، عکرمہ، مجاہد، مکحول، حسن بصری وغیرہ وغیرہ سے۔ پس امام صاحب اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تمام راوی عادل، ثقہ، عالم اور بہترین بزرگ ہیں جن میں کوئی کذاب یا متہم بالکذب نہیں۔ (۲) ہمارے لئے کسی طرح موزوں نہیں کہ ایسے امام اعظم پر اعتراض کریں جس کی جلالت قدر (۳) امام اعظم ابو حنیفہ کے کثرت علم، پرہیزگاری، عبادت، استنباط و سمجھ کی ذہانت و گہرائی پر سلف و خلف کا اتفاق [illegible] حدائق

(۷) محدث حسن بن زیاد:- امام ابو حنیفہ چار ہزار احادیث روایت کرتے تھے دو ہزار حماد سے اور دو ہزار باقی شیوخ سے

(۸) امام احمد امام احمد سے ابن حجر نے نقل کیا کہ ابو حنیفہ علم و تقویٰ، زہد و اختیار آخرت میں اس جگہ تھے کہ کوئی ان کو نہیں پہونچ سکتا۔ (شامی و خیرات حسان ص۳۳)

(۹) عطاء بن ابی رباح (م ۱۱۴ھ) کبار تابعین سے ہیں [illegible] آگے اپنے قریب بٹھاتے تھے۔ [illegible]

(۱۰) فضیل بن عیاض (م ۱۸۷ھ) [illegible] ابو حنیفہ [illegible] کرنے میں بڑے حریص تھے۔ رات دن تعلیم کا [illegible] کیا جاتا تو خوب بولتے تھے۔ [illegible]

(۱۱) حفص بن عبد الرحمن بلخی (م ۱۹۹ھ) [illegible] کسی کو نہیں دیکھا [illegible]

(۱۲) حسن بن صالح کوفی (م ۱۶۷ھ) [illegible] تھے اور [illegible] ہوتی تھی۔ اور حدیث و فقہ [illegible] تھے اور فرمایا کرتے تھے [illegible] کتاب اللہ میں [illegible] علیہ وسلم کی آخیر زندگی کے اعمال کے حافظ تھے۔ [illegible]

(۱۳) محدث شہیر ابن جریج (م ۱۵۰ھ) [illegible] ابو حنیفہ [illegible] دین کا علم ہوا [illegible] کا حیرت

اور ان کی سند حدیث بھی دوسرے ائمہ کے [illegible]

چرچا ہوگا۔

(۲) ایک روز کسی نے ان کے سامنے امام صاحب کا کسی قدر برائی سے ذکر کیا تو فرمایا۔ خاموش رہو وہ تو بہت بڑے فقیہ ہیں، بہت بڑے فقیہ ہیں، بہت بڑے فقیہ ہیں۔ (خیرات حسان ص۳۳)

(۳) خطیب نے روح بن عبادہ سے روایت کی کہ میں ابن جریج کے پاس تھا جب امام اعظمؒ کی خبر وفات اُن کو دی گئی تو سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور افسوس سے فرمایا کہ کیسا علم جاتا رہا۔ (تبییض الصحیفہ امام سیوطی)

شعبۃ بن الحجاج (م ۱۶۰ھ)

ائمہ صحاح کے اعلیٰ رواۃ سے ہیں سفیان ثوری ان کو امیر المومنین فی الحدیث کہا کرتے تھے۔

(۱) جب ان سے امام ابو حنیفہ کا حال دریافت کیا جاتا تو وہ بہت تعریف ان کی کیا کرتے تھے اور ہر سال نیا تحفہ امام صاحب کو بھیجا کرتے تھے۔ (موفق ص۴۶)

(۲) امام صاحب کو حسن الفہم جید الحفظ فرمایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جن لوگوں نے ان پر تشنیع کی ہے واللہ وہ خدا کے یہاں اس کا نتیجہ دیکھ لیں گے کیونکہ خدا ان چیزوں سے پوری طرح واقف ہے۔ (خیرات ص۳۳)

(۳) جب خبر وفات پہونچی تو انا للہ پڑھا اور کہا آج کوفہ کا چراغ علم گل ہوگیا اور اب اہل کوفہ کو قیامت تک اس کی نظیر نہ ملیگی (خیرات ص۶۹)

محمد بن میمون (متوفی ۱۶۸ھ)

ائمہ صحاح کے اعلیٰ شیوخ میں سے ہیں۔ امام اعظم کے بارے میں فرمایا کہ امام صاحب کے زمانہ میں علم وورع اور زہد میں کوئی شخص اُن سے بڑھ کر نہ تھا اور نہ کوئی شخص علم و فطانت میں ان کا مساوی تھا۔ بخدا مجھے اُن سے ایک حدیث سن لینے کی خوشی ایک لاکھ اشرفی کے مل جانے سے بھی زیادہ ہوتی تھی۔

محدث اسمٰعیل بن حماد بن ابی سلیمان

یہ حضرت حماد استاذ امام اعظم کے صاحبزادے تھے ان کا بیان ہے کہ امام ابو حنیفہ میرے والد ماجد کے خصوصی راز داروں میں سے تھے اور والد ماجد امام صاحب پر اپنی وہ خاص علمی چیزیں ظاہر کرتے تھے جو دوسروں پر نہیں کرتے تھے اس لئے میں بھی اپنے والد سے بہت سی علمی باتیں نہ سن سکا اور ان سے محروم رہا اس کے بعد امام ابو حنیفہ ہی کے واسطہ سے مجھے اپنے والد ماجد کی خاص خاص چیزیں پہنچیں جو صرف ان کے پاس تھیں۔

اس خبر کے راوی یحییٰ بن آدم نے یہ بھی کہا کہ اسمٰعیل بن حماد بڑی عمر کے تھے بہت سے بڑے لوگوں کا زمانہ پایا تھا لیکن اپنے والد کے امام صاحب سے خصوصی تعلق کے باعث امام صاحب ہی سے سماع حدیث کیا۔ اس واقعہ سے بھی حضرت مغیرہ کے بیان کی تصدیق ہوتی ہے کہ حضرت حماد کے خصوصی علوم کے قابل امام صاحب ہی تھے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حصول علم کے لئے خاص تعلق و مناسبت کتنی ضروری ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ امام صاحب بذل علم کے اعتبار سے بھی بڑے سخی تھے وغیرہ

محدث محمد بن طلحہ

محدث ابو غسیلہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہم دونوں آپس میں امام ابو حنیفہ کی باتیں کر رہے تھے تو محمد بن طلحہ نے کہا کہ ابو غسیلہ! اگر تمہیں امام صاحب کا کوئی قول معتبر ذریعہ سے مل جائے تو اس کو مضبوط پکڑ لینا، اس کی قدر کرنا۔ کیونکہ امام صاحب سے جو بات آتی ہے وہ چھنی چھنائی صاف ہوتی ہے (یعنی کھرے سونے کی طرح بے کھوٹ ہوتی ہے (موفق ص۲۰۲)

محدث فضل بن موسیٰ سینانی

امام صاحب کے زمانہ میں بڑے مشہور و معروف حفاظ حدیث میں سے تھے۔ امام صاحب سے بکثرت روایت حدیث کی ہے امام صاحب کی شاگردی پر فخر کیا کرتے تھے۔ اور

Marfat.com

مخالف علماء سے جھگڑتے تھے، لوگوں کو امام صاحب کے مذہب کی طرف ترغیب دیا کرتے تھے۔

وہ فرماتے ہیں کہ ہم حجاز و عراق کے مشائخ علم کی مجالس میں آیا جایا کرتے تھے لیکن کسی مجلس کو امام صاحب کی مجلس سے زیادہ عظیم البرکت اور کثیر المنفعت نہیں پایا۔　(موفق صفحہ ۵/۳۶)

امام شمس الدین شافعیؒ

عقود الجواہر المنیفہ میں عینی کی خلاصۃ الاثر سے نقل کیا ہے کہ امام شمس الدین محمد بن علاء البابلی شافعی فرمایا کرتے تھے کہ جب ہم سے فضل الائمہ کے بارے میں سوال ہوتا تھا تو ہم ابو حنیفہؒ ہی کو بتلایا کرتے تھے۔

علامہ ذہبی

تذکرۃ الحفاظ میں امام صاحب کو حفاظ حدیث میں شمار کیا اور آپ کا تذکرہ الامام الاعظم فقیہ العراق کے الفاظ سے شروع کیا اور لکھا کہ حضرت انسؓ صحابی کوفہ میں تشریف لائے تو امام صاحب نے اُن کو متعدد بار دیکھا اور امام صاحب نے عطاء، نافع، سلمہ بن کہیل، عمرو بن دینار اور خلق کثیر سے روایت حدیث کی اور امام صاحب سے فقہ حاصل کرنے والے یہ تھے جیسے زفر، داؤد طائی، قاضی ابو یوسف، محمد بن حسن وغیرہ اور حدیث حاصل کرنے والے بھی تھے جیسے وکیع، یزید بن ہارون، سعد بن الصلت ابو عاصم، عبد الرزاق صاحب مصنف، عبید اللہ بن موسیٰ، ابو نعیم، ابو عبد الرحمن مقری اور ان کے علاوہ بہت سے لوگ تھے۔

امام صاحب عالم باعمل، عابد و زاہد اور بڑے عالی مرتبت انسان تھے۔ بادشاہوں کے نذرانے قبول نہیں کرتے تھے بلکہ خود تجارت کر کے کسب کرتے تھے۔ بنی نوع انسان میں امام صاحب نہایت ذکی تھے۔

اس کے بعد علامہ ذہبی نے حضرت عبد اللہ بن مبارک وغیرہ بہت سے اکابر کے اقوال امام صاحب کے مناقب میں نقل کئے ہیں جو ہم دوسری جگہ نقل کئے ہیں۔ علامہ ذہبی نے امام صاحب اور صاحبین کے مناقب پر مستقل کتاب بھی لکھی۔

محدث عمر بن ذرؒ

ہم جب بھی کہیں امام ابو حنیفہ کے ساتھ سفر میں جاتے تھے، دیکھتے تھے کہ امام صاحب وہاں کے تمام اہل علم پر فقہ، علم و ورع میں غالب رہتے تھے۔　(موفق ۱/۵۵)

سیدنا علی الخواص شافعیؒ

اولیاء کاملین میں سے اور امام شعرانی شافعی کے شیخ ختم تھے، فرمایا کہ امام اعظم ابو حنیفہ کے مدارک اجتہاد اس قدر دقیق ہیں اور اولیاء اللہ میں سے بھی صرف اہل کشف و مشاہدہ ہی اُن کو اچھی طرح جان سکتے ہیں۔ اسی لئے انھوں نے امام ابو یوسف [illegible] وضو کے مستعمل پانی میں صاحب وضو کے گناہوں کو [illegible] تھے توبہ کی تلقین فرماتے تھے۔　(میزان کبریٰ)

علامہ ابن الاثیر جزری

[illegible]

[illegible] شریعت کے مسلم [illegible]

ابن ندیم

اپنی مشہور و معروف کتاب [illegible]

[illegible]

Marfat.com

امام مالکؒ

محمد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ میں نے امام مالکؒ کو دیکھا امام صاحب کا ہاتھ تھامے جا رہے تھے جب مسجد نبوی میں پہنچے تو امام صاحب کو آگے بڑھایا میں نے سنا کہ امام صاحب نے مسجد نبوی میں داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھی بسم اللہ ھذا موضع الامان فآمنی من عذابک ونجنی من النار یعنی خدا کے نام کے ساتھ داخل ہوتا ہوں۔ یہ امان کی جگہ ہے یا اللہ! مجھکو اپنے عذاب سے مامون کر اور عذاب جہنم سے نجات دے۔ (موفق ص ۳۴)

امام شافعی نے فرمایا کہ میرے سامنے ایک شخص نے امام مالک سے پوچھا کہ کیا آپ نے امام ابوحنیفہ کو دیکھا ہے؟ تو فرمایا ہاں! میں نے ایسا شخص دیکھا ہے کہ اگر اس ستون کو سونے کا ثابت کرنا چاہے تو اس پر بھی دلیل قائم کر سکتا ہے (مناقب ذہبی ص ۱۹)

امام مالک اکثر اقوال امام صاحب کے اختیار کرتے تھے اور آپ کی آراء و اقوال کی تلاش میں رہتے تھے اکثر مسائل میں امام صاحب کے اقوال کو معتبر جانتے تھے بموسم حج و زیارت میں امام صاحب کا انتظار کیا کرتے تھے جب امام صاحب مدینہ طیبہ حاضر ہوتے تو کافی وقت امام صاحب کے ساتھ علمی مذاکرات میں گذارتے تھے۔

ایک دفعہ کوئی لمبی بحث چلی اور امام مالک امام صاحب کی مجلس سے اٹھے تو پسینہ پسینہ ہو رہے تھے۔ تلامذہ نے عرض کیا کہ آپ کو بہت پسینہ آیا! امام مالک نے فرمایا کہ ہاں۔ ابوحنیفہ کے ساتھ بحث میں پسینہ ہوا اور تم ان کو کیا سمجھتے ہو وہ تو بہت بڑے فقیہ ہیں۔

امام ابو یوسفؒ

(۱) اصمعی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم چند صاحب بیٹھے ہوئے اپنی اپنی آرزوؤں کا ذکر کرنے لگے تو میں نے امام ابو یوسفؒ سے کہا کہ اب تو آپ بڑے سے بڑے مرتبہ پر پہونچ گئے ہیں کیونکہ قاضی القضاۃ تھے اور وہ بھی اس شان سے کہ خلفاء ان کے فیصلوں کے سامنے سر جھکاتے تھے، تو کیا اس سے زیادہ کی بھی کوئی تمنا آپ کو ہے؟ تو فرمایا کہ ہاں میری تمنا ہے کہ کاش مجھے ابن ابی لیلیٰ کا جمال مسعر بن کدام کا زہد اور امام ابوحنیفہ کا فقہ حاصل ہوتا۔ اصمعی کا بیان ہے کہ میں نے اس کا ذکر امیر المومنین یعنی خلیفہ وقت سے کیا تو انھوں نے کہا کہ امام ابو یوسف نے جو تمنا کی ہے وہ خلافت سے بھی اونچی چیز ہے۔

(۲) ایک دفعہ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کاش مجھے امام ابوحنیفہ کی ایک مجلس میری آدھی دولت کے عوض نصیب ہو جاتی۔ اصمعی کہتے ہیں کہ اس وقت ان کی دولت بیس لاکھ روپیہ سے زیادہ تھی میں نے کہا کہ یہ تمنا آپ کیوں کرتے ہیں تو فرمایا کچھ مسائل کی تحقیق کے لئے دل میں خلش ہے امام صاحب ہی سے تسلی ہو سکتی ہے۔ ان سے دریافت کر لیتا۔

(۳) عصام بن یوسف کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو یوسف سے کہا علماء وقت کا اتفاق ہے کہ آپ سے بڑھکر علم حدیث و فقہ میں کوئی نہیں ہے۔ تو فرمایا میرا علم امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے ایسا سمجھو جیسے ایک چھوٹا سا چھا یا نالہ بڑی نہر فرات کے مقابلہ میں۔

(۴) ایک روز فرمایا کہ امام ابوحنیفہ بڑے حقیقی برکت تھے ان کی وجہ سے ہم پر دنیا و آخرت کے راستے کھل گئے۔

(۵) فرمایا کہ میں نے امام صاحب سے زیادہ تفسیر حدیث کا ماہر نہیں دیکھا۔ ہمارا کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا تھا تو امام صاحب کے پاس حاضر ہوتے اور امام صاحب اس کو فوراً ہی حل پیش کر کے ہماری تشفی کر دیتے تھے۔ (موفق ص ۴۲)

امام ابو یوسف علم حدیث میں امام احمد، علی بن مدینی اور یحییٰ بن معین وغیرہ اکابر محدثین کے استاذ تھے جو امام بخاری وغیرہ محدثین کے شیوخ میں ہیں۔ ان کا تذکرہ مفصل آگے آئیگا۔ باوجود اس جلالت قدر کے امام ابوحنیفہ کے کس قدر مداح و قدر دان ہیں۔ امام صاحبؒ

Marfat.com

کے مرتبۂ عالی کا اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ

مشہور محدث ہیں امام اعظمؒ کے تلمیذ اور راوی مسانید الامام ہیں، حمیدی (استاد بخاری) کے استاد ہیں حمیدی راوی ہیں کہ امام سفیان بن عیینہ نے فرمایا کہ :- دو چیزیں ایسی تھیں کہ ہم ابتدا میں یہ تصور بھی نہ کرتے تھے کہ وہ کوفہ کے پل سے آگے بڑھیں گی۔ حمزہ کی قرارت اور امام ابو حنیفہ کی رائے لیکن وہ دونوں تمام آفاق میں پھیل گئیں (مناقب ذہبی صفحہ ۱۴)

امام شافعیؒ

علی بن میمون (شاگرد امام شافعیؒ) نے روایت کی کہ مجھ سے امام شافعی نے کہا :- میں ابو حنیفہ کے توسل سے برکت حاصل کرتا ہوں۔ ہر روز ان کی قبر کی زیارت کو جاتا ہوں، جب کوئی حاجت پیش آجاتی ہے دو رکعت نماز پڑھکر ان کی قبر کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ دعا کے بعد مراد بر آنے میں دیر نہیں لگتی۔ خیرات حسان میں یہ قول بھی نقل ہے کہ امام ابو حنیفہ سے زیادہ کوئی عقیل آدمی پیدا نہیں ہوا۔

شامی میں ابن حجر مکی سے بحوالہ ربیع روایت ہے کہ امام شافعی نے فرمایا۔ لوگ فقہ میں ابو حنیفہ کے عیال ہیں کیونکہ میں نے ان سے زیادہ فقیہ کسی کو نہیں پایا۔ یہ بھی فرمایا کہ جو شخص ابو حنیفہ کی کتابوں کو نہ دیکھے وہ نہ تو علم میں متبحر ہوگا اور نہ فقیہ بنے گا۔ (حدائق صفحہ)

یہ بھی فرمایا کہ ابو حنیفہ خاندان فقہ کے مربی اور مورث اعلیٰ ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ)

امام مزنی

مزنی سے کسی نے پوچھا کہ ابو حنیفہ کے حق میں کیا کہتے ہو؟ کہا سید ہم ان کے سردار ہیں۔ کہا اور ابو یوسف؟ کہا اتبعہم للحدیث ان میں حدیث کا سب سے زیادہ اتباع کرنے والے۔ کہا اور محمد بن حسن؟ کہا اکثرہم تفریعا سب سے زیادہ مسائل نکالنے والے۔ کہا زفر؟ کہا احسنہم قیاسا۔ قیاس میں سب سے بہتر۔

خلیفہ منصور عباسی

محمد بن فضیل عابد بلخی نے روایت کی کہ امام ابو حنیفہ نے بیان کیا کہ میں خلیفہ منصور کے پاس گیا تو مجھ سے پوچھا آپ نے علم کس سے حاصل کیا؟ میں نے کہا حماد سے، انھوں نے ابراہیم نخعی سے، انھوں نے حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت علی بن ابی طالبؓ، عبد اللہ بن مسعودؓ اور عبد اللہ بن عباسؓ سے۔ منصور نے سن کر کہا خوب خوب ابو حنیفہ تم نے بہت مضبوط علم حاصل کیا۔ وہ سب کے سب طیبین و طاہرین تھے۔ سب پر اللہ کی رحمت ہو۔

دوسری روایت اس طرح ہے کہ خلیفہ منصور سے عیسیٰ بن منصور نے کہا کہ یہ ابو حنیفہ آج دنیا کے عالم ہیں۔ پوچھا نعمان! تم نے علم کس سے حاصل کیا؟ جواب دیا اصحاب عمرؓ سے عمرؓ کا۔ اصحاب علیؓ سے علیؓ کا۔ اصحاب عبد اللہؓ سے عبد اللہؓ کا۔ ابن عباسؓ کے زمانہ میں ان سے بڑھکر عالم روئے زمین پر نہ تھا۔

محدث حفص بن غیاثؒ

امام صاحبؒ کے تلمیذ خاص اور محدثین کے شیوخ کبار میں تھے۔ فرماتے [illegible] میں نے ان کی کتابیں پڑھیں اور ان کے آثار دیکھے ہیں [illegible] باطن اور ابواب احکام میں فاسد و صحیح کا علم رکھنے والا نہیں دیکھا۔

ایک دفعہ فرمایا کہ امام ابو حنیفہ یکتائے روزگار تھے۔ ان کی جیسی فہم و نظر کا کوئی شخص میں نے نہیں سنا۔ (موفق جلد ۲ صفحہ)

محدث عیسیٰ بن یونس

مشہور محدث تھے۔ امام صاحبؒ سے حدیث و فقہ میں شاگرد تھے۔ علماء کوفہ میں سے امام صاحب ہی کا قول اختیار کرتے تھے اور انہی پر فتویٰ دیتے تھے۔ اپنے شاگرد سلیمان بن شاذکونی کو یہ

ؒ محدث عمرو بن دینار کی احادیث کے سب سے بڑے عالم تھے کوفہ آئے تو امام صاحب نے ان سے علم [illegible]

نصیحت فرمائی کہ امام ابوحنیفہ کے بارے میں ہرگز کوئی کلمہ برائی کا نہ کہنا، اور نہ کبھی کسی برائی بیان کرنے والے کی تصدیق کرنا۔ اس لئے کہ واللہ میں نے کسی کو ان سے افضل اور اورع نہیں دیکھا۔

محمد بن داؤد کا بیان ہے کہ ہم محدث عیسیٰ بن یونس کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے امام ابوحنیفہ کی ایک کتاب نکالی تاکہ ہمیں اس میں سے سنائیں۔ کسی نے مجلس میں سے کہا کہ آپ ابوحنیفہ سے روایت حدیث کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے ان کی زندگی میں اُن کو اور اُن کے علم و فضل کو پسند کیا تو کیا اب ان کی وفات کے بعد ان کو پسند نہ کروں گا

محدث یحییٰ بن آدم

امام علی بن المدینی (استاذ امام بخاری) فرمایا کرتے تھے کہ یحییٰ بن آدم علماء اور اُن کے اقاویل کے بڑے واقف تھے۔ حدیث و فقہ کے بڑے عالم تھے اور امام ابوحنیفہ کی طرف میلان شدید رکھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ امام صاحب سے تعلق رکھنے والے بڑے بڑے مسلّم محدثین تھے۔

اب سنئے! یہ محدث کبیر یحییٰ بن آدم فرماتے ہیں کہ امام صاحب نے فقہ میں وہ اجتہاد کیا جس کی سابق میں نظیر نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خصوصی رہنمائی فرمائی اور اجتہاد و تفقہ کے دشوار راستے ان کے لئے سہل بنا دیئے۔ ان کے علم سے خواص و عوام دونوں طبقوں نے فائدہ اٹھایا۔

یہ بھی فرمایا کہ کوفہ فقہ کا مرکز تھا اس میں بڑی کثرت سے اکابر فقہاء موجود تھے جیسے ابن شبرمہ، ابن ابی لیلیٰ، حسن بن صالح، شریک وغیرہ لیکن امام صاحب کے اقاویل کے مقابلہ میں ان سب کے اقاویل بے قیمت ہو کر رہ گئے۔ امام صاحب کا علم ایک ایک شہر و بستی میں پہونچ گیا۔ خلفاء، ائمہ اور حکام نے اس کے مطابق فیصلے کئے اور علمی دنیا کے لئے وہی مدار عمل ٹھہر گیا۔ (موفق ج۲ ص۴)

امام زفرؒ

فرمایا کہ بڑے بڑے محدثین امام صاحبؒ کے پاس آتے جاتے تھے اور آپ سے مسائل مشکلہ میں حل طلب کرتے تھے اور جو احادیث ان پر مشتبہ المراد ہوتی تھیں ان کی تفسیر آپ سے کراتے تھے۔ (موفق ج۲ ص۴۹)

وکیع بن الجراح

اصحاب ستہ کے کبار شیوخ میں تھے۔ فرمایا کہ میں نے کسی شخص کو جو امام ابوحنیفہ سے زیادہ فقیہ اور اُن سے بہتر طور پر نماز پڑھنے والا ہو نہیں دیکھا (حدائق ص۷۵)

امام یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ وکیع امام صاحب کے متعلق بہت اچھی رائے رکھتے تھے اور ورع و صحت دین کے اعتبار سے اُن کی تعریف کیا کرتے تھے۔ (موفق ص۱۹۷)

سلیمان بن مہران ابو محمد الاعمش الکوفی

محدثین کے مشہور و معروف شیخ الشیوخ ہیں۔ مسند خوارزمی میں امام اعمش کا قول منقول ہے کہ:۔ (۱) ابوحنیفہ مواضع فقہ دقیقہ اور غوامض علم خفیہ کو بخوبی جانتے ہیں اور اُن کو تاریک مقام میں بھی اپنے چراغِ قلب کی وسیع نورانی روشنی سے اچھی طرح دیکھ لیتے ہیں۔ اس لئے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میری اُمت کے چراغ ہیں۔

(۲) فرماتے کہ اس مسئلہ کا بہتر جواب ابوحنیفہ ہی دے سکتے تھے۔ اور میرے خیال میں خدا نے ان کے علم میں بڑی برکت بخشی ہے۔ (خیرات ص۳۳)

(۳) ایک بار امام صاحب سے چند مسائل میں گفتگو کی۔ آپ نے جواب دیئے۔ پوچھا کہاں سے۔ امام صاحب نے احادیث بیان کرنی شروع کر دیں جو اعمش ہی سے سنی تھیں۔ اعمش نے کہا کہ بس کافی ہے آپ نے تو حد کر دی۔ میں نے جو احادیث سو دن میں آپ سے بیان

Marfat.com

کی تھیں وہ آپ نے ایک ساعت میں سنادیں۔ مجھے یہ علم نہ تھا کہ آپ ان احادیث پر عمل کر رہے ہیں۔ اے جماعت فقہا! آپ لوگ طبیب ہیں اور ہم دوا فروش۔ اور آپ نے دونوں طرف (فقہ وحدیث) سے حظ وافر حاصل کیا (خیرات ص۷۶ خطیب عن الامام ابی یوسف)

(۴) حضرت اعمش نے ایک بار امام ابو یوسف سے پوچھا کہ تمہارے رفیق ابو حنیفہ نے عبداللہ کے قول عتق الامۃ طلاقہا کو کیوں ترک کردیا؟ جواب دیا کہ اس حدیث کی وجہ سے جو آپ نے بواسطہ ابراہیم و اسود حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ بریرہ جب آزاد ہوگئیں تو اُن کو اختیار دیا گیا۔ اعمش نے یہ سن کر بڑا تعجب کیا اور کہا ابو حنیفہ بہت زیرک ہیں!

امام اسحٰق بن راہویہ میں نے کسی کو احکام و قضایا کا امام صاحب سے زیادہ جاننے والا نہیں پایا۔ قضاء کیلئے مجبور کیا گیا اور مار بھی کھائی مگر قبول نہ کی۔ آپ کا محبوب مشغلہ یہ تھا کہ حسبۃً للہ تعلیم و ارشاد کرتے رہیں (مناقب موفق ص۵۵ ج۲)

یزید بن ہارون اپنے زمانہ کے امام کبیر اور محدث ثقہ تھے۔ امام احمد، امام مالک اور سفیان ثوری کے شاگرد اور یحییٰ بن معین و ابن مدینی وغیرہ شیوخ صحاح ستہ کے استاد تھے فرمایا (۱) میں نے ہزار شیوخ سے علم حاصل کیا لیکن خدا کی قسم میں نے امام ابو حنیفہ سے زیادہ کسی کو ورع، حافظہ اور عقل میں نہیں پایا۔ (حدائق ص۹۵)

(۲) کسی نے پوچھا کہ ایک عالم فتویٰ دینے کے قابل کب ہوتا ہے؟ فرمایا کہ جب وہ مثل ابو حنیفہ [illegible] ہو جائے [illegible] کہا گیا کہ آپ ایسی بات کہتے ہیں؟ فرمایا ہاں! بلکہ اس سے بھی زیادہ مجھے کہنا چاہئے میں نے ان سے زیادہ کسی عالم کو فقیہ و متورع نہیں دیکھا ایک روز میں نے اُن کو دیکھا کہ ایک شخص کے دروازہ کے سامنے دھوپ میں بیٹھے ہیں [illegible] کیا کہ آپ سایہ میں کیوں نہیں بیٹھ جاتے؟ فرمایا میرے اس گھر والے پر کچھ روپے قرض ہیں [illegible] سایہ سے نفع اٹھانا مجھے ناپسند ہے۔ محدث یزید نے یہ واقعہ بیان کرکے فرمایا کہ بتلاؤ! اس سے بڑا درجہ بھی ورع کا ہو سکتا ہے؟

(۳) ایک روز یزید بن ہارون کی مجلس میں یحییٰ بن معین، علی بن مدینی [illegible] وغیرہ موجود تھے [illegible] کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اہل علم کے پاس جا کر معلوم کرو [illegible] فرمایا [illegible] اہل علم اصحاب ابی حنیفہ ہیں۔ تم تو عطار ہو۔ (موفق ص[illegible])

محدث ابو عاصم النبیل امام صاحب کے ارشد تلامذہ میں سے اور امام بخاری وغیرہ کے شیوخ میں سے تھے [illegible] امید ہے کہ امام ابو حنیفہ کے لئے [illegible] روزانہ صدیق کے برابر عمل خدا کے یہاں [illegible] کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کیوں؟ تو کہا اس لئے کہ لوگ برابر ان کے علم و اقوال سے منتفع ہوتے رہتے ہیں [illegible] سبب امام صاحب ہوئے۔ (موفق ص[illegible])

ابو نعیم فضل بن دکین صاحب تصانیف امام بخاری کے استاد ہیں [illegible]

(۱) فرمایا امام ابو حنیفہ مسائل کی [illegible] (تہذیب التہذیب)

(۲) امام صاحب بڑے خدا ترس تھے اور بغیر جواب کے کلام [illegible] لایعنی باتوں سے [illegible] (حدائق ص[illegible])

بحر السقاء بصرہ کے اکابر ائمہ حدیث میں سے تھے۔ فرماتے تھے کہ میں امام ابو حنیفہ سے علمی مذاکرات [illegible] کرتا تھا [illegible] کہتے تھے کہ اے بحر! تم تو واقعی اسم باسمی یعنی علم کے سمندر ہو۔ تو میں عرض کرتا تھا [illegible] میں تو صرف ایک جھیل ہوں لیکن آپ

Marfat.com

تو بہت سے مجبور ہیں۔ (موفق صفحہ ۲)

خیال کیجئے امام صاحب کا بھی کتنا بڑا کمال تھا کہ چھوٹوں کے فضل و کمال کا بھی برملا اعتراف کرتے تھے اور ان کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ یہ امام صاحب کی علمی تربیت کی خصوصی شان تھی۔

محدث عبدالرحمن بن مہدی

بصرہ کے قابل فخر فقہاء و حفاظ حدیث میں سے تھے۔ امام صاحب کے معاصر تھے کہتے ہیں کہ میں حدیثیں نقل کرتا تھا۔ میری رائے علی وجہ البصیرۃ یہ ہے کہ سفیان ثوری علماء کے امیر المومنین تھے، سفیان بن عیینہ امیر العلماء تھے، شعبہ حدیث کی کسوٹی تھے۔ عبداللہ بن مبارک صراف حدیث تھے یحییٰ بن سعید قطان قاضی العلماء تھے اور ابوحنیفہ قاضی قضاۃ العلماء تھے۔ جو شخص تم سے اس کے سوا کوئی بات کہے اس کو بنی سلیم کی کوڑی پر پھینک دو۔ (موفق صفحہ ۲)

حافظ ابن حجر عسقلانی

(تہذیب التہذیب میں) نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہ نے حضرت انسؓ صحابی کی زیارت کی ہے اور عطاء، عاصم، علقمہ، حماد، حکم، سلمہ، ابوجعفر، علی، زیاد، سعید، عدی، عطیہ، ابوسفیان، عبدالکریم، یحییٰ اور ہشام سے حدیث پڑھی اور روایت کی ہے اور امام صاحب سے حماد، ابراہیم، حمزہ، زفر، قاضی ابو یوسف، ابو یحییٰ، عیسیٰ، وکیع، یزید، اسد، حکام، خارجہ، عبدالمجید، علی، محمد، عبدالرزاق، محمد بن حسن، یحییٰ بن یمان، ابوعصمہ نوح، ابو عبدالرحمان، ابونعیم، ابوعاصم اور دوسروں نے روایت کی ہے۔ (صفحہ ۴۴۹)

علامہ صفی الدین

خلاصۃ التہذیب میں ہے کہ "ابوحنیفہ امام العراق، فقیہ الامت نے عطاء، نافع، اعرج اور ایک جماعت محدثین سے حدیث پڑھی اور روایت کی ابن معین نے ان کی توثیق کی ہے اور ابن مبارک نے فرمایا کہ میں نے ابوحنیفہ کے مثل کسی کو فقیہ نہیں پایا۔ مکی فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ اپنے زمانہ میں سب سے بڑے عالم تھے"

محدث یاسین الزیات

ایک روز مکہ معظمہ میں ان کے پاس بہت سے لوگ جمع تھے (غالباً مستفیدین و تلامذہ) سب کو مخاطب کیا کہ تم لوگوں کو چاہیے امام ابوحنیفہ کے پاس کثرت سے آؤ جاؤ اور ان کی علمی مجالس کو غنیمت سمجھو ان سے علم حاصل کرو کیونکہ تم ان جیسا پھر نہ پاؤ گے اور نہ کسی کو ان سے زیادہ حلال و حرام کا عالم پاؤ گے۔ اگر تم ان سے فائدہ نہ اٹھاؤ گے تو علم کثیر سے محروم رہو گے۔

اس سال امام صاحب کو حج کے لئے پہونچے تھے غالباً اسی لئے یہ غیبی تعارف کرایا ہوگا۔ یہ بھی منقول ہے کہ حضرت یاسین زیات امام صاحب کے بہت بڑے مداح تھے اور جب امام صاحب کا ذکر شروع کر دیتے تو خاموش ہونا اور ان کا ذکر ختم کرنا پسند نہ کرتے تھے۔

محدث عثمان المدنی

فرماتے تھے کہ امام ابوحنیفہ اپنے استاد حماد سے افقہ تھے بلکہ ابراہیم، علقمہ و اسود سے بھی زیادہ افقہ تھے۔ (موفق صفحہ ۲)

محدث محمد انصاری

فرمایا کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہ کی ایک ایک حرکت یہاں تک کہ بات چیت، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے پر بھی دانشمندی کا اثر پایا جاتا تھا۔ (محدث اعظم)

محدث علی بن عاصم — علم حدیث، فقہ و دیگر انواع علوم میں علی بن عاصم امام اہل واسط تھے۔ امام صاحب سے حدیث و فقہ

Marfat.com

کی روایت بہ کثرت کی ہے۔ جب آپ کے اصحاب [illegible] چاہتے کہ آپ سے زیادہ احادیث سنیں تو امام ابو حنیفہ [illegible] کا ذکر [illegible] دیتے تھے۔ (موفق ص۲۷ جلد ۲)

(۱) آدھی دنیا کی عقل ترازو کے ایک پلہ میں اور ابو حنیفہ کی عقل دوسرے پلہ میں رکھی جائے تو ابو حنیفہ [illegible]

(۲) اگر امام ابو حنیفہ کے علم کو ان کے زمانہ کے علماء کے علم کے ساتھ تولا جائے تو امام صاحب [illegible]

(۳) معروف بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں علی بن عاصم کی مجلس میں تھا فرمانے لگے کہ [illegible] ہم نے کہا جو کچھ ہم آپ سے حاصل کرتے ہیں کیا وہ علم نہیں ہے [illegible]

(۴) فرمایا کہ امام صاحب کے اقوال علم [illegible] کی تفسیر ہیں۔ جو شخص [illegible] اور حلال کو حرام سمجھ لے گا اور سیدھے راستے سے بھٹک جائے گا [illegible]

محدث خارجہ بن مصعبؒ

[illegible]

جو [illegible] دیکھتا تھا وہ اپنے علم کو حقیر سمجھنے لگتا تھا اور [illegible]

یہ خارجہ بن مصعب سرخس کے بڑے امام حدیث و فقہ تھے۔ امام صاحب [illegible] کا علم خراسان میں پھیلایا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے [illegible] اپنے والد سے بھی بکثرت حدیث سنی تھی۔ ان کے والد [illegible] زہری و اصحاب بدر سے احادیث سنی تھیں [illegible] خارجہ نے امام صاحب کے [illegible] ۷۹

عمرو بن دینار المکی

[illegible] اور انہیں چھوڑ دیتے کہ امام صاحب [illegible] کرتے تھے۔ [illegible]

مسعر بن کدامؒ

[illegible] میں امام [illegible]

(۱) ایک روز امام صاحب اور آپ کے [illegible] بحث [illegible] اور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

(۲) فرمایا کہ ہم نے امام صاحب کے ساتھ [illegible] بڑھ گئے فقہ میں [illegible]

(۳) ایک روز فرمایا کہ جو شخص [illegible] امام ابو حنیفہ کو [illegible]

Marfat.com

کہ اس کو کچھ خوف نہ ہوگا۔ پھر یہ اشعار پڑھے۔

حسبی من الخیرات ما اعددته　یوم القیامة فی رضی الرحمان
دین النبی محمد خیر الوری　ثم اعتقادی مذهب النعمان (حدائق ص۷۸)

معمر بن راشد جو صحاح ستہ کے شیوخ میں ہیں اور رئیس اصحاب حدیث تھے۔ کہا کہ جن لوگوں نے فقہ میں کلام و کوشش کی ہے ان میں سے کسی کو امام ابوحنیفہ سے بہتر نہیں جانتا۔ (حدائق ص۷۸)

سہل بن عبداللہ تستری درمختار میں ہے کہ جرجانی نے مناقب نعمانیہ میں سہل تستری سے روایت کی کہ اگر حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی امتوں میں امام ابوحنیفہ جیسا کوئی شخص غزیر العلم، ثاقب الفہم، قائم بالصدق اور عارف بالحق ہوتا تو وہ یہودی یا نصرانی نہ ہوتے۔ اس آخری جملہ کی وضاحت علامہ شامی نے یہ کی ہے کہ انہوں نے اپنے مذہب صحیح کی تعلیمات میں تحریف کرکے جو یہودیت و نصرانیت بنالی تھی اگر امام صاحب جیسے مجتہد ان میں ہوتے تو وہ دین کے اصول و فروع کو ایسی طرح منضبط کر دیتے کہ تحریف نہ ہوسکتی۔

یہ قول بھی منقول ہے کہ اگر بنی اسرائیل میں ابوحنیفہ جیسا کوئی عالم ہوتا تو وہ گمراہ نہ ہوتے۔ (حدائق ص۷۹)

محدث ابن السماک کوفہ کے کبار اہل علم و واعظین سے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ کوفہ کے استاد چار ہیں سفیان ثوری، مالک ابن مغول، داؤد طائی (صاحب ابی حنیفہ) اور ابوبکر نہشلی اور یہ سب امام صاحب کی مجلس علمی کے بیٹھنے والے تھے اور سب نے امام صاحب سے حدیث کی روایت کی ہے۔ (موفق ص۳۹ج۲)

حضرت ابن السماک بڑا پُر اثر وعظ کہا کرتے تھے جس سے تمام سامعین روتے تھے اور رقت قلب و خوف و خشیت الٰہی کے اثرات لیکر ان کی مجلس وعظ سے اٹھا کرتے تھے۔ اور ان کا طریقہ تھا کہ وعظ کے بعد امام صاحب کے لئے دعاء کرتے تھے اور سب حاضرین سے آمین کہلاتے تھے اور ان کو امام صاحب کی مجالست کی ترغیب بھی دیا کرتے تھے۔ یہ ہارون رشید کے زمانہ تک زندہ رہے ہیں ایک دفعہ خلیفہ مذکور کو نصیحت اور تذکیر آخرت کی وہ بہت متاثر ہوا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ (موفق ص۳۹ج۲)

علامہ ابن سیرین مشہور و معروف عابد و زاہد اور علم تعبیر خواب کے بڑے عالم تھے۔ تاریخ ابن خلکان میں خطیب کی تاریخ سے نقل کیا کہ جب امام ابوحنیفہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کھودنے کا خواب دیکھکر ایک شخص کو ابن سیرین کے پاس تعبیر پوچھنے کو بھیجا تو انھوں نے فرمایا کہ اس خواب کا دیکھنے والا اس حد تک علوم نبوت کو روشن و واضح کرے گا کہ اس سے پہلے کسی نے سبقت نہ کی ہوگی۔ (حدائق الحنفیہ ص۷۶)

محدث شہیر شقیق بلخی امام ابوحنیفہ اعلم الناس، اعبد الناس، اکرم الناس اور دین میں بڑی احتیاط کرنے والے تھے۔ (حدائق ص۷۶)

سفیان ثوری کردری ص۱ جلد۲ بروایت عبداللہ بن مبارک۔

(۱) بحدا امام ابوحنیفہ علم کے اخذ و تحصیل میں سخت مستعد و منہیات کی روک تھام کرنے والے تھے، وہی حدیث لیتے تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پایہ صحت کو پہونچ چکی ہو، ناسخ و منسوخ کی پہچان میں قوی ملکہ رکھتے تھے، ثقہ اصحاب

Marfat.com

کی احادیث اور آخری فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تحقیق وتلاش میں رہتے تھے۔ حق کی پیروی کا ہر جس بات پر جمہور علماء کوفہ کو متفق پاتے تھے اس سے تمسک کرتے تھے اور اسی کو اپنا دین ومذہب قرار دیتے تھے۔

کچھ لوگوں نے آپ پر بے جا طعن وتشنیع کی اور ہم نے بھی ان کے بارے میں خاموشی اختیار کی جس کی نسبت ہم خدا سے استغفار کرتے ہیں بلکہ ہم سے بھی پہلے آپ کے حق میں کچھ الفاظ بیجا نکلے ہیں۔ ابن مبارک نے کہا مجھے امید ہے کہ خدا آپ کی اس خطا کو بخشدیگا کر کر درری ذخیرات صلا ۳۲)

(۲) ہم ابوحنیفہ کے سامنے ایسے تھے جیسے باز کے سامنے چڑیاں ہوتی ہیں اور امام ابوحنیفہ سید العلماء ہیں۔ (قلائد العقیان)

(۳) امام نووی نے تہذیب الاسماء میں ابوبکر بن عیاش سے روایت کی کہ جب امام سفیان ثوری کے والد کا انتقال ہوا تو لوگ تعزیت کے لئے جمع ہوئے۔ جب امام ابوحنیفہ آئے تو امام سفیان ثوری اٹھ کھڑے ہوئے اور اُن کی بڑی تعظیم وتکریم کی اور اُن کو اپنی جگہ بٹھا کر خود ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ جب لوگ چلے گئے تو امام سفیان کے اصحاب نے عرض کیا کہ آج ہم نے آپ کو عجیب بات کرتے دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس اہل علم میں سے ایک شخص آیا۔ اگر میں اس کے علم کے لئے نہ اٹھتا تو اس کی عمر کے لئے اٹھتا، اگر اس کی عمر کے لئے بھی نہ اٹھتا تو اس کی فقاہت کے لئے اٹھتا اور اگر اس کی فقاہت کے لئے بھی نہ اٹھتا تو اس کی پرہیزگاری کے لئے اٹھتا۔ (حدائق صلا)

(۴) خطیب بغدادی نے محمد بن بشر سے نقل کیا کہ میں ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کے پاس جایا کرتا تھا۔ پس جب ابوحنیفہ کے پاس جاتا تو وہ پوچھتے کہاں سے آئے ہو؟ میں کہتا کہ سفیان کے پاس سے، وہ فرماتے: تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو کہ اگر علقمہ واسود بھی موجود ہوتے تو اس کے محتاج ہوتے۔ اور جب میں سفیان کے پاس جاتا تو وہ پوچھتے کہاں سے آئے ہو؟ میں کہتا کہ ابوحنیفہ کے پاس سے، وہ فرماتے کہ تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو جو ساری دنیا کے فقہاء سے فقہ میں بڑھ کر ہے۔ (حدائق صلا)

(۵) عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے ایک روز امام سفیان ثوری سے کہا کہ امام ابوحنیفہ غیبت سے کس قدر محتاط ہیں؟ کہ میں نے کبھی کسی دشمن کی بھی غیبت کرتے ہوئے اُن کو نہیں سُنا۔ امام سفیان نے فرمایا: واللہ وہ تو بہت بڑے عاقل ہیں وہ کس طرح ایسی بات کر سکتے ہیں جس سے اُن کی نیکیاں دوسرے کے حوالہ ہو جائیں۔ (مناقب موفق صلا۹)

محدث ابوضمرہ

امام صاحب کا ذکر اچھائیوں کے ساتھ کرتے تھے اور فرماتے کہ تعجب اس سے ہے کہ اس قدر علمی مشاغل کے باوجود اتنی زیادہ عبادت کس طرح کرتے ہیں۔ (موفق صلا۳)

محدث عبدالعزیز بن ابی سلمۃ الماجشون

مدینہ طیبہ کے فقہاء ومحدثین کبار میں سے تھے۔ امام [illegible] کے تلامذہ میں تھے [illegible] کے تلامذہ میں [illegible] وابن مہدی وغیرہ تھے۔ [illegible] نے ان کی توثیق کی ہے۔ ان کا ارشاد ہے کہ امام ابوحنیفہ مدینہ طیبہ آئے تو ہم نے ان کے مسائل [illegible] استدلال سے استدلال کرتے تھے اور ان کی [illegible] پر ہم [illegible] نہیں لگا سکتے [illegible] تو [illegible]۔ (موفق صلا۳۴)

محدث کبیر وشہیر حضرت مغیرہؒ

محدث [illegible] کیا [illegible] امام ابوحنیفہ کی مجلسوں میں بیٹھا کرو اگر ابراہیم نخعی (امام صاحب کے استاد) بھی زندہ ہوتے تو وہ بھی ان کی مجلس میں بیٹھتے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ امام صاحب کے حلقۂ درس میں ضرور رہا کرو فقیہ بن جاؤ گے۔

ایک بار حضرت مغیرہ نے کوئی فتوی دیا۔ اس پر عمل کرنے میں لوگوں کو تامل ہوا تو انھوں نے فرمایا کہ ایسا ہی ابوحنیفہ بھی فرماتے تھے: دوسری

Marfat.com

روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت مغیرہ سے جب لوگ کوئی مسئلہ معلوم کرتے اور ان کے جواب پر معترض ہوتے تو حضرت مغیرہ فرمادیا کرتے تھے کہ یہی جواب تو ابو حنیفہ کا بھی ہے۔ معلوم ہوا کہ امام صاحب کا قول اس زمانہ میں بھی بڑے بڑوں کے لئے سند ہوتا تھا۔

حضرت جریر ہی یہ بھی کہتے تھے کہ اگر میں کبھی امام صاحب کی مجلس میں نہ جاتا تو حضرت مغیرہ مجھے ملامت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ امام صاحب کے ساتھ ہر وقت رہو اور ان کی مجلس سے کبھی غائب مت ہو کیونکہ ہم حضرت حماد کی مجلس میں بیٹھتے تھے تو ہم ان کے علوم سے اس قدر استفادہ نہ کر سکتے تھے جس قدر امام صاحب کر لیتے تھے۔ (موفق ص۳۵ ج۲)

یہ وہی حماد ہیں جن کے اقوال سے امام بخاری استشہاد کرتے ہیں اور ان کی علمی عظمت و رفعت کے معترف ہیں۔ مگر آپ نے دیکھا کہ حضرت مغیرہ جیسے عالی حوصلہ اور بے نفس عالم بھی اسی دنیا میں ہو گذرے ہیں۔ اتنے بڑے محدث و مفتی اور اپنے وقت کے مرجع امام و مقتدا ہو کر بھی امام صاحب کے علم و فضل کا کس کس طرح اعتراف کر رہے ہیں نہ معاصرت کی چشمک ہے نہ حسد و عناد۔ اور یہاں تک بھی کہدیا کہ امام حماد کے سب سے بڑے اور صحیح جانشین امام صاحب ہی تھے کہ ہمارے اور دوسرے شاگردوں کے لئے ان کے علوم کے وہ دروازے نہ کھل سکے جو ان کے لئے کھلے تھے۔

اس قسم کے اعتراف کی مثالیں خیر القرون کے علماء میں بہ کثرت ملتی ہیں۔ دور مابعد میں بہت کم ملتی ہیں۔

محمد بن سعدان
یزید بن ہارون کی مجلس میں یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، احمد بن حنبل، زہیر بن حرب اور ایک جماعت بیٹھی تھی کہ کسی شخص نے ایک مسئلہ دریافت کیا۔ یزید بن ہارون نے کہا کہ "اہل علم کے پاس جاؤ"۔ اس پر ابن مدینی نے کہا کہ کیا اہل علم اور اہل حدیث آپ کے پاس نہیں بیٹھے ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ اہل علم اصحاب ابو حنیفہ ہیں اور تم تو عطار ہو۔

علامہ ابن حجر مکی شافعی
یہ وہم بھی نہ کرنا چاہیئے کہ امام ابو حنیفہ علم فقہ کے سوا اور علوم نہیں جانتے تھے۔ حاشا للہ! وہ علوم شرعیہ تفسیر، حدیث اور علوم عالیہ ادبیہ، قیاسیہ و علوم حکمیہ کا ایک سمندر تھے۔ ان کے بعض مخالفوں کا قول اس کے خلاف ہے مگر ان کا منشا محض حسد اور اپنی برتری کی خواہش ہے۔ ہمیشہ علماء اور اہل حاجات امام ابو حنیفہ کی قبر کی زیارت کرتے اور مزار امام کو وسیلۂ قضاء حاجات گردانتے تھے جن میں امام شافعی بھی تھے۔ الخ (خیرات حسان ص۶۹)

علامہ موصوف کی کتاب "الخیرات الحسان فی مناقب النعمان" باوجود اختصار کے اعلیٰ ترین معلومات کا خزینہ ہے۔ امام صاحب کے علمی و عملی کمالات کے ہر قسم کے نمونے اس میں یکجا مل جاتے ہیں تھوڑے وقت میں امام صاحب کے تعارف کے لئے یہ مختصر کتاب بے نظیر و لا جواب ہے جس طرح مطولات میں مناقب امام اعظم للموفق و علامہ کردری مطبوعہ حیدر آباد نہایت معتبر مفید و نایاب تحفہ ہے۔ ضرورت ہے ان دونوں کتابوں کے اردو ترجمے مع وضاحتی نوٹس شائع کئے جائیں۔ واللہ الموفق

علامہ ابن عبد البر مالکی
جو شخص فضائل صحابہ کرام و فضائل تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد امام مالک، امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کے خصائص و مناقب کا مطالعہ غور و فکر سے کریگا اور ان کی بہترین سیرت و کردار سے واقف ہوگا تو وہ اس کو اپنا برگزیدہ عمل پائیگا، خدا ہم سب کو ان نفوس قدسیہ کی صحبت سے نفع اندوز کرے۔

امام ثوری فرمایا کرتے تھے کہ ذکر صالحین کے وقت رحمت الٰہیہ متوجہ ہوتی ہے اور جس شخص نے ان حضرات کے حالات میں سے صرف ان باتوں کو یاد کیا جو حسد، غصہ، خواہشات نفسانی یا کسی غلطی یا غلط فہمی سے ایک دوسرے کو کہی گئی ہیں اور ان کے فضائل و مناقب کو

Marfat.com

نظرانداز کیا وہ شخص توفیق الٰہی سے محروم ہوا، غیبت میں داخل ہوا اور صحیح راستہ سے بھٹک گیا۔ خدا ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں سے کرے جو باتیں سب کی سنتے ہیں مگر اتباع صرف اچھی باتوں کا کرتے ہیں۔ ہم نے اس باب کو حدیث صحیح دب الیکم داء الامم قبلکم الحسد والبغضاء سے شروع کیا تھا جس کا معنی یہ ہے کہ تمہارے اندر بھی پہلی امتوں کی بیماری ضرور گھس کر رہیگی جو حسد و بغض ہے۔

ہم نے اپنی کتاب تمہید میں حدیث لاتحاسدوا ولاتقاطعوا رنہ آپس میں ایک دوسرے پر حسد کرو اور نہ آپس کے تعلقات کو قطع کرو) کے تحت اس حدیث کی بھی اچھی طرح تشریح کی ہے اور بہت سے لوگوں نے نظم و نثر میں حسد کی برائی بیان کی ہے۔

(جامع بیان العلم وفضلہ ص۱۶۲)

امام یحییٰ بن معین

مشہور و معروف محدث اور رجال کے بڑے عالم تھے، امام بخاری وغیرہ کے استاد ہیں اور النجوم الزاہرہ کی روایت سے یہ بھی نقل ہے کہ امام بخاری فرماتے تھے کہ میں نے اپنے آپ کو سوا یحییٰ بن معین کے کسی کے سامنے حقیر نہیں سمجھا۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ کسی شخص کے پاس حدیث لکھی ہوئی ہے مگر اب وہ اس کے حافظہ میں محفوظ نہیں رہی کیا اس تحریر پر بھروسہ کر کے اس کی روایت کر سکتا ہے؟

فرمایا۔ امام ابوحنیفہ تو یہ فرمایا کرتے تھے کہ صرف وہی حدیث تم بیان کر سکتے ہو جس کو اچھی طرح پہچانتے ہو اور وہ تمہارے حافظہ میں بھی اول سے آخر تک محفوظ رہے۔ (موفق ص۱۹۳) (یعنی اگر درمیانی مدت میں کسی وقت بھی حافظہ سے نکل گئی اور ذہول ہوگیا تو اس کو روایت کرنے کا حق نہیں رہا)

روایت حدیث میں امام صاحب کا یہ خاص [illegible] جو دوسرے محدثین کے یہاں نہیں تھا بلکہ [illegible] امام یحییٰ امام صاحب ہی کے قول سے استناد کر رہے ہیں کیونکہ امام صاحب کے علم و فضل و کمال سے غیر معمولی طور پر متاثر ہیں۔

فرمایا کہ میں نے وکیع سے زیادہ افضل کسی کو نہیں دیکھا اور وکیع امام ابوحنیفہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور امام صاحب سے بہت سا علم حاصل کیا تھا۔ (ذہبی ص۵۶)

محدث حسن بن عمارہ

[illegible] عمارہ کو [illegible] اور ایک مسئلہ میں [illegible] سے جوابات دیئے اور سب [illegible] امام ابوحنیفہ کا جواب زیادہ صحیح ہے [illegible] تسلیم کرلیا اور حکم دیا کہ اسی کو لکھ دیا جائے لیکن امام صاحب نے فرمایا کہ [illegible] جوابات [illegible] سب سے بہتر اور صحیح تر جواب حسن بن عمارہ کا ہے۔

حسن بن عمارہ نے کہا کہ مجھے امام صاحب کے اس فرمانے سے بڑا تعجب [illegible] مفاخرت کی ہر شخص چاہتا تھا کہ میری بات اونچی ہو اور امام صاحب اگر چاہتے تو اپنی قوت [illegible] بات کو اور اپنی بات اونچی کر سکتے تھے مگر انھوں نے کسی چیز کی پرواہ نہیں کی اور میری بات کو ایسے موقعہ پر حق بتلایا۔ اس سے مجھے یقین ہوا کہ ان سب میں وہی سب سے زیادہ باورع ہیں۔

اس سے پہلے حسن بن عمارہ بھی امام صاحب سے کچھ بدظن تھے اور کسی موقعہ سے کچھ برائی بھی کر دیا کرتے تھے۔ مگر اس واقعہ

Marfat.com

کے بعد ہمیشہ امام صاحب کی غیر معمولی مدح وثنا کرتے تھے۔

محمد بن خزیمہ نے کہا کہ اسی وجہ سے اصحاب حدیث حسن بن عمارہ کی تضعیف کرنے لگے کیونکہ وہ امام صاحب کی طرف مائل ہو گئے تھے اس واقعہ کے ساتھ یہ بھی نقل ہے کہ نہ صرف حسن بن عمارہ کے دل میں امام صاحب کی عزت بڑھی بلکہ دوسرے لوگوں کا رجحان بھی ان کی طرف بڑھ گیا۔ (موفق ص۱۹۶ ج۱)

(۲) حماد بن الامام کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میرے والد (امام صاحب) اور حسن بن عمارہ کہیں ساتھ جا رہے تھے پُل پر پہنچے تو میرے والد نے اُن سے کہا کہ آپ آگے بڑھیئے! انھوں نے کہا کہ میں آگے نہیں بڑھوں گا۔ آپ ہی بڑھیں کیونکہ آپ ہم سب سے زیادہ افقہ، اعلم و افضل ہیں۔ (موفق ص۳ جلد ۲)

علی بن المدینی م ۲۳۴ھ

امام بخاری کے استاذ۔ کہا کہ ابوحنیفہ سے سفیان ثوری، ابن مبارک، حماد بن زید، ہشام، وکیع، عباد بن العوام اور جعفر بن عون نے (جو سب کے سب پیشوائے محدثین اور ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ ہیں) روایت حدیث کی ہے اور وہ ثقہ ہیں، کوئی عیب ان میں نہیں۔ (خیرات ص۷۴)

عبید بن اسباط م ۱۵۰ھ

ترمذی و ابن ماجہ کے شیوخ میں ہیں۔ کہا کہ امام ابوحنیفہ سید الفقہا تھے اور ان کے دین میں جو نکتہ چینی کرے وہ حاسد یا شریر ہوگا۔ (موفق ص۴۲ ج۲)

عبدالعزیز بن ابی رواد م ۱۵۹ھ

امام بخاری اور سنن اربعہ کے اعلیٰ شیوخ میں ہیں۔ کہا کہ جو شخص امام ابوحنیفہ سے محبت رکھتا ہو وہ سنی ہے اور جو بغض رکھتا ہو وہ مبتدع ہے۔ ایک دفعہ کہا کہ امام ابوحنیفہ ہمارے اور لوگوں کے درمیان ہیں جو اُن سے محبت کریگا ہم اس کو اہل سنت سمجھتے ہیں اور جو اُن سے بغض رکھتا ہے ہم اس کو اہل بدعت قرار دیں گے۔

محدث سعید بن ابی عروبہ

بصرہ کے امام جلیل حفظ، فقہ، دیانت و زہد کے لحاظ سے وہاں کے مفاخر میں سے تھے۔ امام صاحب سے بہت محبت کرتے تھے اور امام صاحب ان کے پاس کوفہ سے ہدایا بھیجا کرتے تھے جن پر وہ فخر کیا کرتے تھے۔

کوفہ آتے تو امام ابو یوسف کہتے ہیں میں بھی ان سے ملتا تھا۔ ایک روز کہنے لگے کہ میں امام صاحب کے پاس آتا جاتا ہوں علمی مذاکرات کرتا ہوں، ابو یعقوب! تم جو علمی تحقیقی لحاظ سے ٹھوس پختہ باتیں کرتے ہو شاید یہ سب امام صاحب ہی سے استفادہ کے باعث ہیں؟ میں نے کہا ہاں! ایسا ہی ہے۔ کہنے لگے ان کا طرز تحقیق کتنا اچھا ہے؟

پھر مجھے معلوم ہوا کہ وہ امام صاحب سے بہت سے اہم مسائل میں گفتگو کرتے رہے اور امام صاحب سے کہا کہ جو کچھ علمی تحقیقات ہم نے بہت سے لوگوں سے الگ الگ حاصل کی تھیں ان سب کو آپ کے پاس یک جا پایا۔ (موفق ص۴۲ ج۲)

محدث عمرو بن حماد بن طلحہ

جس مجلس میں امام ابوحنیفہ ہوتے تھے بات کرنے کا حق ان ہی کا سمجھا جاتا تھا اس لئے جب تک آپ موجود رہتے تھے کوئی دوسرا بات نہ کرتا تھا۔ (موفق ص۴۳ ج۲)

محدث عبید بن اسحٰق

امام ابوحنیفہ سید الفقہاء تھے، ان کے دین و دیانت پر حرف گیری کرنے والے یا حاسد تھے یا شر پسند۔ (موفق ص۴۳ ج۲)

Marfat.com

محدث یوسف بن خالد سمتی :- کبار مشائخ حدیث میں سے تھے۔ امام اعظم کے شاگرد اور امام شافعی وغیرہ اکابر ائمہ ومحدثین کے استاد [illegible] ان کا بیان ہے کہ میں بصرہ میں تھا عثمان بتی کی خدمت میں جایا کرتا تھا۔ اپنے دل میں خیال کیا کرتا تھا کہ [illegible] کمال کی انتہا تک پہونچ گیا اور علم سے حظ وافر حاصل کر لیا ہے۔ امام ابوحنیفہ کے علم وفقہ کا شہرہ [illegible] میں نے بھی سفر کیا اور ان کی خدمت میں پہونچا [illegible] وہاں [illegible] تھے، ان کی علمی موشگافیاں سنیں ایسا محسوس ہوا کہ جیسے میرے [illegible] ایک پردہ [illegible] ہوا تھا وہ اٹھ گیا اور گویا ان سے پہلے میں نے علمی باتیں سنی ہی نہ تھیں، پھر تو میں نے اپنے آپ کو بہت حقیر سمجھا اور اپنے علم کا سارا غرور ختم ہو گیا۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ امام ابوحنیفہ [illegible] تھے جس کا پانی ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اور ان کی عجیب شان تھی میں نے [illegible] جیسا [illegible] دیکھا۔

ہیاج بن بسطام :- امام اہل [illegible] امام صاحب کی خدمت میں [illegible] رہے۔ [illegible] کا قول ہے کہ میں نے کوئی عالم فقیہ امام صاحب سے زیادہ عبادت گذار نہیں دیکھا۔

کہا کہ میں نے خواب دیکھا گویا قیامت [illegible] اور امام صاحب کو دیکھا [illegible] کے ساتھ ایک جھنڈا [illegible] ہیں میں نے عرض کیا کہ آپ کیوں کھڑے ہیں۔ فرمایا اپنے ساتھیوں کا انتظار کر رہا ہوں [illegible] ایک بہت بڑی تعداد لوگوں کی آپ کے پاس جمع ہو گئی [illegible]

کہتے ہیں کہ یہ خواب میں نے امام صاحب کی خدمت میں [illegible] بخیر کیجیو۔ (مناقب کردری ص ١١٣)

علامہ تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام ابن تیمیہ :- [illegible] کے ساتھ لیتے ہیں اور جب کسی مسئلہ پر بحث کرتے ہیں تو [illegible] کے مذاہب [illegible] کرتے ہیں [illegible] بعد امام مالک وشافعی واحمد کا بہت سی جگہ [illegible] کے مذہب کو قرآن وحدیث کی روشنی [illegible]

نہ صرف امام صاحبؒ کے اقوال نقل کرتے ہیں بلکہ امام ابویوسف [illegible] محمد [illegible] و آثار بھی بطور استناد واستشہاد پیش کرتے ہیں [illegible] ص ٢٢٥ [illegible] ص ٢٣٦ [illegible] ص ٢٣٣ [illegible] کہ امام محمد نے ان عقائد کو امام ابوحنیفہ وامام مالک اور ان کے طبقہ کے دوسرے علماء سے [illegible]

علامہ ابن تیمیہ نے کتاب مذکور کے [illegible] الفرقان بین الحق والباطل [illegible] پھر مرجیہ کا ذکر کیا اور کہا کہ اس فرقہ کو [illegible] عبداللہ بن مسعودؓ [illegible] مرجیہ سے کوئی تعلق نہیں تھا [illegible] مرتکب کبائر اہل اسلام کی تکفیر [illegible] اور ان کو [illegible] میں ان کو کافر [illegible] کہ اگرچہ اسلام وایمان ان [illegible] نہ کافر [illegible] خوارج کی طرح وہ [illegible]

غرض ان دونوں [illegible] بلکہ وہ شفاعت سے دوزخ سے نجات حاصل کریں گے۔

Marfat.com

علامہ ابن تیمیہ نے اس جگہ یہ بھی تصریح کی کہ ایمان فرق باللہ کی وجہ سے اہل علم (فقہاء) کی بدعت قرار نہیں دیا گیا لہذا یہ بہت بڑی بدعت تھی بلکہ اس کے خلاف جن لوگوں نے کہا ان دونوں میں اختلاف بھی لفظی تھا حکمی وحقیقی نہ تھا کیونکہ جن فقہاء کی طرف قول مذکور منسوب ہے مثلاً امام حماد بن ابی سلیمان (استاد امام اعظم) اور امام ابوحنیفہ وغیرہ وہ سب اہل سنت کے عقائد کے ساتھ پوری طرح متفق ہیں ان کی رائے در حقیقت الگ نہیں ہے۔ وہ حضرات بھی دوسرے تمام اہل حق کی طرح یہ کہتے ہیں کہ اہل کبائر کو عذاب غیر مخلد ہوگا جیسا کہ احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہے۔ وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ ایمان صرف فعل قلبی نہیں بلکہ زبان سے بھی اقرار ضروری ہے۔ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اعمال مفروضہ کی ادائگی واجب و لازم ہے اور ان کا ترک کرنے والا دنیا میں ملامت اور آخرت میں عذاب کا مستحق بنتا ہے۔

غرض اعمال جزو ایمان ہیں یا نہیں یا استثناء وغیرہ کے مسائل ہیں جو کچھ بھی اختلاف ہے وہ نزاع لفظی ہے۔ چند صفحہ کے بعد علامہ نے فرمایا کہ لفظی نزاع ہونے ہی کی وجہ سے ان اکابر پر ارجاء کی تہمت لگی ہے ان کا ارجاء اسی نوع کا ہے۔ (مجموعہ رسائل کبری صفحہ ۲۸۶ و ۲۹۸ ج ۱)

البتہ ایک فرقہ مرجئہ اہل بدعت کا بھی تھا جو اس امر کا قائل تھا کہ اعمال مفروضہ کے ترک سے ایمان کو کوئی ضرر نہیں ہوتا۔ ان کا قول غیر مقبول ہے۔ نہ وہ لوگ اہل سنت تھے۔

صفحہ پر فرمایا کہ اوپر جو نزاع ذکر ہوا وہ اہل علم و دین میں اسی قسم کا ہے جیسے بہت سے احکام میں ہوا ہے حالانکہ وہ سب ہی اہل ایمان و اہل قرآن ہیں"

یہاں ہم نے علامہ ابن تیمیہ کی عبارات اس لئے پیش کی ہیں تاکہ معلوم ہو کہ بعض محدثین امام بخاری وغیرہ نے جو امام صاحب وغیرہ کو مرجئہ کہہ کر تضعیف کی یا امام بخاری نے فرمایا کہ میں نے اپنی کتاب میں ایسے رواۃ سے روایت نہیں کی جو اعمال کو جزو ایمان نہیں کہتے تھے یہ سب محض تشدد یا تعصب تھا یا بقول علامہ ابن تیمیہ ایک لفظی نزاع کو حقیقی و حکمی نزاع بنا دیا تھا جس سے اہل سنت اہل ایمان و قرآن ہی کے دو ٹولی بن گئے۔ اسی طرح امام بخاری نے امام محمد کو جہمی کہدیا اور علامہ ابن تیمیہ نے اسی مجموعہ رسائل کے صفحہ ۳۶۲ ج ۱ میں امام محمد ہی کی روایت پیش کی ہے کہ وہ جہمی عقائد والے کو خارج ملت قرار دیتے تھے۔

افسوس آج علامہ ابن تیمیہ کے خاص متبعین اہل حدیث حضرات امام بخاری وغیرہ کے اقوال کو شائع کرکے امام صاحب وغیرہ کے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ واللہ المستعان

علامہ ابن تیمیہ نے مجموعہ رسائل مذکورہ کے صفحہ ۳۳ ج ۲ و صفحہ ۴۲ ج ۲ میں یہ بحث بھی صاف کردی ہے کہ مشہور اختلافی مسائل میں اختلاف صرف افضلیت و استحباب یا راجح و مرجوح کا ہے۔ مثال کے طور پر بتلایا کہ

(۱) قراءت فاتحہ نماز جنازہ میں بہت سے سلف سے ماثور نہیں ہے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ و مالک کا بھی ہے۔ پھر قائلین میں سے بعض وجوب کے قائل ہوئے اور بعض صرف استحباب کے، اور یہی استحباب کا قول اعدل الاقوال ہے کیونکہ سلف سے پڑھنا نہ پڑھنا دونوں ہی منقول ہیں۔

(۲) پھر بسم اللہ بھی اسی طرح ہے کہ سلف میں نماز جہر بسم اللہ کے ساتھ بھی تھی اور بغیر جہر کے بھی۔

(۳) رفع یدین بھی بعض صحابہ سے منقول ہے اور بغیر رفع کے بھی سلف میں نماز پڑھتے تھے۔

(۴) امام کے پیچھے قراءت کرتے بھی تھے اور نہیں بھی کرتے تھے۔

Marfat.com

(۵) نماز جنازہ میں کبھی چار تکبیر کہتے تھے کبھی پانچ اور چار بھی ثابت ہیں۔

(٦) اذان میں بھی ترجیع اور بغیر ترجیع دونوں ثابت ہیں جس طرح اقامت میں تشفیع و ایتار دونوں ثابت ہیں۔ یہ [illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ماثور ہیں۔ اور ان میں سے [illegible] کی وجہ سے [illegible] ہیں اور جس نے بھی کوئی عمل کریگا اس کو بلا نکیر درست کہا جائے گا۔

آگے امام بخاری کے حالات میں تالیفات امام بخاری کے ضمن میں [illegible] وقراءت خلف الامام [illegible] رفع و قراءت کے لئے انھوں نے کیسے کیسے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں [illegible] کو معمولی اختلاف فضیلت و استحباب کا قرار دیا ہے اور حقیقت [illegible] الاستاذ الامام شاہ صاحب قدس سرہ کا رسالہ فصل الخطاب [illegible] امام بخاری وغیرہ کی آڑ لیکر اپنی عدم تقلید کے لئے [illegible] علامہ ابن تیمیہ وغیرہ نے کیا تحقیق کی ہے۔

ص۲۳ میں استحالہ سے طہارت [illegible] طہارت بھی اور عدم طہارت بھی [illegible] امام شافعی [illegible] نجاست جب نمک یا [illegible] اس کی مزید وضاحت کی ہے [illegible]

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب [illegible]

ابوحنیفہ کے عیال ہیں [illegible]

جس طرح امام سیوطی شافعی اور علامہ ابن حجر مکی شافعی وغیرہ [illegible] نے [illegible] ۲۹ کا اولین [illegible] بھی اس حدیث کا مصداق [illegible]

[illegible]

مجدد الدین [illegible]

مشہور امام [illegible]

Marfat.com

نقد و جرح

امام اعظم کے حالات و سوانح حیات، کچھ مادحین کے اقوال بیان ہو چکے۔ بڑے لوگوں کے جہاں مدح و ثنا کرنے والے اور متبعین و حلقہ بگوش ہوتے ہیں، کچھ حاسدین، معاندین یا غلط فہمی کی بنا پر مخالفت کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ بڑوں کے مرتبے جہاں ان کے ذاتی کمالات و خصوصی فضائل و مناقب سے بلند ہوتے ہیں، غیروں کی بدگوئیوں اور دل آزاریوں پر صبر کرنے سے بھی ترقی پاتے ہیں۔ پھر صبر کے ... بھی بقدر مراتب درجات ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک نے ایک دفعہ اپنے شفیق استاد حضرت سفیان ثوری سے عرض کیا کہ امام صاحب کس قدر محتاط ہیں کہ کبھی کسی دشمن کی بھی غیبت نہیں کرتے۔ تو سفیان نے فرمایا۔ بھائی! "ان کا درجہ اس سے بہت بلند ہے۔"

آپ نے دیکھا کہ ایک امیر المومنین فی الحدیث بڑوں کے بھی بڑے امام جلیل القدر نے اظہار تعجب کیسے کیا۔ ظاہر ہے کہ وہ خود اپنے وقت کے ولی کامل تھے۔ انھوں نے دیکھا ہوگا کہ پانی سر سے گزر گیا ہے۔ کہنے والوں نے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی لیکن امام اعظم ہیں کہ ذرہ بھر بھی متاثر نہیں ہوئے۔ نہ کسی کا جواب دیتے ہیں، نہ کبھی کسی دشمن و بدخواہ کی برائی کرتے ہیں۔ اتنا بڑا ظرف عالی یقیناً قابل تعجب ہے مگر جواب دینے والے کا کمال اور بھی زیادہ ہے جس نے اپنے چہار حرفی جواب ھو اذبل من ذلک سے بتایا کہ امام صاحب جس مرتبہ پر ہیں اس کی رو سے تعجب میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ گویا اس طرف اشارہ تھا کہ امام صاحب اعلیٰ علیین کے رجال میں سے ہیں۔ ایسے لوگوں کا حال ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ بغرض! بات دونوں ہی اماموں کی بہت اونچی ہے۔

حضرت امام محمدؒ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا گیا، پوچھا کیا معاملہ ہوا۔ فرمایا خدا نے بخشدیا اور فرمایا کہ "اگر مجھے تم کو عذاب دینا ہوتا تو اپنا علم تمہارے سینہ میں نہ رکھتا۔ پوچھا امام ابو یوسف کس حال میں ہیں؟ فرمایا کہ وہ مجھ سے ایک دو درجہ اوپر ہیں۔ پوچھا امام اعظم ابو حنیفہ کہاں ہیں؟ فرمایا ارے! ان کا تو کہنا ہی کیا وہ ہم سے بہت اوپر اعلیٰ علیین میں ہیں۔[^1]

اسی لئے امام ناقدین رجال حضرت یحییٰ بن معین فرمایا کرتے تھے کہ "ہم لوگ آج ان حضرات پر نقد و جرح کر رہے ہیں جو ہم سے بہت پہلے جنت میں ڈیرے خیمے نصب کر چکے ہیں۔"

امام صاحب پر نقد و جرح بھی اسی قبیل سے ہے۔ اس لیے اس کا مستقل تذکرہ اور جواب دہی بھی چنداں ضروری نہیں معلوم ہوتی مگر چند ضروری باتیں بطور تکمیل تذکرہ لکھی جاتی ہیں و بیدہ التوفیق و منہ السداد۔

(۱) **قلت حدیث:**۔ امام صاحب کے حق میں یہ طعنہ بہت پرانا ہے۔ امام بخاری نے اپنے استاد حمیدی سے نقل کر دیا کہ امام صاحب نے چار سنتیں ایک حجام سے حاصل کی تھیں اور صرف اتنے مبلغ علم حدیث پر ان کو لوگوں نے اپنا امام و مقتدا بنا لیا۔ خود امام بخاری نے اپنی

---

[^1]: جعفر بن حسن کا بیان ہے کہ میں نے ابو حنیفہ کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ فرمایا کہ بخش دیا۔ میں نے کہا کہ علم و فضل کے طفیل میں؟ فرمایا نہیں۔ فتویٰ تو بڑی ذمہ داری کی چیز ہے۔ میں نے کہا پھر؟ فرمایا لوگوں کی ناحق نکتہ چینیوں کے طفیل۔ جو لوگ مجھ پر کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ وہ مجھ میں نہ تھیں۔ (جامع بیان العلم)

تاریخ میں تحریر فرمادیا کہ سکتوا عن رأیہ وحدیثہ امام صاحب کی رائے اور حدیث سے لوگوں نے سکوت کیا ہے یعنی رائے بے وزن اور حدیث بوجہ قلت یا ضعف ناقابل ذکر پائی۔

لیکن انصاف کی دہائی! امام صاحب کو مجتہد بلکہ امام المجتہدین سب ہی نے تسلیم کیا ہے تو کیا کوئی مجتہد بغیر پوری مہارت علوم قرآن وحدیث کے مجتہد ہوسکتا ہے؟ بلکہ ائمہ اصول حدیث نے تو لکھا ہے کہ مجتہد کا آثار، تاریخ، لغت اور قیاس میں بھی ماہر وکامل ہونا ضروری ہے۔ ہم امام صاحب کے مناقب کے ذیل میں امام صاحب کے علم حدیث پر کافی لکھ آئے ہیں اور دراسات اللبیب میں شیخ معین سندی نے فرمایا:

"میں حیرت میں ہوں کہ امام اعظم ابوحنیفہ کی طرف جو خدا کے علم عظیم کی طرف سے علوم عقلیہ ونقلیہ کے اونچے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ تھے امام بخاری جیسے کی طرف سے ارجاء کی تہمت مان لوں جبکہ ارجاء کا بطلان اور خلاف کتاب وسنت واجماع ہونا بلکہ اس کا بطلان ضروریات دین میں سے ہونا اور اس کے قائل کی حماقت وبے عقلی مثل سوفسطائیوں کی حماقت وبے عقلی کے ظاہر وباہر ہے۔ لیکن خدا کی تقدیر اسی طرح تھی، جو ہونا چاہا اس کا ظہور ہونا، ہم خدا کی تقدیر وقضا پر راضی ہیں لیکن بات وہی قابل اتباع ہے جو حق وصواب ہے۔ باقی رہا امام بخاری کا امام صاحب کے حق میں سکتوا عن رأیہ وعن حدیثہ کہنا تو اس کا اعتراف ان کو بھی ہے کہ کبار مشائخ میں سے عباد بن العوام، ابن مبارک، ہشیم، وکیع، مسلم بن خالد، ابو معاویہ مقری وغیرہ شیوخ بخاری جیسے ائمہ حدیث نے امام صاحب سے روایت حدیث کی ہے اور دوسرے حضرات نے تو سینکڑوں کی تعداد میں امام صاحب سے سماع حدیث کرنے والے گنائے ہیں اور امام صاحب کی رائے کو اخذ کرنے والوں سے تو دنیا بھری ہوئی ہے حتی کہ کچھ ملک تو ایسے ہیں کہ امام صاحب کے مذہب کے سوا دوسرا مذہب ہی وہاں رائج نہ ہوا۔ پھر میں نہیں سمجھتا کہ امام صاحب کی رائے سے سکوت کرنے والے ان کی رائے پر عمل کرنے والوں کے مقابلہ میں کتنے نفر ہیں؟ بہت ہوئے تو ایک قطرہ کے برابر بہ نسبت سمندر کے، جو شخص فقہ نعمانی کی کتب [illegible] کا شمار کرے گا وہ ہمارے اس بیان کی تصدیق کرے گا۔"
(دراسات طبع جدید [illegible] ۳۵۲)

(۳) ارجاء:- ابھی او پر صاحب دراسات [illegible] کی طرف [illegible] نسبت [illegible] کی نسبت صحیح ہوسکتی ہے لیکن وہ عیب نہیں بلکہ [illegible] کے [illegible] امام [illegible] ثابت ہے [illegible] مشکور ہے کہ مرجئہ کی [illegible] مؤمن ہونا [illegible] معصیت سے کوئی ضرر نہیں [illegible]

---

۵۵ سعد بن [illegible] [illegible]

[illegible] شعبہ و سفیان ثوری [illegible] اختلاف ہوتا [illegible]

سفیان بن عیینہ کے جو [illegible] محدثین [illegible]

اور جمع [illegible]

جن کو سے آگے [illegible] امام صاحب [illegible]

Marfat.com

(۳) قلت حفظ :- امام دارقطنی کی طرف منسوب ہے کہ امام صاحب کو سیئ الحفظ کہا۔ اس کا مفصل جواب تو علامہ عینی وغیرہ نے دیا ہے مختصر یہ ہے کہ اول تو امام دارقطنی خود بھی اپنی سنن میں امام صاحب سے روایت کرتے ہیں جو ان کے حافظہ پر اعتماد کی بڑی دلیل ہے۔ دوسرے یہ کہ امام صاحب کا حافظہ تو ضرب المثل تھا، اُن کو سیئ الحفظ کہنا "برعکس نہند نام زنگی کافور" کا مصداق ہے۔ حافظ ذہبی نے امام صاحب کا شمار حفاظ حدیث میں کیا ہے اور امام صاحب کی شرط روایت حدیث سب سے زیادہ سخت تھی کہ جس وقت سے حدیث سنی ہو وقت روایت تک کسی وقت بھی وہ ذہن سے نہ نکلی ہو۔ اتنی کڑی شرط امام بخاری وغیرہ کے یہاں بھی نہیں ہے۔ پھر امام صاحب کے حافظ کی تعریف کرنے والے امیر المومنین فی الحدیث شعبہ جیسے ہیں جو اصحاب ستہ کے شیوخ کبار میں تھے۔ امام احمد ان کو رجال وحدیث کا امام بتلاتے تھے اور سفیان پر بھی ترجیح دیتے تھے۔ امام حماد بن زید فرمایا کرتے تھے کہ جب امام شعبہ میری موافقت کرتے ہوں تو مجھے کسی کی مخالفت کی پروا نہیں۔ امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ اگر شعبہ نہ ہوتے تو عراق میں حدیث کا فروغ نہ ہوتا۔ امام سفیان کو شعبہ کے انتقال کی خبر پہنچی تو فرمایا کہ ان کے ساتھ علم حدیث رخصت ہوا۔

صالح جزرہ نے فرمایا کہ سب سے پہلے رجال حدیث پر امام شعبہ نے کلام کیا پھر امام قطان نے پھر امام احمد اور امام یحییٰ بن معین نے۔ غرض یہ امام شعبہ امام صاحب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: "واللہ امام ابو حنیفہ بہت عمدہ سمجھ اور جید حفظ والے تھے۔ لوگوں نے ان پر وہ تہمتیں لگائیں کہ خدا ہی اُن کو خوب جانتا ہے۔ واللہ وہ لوگ اس کے نتائج خدا کے یہاں دیکھ لیں گے۔"

امام صاحب بڑے جید حافظ قرآن تھے تیس سال تک ایک رکعت میں پورا قرآن مجید پڑھا ہے۔ بیت اللہ میں ایک دفعہ داخل ہوئے تو ایک پیر پر دوسرا پیر رکھ کر کھڑے ہوئے نصف قرآن مجید ایک رکعت میں پڑھا پھر اسی طرح دوسرے پیر پر باقی نصف ختم کیا اور فرمایا کہ بار الٰہا میں تجھکو پہچان سکا جیسا کہ پہچاننا چاہیے، نہ تیری عبادت ہی کا حق ادا ہو سکا۔ بیت اللہ کے گوشہ سے جواب ملا کہ تم نے اچھی معرفت حاصل کی اور عبادت بھی اخلاص سے کی۔ ہم نے تمہیں بخشدیا اور ان کو بھی جو قیامت تک تمہارے مذہب پر چلیں گے۔ (ذکر دری ص [illegible])

جس جگہ آپ کی وفات ہوئی صرف اسی جگہ سات ہزار قرآن مجید ختم کئے۔ ہر روز ایک ختم کے عادی تھے اور ماہ رمضان میں عید کی رات اور عید کا دن ملا کر ۶۲ ختم کیا کرتے تھے۔ (مناقب کردری ص ۲۳۵) کیا سیئ الحفظ ایسے ہی ہوتے ہیں؟

(۴) استحسان :- امام صاحب کی قدر و منزلت گھٹانے کی سعی کرنے والوں نے امام صاحب اور آپ کے اصحاب کے ترک قیاس و اخذ استحسان کو بھی نشانۂ ملامت بنایا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ امام صاحب اپنی بے نظیر علمی و دینی بصیرت کی وجہ سے استحسان کی غیر معمولی صلاحیت و مہارت رکھتے تھے۔

امام محمد فرماتے ہیں کہ امام صاحب [illegible] بحث مباحثہ کرتے تھے لیکن جونہی امام صاحب فرماتے کہ اب میں استحسان سے [illegible] کیونکہ اس درجہ تک ان میں سے کسی کی رسائی نہ تھی۔ جب امام محمد کا یہ حال ہے جن کی [illegible] امام شافعی [illegible] کیا تھا اگر دوسرے لوگ یا امام شافعی [illegible]۔

امام مالک [illegible] استحسان [illegible] ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے [illegible] اس کے سمجھنے سے

عاجز رہے۔ امام مالک بھی امام صاحب سے بہت مستفید ہوئے ہیں۔ بلکہ علامہ ابن حجر مکی نے تو ان کو امام صاحب کے تلامذہ میں شمار کیا ہے۔ اور علامہ کوثری نے روایت حدیث کا بھی ثبوت دیا ہے۔

استحسان درحقیقت قیاس خفی ہے اور کسی قوی وجہ سے قیاس جلی کو ترک کر کے اس کو اختیار کیا جاتا ہے اسی لئے امام صاحب نے استحسان کو ترجیح دی ہے اور جن لوگوں نے ایسے موقعہ پر بھی قیاس کو لیا انھوں نے راجح کی موجودگی میں مرجوح کو لیا ہے جو خالص فقہی نقطۂ نظر سے غیر مستحسن ہے۔ ہم استحسان کی مفصل بحث کسی موقعہ پر آئندہ مع مثالوں کے لکھیں گے انشاء اللہ۔

(۵) حیلہ:۔ امام صاحب اور آپ کے اصحاب کی طرف غیر شرعی حیلوں کو بھی منسوب کیا گیا ہے مگر وہ نسبتیں سب غلط ہیں حتی کہ امام بخاری نے بھی بخاری کی کتاب الحیل میں احناف کے خلاف سخت جارحانہ پہلو اختیار کیا ہے جیسا کہ ہم ذکر کر آئے ہیں حضرت شاہ صاحب قدس سرہ اس کو امام بخاری کی حنفی مذہب سے ناواقفیت کا نتیجہ قرار دیتے تھے وغیرہ۔ حافظ ذہبی نے بھی امام محمد کے تذکرہ میں لکھ کر دوسرے اصحاب امام کی طرف کتاب الحیل کی نسبت کو غلط کہا ہے۔

(۶) قلت عربیت:۔ عراق نحو کا مرکز رہا ہے بڑے بڑے سب نحوی وہیں ہوئے [illegible] پیدا ہوئے ہیں جو فصاحت و بلاغت کے امام تھے امام صاحب کی نشوونما، تربیت و تعلیم سب اسی ماحول میں ہوئی۔ بڑے بڑے نحوی [illegible] تھے تو خود امام صاحب کے تلامذہ میں تھے لیکن نہ معلوم کس طرح امام صاحب کی طرف قلت عربیت کو منسوب کر دیا گیا۔

درحقیقت امام صاحب عربیت کے بھی بڑے امام تھے اسی لئے ابوسعید سیرافی، ابوعلی فارسی، ابن جنی جیسے ائمہ عربیت نے باب الایمان میں امام صاحب کے الفاظ کی شرح کے لئے کتابیں تالیف کی ہیں اور آپ کی [illegible] لغت عربیہ پر تعجب ہوتے ہیں البتہ مخالفین نے امام صاحب کی طرف ایک کلمہ ولو رماہ بابا قبیس منسوب کیا ہے جو کسی معتبر سند سے نہیں ہے اور بالفرض صحیح بھی ہو تو بعض قبائل عرب کی وجہ سے کوفیوں کی لغت ہے [illegible] تمام احوال میں الف کے ساتھ ہی آیا ہے اور اسی سے یہ مشہور شعر ہے۔

ان اباھا و ابا اباھا قد بلغا فی المجد غایتاھا

ظاہر ہے کہ امام صاحب بھی کوفی تھے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود [illegible] انھوں نے [illegible] اباجہل فرمایا۔ دوسرے اباقبیس اس لکڑی کو کہتے ہیں جس پر گوشت لٹکایا جاتا ہے اور [illegible] امام صاحب کی مراد ہو سکتی ہے نہ جبل ابی قبیس جیسا کہ مخالفین نے سمجھا ہے۔ (تانیب الخطیب ص۲۳)

امام ابوبکر رازی نے لکھا ہے کہ امام اعظم کے اشعار [illegible] لطیف اور فصیح ہیں امام شافعی [illegible] جودۃ شعر بغیر کمال بلاغت ممکن نہیں۔ (مناقب کردری ص۵۲)

غرض اس قسم کے اعتراضات مخالفین و حاسدین کی طرف سے [illegible] امام صاحب کی طرف منسوب کئے ہیں جن سے وہ بری ہیں۔ البتہ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو کسی غلط فہمی [illegible] اظہار افسوس و ندامت کیا جیسے امام اوزاعی و سفیان ثوری وغیرہ۔

امام ابن عبد البر مالکی نے [illegible] امام صاحب [illegible] جاتا تھا [illegible]

Marfat.com

اور ایسی باتیں گھڑی گئیں جو ان کی شان کے لائق نہ تھیں۔

یہ بھی لکھا ہے کہ جن لوگوں نے امام صاحب سے روایت حدیث کی ہے، جنہوں نے اُن کی توثیق کی ہے اور جنہوں نے اُن کی مدح و ثنا کی ہے وہ اُن سے بہت زیادہ ہیں جنہوں نے اعتراض کیا ہے اور اہل حدیث کی طرف سے زیادہ عیب رائے و قیاس کے استعمال کا لگایا گیا ہے حالانکہ ہم بتا چکے ہیں کہ وہ کوئی عیب نہیں ہے۔ اہل فقہ امام صاحب پر طعن کرنے والوں کی طرف توجہ نہیں کرتے اور نہ اُن کی برائیوں کی تصدیق کرتے ہیں۔

امام وکیع فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُن کو رنجیدہ و افسردہ پایا۔ غالباً قاضی شریک کی طرف سے کچھ باتیں اُن کو پہونچی تھیں۔

محدث عیسیٰ بن یونس (شیخ اصحاب صحاح ستہ) کا قول ہے کہ تم اس شخص کو ہرگز سچا مت سمجھنا جو امام صاحب کا ذکر برائی سے کرتا ہو کیونکہ واللہ! میں نے ان سے بڑھکر افقہ و افضل کسی کو نہیں دیکھا۔

امام اعمش شیخ اصحاب صحاح ستہ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا گیا فرمایا اس کا اچھا جواب تو نعمان ہی دے سکتے ہیں جن پر تم حسد کرتے ہو۔

محدث یحییٰ بن آدم شیخ اصحاب ستہ سے کہا گیا کہ آپ امام صاحب کی برائی کرنے والوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ وہ لوگ امام صاحب کی کچھ علمی باتیں سمجھ سکے اور کچھ نہ سمجھ سکے اس لئے حسد کرنے لگے اور فرمایا کہ امام ابوحنیفہ کا کلام فقہ میں خدا کے لئے تھا اگر اس میں کچھ شائبہ بھی دنیوی غرض کا ہوتا تو ان کا کلام ایسے اثر و نفوذ کے ساتھ باوجود حاسدوں اور منتقدوں کی کثرت کے ساری آفاق میں نہیں پھیل سکتا۔

اسد بن حکیم نے فرمایا کہ امام صاحب کی برائی کرنے والا یا تو جاہل ہے یا مبتدع ہے۔

ابو سلیمان نے فرمایا کہ امام صاحب کی شخصیت عجیب و غریب تھی اور اُن کی باتوں سے اعتراض کرنے والے وہی لوگ ہیں جو اُن کو نہیں سمجھ سکے۔ امام فن تنقید رجال کا قول ہے کہ ہمارے اصحاب (اہل حدیث) امام صاحب اور آپ کے اصحاب کے بارے میں تفریط کا معاملہ کرتے ہیں۔ کسی نے کہا کیا وہ خلاف واقعہ کہتے تھے فرمایا وہ اس سے بہت بلند تھے۔

علامہ تاج سبکی نے طبقات میں لکھا کہ خبردار کہیں ایسا نہ سمجھ لینا کہ اہل نقد و جرح نے جو قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جرح مقدم ہے تعدیل پر وہ علی الاطلاق ہر جگہ ہے کیونکہ صحیح یہ ہے کہ جس شخص کی عدالت و امامت ثابت ہو چکی ہو اور اس کے جرح کرنے والے بہ نسبت مدح کرنے والوں کے کم ہوں اور وہاں کوئی ایسا قرینہ بھی ہو جس سے معلوم ہوتا ہو کہ جرح کسی مذہبی تعصب وغیرہ کے باعث ہے تو اس جرح کا کوئی اعتبار نہ کریں گے۔

پھر طویل بحث کے بعد لکھا کہ ہم تمہیں بتلا چکے ہیں کہ جرح اگرچہ مفسر بھی ہو اس شخص کے حق میں قبول نہ ہوگی جس کی طاعات معصیت پر غالب ہوں اور مدح کرنے والے مذمت کرنے والوں سے زیادہ ہوں، تزکیہ کرنے والے جارحین سے بیش ہوں، پھر جب کوئی قرینہ بھی اس امر کا موجود ہو کہ وہ تنقید و جرح کسی مذہبی تعصب یا دنیوی منافست کی وجہ سے ہوئی ہے جیسا کہ معاصرین و اقران میں باہم ہوتا ہے۔

عبدالرحمٰن بن مہدی کا قول ہے کہ میں حدیثیں نقل کیا کرتا تھا میں نے ثوری کو امیر المومنین فی العلماء پایا، سفیان بن عیینہ کو امیر العلماء، عبداللہ بن مبارک کو صراف الحدیث، یحییٰ بن سعید کو قاضی العلماء، امام ابوحنیفہ کو قاضی قضاۃ العلماء پایا اور جو شخص اس کے سوا کچھ کہے تو اس کو بنی سلیم کی کوڑی پر پھینک دو۔

Marfat.com

یہاں جن اکابر کی تعریف کی گئی ہے ان میں ثوری امام صاحب کے خاص مداحین میں ہیں۔ ابن عیینہ امام صاحب کے شاگرد ہیں مسانید میں امام صاحب سے بہ کثرت روایت کرتے ہیں۔ ابن مبارک امام صاحب کے تلمیذ خاص اور بڑے مداحین میں ہیں، یحییٰ بن سعید امام صاحب کے تلمیذ اور حنفی ہیں امام صاحب کے مذہب پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور امام ابو یوسف سے جامع صغیر پڑھی ہے۔ (العقود الجواہر المنیفہ)

سبط ابن الجوزی نے مرآۃ الزمان میں لکھا کہ خطیب پر تو کوئی تعجب نہیں کیونکہ علماء کی ایک جماعت پر انھوں نے طعن کیا ہے زیادہ عجب تو نانا جان (ابن الجوزی) کی روش سے ہے کہ انھوں نے کیوں خطیب کا شیوہ اختیار کیا بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ گئے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب سے بھی بعض کتابوں میں کچھ باتیں ایسی آگئی تھیں جن سے تقلید وحنفیت کے خلاف لوگوں نے فائدہ اٹھایا مگر آخر میں "فیوض الحرمین" میں انھوں نے صاف طور سے فرما دیا کہ مجھ کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ مذہب حنفی میں ہی وہ طریقہ انیقہ ہے جو دوسرے سب طریقوں سے زیادہ اس سنت معروفہ کے موافق ہے جو بخاری و دیگر اصحاب صحاح کے دور میں مرتب و منقح ہو کر مدون ہو گئی ہے۔ (فیوض الحرمین)

حضرت شاہ صاحب کو جو شرح صدر "مذہب حنفی" کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ خاص کے ذریعہ حاصل ہوا وہ بڑی اہم دستاویز ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بخاری اور اس دور کی دوسری کتب صحاح مدون ہونے کے [illegible] ہی کو ہوئی ہے، ان اشارات سے احناف کو مستفید ہونا چاہیے۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنی اس آخری تحقیق وشرح صدر ہی کی روشنی میں اپنے کو صاف طور سے حنفی لکھا ہے [illegible] نقل راقم الحروف نے "مقدمہ خیر کثیر" میں درج کر دی تھی جو عرصہ ہوا مجلس علمی ڈابھیل سے شائع ہو چکی ہے۔

علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری شرح بخاری صفحہ ۶ اور بنایہ شرح ہدایہ میں دارقطنی کی جرح کا مفصل جواب دیا ہے [illegible] امام اعظم ابو حنیفہؒ کی توثیق و مدح اکابر ائمہ محدثین نے کی ہے اور ان کے علوم سے دنیا کا ہر گوشہ آباد ہے [illegible] دارقطنی کو کیا ہے جبکہ وہ خود تضعیف کے مستحق ہیں کہ اپنی سنن میں منکر، معلول، سقیم اور موضوع احادیث روایت [illegible] کر دیں پھر حلف دیا گیا تو کہا کہ واقعی اس میں کوئی حدیث صحیح قوی نہیں ہے۔ اور بنایہ میں ابن القطان [illegible] اور بے حیائی ہے کہ امام صاحب کی طرف ضعف کو منسوب کیا جن کی توثیق امام ثوری، ابن مبارک جیسے حضرات نے کی ہے [illegible] میں ابن قطان وغیرہ کی کیا وقعت ہے۔

مولانا عبدالحی صاحب نے التعلیق الممجد میں فرمایا کہ بعض جروح متاخرین متعصبین سے صادر ہوئی ہیں جیسے دارقطنی، ابن عدی وغیرہ جن پر [illegible] قرائن شاہد ہیں کہ انھوں نے تعسف و تعصب سے کام لیا ہے اور متعصب کی جرح مردود ہے [illegible]

علامہ شعرانی نے میزان کبریٰ میں فرمایا کہ امام ابو حنیفہ کے بارے میں بعض متعصبین کے کلام [illegible] قیمت ہے کہ وہ اہل رائے میں سے تھے بلکہ جو لوگ امام صاحب پر طعن کرتے ہیں محققین [illegible]

نیز فرمایا کہ "امام اعظم ابو حنیفہ کی کثرت علم و ورع و عبادت و دقت مدارک و استنباط [illegible] اجماع دوسرے [illegible] والے نقل کر رہے ہیں اکوئی حنفی نہیں کہ عقیدت پر محمول کر لیا جائے۔

علامہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں لکھا کہ بعض متعصبین نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ بعض ائمہ میں سے [illegible]

ایسا خیال کبار ائمہ کے بارے میں کسی طرح بھی صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ شریعت و فقہ کا مدار قرآن و حدیث پر ہے بغیر قرآن و حدیث کے کس طرح فقہ کی تدوین ہو سکتی تھی۔

باقی قلت روایت کی وجہ غایت ورع اور شروط تحمل روایات و نقل میں سختی ہے یہ نہیں کہ بے وجہ عمداً روایت حدیث ترک کر دی اور ان کے کبار مجتہدین و محدثین میں سے ہونے پر یہ دلیل ہے کہ علماء میں ان کا مذہب ہمیشہ معتمد اور رداً و قبولاً مذکور ہوتا رہا۔

نواب صدیق حسن خان صاحب نے ریاض المرتاض ص۲۱ پر لکھا ہے کہ "حضرت مجدد صاحبؒ سرہندی کے کشف کبھی بھی شریعت کے خلاف نہیں ہوئے بلکہ اکثر کی شریعت نے تائید کی ہے اس لئے ان کے کشف کے مراتب بہت بلند و برتر ہیں۔" وہی مجدد صاحب امام اعظم کے مذہب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:۔

"بے شائبہ تکلف و تعصب کہا جاتا ہے کہ نظر کشفی میں مذہب حنفی کی نورانیت دریائے عظیم کی طرح معلوم ہوتی ہے اور دوسرے مذاہب چھوٹی چھوٹی نہروں اور حوضوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں اور ظاہر نظر سے بھی دیکھا جائے تو سواد اعظم اہل اسلام امام اعظم کا تبع ہے۔ (مکتوبات جلد ثانی مکتوب ص۵۵)

حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ نے حضرت زبدۃ العارفین خواجہ فرید گنجشکر قدس سرہ کا قول نقل فرمایا کہ: امام اعظم کی شان کا تو کہنا ہی کیا۔ ان کے ایک شاگرد امام محمدؒ کا وہ درجہ تھا کہ وہ جب سوار ہو کر کہیں جاتے تھے تو امام شافعیؒ ان کے گھوڑے کی رکاب کے ساتھ پیدل چلتے تھے۔ (راحۃ القلوب) اور یہ بھی فرمایا کہ اسی سے دونوں مذاہب کا فرق بھی معلوم ہو

مشہور امام حدیث اسحق بن راہویہ (جو حضرت عبداللہ بن مبارک تلمیذ امام اعظم) کے تلمیذ خاص اور پہلے حنفی تھے پھر بعض اساتذہ کے اثر سے ان میں ظاہریت آگئی تھی اور امام بخاری کے بڑے شیوخ میں تھے) امام اعظم کے بارے میں فرمایا کہ میں نے کسی کو ان سے زیادہ احکام و قضایا کا عالم نہیں پایا۔ قبول قضا کیلئے ان کو مجبور کیا گیا اور مارا بھی گیا مگر انھوں نے کسی طرح قبول نہ کیا اور تعلیم و ارشاد محض خدا تعالیٰ کے لئے کرتے تھے۔ (کردری ص۵۸ ج۲)

امام اہل بلخ حضرت مقاتل بن حیان جلیل القدر عالم حدیث جنہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز، حسن بصری، نافع اور ایک جماعت کبار تابعین کا زمانہ پایا اور ان سے روایت حدیث بھی کی، امام اعظم کی خدمت میں پہونچے اور استفادہ کیا۔ فرماتے تھے کہ میں نے تابعین کا دور پایا لیکن امام ابوحنیفہ سے اجتہادی مسائل میں بالغ نظر جس کا تمام باطن سے مطابق و متشابہ اور باطن ظاہر سے مشابہ ہو کسی کو نہیں دیکھا فتوی دیتے تو فرما دیتے کہ یہی قول کوفہ کے شیخ امام ابوحنیفہ کا ہے۔ (کردری ص۵۹ ج۲)

بعض کتب منزلہ سابقہ میں امت محمدیہ کے تین شخصوں کے اوصاف مذکور ہوئے ہیں جو اپنے زمانہ کے سب لوگوں پر فقہ و علم میں فائق ہو نعمان بن ثابت، مقاتل بن سلیمان، وہب بن منبہ اور بعض روایات میں وہب کی جگہ کعب احبار کا نام ہے۔ (موفق ص۶ ج۲)

حضرت مقاتل بن سلیمان علم تفسیر کے مشہور امام جو امام اعظم کے شریک درس بھی رہے اور تابعین حضرت عطاء، نافع، محمد بن منکدر ابوالزبیر اور ابن سیرین وغیرہ سے دونوں نے ساتھ ہی سماع حدیث کیا ہے۔ وہ اکثر امام صاحب کی تعریف کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ امام ابوحنیفہ کی ۱۵ منقبتیں وہ ہیں جن میں ان کا کوئی ہم عصر شریک و سہیم نہیں ہوا۔ (موفق ص۵۹ ج۲)

حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری میں لکھا کہ اسی لئے جارحین کی جرح امام ابوحنیفہ کے بارے میں مقبول نہیں جنہوں نے امام ا

Marfat.com

کثرت قیاس۔ قلت عربیت یا قلت روایت حدیث وغیرہ سے مطعون کیا کیونکہ یہ سب جروح ایسی ہیں کہ ان سے کسی راوی کو مجروح نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح علامہ سخاوی وغیرہ کی مدافعت ہم پہلے ذکر کرچکے ہیں جنہوں نے امام بخاری وغیرہ کی روش سے بچنے محترز رہنے کی ہدایت کی ہے۔ اب کچھ میزان الاعتدال کی الحاقی جرح کے بارے میں لکھ کر اس بحث کو مختصر کرتا ہوں۔

امام صاحب کے مخالفوں کے کارنامے

کچھ لوگ جن کو امام صاحب سے بغض و عداوت یا حسد ہے۔ کہتے ہیں کہ حافظ ذہبی نے میزان میں اُن کی تضعیف کی ہے لیکن یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ بات نئے دشمنوں کا دھوکہ ہے اور پرانے دشمنوں کے نقش کارنامہ سے متعلق ہے کہ انھوں نے میزان میں ایسی عبارت داخل کردی چنانچہ امام ذہبی کی تذکرۃ الحفاظ اور تذہیب التہذیب شاہد ہے کہ ان کتابوں میں انھوں نے بجز تعریف کے ایک لفظ بھی جرح کا نہیں لکھا اور نہ نقل کیا۔ دوسرے اس بات کے غلط و بے اصل ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ خود حافظ ذہبیؒ نے میزان کے مقدمہ میں اس کی تصریح کردی ہے کہ میں اس کتاب میں ائمہ متبوعین امام ابوحنیفہ امام شافعی وغیرہ کا ذکر نہیں کروں گا کیونکہ ان حضرات کی جلالت قدر اسلام میں اور بزرگی لوگوں کے قلوب میں جاگزیں ہے (اور ذکر سے مستغنی ہے) (میزان ص۳)

علامہ سخاوی شرح الفیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام ذہبی نے ابن عدی کی طرح ایسے شخص کے ذکر کرنے میں التزام کیا ہے جن [illegible] باوجود بھی کچھ کلام کیا گیا ہے لیکن پھر بھی اس امر کا التزام کیا ہے کہ نہ تو کسی صحابی کو ذکر کیا اور نہ ائمہ متبوعین کو

حافظ سیوطیؒ تدریب الراوی میں بیان کرتے ہیں کہ امام ذہبیؒ نے نہ تو کسی صحابی کا ذکر کیا اور نہ کسی امام کا ائمہ متبوعین میں سے

حافظ عراقی نے شرح الفیہ میں تصریح کی ہے کہ ابن عدی نے کتاب الکامل میں ہر ایسے شخص کو ذکر کیا ہے جس میں کلام کیا گیا ہے گو وہ ثقہ ہی کیوں نہ ہو اور ان ہی کی اتباع امام ذہبیؒ نے میزان میں کی ہے لیکن انھوں نے کسی صحابی یا کسی امام کو ائمہ متبوعین میں سے ذکر نہیں کیا ہے۔

ان سب ائمہ کبار کی شہادتوں کے بعد یہ امر واضح ہے کہ امام صاحب کا ترجمہ میزان میں الحاقی ہے۔ دوسرے یہ کہ حافظ ذہبی نے میزان میں یہ بھی التزام کیا ہے جن لوگوں کا اسماء کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ اُن کا ذکر کنیت سے باب الکنیٰ میں بھی ضرور کرتے ہیں اور الحاق کرنے والوں سے یہ چوک ہوگئی کہ باب الکنیٰ میں یہ الحاق نہیں کیا۔ یہ بھی الحاقی ہونے کا بڑا ثبوت ہے۔

واضح ہو کہ کتابوں میں الحاق اور ضروری اجزاء کے حذف کا باقاعدہ منظم فن استعمال ہوتا رہا ہے جس کے [illegible] اور حاسدوں نے بڑی بڑی جلیل القدر تالیفات کی کتابت و طباعت کے وقت دکھلائے ہیں اور ان کا ایک نمونہ اوپر پیش کیا گیا ہے اور دوسرے نمونے بھی پیش کیے جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

پروپیگنڈہ فن کا ایک بڑا جزو ہے جس سے کسی سفید چیز کو سیاہ اور سیاہ کو سفید رنگ ثابت کردینے کے جوہر دکھلائے جاتے ہیں یورپ کے عقلاء نے اس فن کو بڑی ترقی دی ہے مگر اسلامی دور کی تاریخ میں بھی اس نوع کے کارنامے بڑی کثرت سے ملتے ہیں کیونکہ [illegible] میں بدقسمتی سے ایک فرقہ ابتداء ہی سے ایسا پیدا ہوگیا تھا جو جھوٹ کو کار خیر و ثواب سمجھ کر پھیلاتا رہا اور ان کے [illegible]

Marfat.com

مسلمانوں پر بھی پڑتے رہے۔ حالانکہ ایسے ہی جھوٹ کی روک تھام کے لئے صادق ومصدوق سرور انبیا علیہم السلام نے ارشاد فرمایا تھا کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع یعنی ایک شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ بھی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو بے تحقیق آگے چلتا کردے۔

اس قسم کی بے سند باتوں کے ذکر سے پہلے زمانہ میں تو امام صاحب کے دشمنوں اور حاسدوں نے فائدہ اٹھایا تاکہ امام صاحب رح کی جلالت قدر کو کم کر کے دکھایا جائے یا خوبیوں کے ساتھ برائیاں بھی کہیں کہیں سے یکر سامنے کی گئیں تاکہ ان کمالات وخوبیوں کا کوئی اثر نہ رہے یا لوگ شک وتردد میں پڑ جائیں یا ان کے تفقہ کی عالمگیر مقبولیت کو کم کیا جائے۔ اکثر اسلامی حکومتوں کا مذہب بھی فقہ حنفی رہا اور عہدہ قضا وغیرہ حنفی علماء کے پاس رہتے۔ یہ بات بھی حسد وعداوت کا بڑا سبب بنی رہی۔ پھر نئے دور میں غیر مقلدین رونما ہوئے اور انھوں نے تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حسد وعداوت کا وہ معاملہ کیا کہ ریکارڈ ہی مات کردیا۔ ان کی نظر میں یہ ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبے ست والی بات پوری پوری صادق ہوگئی۔ اسی لئے ان حضرات نے تو امام صاحب قدس سرہ کی علو قدر وعظمت شان اور علمی رفعت کو گرانے اور چھپانے میں کوئی دقیقہ بھی فروگذاشت نہیں کیا اور اس کار ثواب میں دن رات ایک کردیا۔

ان قدیم وجدید تلبیسات کا پردہ چاک کرنے کیلئے خدا کا شکر ہے کہ ہمارے شیوخ واکابر نے بروقت توجہ کی اور برابر اپنی تالیفات ودرسی افادات میں احقاق حق وابطال باطل کا فریضہ ادا کیا

قریبی دور میں مصر میں علامہ کوثری رح کی جلیل القدر شخصیت گذری ہے جنہوں نے اس سلسلہ میں گرانقدر تالیفات کیں اور مصری رسائل میں لاتعداد تحقیقی مضامین شائع کئے جن کے مطالعہ سے اہل علم کبھی مستغنی نہیں ہوسکتے۔ ان کی کتابوں سے معاندین کے حوصلے پست ہوگئے ہیں اور جب تک ان کی اشاعت ہوتی رہے گی ان کے مطالعہ واستفادہ کی وجہ سے علماء حق معاندین مذہب حنفی پر غالب رہیں گے انشاءاللہ

اسی طرح ہمارے اکابر حضرت گنگوہی رح، حضرت نانوتوی رح، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رح صاحب بذل المجہود، حضرت علامہ کشمیری، حضرت علامہ عثمانی، حضرت مولانا مدنی رحمہم اللہ تعالی نے اپنی تالیفات ودرسی افادات میں اس فتنۂ قدیم وجدید کی طرف پوری توجہ فرماکر حنفی مسلک کی تائید اور معاندین کے اعتراضات وشبہات کے مدلل ومکمل جوابات دیئے ہیں جو موقع بموقع اسی شرح بخاری میں پیش کئے جائیں گے۔

پھر اس دور میں اس فتنۂ جدید کے خلاف قابل ذکر خدمات مخدوم ومحترم حضرت مولانا العلامہ مفتی سید مہدی حسن صاحب صدر المفتیین دارالعلوم دیوبند دامت برکاتہم وعم فیضہم کی ہیں جنہوں نے غیر مقلدین کے رد میں بیشتر علمی مضامین لکھے، فیصلہ کن کتابیں تالیف کیں اور طبع کرا کر شائع کیں۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء

آپ جامعیت علوم وفنون، وسعت مطالعہ، کثرت معلومات اور خصوصیت سے فن حدیث وفقہ میں بلند پایہ عالم ربانی اور اپنے اکابر کا نمونہ ہیں۔ احقر کو مجلس علمی ڈابھیل ہی کے زمانہ سے حضرت موصوف کے ساتھ تعلق ارادت وعقیدت رہا ہے اور مجلس ومجلسی افراد آپ کے علوم وفیوض سے مستفید ہوتے رہے اور اب بھی برابر میں آپ کے افادات علمی سے متمتع ہوتا رہتا ہوں۔

اس مختصر مقدمہ کی جمع وترتیب میں بھی مستند کتب مناقب اور حضرت علامہ کشمیری قدس سرہ کے ارشادات کے علاوہ آپ کی تالیفات وخصوصی ارشادات سے استفادہ کیا ہے اور توقع ہے کہ شرح بخاری کے اثنا میں بھی حضرت موصوف دام ظلہم کی تحقیقات عالیہ پیش کرسکونگا۔

یہاں اتنا اور بھی ہے کہ امام اعظم کا تذکرہ باوجود سعی اختصار جزو مقدمہ ہونے کی حیثیت سے طویل ہوگیا ہے لیکن چونکہ تمام محدثین کے

Marfat.com

مسلم امام امیر المومنین فی الحدیث حضرت عبداللہ بن مبارک کا ارشاد ہے کہ امام ابو حنیفہ کی رائے مت کہو بلکہ تفسیر حدیث کہو۔ پھر امام بخاری نے خاص طور سے ابن مبارک کو اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عالم حدیث اور قابل تقلید فرمایا ہے

ان ظروف میں امام صاحب نے جو اپنے ۴۰ فقہاء و مجتہدین کے ساتھ تدوین فقہ کی جس کے ایک رکن رکین خود ابن مبارک بھی تھے، اور ساڑھے بارہ لاکھ مسائل کی تدوین اسی مجلس سے عمل میں آئی جو بمنزلہ احادیث موقوفہ ہیں کہ قرآن و حدیث سے بصراحت یا بطریق استنباط ماخوذ ہیں، دوسری طرف امام بخاری کی جامع صحیح احادیث مجردہ مرفوعہ کا بہترین شاہکار مجموعہ اس لئے امام اعظم کی شخصیت کا جس قدر تعارف بھی کرایا جائے وہ کم ہے۔ پھر دوسرے درجہ پر بڑا تعارف خود امام بخاری کا کرایا گیا ہے۔ اگر بنظر تامل و تدقیق دیکھا جائیگا تو معلوم ہوگا کہ یہ مقدمہ نہ صرف تذکرۂ محدثین ہے بلکہ شرح حدیث کا ایک لازمی و ضروری اور اہم جزو بھی ہے۔

ان سب اکابر کی علمی شخصیات سے صحیح تعارف کے بعد ان کی حدیثی تشریحات، استنباطات، آراء و اقوال کی قدر و قیمت صحیح ترین اندازوں میں سامنے آئے گی۔ انشاء اللہ تعالےٰ

تالیفات امام اعظم رضی اللہ عنہ

امام صاحب کی طرف بہت سی تصنیفات منسوب ہیں اور امام مالک وغیرہ کے حالات میں بہ سند صحیح منقول ہے کہ وہ امام صاحب کی کتابوں میں نظر کرنے تھے اور ان کی تلاش و جستجو رکھتے تھے۔ ایک مجموعہ فقہ بھی ضرور امام صاحب نے مرتب کرادیا تھا جس کا ذکر عقود الجمان میں میں جا بجا ملتا ہے۔ اسی طرح علامہ کوثری نے بلوغ الامانی کے حاشیہ میں ص۱۸ پر تحریر فرمایا کہ مولفات اقدمین میں امام صاحب کی مندرجہ ذیل کتب کا ذکر ملتا ہے۔

کتاب الرائی (ذکرہ ابن ابی العوام) کتاب اختلاف الصحابہ (ذکرہ ابو عاصم العامری و مسعود بن شیبۃ) کتاب الجامع ذکرہ العباس بن مصعب فی تاریخ مرو) کتاب السیر۔ الکتاب الاوسط۔ الفقہ الاکبر۔ الفقہ الابسط۔ کتاب العالم والمتعلم۔ کتاب الرد علی القدریہ۔ رسالۃ الامام الی عثمان البتی فی الارجاء۔ چند مکاتیب بطور وصایا جو آپ نے اپنے چند احباب کو لکھے اور یہ سب کتب مشہور ہیں۔

لیکن اس وقت تک ہمارے سامنے صرف العالم والمتعلم۔ الفقہ الاکبر اور مکاتیب وصایا آسکے ہیں اور باقی [illegible] اس وقت کہیں موجود نہیں ہیں۔ اس زمانہ کی ہزاروں کتابوں کے نام کتب تراجم میں ملتے ہیں جو اس وقت [illegible] ہیں۔

امام صاحب کے معاصرین میں سے بھی امام اوزاعی، سفیان ثوری، حماد بن سلمہ [illegible] عبد بن حمید اور عبداللہ بن مبارک وغیرہ نے حدیث و فقہ میں بڑی بڑی کتابیں لکھیں لیکن آج ان کا کہیں پتہ نہیں ملتا۔ اس لئے امام رازی نے مناقب شافعی میں لکھا کہ امام ابو حنیفہ کی کوئی تصنیف باقی نہیں رہی، غالباً اس وقت فقہ اکبر وغیرہ بھی نمایاں نہ ہوئی ہوں گی اور ممکن ہے کچھ مخفی علمی خزانے امام صاحب وغیرہ کے اور بھی کسی وقت ظاہر ہوں۔

اس سلسلہ میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ بعض متاز اہل علم نے امام محمد کی کتاب الآثار کو بھی امام اعظم کی تصنیف قرار دیا ہے اور

Marfat.com

شاید امام ابو یوسف کی کتاب الآثار کے بارے میں بھی یہی خیال ہو مگر ہمارے ناقص خیال میں ابھی تک اس کی صحیح توجیہ نہیں آئی کیونکہ اول تو متقدمین علماء نے ان کو امام صاحب کی تصنیفات میں شمار نہیں کیا۔ دوسرے یہ کہ ان میں روایت کرنے والے امام محمد اور امام ابو یوسف ہیں امام صاحب سے جس سے ظاہر ہے کہ مولف و مصنف بھی یہی ہیں۔ واللہ اعلم۔

البتہ امام صاحب کے تذکروں میں جہاں امام صاحب کی وسعت اطلاع حدیث زیر بحث آتی ہے تو آپ کے مسانید کا تذکرہ ضرور ہوتا ہے چنانچہ کوثری صاحب نے تانیب کے صفحہ ۱۵۶ پر امام صاحب کی طرف منسوب مسانید کی تعداد ۲۱ گنائی ہے اور چونکہ کتاب الآثار کے نام سے بھی امام ابو یوسف، امام محمد اور امام زفر تینوں نے کتابیں تالیف کی ہیں اور ان میں بھی بکثرت احادیث امام صاحبؒ سے ہی مروی ہیں۔ اُن کو ملاکر یہ سب ۲۴ مجموعے احادیث کے آپ کی ذات مبارک سے منسوب ہو جاتے ہیں جن میں ہزار ہا احادیث اور ہزار ہا آثار آپ سے بسند صحیح مروی ہیں۔ وکفی بھا مزیۃ و فخرا۔

کتب مناقب الامام الاعظم رضی اللہ عنہ

آخر میں تکمیل تذکرہ امام کیلئے مناسب ہے کہ آپ کے مناقب میں جو مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں وہ بھی ذکر کردی جائیں۔ ضمناً جن کتابوں میں امام صاحب کے مناقب ذکر ہوئے ہیں اُن کو ہم بخوف مزید طوالت ترک کرتے ہیں۔

(۱) عقود المرجان۔ (۲) قلائد عقود الدرر والعقیان۔ یہ دونوں امام طحاوی کی تصنیف ہیں

(۳) البستان فی مناقب النعمان۔ علامہ محی الدین بن عبد القادر بن ابی الوفا قرشی (صاحب جواہر مضیہ) کی تصنیف ہے۔

(۴) شقائق النعمان فی مناقب النعمان۔ علامہ جار اللہ زمخشری کی تصنیف ہے۔

(۵) کشف الاسرار علامہ عبد اللہ بن محمد حارثی نے لکھی۔

(۶) الانتصار لامام ائمۃ الامصار علامہ یوسف سبط ابن الجوزی نے تالیف کی۔

(۷) تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ۔ امام جلال الدین سیوطی شافعی نے لکھا

(۸) تحفۃ السلطان فی مناقب النعمان۔ علامہ ابن کاس نے تصنیف کیا۔

(۹) عقود الجمان " " علامہ محمد یوسف دمشقی شافعی نے تالیف کی۔

(۱۰) الابانہ فی رد المشنعین علی ابی حنیفہ۔ علامہ احمد بن عبد اللہ شیر آبادی نے لکھی۔

(۱۱) تنویر الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ۔ علامہ یوسف بن عبد الہادی کی تصنیف ہے۔

(۱۲) الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان۔ شارح مشکوٰۃ علامہ حافظ ابن حجر مکی شافعی کی تالیف لطیف ہے۔

(۱۳) قلائد العقیان " " یہ بھی علامہ موصوف ہی کی تصنیف ہے۔

(۱۴) الفوائد المہمہ علامہ عمر بن عبد الوہاب عرضی شافعی نے لکھی۔

Marfat.com

(۱۵) مرأۃ الجنان فی مناقب النعمان۔ علامہ یافعی شافعی کی تالیف ہے
(۱۶) مناقب الامام ابی حنیفہ وصاحبیہ ابی یوسف ومحمد بن الحسن۔ حافظ ذہبی شافعی (صاحب تذکرۃ الحفاظ ومیزان الاعتدال وغیرہ) کی تصنیف ہے
(۱۷) جامع الانوار علامہ محمد بن عبد الرحمن غزنوی کی تالیف ہے۔
(۱۸) الانتقار فی فضائل الثلاثۃ الائمۃ الفقہاء۔ الامام الحافظ یوسف بن عبد البر مالکی کی تصنیف ہے۔
(۱۹) مناقب الامام الاعظم علامہ صدر الائمہ موفق بن احمد مکی کی تالیف قیم ہے۔ ۲ جلد مطبوعہ حیدر آباد
(۲۰) مناقب الامام الاعظم تالیف علامہ امام حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب کردری۔ ۲ جلد ''
(۲۱) فتح المنان فی مناقب النعمان '' '' شیخ محدث دھلوی قدس سرہٗ
(۲۲) اخبار ابی حنیفہ واصحابہ تالیف ابی عبد اللہ حسین بن علی صیمری (متوفی ۴۳۶ھ)
(۲۳) مناقب الامام الاعظم تالیف ابی القاسم عبد اللہ بن محمد بن احمد السعدی معروف با بن العوام
(۲۴) کشف الغمہ عن سراج الامہ (اردو) تالیف علامہ مولانا السید مفتی محمد مہدی حسن صاحب شاہجہانپوری دام فیضہم
(۲۵) سیرۃ النعمان (اردو) علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ
(۲۶) "ابو حنیفہ" تالیف محمد ابو زہرہ مصری تقریباً ۵ سو صفحات کی جدید الطبع تحقیقی کتاب ہے۔

ان کے علاوہ جن کتابوں میں امام صاحب کا تذکرہ ہوا ہے وہ ۶۰ سے اوپر تو راقم الحروف کے پاس یادداشت میں درج ہیں اور مستقل کتابیں بھی دوسری بہت ہیں۔ یہاں احصار مقصود نہیں تھا۔ ولہ محل آخر ان شاء اللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

آخر میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے حالات میں دو باتیں ہیں اور لکھنی ہیں ایک تو جرح وتعدیل میں ان کے اقوال کی حجیت جس کا ضمناً کچھ ذکر ہوا بھی ہے دوسرے جامع المسانید کے بارے میں۔ واللہ الموفق والہادی الی الصواب۔

امام اعظمؓ اور فن جرح وتعدیل:۔ امام صاحب کے اقوال جرح وتعدیل کی اس فن کے علماء نے اسی طرح تلقی بالقبول کی ہے جس طرح امام احمد امام بخاری، ابن معین اور ابن مدینی وغیرہ کے اقوال کی۔ یہ بھی آپ کی عظمت وسیادت اور وسعت علم پر بڑی شہادت ہے۔ اس سلسلہ کی چند نقول جواہر مضیئہ ص۳۰ وص۳۱ وص۳۲ سے پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) امام ترمذی نے کتاب العلل جامع ترمذی میں امام صاحب کا قول فضل عطاء بن ابی رباح [illegible]
(۲) مدخل لمعرفۃ دلائل النبوۃ للبیہقی میں ہے کہ ابو سعد صغانی نے امام صاحب کی [illegible] سفیان ثوری سے حدیث لینے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا ثقہ ہیں ان کی احادیث لکھو بجز احادیث ابی اسحق عن حارث اور احادیث جابر جعفی کے (۳) امام صاحب نے فرمایا کہ طلق بن حبیب قدری عقیدہ رکھتے تھے۔ (۴) فرمایا کہ زید بن عیاش ضعیف ہیں۔ (۵) امام سفیان بن عیینہ نے فرمایا کہ میں کوفہ پہنچا تو امام صاحب نے میرا تعارف کرایا اور توثیق کی جس سے سب لوگوں نے میری حدیث سنی۔ (۶) حافظ حماد بن زید جیسے محدث جلیل نے فرمایا کہ حافظ عمرو بن دینا

Marfat.com

کی کنیت ابو محمد سب سے پہلے ہمیں امام صاحب ہی سے معلوم ہوئی ورنہ صرف ان کے نام سے جانتے تھے (۷) امام صاحب نے فرمایا کہ خدا عمرو بن عبید پر لعنت کرے کہ اس نے کلامی مسائل سے فتنوں کے دروازے کھول دیئے۔ (۸) فرمایا خدا جہم بن صفوان اور مقاتل بن سلیمان کو ہلاک کرے ایک نے نفی میں افراط کی، دوسرا تشبیہ میں حد سے بڑھ گیا۔ (۹) فرمایا کہ حدیث کی روایت کسی سے اسی وقت درست ہے کہ جس وقت سے سنی روایت کے وقت تک برابر اس کو یاد رکھا ہو۔ امام صاحب کی یہ شرط دوسرے محدثین کے مقابلہ میں بہت سخت تھی اس لئے نیز دوسری احتیاطوں کے باعث ہی خود امام صاحب نے روایت کم کی ہے، (۱۰) امام صاحب سے سوال کیا گیا کہ اخبرنا وغیرہ سے روایت کیسی ہے؟ تو فرمایا کچھ حرج نہیں۔ (۱۱) محدث جلیل ابو قطن نے امام صاحب کا قول بطور سند پیش کیا کہ شیخ کو حدیث سنا کر بھی حدیثی سے روایت کرسکتے ہیں۔ (۱۲) امام صاحب نے فرمایا کہ میرے نزدیک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سراویل پہننے کی روایت پایہ ثبوت کو نہیں پہونچی۔

جامع المسانید للامام الاعظم رضی اللہ عنہ: محدث خوارزمیؒ نے اپنے جمع کردہ پندرہ مسانید کے اصحاب مسانید کے حالات و مناقب بیان کیے ہیں اور اپنی سندان تمام اصحاب مسانید تک بیان کی ہے۔ علامہ کوثری نے تانیب میں مسانید کی تعداد ۲۱ لکھی ہے۔ ان سب مسانید کی اسانید متصل ہیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے "انسان العین فی مشائخ الحرمین" میں اپنے استاذ الاساتذہ محدث عیسی جعفری مغربی م ۱۰۸۰ھ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ "انھوں نے امام اعظم ابوحنیفہ کی ایک ایسی مسند تالیف کی ہے جس میں اپنے سے امام صاحب تک اسناد کا سلسلہ متصل کیا ہے" اور اس سے لوگوں کی یہ بات قطعاً غلط ہو جاتی ہے کہ حدیث کا سلسلہ آج تک متصل نہیں رہا ہے۔" حضرت شاہ صاحب نے سلسلۂ حدیث کی سند کو متصل ثابت کرنے کیلئے دلیل ہی امام صاحب کے سلسلۂ سند کے اتصال کی دی ہے جس پر شاہ صاحب کو بہت بڑا اعتماد تھا۔ امام ذہبی نے مناقب الامام الاعظم میں لکھا کہ امام صاحب سے محدثین و فقہاء کی اتنی بڑی تعداد نے حدیث کی روایت کی ہے جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ حافظ مزی نے تہذیب الکمال میں ایک سو کے قریب کبار محدثین کے نام گنائے ہیں، مطبوعہ جامع المسانید دو جلدوں میں سیکڑوں محدثین کی روایات امام صاحب سے موجود ہیں جن میں اکثر وہ ائمہ حدیث و جبال علم ہیں جو اصحاب صحاح ستہ اور دوسرے بعد کے کبار محدثین کے شیوخ و اساتذۂ حدیث ہیں۔

مشہور حافظ حدیث محمد بن یوسف صالحی شافعی (صاحب سیرۃ شامیہ کبری) نے "عقود الجمان فی مناقب النعمان" میں، اسانید امام کی اسانید اپنے زمانہ سے جامعین مسانید تک بیان کی ہیں۔ علامہ شعرانی نے بڑے فخر و مسرت کے ساتھ بیان کیا کہ امام اعظم کی مسانید ثلاثہ کے صحیح نسخوں کی زیارت و مطالعہ سے مشرف ہوئے جن پر حفاظ حدیث کے توثیقی دستخط تھے جن کی اسناد بہت عالی اور رجال سب ثقہ ہیں۔ھ

غرض ان نقول سے ثابت ہوا کہ امام اعظم کی مسانید کی اہمیت تمام دوسری مسانید و تالیفات حدیثیہ سے زیادہ رہی ہے اور ان کی اسناد کے اتصال و بیان اتصال کا بھی اکابر امت نے ہمیشہ اہتمام کیا ہے۔ حسب تصریح علامہ کوثریؒ امام صاحب کے مسانید کو محدثین سفر و حضر میں ساتھ رکھتے تھے۔ (تانیب) مسانید امام اعظم میں احادیث احکام کا بہترین ذخیرہ ہے جن کے رواۃ ثقہ اور فقہاء محدثین ہیں۔ اس تفصیل کے بعد ناظرین حیرت کریں گے کہ علامہ شبلی مرحوم نے "سیرۃ النعمان" میں محدث خوارزمی کی جامع المسانید کو امام صاحب کی طرف مجازاً منسوب کیا ہے حالانکہ عقود الجمان بھی ان کے مطالعہ میں رہی ہے جس کا ذکر اوپر ہوا۔ غالباً ان کو مغالطہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی حجۃ اللہ البالغہ سے ہوا جس میں طبقہ رابعہ کی کتابوں کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ مسند خوارزمی بھی تقریباً اسی طبقہ میں داخل ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ جملہ الحاقی ہے حضرت شاہ صاحب کا نہیں ہے یا جامع المسانید خوارزمی کے مطالعہ کے بغیر لکھا ہوگا اور اس کا قرینہ یہ بھی ہے کہ بستان المحدثین میں حضرت شاہ عبد العزیز صاحب نے بھی اس کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ اگر اس کتاب کا کچھ تعارف اس وقت ہوا بھی ہوگا تو سنا سنایا ھ

۸۰ معمولی درجہ کا اور ناکافی یا غلط۔ علامہ شبلی نے اس پر یہ بھی اضافہ کردیا کہ "بعض مسانید کی نا اعتباری پر یہ بھی شہادت ہے کہ ان میں امام صاحب کی روایت براہ راست صحابہ سے درج ہوئی ہیں حالانکہ امام صاحب کی رویت صحابہ باتفاق اور روایت میں اختلاف ہے اور علامہ ابن عبد البر مالکی جیسے اکابر نے بھی امام صاحب کی روایت عن الصحابی اپنی کتاب "جامع بیان العلم وفضلہ" باب فضل العلم ص ۹ میں نقل کی ہے جو اہل علم میں بہترین معتمد و مستند کتاب سمجھی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت ۹۳ھ وفات ۱۷۹ھ بعمر ۸۶ سال

نام ونسب مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن الحارث بن غیمان بن خثیل۔ (اصابہ) حارث کا لقب ذو اصبح تھا اس لئے امام مالک کو اصبحی بھی کہتے ہیں آپ تبع تابعین کے طبقہ میں ہیں۔ امام اعظم سے تقریباً ۱۳ سال چھوٹے تھے، کیونکہ امام صاحب کی ولادت اصح قول میں ۸۰ھ میں ہوئی ہے۔ کما حققہ الکوثریؒ

اس سے معلوم ہوا کہ صاحب مشکوٰۃ نے جو "اکمال" میں امام مالکؒ کو زماناً اور قدراً مقدم کہا اور استاذ الائمہ قرار دیا وہ خلاف واقعہ ہے۔ امام اعظم ان سے عمر میں بڑے، قدر و مرتبہ میں زیادہ اور وہی استاذ الائمہ اور تابعی ہیں امام مالک ان سے مستفید بلکہ حسب تحقیق علامہ ابن حجر مکی (شارح مشکوٰۃ) وغیرہ امام اعظم کے تلمیذ ہیں۔

مشائخ واساتذہ زرقانی نے لکھا کہ امام مالک نے ۹ سو سے زائد شیوخ سے اخذ علم کیا ہے اور ابتداء عمر ہی سے حضرت نافع کے پاس جانے لگے تھے اور حدیث سنتے تھے چنانچہ موطا میں بھی بڑی کثرت سے روایات ان ہی سے ہیں۔ نیز اصح الاسانید میں سے مالک عن نافع عن ابن عمرؓ کو قرار دیا گیا ہے بلکہ اس کو سلسلۃ الذہب بھی کہا گیا ہے۔

ہارون رشید نے امام مالک سے کہا کہ ہم نے آپ کی کتاب میں حضرت علی و عباس کا ذکر نہیں دیکھا؟ فرمایا کہ وہ میرے شہر میں نہ تھے اور نہ میں ان کے اصحاب سے مل سکا (یہ فخر امام ابو حنیفہ کو حاصل ہے)

ابن فرحون نے کہا کہ امام مالک سلیمان بن یسار کا قول اختیار کیا کرتے تھے اور سلیمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول اختیار کرتے تھے۔ تہذیب میں ابن معین سے مروی ہے کہ امام مالک جس سے بھی روایت کریں وہ ثقہ ہے سوا عبد الکریم کے۔

اعلام الموقعین میں ہے کہ دین، فقہ اور علم امت میں اصحاب ابن مسعود، اصحاب زید بن ثابت، اصحاب عبداللہ بن عمر اور اصحاب ابن عباس کے ذریعہ پھیلا ہے۔ لہٰذا اکثر لوگوں کا علم ان ہی چار کے اصحاب سے ماخوذ ہے پھر اہل مدینہ کا علم اصحاب زید بن ثابت و عبداللہ ابن عمر سے۔ اہل مکہ کا اصحاب ابن عباس سے اور اہل عراق کا اصحاب ابن مسعود سے۔

امام اعظم شیوخ امام مالک ہیں بعض روایات غلطی سے اس طرح روایت ہوئیں کہ ان سے کچھ حضرات نے [illegible] سے امام مالک سے روایت کی ہے۔ مثلاً مسند ابن شاہین [illegible] اسماعیل بن حماد عن حنیفہ

عہ بعینہ اسی طرح روایت امام ابو حنیفہ کی نافع عن ابن عمر موجود ہیں۔ ملاحظہ ہو عقود الجواہر المنیفہ جلد اول ص ۱۳۵ و ص ۱۴۳ و ص ۲۱۷ وغیرہ اور ابو حنیفہ عن عطاء عن ابن عباس ص ۱۴۵ اور مقسم عن ابن عباس ص ۲۱۰ اور عبد الکریم عن انس ص ۱۴۷ اور عن جابر عن علی ص ۱۵۰ وغیرہ بہ کثرت روایات ہیں مگر امام صاحب کے ان سلسلوں کو سلسلۃ الذہب نہیں بتلایا جاتا۔ واللہ المستعان والیہ المشتکی

Marfat.com

عن مالک روایت ہوئی جو درحقیقت حماد بن ابی حنیفہ عن مالک تھی۔ بلکہ حماد کو بھی اکابرین سے شمار کیا گیا ہے اس خیال سے کہ ان کی وفات امام مالک سے تین سال قبل ہوئی ہے اور غالب یہ ہے کہ ان کی ولادت بھی امام مالک سے قبل ہوئی ہوگی (تانیب الخطیب میں کوثری صاحب نے اس پر بحث کی ہے) ایک روایت ابو حنیفہ عن نافع تھی جس کے درمیان میں مالک کا واسطہ نہیں ہے لیکن اسی کو ابو حنیفہ عن مالک عن نافع سمجھا اور نقل کیا گیا اسی لئے حافظ ابن حجر شارح بخاری نے فیصلہ کیا کہ امام ابو حنیفہ کی روایت امام مالک سے ثابت نہیں ہے۔ اور دار قطنی و خطیب نے جو دو روایتیں نقل کی ہیں ان دونوں کی سند میں کلام ہے۔ اس کے علاوہ ابن ابی حاتم نے تقدمہ جرح و تعدیل میں جو لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ امام مالک کی کتابوں کا مطالعہ کیا کرتے تھے وہ بھی غلط ہے جس کو ہم آگے لکھیں گے۔ دوسرے یہ کہ امام مالک نے موطا سے پہلے کوئی تالیف نہیں کی اور یہ تالیف بھی انہوں نے اواخر عہد منصور عباسی میں امام اعظم کی وفات کے بعد کی ہے۔ پھر یہ کہ امام مالک کے عروج و ارتفاع شان کا دوران کے ابتلاء ۱۴۶ھ کے بعد شروع ہوا ہے اور اس کے بعد ان کا اجتماع امام صاحب کے ساتھ ثابت نہیں ہے اور امام صاحب و امام مالک کی وفات کے درمیان ۲۹ سال کا فاصلہ ہے۔ (اقوم المسالک علامہ کوثریؒ)

یہ تو غلط و غیر ثابت روایات کا تذکرہ تھا اس کے بعد صحیح واقعات پڑھیے:۔

(۱) امام شافعیؒ نے کتاب الام ص ۲۴۲ میں فرمایا کہ میں نے دراوردی سے پوچھا کیا مدینہ میں کوئی اس کا قائل تھا کہ مہر ربع دینار سے کم نہ ہونا چاہیے؟ کہا نہیں! واللہ مجھے معلوم نہیں کہ امام مالک سے قبل کوئی اس کا قائل ہوا ہو اور میرا خیال ہے کہ امام مالک نے اس کو امام ابو حنیفہ سے لیا ہوگا۔

(۲) علامہ مسعود بن شیبہ نے امام طحاوی کی کتاب اخبار اصحاب الامام سے نقل کیا کہ دراوردی نے امام مالک سے سنا فرمایا کہ میرے پاس امام ابو حنیفہ کے فقہ سے ستر ہزار مسائل ہیں اور اسی کے مثل ایک روایت موفق ص ۹۶ میں ہے۔

(۳) قاضی عیاض نے اوائل مدارک میں نقل کیا کہ لیث بن سعد نے فرمایا میں امام مالک سے مدینہ میں ملا اور کہا کہ میں دیکھتا ہوں آپ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے ہیں؟ فرمایا ہاں! امام ابو حنیفہ کے ساتھ بحث کرنے میں پسینہ آگیا۔ اے مصری! وہ بہت بڑے فقیہ ہیں۔ ناقل کہتے ہیں کہ پھر میں امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ شخص (امام مالک) کیسی قدر و منزلت کے ساتھ آپ کی باتوں کو قبول کرتے ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا میں نے ان سے زیادہ جلد صحیح جواب دینے والا اور پوری پرکھ والا نہیں دیکھا۔ امام صاحب نے امام مالک کی سمجھ، تفقہ اور ذکاوت کے ساتھ نقد تام یعنی حدیث کی پوری پرکھ اور پہچان کی بھی داد دی۔

اگر امام صاحب بقول حمیدی وغیرہ کے فن حدیث میں کامل نہیں تھے تو امام مالک ایسے مسلّم امام حدیث کے علم حدیث کی داد کیونکر دے سکتے تھے۔ اور امام مالک فقہی و حدیثی مسائل میں گھنٹوں بحث کر کے ان کے تفقہ کی تعریف کیسے کرتے۔ کیا تفقہ بغیر حدیث ہی کے امام صاحب کو حاصل ہو گیا تھا؟ اور اگر تفقہ بغیر مطابقت حدیث کے تھا تو اس کی تعریف ایسا امام جلیل کیوں کرتا؟

(۴) امام صیمری نے اپنی کتاب مناقب الامام میں ابن دراوردی سے نقل کیا کہ میں نے امام اعظم اور امام مالک کو مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھا کہ عشاء کی نماز کے بعد سے مدارسہ و مذاکرہ شروع کیا تو صبح کی نماز تک اسی میں مشغول رہے۔ جب کسی مسئلہ میں ایک شخص ان میں سے دوسرے کے قول سے مطمئن ہو جاتا تھا تو بے تامل اس کو اختیار کر لیتا تھا کسی کو اپنی بات پر بے دلیل جمود نہیں ہوتا تھا نہ دوسرے کی حق بات کو قبول کرنے سے کوئی عار لاحق ہوتی تھی۔

Marfat.com

(۵) مناقب موفق ص۳۳ میں بسند صحیح اسماعیل بن اسحق بن محمد سے نقل ہے کہ امام مالک بسا اوقات مسائل میں امام ابو حنیفہ کا قول معتبر سمجھتے تھے۔

(۶) موفق ص۲۳ میں محمد بن عمر واقدی سے نقل کیا کہ امام مالک اکثر اوقات امام ابو حنیفہ کی رائے پر عمل کرتے تھے۔

(۷) علامہ صیمری نے نقل کیا کہ ایک شخص نے امام مالک سے پوچھا جس کے پاس دو کپڑے ہوں جن میں ایک بغیر تعیین کے پاک اور دوسرا پاک ہو تو نماز کس میں پڑھے۔ فرمایا کہ تحری کرکے ایک میں پڑھ لے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے کہا کہ امام ابو حنیفہ کی رائے تو یہ ہے کہ ہر ایک میں نماز پڑھے تو امام مالک نے فوراً اس سائل کو واپس بلایا اور پھر مسئلہ وہی بتایا جو امام صاحب کی رائے تھی۔

(۸) ابو العباس احمد بن محمد بن عبد اللہ بن ابی العوام نے جو اضافات اپنے دادا کی کتاب اخبار ابی حنیفہ پر کئے ہیں۔ امام شافعی سے بن الدراوردی نقل کیا کہ امام مالک امام ابو حنیفہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا کرتے تھے اور ان سے استفادہ کرتے تھے۔ یہ کتاب مع اضافات مذکورہ مکتبہ ظاہریہ دمشق میں ۱۲۳ میں موجود ہے۔ (اقوام المسالک لکوثریؒ)

امام مالک کے تلامذہ و اصحاب:- بقول امام ذہبی و زرقانی بڑی کثرت امام مالک کے تلامذہ و اصحاب کی ہے۔ اور روا احادیث بھی بہت بڑی مقدار میں ہیں۔ بلکہ امام مالکؒ سے ان کے بعض شیوخ نے بھی روایت کی ہے۔ مثلاً زہری، ابو الاسود، ایوب سختیانی، ربیعہ، یحیی بن سعید انصاری، محمد بن ابی ذئب، ابن جریج، اعمش وغیرہ

امام احمد اور اصحاب صحاح نے امام مالک سے روایت کے لئے اپنی اپنی صوابدید سے اکثر رواۃ اختیار کئے جن میں مشہور اہل علم و فضل تلامذہ میں سے امام محمد، امام شافعی، عبد اللہ بن مبارک، لیث بن سعد، شعبہ، سفیان ثوری، ابن جریج، ابن عیینہ، یحیی القطان، ابن مہدی وغیرہ ہیں۔ (مقدمہ اوجز [illegible])

فضل و شرف، عادات و معمولات:- امام مالک مدینہ منورہ میں جس مکان میں رہتے تھے وہ [illegible] عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تھا، کرایہ پر لے کر ہمیشہ اسی میں رہے، اپنا ذاتی مکان نہیں بنایا اور مسجد نبوی میں نشست اس جگہ کرتے تھے جہاں پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نشست کرتے تھے اور وہ وہی جگہ تھی جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتکاف کے وقت بستر مبارک بچھایا جاتا تھا۔ امام مالک فرمایا کرتے تھے کہ میں مدت العمر کبھی کسی بے وقوف یا کوتاہ عقل والے کی صحبت میں نہیں بیٹھا۔ امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہ امام مالک کی ایسی فضیلت ہے جو کسی اور کو حاصل نہیں ہوئی علم کے لئے یہ بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ کم عقل لوگوں کی صحبت نور علم کو تاریک کر دیتی ہے اور تحقیق کی بلند چوٹی سے گرا کر تقلید کی پستی میں گرا دیتی ہے جس کی وجہ سے علم [illegible] آجاتا ہے۔ (بستان المحدثین)

امام مالک میں طلب علم کی خواہش کے جذبات غیر معمولی طور پر ودیعت تھے [illegible] مکان کی چھت توڑ کر اس کی کڑیوں کو فروخت کرکے کتب وغیرہ خریدتے تھے۔ اس کے بعد دولت [illegible] مال و دولت کی بہتات آنی شروع ہو گئی دنیا نے یہ جدی مکان ہوگا، حافظ [illegible] اعلیٰ درجہ کا تھا [illegible] تھے کہ جس چیز کو ایک بار [illegible] یاد کر لیا اس کو پھر کبھی نہیں بھولا۔ علامہ زرقانی نے لکھا کہ امام مالکؒ نے [illegible] سال کی عمر میں درس دینا شروع کر دیا اور آپ نے اپنے دست مبارک سے ایک لاکھ احادیث لکھیں جب آپ دفن ہوئے تو آپ کے گھر سے بہت سے صندوق [illegible] سات صرف ابن شہاب کی حدیث کے تھے۔ اور آپ کا حلقۂ درس آپ کے شیخ کے [illegible]

دروازہ پر حدیث و فقہ حاصل کرنے کے واسطے اسی طرح جمع ہوتے تھے جیسے بادشاہوں کے محلات پر جمع ہوتے ہیں۔ آپ ایک دربان بھی رکھتے تھے جو پہلے خواص کو اندر جانے دیتا تھا پھر عوام کو۔

ایک روایت ہے کہ اندر سے ایک جاریہ (باندی) آ کر دریافت کرتی کہ آپ لوگ حدیث کے لئے آئے ہیں یا مسائل کے لئے؟ اگر کہتے کہ مسائل کے لئے تو فوراً باہر آتے اور فتویٰ دیتے تھے، اگر کہتے حدیث کے لئے تو کہلا دیتے کہ توقف کریں اور غسل کر کے نئے کپڑے پہنتے عمامہ باندھتے، یا لمبی ٹوپی اوڑھتے، خوشبو لگاتے، پھر ادب سے بیٹھ کر حدیث سناتے اور تعظیم حدیث کے لئے پوری مجلس عود سے مہکتی رہتی تھی۔ تین دن میں ایک بار بیت الخلاء جاتے اور فرماتے کہ مجھے بار بار جاتے شرم آتی ہے، تمام عمر قضاء حاجت کے لئے مدینہ طیبہ کے حرم سے باہر تشریف لے جاتے تھے بجز بیماری وغیرہ مجبوری کے، سر پر بڑا رومال ڈالتے تھے کہ نہ کوئی ان کو دیکھے نہ وہ دوسروں کو دیکھیں (ہمارے حضرت شاہ صاحب کے بارے میں لوگوں نے بیان کیا کہ دہلی میں قیام مدرسہ امینیہ کے زمانہ میں جب بازار میں نکلتے تھے تو سر پر رومال ڈالتے تھے کہ چہرہ پر بھی اس کا کچھ حصہ بطور نقاب آجاتا تھا، غالباً اسی مصلحت مذکورہ سے ہوگا)

امام مالک ایسی جگہ کھانے پینے سے بھی احتراز کرتے تھے جہاں لوگوں کی نظریں پڑیں۔ کسی نے پوچھا کیسی صبح کی آپ نے؟ فرمایا ایسی عمر میں جو کم ہو رہی ہے اور ایسے گناہوں میں جو زیادہ ہو رہے ہیں

باوجود ضعف و کبر سنی بھی مدینہ طیبہ میں کبھی سوار ہو کر نہیں چلتے تھے کہ جس ارضِ مقدس کے اندر جسم مبارک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہو اس کے اوپر سوار ہو کر چلنا خلاف ادب جانتے تھے۔

مادحین امام مالکؒ:- ابن مہدی کا قول ہے کہ سفیان ثوری امام حدیث تھے امام سنت نہ تھے امام اوزاعی امام سنت تھے امام حدیث نہ تھے لیکن امام مالک دونوں کے امام ہیں۔ ابن صلاح نے اس کی وضاحت کی کہ سنت سے یہاں ضد بدعت مراد ہے کیونکہ بعض لوگ عالم بالحدیث تو ہوتے ہیں مگر عالم بالسنۃ نہیں ہوتے۔

امام اعظمؒ نے فرمایا کہ میں نے امام مالک سے زیادہ جلد صحیح جواب دینے والا اور اچھی پرکھ والا نہیں دیکھا۔ امام شافعی نے فرمایا کہ امام مالک بعد تابعین کے خدا کی حجت تھے اس کی مخلوق پر۔ (تہذیب ص۶)

امام بخاری سے سوال کیا گیا کہ سب سے زیادہ صحیح سند کون سی ہے تو فرمایا۔ مالک عن نافع عن ابن عمرؓ (تہذیب ص۶) پہلے بتلایا جا چکا کہ امام اعظم سے بھی یہ اصح الاسانید مروی ہے اگرچہ امام بخاری وغیرہ نے اس کو نہیں بتلایا۔

امام یحییٰ القطان اور امام یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ امام مالک امیر المومنین فی الحدیث ہیں۔ اسحٰق بن ابراہیم کہتے تھے کہ جب ثوری، مالک اور اوزاعی ایک امر پر متفق ہو جائیں تو وہی سنت ہے اگرچہ اس میں نص صریح نہ ہو۔ امام احمد فرمایا کرتے تھے کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ امام مالک سے بغض رکھتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ بدعتی ہے۔ مصعب الزبیری کا قول ہے کہ امام مالک ثقہ، مامون، ثبت، عالم فقیہ حجت ورع ہیں۔ ابن عیینہ اور عبد الرزاق کا قول ہے کہ حدیث ابو ہریرہ کے مصداق اپنے زمانہ میں امام مالک ہیں۔

تالیفات:- امام مالک کی مشہور و مقبول ترین کتاب تو مؤطا ہی ہے۔ لیکن اس کے سوا ان کے بہت سے رسائل ہیں جن کی تفصیل مقدمہ اوجز المسالک میں حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے کی ہے۔ ابن الہباب نے ذکر کیا کہ امام مالک نے ایک لاکھ احادیث روایت کی تھیں ان میں سے دس ہزار منتخب کر کے مؤطا میں درج کیں پھر برابر ان کو کتاب و سنت اور آثار و اخبار صحابہ پر

Marfat.com

پیش کرتے رہے یہاں تک کہ وہ کم ہو کر پانچسو رہ گئیں۔ علامہ کیا الہراسی نے اپنی تعلیق اصول میں کہا۔ موطا مالک میں ۹ ہزار احادیث تھیں پھر کم ہوتے ہوتے ۷ سو رہ گئیں۔ علامہ ابوبکر ابہری نے کہا کہ موطا میں کل آثار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین کے ایک ہزار سات سو بیس ہیں جن میں مسند ۶ سو ہیں۔ محدث ابو نعیم نے حلیہ میں لکھا کہ ابو خلید نے کہا میں امام مالک کی خدمت میں حاضر ہوا۔ موطا چار روز میں پڑھا امام مالک نے فرمایا وہ علم جس کو ایک شیخ نے ساٹھ سال میں جمع کیا تھا تم نے اس کو چار دن میں حاصل کر لیا۔ تم لوگ کبھی فقیہ نہ بن سکو گے امام مالک سے ان کے زمانہ ہی میں تقریباً ایک ہزار لوگوں نے موطا کو سن کر جمع کیا تھا اور فقہاء، محدثین، صوفیاء، امراء اور خلفاء نے بھی آپ سے موطا کی سند حاصل کی۔ موطا کا سب سے مشہور نسخہ مصمودی اندلسی کا ہے اور فقہ وحدیث وآثار کی جمع و ترتیب کے اعتبار سے امام محمد کا موطا سب سے زیادہ اہم و اعظم ہے۔ موطا امام مالک کی شروح بڑی کثرت سے لکھی گئیں ان کی تفصیل شیخ الحدیث نے مقدمہ لامع میں کی ہے

بعض اقوال و کلمات امام مالکؒ:۔ امام مالکؒ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے جو علم و حکمت سے پُر اور ایک حدیث نبوی کا مضمون ادا کرتا ہے ۔ وخیر امور الدین ما کان سنۃ ۔۔ وشر الامور المحدثات البدائع - یعنی دین کا بہترین کام وہ ہے جو طریقۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو اور بدترین وہ ہے جو سنت کے خلاف اور نئی نئی بدعتیں تراش لی جائیں۔

فرمایا کرتے تھے کہ علم کثرت روایت کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ایک نور ہے جو اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ امام اعظم پر قلت روایت کا طعن کرنے والے ذرا اسی مقولہ امام مالک پر غور کریں۔

ایک دفعہ کسی نے طلب علم کے بارے میں کچھ پوچھا، فرمایا طلب علم اچھی چیز ہے مگر انسان کو زیادہ اس امر کا خیال کرنا چاہیئے کہ صبح سے شام تک جو امور واجبہ ہیں اُن پر مضبوطی سے اور استقلال کے ساتھ عمل کتنا کیا ہے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ عالم کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ علمی مسائل کو ایسے لوگوں کے سامنے بیان کرے جو اُن کو سمجھنے سے قاصر ہوں کیونکہ اس سے علم کی اہانت و ذلت ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ ایک شخص ۶ ماہ کی مسافت طے کر کے امام مالک کی خدمت میں پہونچا اور ایک مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے بے تکلف فرما دیا کہ مجھے اس کا جواب اچھی طرح معلوم نہیں۔ وہ حیران ہو کر کہنے لگا کہ اچھا! میں اپنے شہر والوں سے کیا کہوں؟ فرمایا! کہدینا کہ مالک نے اپنی لاعلمی کا اقرار کیا ہے۔

ایک دفعہ فرمایا کہ بے کار اور غلط باتوں کے پاس پھٹکنا بربادی ہے۔ غلط بات زبان پر لانا سچائی سے دوری کی بنیاد ہے اگر انسان کا دین بگڑنے لگے تو دنیا کتنی بھی زیادہ ہو بیکار ہے۔ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ علم آئندہ اور گھٹے گا بڑھے گا نہیں اور ہمیشہ نزول کتب سماویہ اور بعثت انبیاء علیہم السلام کے بعد گھٹا ہی کرتا ہے

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو وزیر جعفر برمکی کو آپ کے پاس بھیجا کہ سلام پہنچا [illegible] موطا لاکر مجھے سنادیں۔ آپ نے فرمایا کہ خلیفہ سے بعد سلام کہدینا کہ علم کسی کے پاس نہیں جاتا بلکہ لوگ [illegible] آتے ہیں جعفر نے پیغام پہنچا دیا پھر امام مالک بھی خلیفہ سے ملے تو خلیفہ نے شکایت کی کہ آپ نے میرا حکم رد کر دیا۔ امام مالک نے اول تو سند کے ساتھ روایت سنائی کہ زید فرماتے ہیں نزول وحی کے وقت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا زانوئے مبارک میرے زانو پر تھا صرف کلمہ غیر اولی الضرر نازل ہوا تھا کہ اس کے وزن سے میرا زانو چور چور ہو جانے کے قریب ہو گیا تھا۔ پھر فرمایا کہ علوم نبوت چار سو برس کی مسافت سے ہم تک پہنچے ہیں ہمیں بھی ان کی تعظیم و توقیر کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت و بادشاہت دی ہے اگر آپ ہی ان علوم کی قدر نہ کریں گے تو خطرہ

Marfat.com

ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عزت برباد نہ کردے، یہ سن کر خلیفہ اٹھا اور موطا سننے کیلئے امام کے ساتھ ہوگیا۔ یہ بھی ایک روایت ہے کہ اس موقع پر خلیفہ نے اپنے صاحبزادوں کو بھی ساتھ لیا تاکہ وہ بھی موطا سنیں۔ امام مالک نے اس کو اپنی مسند پر بٹھایا لیکن جس وقت موطا پڑھنے کا وقت آیا تو خلیفہ نے کہا کہ آپ ہی مجھے پڑھکر سنا دیجئے۔ امام نے فرمایا کہ میں خود پڑھکر سنانا چھوڑ چکا ہوں دوسرے پڑھتے ہیں اور میں سنتا ہوں خلیفہ نے کہا اچھا! میں خود سنتا ہوں مگر اور سب لوگوں کو آپ باہر کر دیجئے! فرمایا کہ علم کی خاصیت یہ ہے کہ اگر خاص لوگوں کی رعایت سے عام لوگوں کو محروم کیا جائے تو پھر خواص کو بھی اس سے نفع نہیں ہوتا۔ اس کے بعد آپ نے معن بن عیسیٰ کو حکم دیا کہ وہ قرارت کریں اور جب قرات شروع کی تو امام صاحب نے فرمایا کہ اے امیر المومنین! اس شہر میں اہل علم کا یہ دستور ہے کہ وہ علم کے لئے تواضع کرنا پسند کرتے ہیں۔ خلیفہ ہارون رشید یہ سن کر مسند سے اتر کر سامنے آ بیٹھا اور موطا سننے لگا۔

امام مالک کا ابتلاء ۱۴۶ھ:۔ والی مدینہ جعفر بن سلیمان سے کسی نے شکایت کردی کہ امام مالک آپ لوگوں کی بیعت کو صحیح نہیں سمجھتے اس پر جعفر کو سخت غصہ آیا اور امام مالک کو بلوا کر کوڑے لگوائے، اُن کو کھینچا گیا اور دونوں ہاتھوں کو کھینچ کر مونڈھے اُتروا دیئے، ان سب باتوں سے امام صاحب کی عزت و وقعت بہت بڑھ گئی اور شہرت دور دراز تک پہونچ گئی۔ بعض کہتے ہیں کہ تقدیم عثمان علی پر وجہ ابتلا ہوئی بعض نے طلاق مکرہ کا مسئلہ بیان کیا کہ امام صاحب اس کو درست نہ کہتے تھے

یہ ابتلاء غالباً ۱۴۶ھ کا ہے اس کے بعد جب خلیفہ منصور حج کے لئے حرمین حاضر ہوا تو امام مالکؒ کا قصاص جعفر بن سلیمان سے لینا چاہا یعنی سزا دینی چاہی مگر امام مالک نے روک دیا اور فرمایا خدا کی پناہ! ایسا نہیں ہوسکتا۔ واللہ! جب بھی مجھ پر کوڑا پڑتا تھا تو میں اس کو اسی وقت حلال و جائز کردیتا تھا بسبب جعفر کی قرابت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ دراوردی کہتے ہیں کہ میں اس وقت موجود تھا جب کوڑے مارے جاتے تھے تو امام صاحب فرماتے تھے اے اللہ! ان کو بخشدے وہ مجھے نہیں جانتے۔ یہ بھی نقل ہے کہ جب آپ کوڑوں کی ضرب سے بیہوش ہوگئے اور گھر پر لائے گئے تو ہوش میں آتے ہی فرمایا کہ تم سب گواہ رہو کہ میں نے اپنے مارنے والے کو معاف کردیا ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ الی الابد۔

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت ۱۵۰ھ، وفات ۲۰۴ھ عمر ۵۴ سال

اسم و نسب:۔ ابوعبداللہ محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع، قریشی، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اعلیٰ عبد مناف میں آپ کا نسب مل جاتا ہے۔ بیت المقدس سے دو مرحلہ پر ایک مقام غزہ یا عسقلان میں آپ کی ولادت ہوئی۔ دو سال کی عمر میں آپ کے والدین آپ کے ساتھ مکہ معظمہ آگئے تھے۔ نہایت تنگدستی میں آپ کی پرورش ہوئی یہاں تک کہ علمی یادداشتوں کیلئے کاغذ میسر نہ ہوتا تو ہڈیوں پر لکھ لیتے تھے۔

تحصیل علم:۔ آپ کی ابتدائی عمر ادب، تاریخ و شعر وغیرہ کی تحصیل میں گذری ایک مرتبہ منیٰ میں تھے کہ پشت کی طرف سے آواز سنی علیک بالفقہ یعنی فقہ سیکھو۔ اس کے علاوہ مسلم بن خالد زنجی نے بھی آپ کی فہم و ذکاوت اور حسن استعداد کا اندازہ کرکے ترغیب دی کہ علم فقہ حاصل کریں چنانچہ اولاً اُن ہی کی شاگردی اختیار کی، پھر امام مالک کی خدمت میں پہونچے اُس وقت موطا حفظ کرچکے تھے اور عمر صرف

Marfat.com

۱۳ سال تھی۔ امام مالک کے سامنے موطأ کی قرأت زبانی کی۔ امام مالک کو تعجب ہوا اور قرأت پسند کی اور فرمایا۔ تم تقوٰی کو اپنا شعار بنانا، ایک زمانہ آئے گا کہ تم بڑے شخص ہوگے۔ یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل میں ایک نور ودیعت کیا ہے معصیت سے اُس کو ضائع نہ کرنا امام شافعی امام مالک کے پاس صرف آٹھ ماہ رہے جیسا کہ تانیب ص۱۸۲ میں ہے۔

امام محمدؒ و امام شافعی کا تلمذ امام مالکؒ سے:۔ امام محمد (استاذ امام شافعی)، امام مالک کی خدمت میں تین سال سے زیادہ رہے ہیں، اسی لئے قاضی ابو عاصم محمد بن احمد عامری نے اپنی مبسوط میں (جو مبسوط سرخسی کی طرح تیس جلدوں میں ہے۔ یہ عامری شیوخ سرخسی کے طبقہ میں تھے) لکھا ہے کہ ایک دفعہ امام شافعی نے امام محمد سے سوال کیا کہ امام ابو حنیفہ اور امام مالک میں سے آپ کے نزدیک کون زیادہ اعلم ہے؟ امام محمد نے کہا کس اعتبار سے؟ کہا علم کتاب اللہ کے اعتبار سے۔ فرمایا ابو حنیفہ، پھر پوچھا علم سنت کے اعتبار سے؟ فرمایا امام ابو حنیفہ معانی حدیث کے زیادہ عالم تھے اور امام مالک الفاظ حدیث کی بصیرت زیادہ رکھتے تھے۔ پوچھا اقوال صحابہ کا علم کس کے پاس زیادہ تھا؟ تو اس پر امام محمد نے دکھلانے کے لئے امام اعظم کی کتاب "اختلاف الصحابہ" طلب کی الخ (پورا واقعہ حسب روایت عامری)۔ واقعہ بظاہر صحیح یہی ہے جس کو الٹ پلٹ کر اور مسخ و تحریف کرکے جھوٹے رواۃ کی روایت سے خطیب وغیرہ نے کچھ سے کچھ کر دیا ہے جو روایت و درایت کی رُو سے مغالطہ آمیزی کا اعلیٰ شاہکار ہے۔ علامہ کوثری نے تانیب، بلوغ الامانی اور احقاق الحق بابطال الباطل فی مغیث الخلق میں ان غلط روایات کی پوری طرح تردید کر دی ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ کے حالات میں ہم بھی کچھ بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

امام شافعی کا پہلا سفر عراق:۔ امام شافعی مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ پہونچے اور وہاں محدث شہیر سفیان بن عیینہ (تلمیذ امام اعظم فی الحدیث) سے حدیث حاصل کی۔ اس کے بعد یمن چلے گئے اور وہاں فکر معاش کی وجہ سے علمی مشاغل سے ہٹ کر بعض ولاۃ و حکام کے یہاں کچھ کام انجام دیکر روزی حاصل کرتے رہے، علامہ ابن عماد حنبلی حافظ ابن عبد البر سے امام شافعی کے تذکرہ میں نقل کرتے ہیں کہ امام شافعی وہاں سے علوی خاندان کے نو اشخاص کے ساتھ گرفتار ہو کر بغداد آئے۔ ہارون رشید اس وقت رقہ میں تھا اس لئے یہ لوگ بغداد سے رقہ آئے اور خلیفہ کے سامنے پیش ہوئے۔ وہاں رقہ کے قاضی امام محمد موجود تھے جو امام شافعی کے محب تھے جب اُن کو معلوم ہوا کہ امام شافعی ہارون رشید کی خلافت پر طعن کرنے کے الزام میں گرفتار ہو کر آئے ہیں تو وہ بہت بے چین ہوئے اور امام شافعی کو بچانے کی فکر میں لگے رہے۔ [illegible] کے بعد وہ لوگ تو قتل کر دیئے گئے، ایک علوی نوجوان اور امام شافعی بچ گئے۔ اس نوجوان نے الزام سے برأت ظاہر کی مگر مسموع نہ ہوئی وہ بھی قتل کر دیا گیا پھر خلیفہ نے امام شافعی سے سوالات کئے اور اس وقت امام محمد بھی دربار میں پہونچ گئے تھے۔ امام شافعی نے کہا میں تو علوی [illegible] ان لوگوں کے ساتھ گرفتار کرکے لایا گیا ہوں میں بنی عبد المطلب سے ہوں اور ان کے ساتھ کچھ تعلق [illegible] بھی ان سب باتوں سے واقف ہیں۔ ہارون رشید نے کہا اچھا آپ محمد بن ادریس ہیں؟ [illegible] خلیفہ نے امام محمد سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ کیا واقعہ اسی طرح ہے جس طرح یہ کہتے ہیں؟ انھوں نے کہا بیشک ایسا ہی ہے اور علم میں ان کا پایہ بہت بلند ہے، جو شکایت ان کی کیگئی ہے وہ ان کی شان سے بعید ہے۔ خلیفہ نے کہا اچھا تو آپ ان کو اپنے ساتھ لے جائیے! میں ان کے معاملہ پر غور کرونگا۔

خود امام شافعی فرماتے ہیں کہ امام محمد مجھ کو اپنے ساتھ لے گئے اور اس طرح وہی میری گلو خلاصی کا سبب ہوئے۔ گویا امام محمد کا یہ سب سے پہلا اور بڑا احسان نہ صرف امام شافعی پر بلکہ ان کے سارے متبعین الیٰ یوم القیامۃ پر ہے کہ امام شافعی کی جان بچائی۔

Marfat.com

رحلت مکذوبہ امام شافعی:۔ مگر افسوس ہے کہ متبعین میں آبری اور محدث بیہقی وغیرہ بھی ہوئے جنہوں نے اس احسان عظیم کی مکافات میں ایک رحلۃ مکذوبہ اپنی کتابوں میں نقل کی۔ پھر امام رازی نے بھی مناقب شافعی میں اس کو نقل کرکے اور آگے چلتا کیا اور آج تک اُس کو نقل کرنے والے اور بہت سے غیر محقق مزاج ہوگئے۔

تحقیق حافظ ابن حجر:۔ چنانچہ حافظ ابن حجر نے توالی التاسیس بمعالی ابن ادریس ص۷۱ میں لکھا کہ اس رحلۃ مکذوبہ کو آبری اور بیہقی وغیرہ نے مطول ومختصر نقل کیا اور امام رازی نے بھی اسی کو چلتا کردیا حالانکہ اس کی کوئی معتمد سند نہیں ہے اور وہ جھوٹ ہے اکثر حصہ اس کا موضوع اور کچھ حصے دوسری روایات کے ٹکڑے جمع کرکے جوڑ دیئے گئے ہیں اور سب سے زیادہ واضح جھوٹ اس میں یہ ہے کہ امام ابو یوسف اور امام محمد نے ہارون رشید کو امام شافعی کے قتل پر آمادہ کیا۔ اور اس کا بطلان دو وجہ سے ہے ایک تو یہ کہ امام شافعی جس وقت بغداد آئے تو اس وقت امام ابو یوسف موجود ہی نہ تھے۔ کیونکہ ان کا انتقال ۱۸۲ھ میں ہو چکا تھا اور امام شافعی پہلی بار ۱۸۴ھ میں اس سے دو سال بعد وہاں پہونچے ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ دونوں اس امر سے بہت برگزیدہ تھے کہ کسی بے گناہ مسلمان کے قتل کے لئے سعی کریں، ان کا منصب عالی اور جلالت قدر اور جو کچھ ان کے دین وتقویٰ کے بارے میں مشہور ومعروف ہے وہ ایسے امور کے قطعاً منافی ہے۔

امام شافعی کا امام محمد سے تعلق وتلمذ:۔ امام شافعی کی ملاقات اس موقعہ پر امام محمد سے ضرور ہوئی ہے اور وہ اُن کو پہلے سے بھی حجاز سے جانتے تھے اور انھوں نے امام محمد سے علم حاصل کیا بلکہ ان کی خدمت میں رہ پڑے تھے۔ نیز حافظ ابن حجر نے ساجی کی ایک دوسری روایت کی بھی تردید کی اور کہا کہ یہ بھی بے سند بات ہے کیونکہ امام محمد نے امام شافعی کے ساتھ ہمیشہ لطف ومحبت اور مساعدت کا معاملہ کیا ہے اور اسی لئے امام شافعی سے بھی ائمہ میں سے کسی امام کے حق میں اتنی ثناء ومدح منقول نہیں ہے جس قدر امام محمد کے بارے میں ہے (واقعی وہ ایسی تعریف کے مستحق بھی تھے) اور یہ خود بہت بڑی تکذیب ۔۔۔ جھوٹ گھڑنے والوں کیلئے ہے جس کی تردید نہیں کی جاسکتی۔

معذرت:۔ راقم الحروف معذرت خواہ ہے کہ ایسے امور کے بیان میں خاص طور سے اطناب وتطویل کو ترجیح دی ہے جس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اردو میں ان بزرگوں کے حالات لکھنے والے ہمارے حنفی علماء نے بھی ضرورت سے زیادہ اختصار سے کام لیا ہے اور ایسے اہم واقعات کا ذکر تک نہیں کیا، ان کی تنقیح، تصحیح وغیرہ تو کیا کرتے اسی لئے ہمارے اکابر کا صحیح اور کامل تعارف بہت کم سامنے آیا، اور دوسری طرف حاسدین ومعاندین برابر ایسی ہی بے سند جھوٹی باتوں کا پروپیگنڈا کرکے عوام وخواص کو اکابر احناف سے بدظن کرتے رہے ہمارا مطمح نظر یہ ہے کہ صحیح واقعات وحالات کے تمام گوشے یک جا ہوکر ضرور سامنے ہوجائیں۔ وبیدہ التوفیق۔ خداتعالیٰ جزائے خیر دے علامہ کوثری کو کہ ان کی وجہ سے ہمیں ایسے تاریخی حقائق کے بیان میں بڑی مدد مل جاتی ہے۔

حاسدین ومعاندین کے کارنامے:۔ رحلۃ مکذوبہ مذکورہ بالا کے ساتھ دونوں مذہب کے بدخواہوں نے اختلاف وتعصب کو ہوا دینے کے لئے دوسری حاشیہ آرائیاں بھی کیں مثلاً کہا گیا کہ امام ابو یوسف اور امام محمد امام شافعی پر حسد کرتے تھے حالانکہ امام شافعی اس زمانہ میں طالب علم کی حیثیت میں تھے اس وقت ان میں کوئی خاص فضل وامتیاز قابل حسد نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ امام شافعی نے جو موطا امام مالک سے روایت کیا تھا اس کا تداول بھی اور موطاؤں کی طرح نہ ہوا کیونکہ وہ ان کی ابتدائی دور کی چیز تھی اور وہ مدینہ سے مکہ ہوکر یمن چلے گئے تھے جہاں عرصہ تک وہ علمی زندگی سے الگ رہے۔

دوسرے اگر امام شافعی اس وقت بھی محسود ہو گئے تھے تو وہ اپنے حاسد امام محمد ہی کا کیوں دامن پکڑتے، ان سے ہی علم حاصل کرتے

Marfat.com

باقاعدہ تلمیذ بنتے اور اپنی کتابوں میں بھی ان سے روایت کرتے اور ہمیشہ بقول حافظ ابن حجرؒ ان کی تعریف بھی سب سے زیادہ کرتے۔ امام محمدؒ کی خدمت میں رہنے کے زمانہ میں امام شافعی اس طرح رہتے تھے کہ راحۃ القلوب میں حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء نے حضرت زبدۃ العارفین خواجہ فریدالدین شکر گنج کا قول ذکر کیا ہے کہ امام اعظم کی شان تو بہت ہی بلند ہے ان کے شاگرد امام محمد کا درجہ تھا کہ جب وہ سوار ہو کر کہیں جاتے تھے تو امام شافعی ان کی رکاب کے ساتھ پیدل چلتے تھے اور فرمایا کہ اسی سے دونوں مذاہب کے فرق کا بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ انتہی ملخصا۔ (حدائق الحنفیہ ص۱۵۱)

پھر یہ بھی ہر دوست دشمن امام محمد کے حالات پڑھ کر جانتا ہے کہ اہل علم میں سے وہ اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے والے تھے چنانچہ علوی کے امان کا مشہور واقعہ اس کے لئے کافی ہے کہ خلیفہ ہارون رشید کے وفور جذبات غیظ و غضب کی کچھ پرواہ نہ کرتے ہوئے امام محمد نے اس کے امان کی آخر تک تائید کی جبکہ دوسرے علماء نے مداہنت کی۔ یہ واقعہ امام محمد کے حالات میں لکھا جائے گا۔ علامہ کوثری نے اس موقع پر لکھا ہے کہ محدث بیہقی کا تعصب تو معرفۃ السنن سے بھی معلوم تھا کہ امام طحاوی پر بے جا الزامات لگائے بلکہ اپنے معائب ان کی طرف منسوب کئے مگر یہ خیال نہ تھا کہ وہ جھوٹے واقعات بلوی ایسے کذاب راوی سے امام ابو یوسف وامام محمد ایسے جلیل القدر ائمہ پر بھی نقل کر دیں گے اور اس امر کی پرواہ نہ کریں گے کہ صحیح تاریخ کی روشنی میں اس قسم کا جھوٹ [illegible] سکے گا تو کتنی فضیحت ہوگی چنانچہ بیہقی پر اعتماد کر کے امام الحرمین [illegible] ابو حامد غزالی و فخر الدین رازی جیسے [illegible] جو خود تنقیح و تمحیص روایات نہ کر سکتے تھے اور ان واقعات کو صحیح [illegible] ان کو نقل [illegible] جذبات غضب سے مجبور ہو کر بے انصافی [illegible] جس کا جواب علامہ کوثری نے احقاق الحق بابطال الباطل [illegible] لکھا اور [illegible] لکھی۔ ارادہ ہے کہ ان مفید و نادر کتابوں کے ترجمے ادارہ نشر العلوم سے شائع کئے جائیں گے۔ [illegible]

غرض امام شافعی کی طرف منسوب ایک رحلہ [illegible] حافظ ابن حجر سے آپ پڑھ چکے [illegible] منہاج میں اور ان سے پہلے مسعودی [illegible] کی تھی جو کہ بلوی مشہور کذاب تھا۔

دوسری رحلۃ مکیہ [illegible] کی گئی بلکہ اس کو دلچسپ قصہ کے طور پر مرتب کر کے [illegible] شائع [illegible] کی طرف [illegible] تاکہ زیادہ رواج ہو اور [illegible] امام شافعی [illegible] بھی دعویٰ کر دیا کہ امام شافعی ۱۶۲ھ میں مدینہ سے عراق چلے گئے تھے تاکہ امام ابو یوسف و امام محمد دونوں [illegible] پہلی سب اکاذیبات صحیح سمجھی جائیں۔ یہ بھی نقل کیا گیا کہ اس وقت امام شافعی نے ان دونوں سے [illegible] ان کے خاص کتب نمارے سے امام اعظم کی کتاب [illegible] تو اس کی تغلیط بھی کرنے لگے اور امام محمد اپنی کتابیں امام شافعی [illegible] نے لکھا کہ امام شافعی ۱۸۴ھ میں وہاں سے واپس ہو کر [illegible] بھی نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ [illegible] امام [illegible] شافعی کتاب [illegible]

Marfat.com

غرض یہ سب واقعات بے بنیاد ہیں اور خود حافظ ابن حجر کی تصریح سے کہ امام شافعی ۱۸۴ھ سے پہلے بغداد پہنچے ہی نہیں۔ یہ سارے اکذوبات حرف غلط کی طرح ختم ہو جاتے ہیں۔ (بلوغ الامانی ص۲۰ تا ص۳۵)

افسوس ہے کہ ہمارے بعض محترم معاصرین نے بھی امام شافعیؒ کے تذکرہ میں مدینہ طیبہ کے بعد عراق کے سفر کا ذکر بے تحقیق کر دیا ہے اور پھر اس چیز کا بھی ذکر تک نہیں کیا کہ عراق پہنچکر امام شافعی نے امام محمد کے پاس برسوں رہ کر وہ علوم حاصل کئے جن سے وہ امام مجتہد بنے کیونکہ ان کی ساری ممتاز علمی زندگی کا دور امام محمد کی خدمت میں رہنے کے بعد ہی سے شروع ہوتا ہے ۱۸۴ھ سے قبل کی زندگی علمی اعتبار سے قابل ذکر نہیں ہے۔

امام شافعیؒ امام محمدؒ کی خدمت میں: - غرض امام شافعی اس الزام سے بری ہو کر جس میں گرفتار ہو کر یمن سے بغداد آئے تھے امام محمد ہی کی خدمت میں رہکر علم فقہ وغیرہ کی تحصیل کرتے رہے، تقریباً ساٹھ دینار صرف کر کے امام محمد کی تصنیفات نقل کرائیں اور خود بھی نقل کی ہوں گی۔ امام محمد سے ایک بختی اونٹ کے بوجھ کی برابر کتابوں کا علم حاصل کیا جو امام شافعی نے ان سے تنہا پڑھیں یعنی دوسرے تلامذہ کے ساتھ جو کچھ علم حاصل کیا وہ اس کے سوا ہے اور اس کی بعد ان کی قدر و منزلت بڑھنی شروع ہو گئی۔

امام محمد کی خصوصی توجہات: - امام شافعی نے ابتداء میں جب کتابیں نقل کرا رہے تھے اور ایک دفعہ کتابیں دینے میں امام محمد صاحبؒ نے کچھ دیر کی تو امام محمد کو چار شعر لکھکر بھیجے جن کا مفہوم یہ تھا کہ اس شخص کو جس کو دیکھنے والوں نے اس کا مثل نہیں دیکھا اور جس نے اس کو دیکھا اس نے گویا اس سے پہلے کے اساتذہ امام کو بھی دیکھ لیا، میرا پیغام پہنچا دو کہ علم اہل علم کو اس امر سے روکتا ہے کہ وہ مستحقین علم سے روکا جائے کیونکہ امید یہی ہے کہ وہ مستحق علم بھی آگے کے مستحق علم ہی کو مستفید کریگا۔

ابن جوزی نے منتظم میں نقل کیا کہ امام محمد ان اشعار کو پڑھکر اتنے مسرور و متاثر ہوئے کہ مطلوبہ کتابیں عاریتاً نہیں بلکہ فوراً ہی بطور ہدیہ امام شافعی کے پاس بھیجدی۔ اس واقعہ کو مع ابیات کے ابن عبد البر نے جامع بیان العلم میں اور صیمری وغیرہ نے بھی مع سند کے نقل کیا ہے اس سے اندازہ کیا جائے کہ امام شافعی جیسے جلیل القدر امام بطور خوشامد جھوٹی تعریف تو کر نہیں سکتے تھے اور وہ امام محمد سے پہلے امام مالک، امام وکیع، سفیان بن عیینہ جیسے جبال علم حدیث و فقہ کو دیکھ چکے تھے پھر بھی اعتراف کیا کہ انھوں نے امام محمد جیسا نہیں دیکھا اور امام محمد ہی کے علم و فضل سے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے فضل و امتیاز کا بھی اندازہ لگالیا اور برملا اس کا اعتراف بھی کر لیا۔ یہ خود ان کی بڑائی و برتری کی بھی بڑی شہادت ہے۔ وھکذا یکون شان اھل العلم والتقی، برحمھم اللہ جمیعا وجعلنا معھم یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم۔

یہ امام شافعی کا قلب سلیم ہی تھا جس کی ہم نوائی اُن کی زبان و قلم نے بھی کی بھر ان کے ہی متبعین میں وہ لوگ ہوئے جنہوں نے اپنے امام کے اساتذہ و اماموں کے ساتھ غیر منصفانہ رویہ جائز رکھا۔ یوں بھی امام شافعی کی علمی زندگی اس کی گواہ ہے کہ ان کے دل میں امام اعظم کی بے حد قدر و منزلت تھی۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں امام ابو حنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر پر روزانہ حاضر ہوتا ہوں اور جب کبھی مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو نفل پڑھکر امام صاحب کی قبر پر حاضر ہوتا ہوں اور وہاں خدا سے اپنی حاجت مانگتا ہوں جس سے بہت جلد میری ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ (موفق ص۱۹۹ ج۲)

مالی امداد: - حافظ ذہبی نے اپنی تاریخ کبیر میں ابو عبید سے نقل کیا کہ میں نے امام شافعی کو دیکھا کہ امام محمدؒ نے اُن کو پچاس اشرفیاں

دیں اور اس سے پہلے پچاس روپے اور دے چکے تھے۔ اور کہا کہ اگر آپ علم حاصل کرنا چاہیں تو میرے ساتھ رہئے۔ یہ بھی فرمایا کہ اس رقم کو لینے میں آپ کوئی تکلف و تامل نہ کریں جس پر امام شافعی نے کہا اگر آپ میرے نزدیک ان لوگوں میں سے ہوتے جن سے مجھے تکلف برتنا چاہیئے تو یقیناً میں آپ کی امداد قبول نہ کرتا۔ اس سے امام شافعی نے اپنے خاص تعلق و یگانگت کا بھی اظہار فرما دیا،

امام شافعی کا حسن اعتراف: - امام شافعی نے یہ بھی فرمایا کہ علم اور اسباب دنیوی کے اعتبار سے مجھ پر کسی کا بھی اتنا بڑا احسان نہیں ہے جس قدر امام محمد کا ہے اور یہ واقعہ ہے کہ امام محمد اکثر اوقات ان کا خیال رکھتے تھے، ابن سماعہ کا بیان ہے کہ امام محمد نے امام شافعی کے لئے کئی بار اپنے اصحاب سے ایک ایک لاکھ روپے جمع کر کے دیئے۔

امام مزنی سے منقول ہے کہ امام شافعی فرماتے تھے۔ ایک دفعہ عراق میں قرضہ کی وجہ سے میں محبوس ہو گیا امام محمد کو معلوم ہوا تو مجھے چھڑا لیا۔ اسی لئے میں ان کا سب سے زیادہ شکرگزار رہوں۔ (کردری ص [illegible])

امام شافعی فرماتے تھے کہ میں نے امام محمد سے زیادہ کسی کو کتاب اللہ کا عالم نہیں دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ان پر ہی اتری ہے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ امام محمد کی کتابیں نقل کرانے میں میں نے ساٹھ اشرفیاں صرف کیں پھر غور و تدبر کیا تو ان کے لکھے ہوئے ہر مسئلہ کے ساتھ ایک ایک حدیث رکھی یعنی سب اقوال و مسائل کو مطابق حدیث نبویہ پایا۔

امام محمد کی مزید نوجہات: - ابن ابی حاتم نے بھی نقل کیا کہ امام شافعی نے فرمایا کہ میں امام محمد کی خدمت میں رہا ان کی کتابیں نقل کیں اور ان حضرات کے اقوال و نظریات پر مطلع ہوا اور جب امام محمد [illegible] تو میں ان کے اصحاب سے بحث و مباحثہ بھی کرتا تھا۔ امام محمد نے ایک روز فرمایا کہ میں نے سنا تم میرے اصحاب سے بحث و مباحثہ کرتے ہو تو آج میرے ساتھ بھی شاہد و یمین کے مسئلہ پر بحث کرو۔ مجھے ادب مانع ہوا انہوں نے بڑے اصرار سے مجھے مجبور کیا [illegible] کیا، مجھے داد دی اور اس کا ذکر ہارون رشید سے بھی کیا، خلیفہ نے بھی اس کو پسند کیا اور مجھے [illegible]

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام محمد امام شافعی پر کس قدر شفقت فرماتے تھے اور [illegible] افزائی فرماتے تھے اور خلیفہ کے یہاں بھی ان کی قدر افزائی [illegible] ادھر امام شافعی کا فرط ادب سے [illegible] سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جو قصے دوسرے [illegible] کے اعتبار سے [illegible] نہیں ہو سکتے [illegible]

علامہ صیمری نے ربیع سے یہ بھی روایت کی کہ امام شافعی نے [illegible] کچھ نہ کچھ ناگواری کے آثار ظاہر کئے [illegible]

خطیب نے امام شافعی کے تذکرہ میں [illegible] ایک روایت امام محمد و امام شافعی [illegible] کی طرف سے بھی تائید امام شافعی کی [illegible] نقل کی ہے [illegible]

خطیب و حافظ کا ذکر خیر: - [illegible] خطیب کی عادت [illegible]

تنبیہ کئے بغیر نقل کر دیا کرتے ہیں اس سے کچھ تعجب [illegible] لئے خطیب کی پیروی کی اور ان سے بھی زیادہ [illegible] حافظ ابن حجر [illegible] حالانکہ وہ یقیناً جانتے ہوں گے کہ [illegible] خطیب کی [illegible]

Marfat.com

کرتے۔ اس لیے یہ عذر بھی نہیں ہو سکتا کہ حافظ نے بیہقی کا اس معاملہ میں اتباع کیا ہو۔ (بلوغ الامانی ص۲۶)

امام شافعی اور اصول فقہ:- امام شافعی نے ابن مہدی کی فرمائش پر اصول فقہ میں "الرسالہ" کے نام سے تصنیف کی جس کی وجہ سے ان کو اصول فقہ کا موسس و بانی بھی کہا گیا ہے مگر یہ غلط ہے کیونکہ ان سے پہلے امام ابو یوسف اصول فقہ پر تصنیف کر چکے تھے اس لئے اصل موسس و بانی تو وہ تھے البتہ امام شافعی نے اصول فقہ شافعی پر سب سے پہلی تصنیف کی ہے۔

فقہ شافعی:- فقہ میں امام شافعی کا خاص طریقہ یہ تھا کہ آپ صحیح احادیث کو لیتے اور حجت سمجھتے تھے ضعیف احادیث کو ترک کر دیتے تھے کسی اور مذہب و فقہ میں ایسا نہیں ہے چنانچہ فقہ حنفی میں بھی حدیث ضعیف قیاس کے مقابلہ میں حجت ہے لیکن دنیا کو پروپیگنڈے کے زور سے باور کرا دیا گیا کہ احناف اہل الرائے و قیاس ہیں حدیث مرسل بھی فقہ حنفی میں قیاس کے مقابلہ میں راجح و مقبول ہے جبکہ بعض دوسرے محدثین اس کو حجت نہیں مانتے۔ غرض احناف کی مظلومیت کی داستان اس قدر طویل ہے کہ شاید بخاری شریف کے آخری پارہ تک ہم اس پر کچھ لکھتے ہی رہیں گے۔ واللہ الموفق

دوسرا سفر بغداد:- امام شافعی دوسری بار امام محمد کی وفات سے ۶ سال بعد ۱۹۵ھ میں بھی بغداد آئے ہیں اور دو سال رہ کر پھر مکہ معظمہ واپس گئے، پھر تیسری بار ۱۹۸ھ میں بغداد آئے اور صرف ایک ماہ قیام کر کے مصر تشریف لے گئے اور وہیں ۲۰۴ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ الی ابد الآباد۔

صاحب مشکوٰۃ کا تعصب:- صاحب مشکوٰۃ نے امام شافعی کے اساتذہ میں امام محمد کا کوئی ذکر نہیں کیا اور نہ پہلی مرتبہ ۱۸۴ھ میں ان کے بغداد آنے کا کوئی تذکرہ کیا۔ شاید اس لئے کہ اس کے ساتھ امام محمد کی خدمت میں رہ کر تحصیل علم کے زمانہ کے حالات کا تذکرہ کرنا ہوتا حالانکہ حافظ ابن حجر وغیرہ سب ہی نے ان باتوں کو پوری فراخدلی کے ساتھ تسلیم کیا ہے۔ دوسری طرف وہ لوگ ہیں کہ امام ابو یوسف و امام محمد سے منافرت اور عناد و عداوت ثابت کرنے کیلئے انھوں نے ۱۹۲ھ میں پھر ہارون رشید کے دربار میں بھی امام شافعی کا بغداد پہنچنا ثابت کرنے کی سعی کی ہے۔ ہمارے بعض معاصرین نے بھی غالباً صاحب مشکوٰۃ وغیرہ کی اتباع میں صرف ۱۹۵ھ اور ۱۹۸ھ کے سفر بغداد کا ذکر کر کے اپنا فرض سوانح نگاری پورا کر دیا اور صحیح حالات کی تحقیق و جستجو کی تکلیف نہ فرمائی ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من آنچہ کرد آں آشنا کرد

صاحب مشکوٰۃ نے امام شافعی کی منقبت میں ایک جملہ یہ بھی فرمایا کہ ان کے لئے علوم و مفاخر اس قدر جمع ہو گئے تھے جو ان سے پہلے کسی امام کے لئے جمع ہوئے نہ ان کے بعد ہوئے اور ان کا ذکر بھی اتنا پھیلا کہ کسی کا نہیں پھیلا تھا۔ عام طور سے تعریف کے موقع پر کچھ زیادہ ہوتی ہے لیکن جب دوسروں کی شان نہیں گھٹائی جاتی اور بھی ذاتی و تقلیدی کے اسباب پیش پڑیں ان کی شان کے مناسب ... سے زیادہ احتیاط ہے۔

امام شافعی کا امام محمد سے خصوصی استفادہ:- اسحاق بن حرب کا بیان ہے کہ میں نے ایک بار امام شافعی کو امام محمد کی مجلس میں دو زانو بیٹھے ہوئے دیکھا کہ غور سے امام محمد کی باتیں سن رہے تھے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی کو دیکھا کہ امام محمد سے بعض مسائل دقیقہ کی شرح کرانے کیلئے عاجزانہ التماس کرتے تھے۔ اسحٰق بن ابراہیم نے کہا امام شافعی پہلے اصحاب حدیث کے مذہب پر تھے پھر جب امام محمد اور ان کے اصحاب کی صحبت میں آئے تو ان سے فقہی مذہب اختیار کیا۔

علی بن حسن رازی کا بیان ہے کہ ایک تقریب نکاح پر چند اصحاب اہل علم جمع ہوئے ان میں امام شافعی بھی تھے فقہ کے کچھ دقیق

Marfat.com

مسائل میں بحث ہونے لگی۔ سفیان بن سحبان نے امام شافعی کو سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ نہ سمجھ سکے تو اور زیادہ ادق مسائل میں مذاکرہ شروع کر دیا جس سے وہ اور زیادہ متحیر و پریشان ہوئے۔ امام محمد کو اس کی خبر ہوئی تو اپنے اصحاب سے فرمایا۔ ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو اور آئندہ کبھی ایسا نہ کرنا کہ وہ پریشان ہوں وہ ہمارے شریک مجلس و مصاحب ہیں۔ پھر بھی سفیان کہا کرتے تھے کہ اگر امام محمد امام شافعی سے خوش عقیدہ نہ ہوتے تو ہم ان سے اچھی طرح بحث و مباحثہ کرتے۔ یہ سفیان امام محمد کے اصحاب میں سے بہت ذکی، ذہین اور طباع تھے اور مزاج میں غالباً شوخی بھی تھی اس لئے امام شافعی کو معاصرانہ چشمک کے باعث ستاتے ہوں گے جس سے امام محمدؒ نے روکا۔

محمد بن شجاع نے کہا کہ ایک دن امام شافعی نے ایک مسئلہ [illegible] پھر فرمایا کہ یہی طرز ہمارے شیخ واستاذ امام محمدؒ کا ہے۔ (کردری صفحہ ۱۵۱)

امام شافعی فرمانے تھے کہ میں نے امام [illegible] تو مجھے علامت کوئی مناسبت پیدا نہ ہوئی سب لوگ علم میں اہل عراق کے دست نگر ہیں۔ اہل عراق اہل کوفہ کے دست نگر ہیں [illegible] (کردری صفحہ ۱۵۲)

امام شافعی نے فرمایا کہ میں نے دس سال امام محمد کی مجالست کی اور [illegible] افادات علمیہ لکھے اور وہ اگر اپنی عقل و فہم کے اندازہ سے ہم [illegible] اسی لئے ہم نے فائدہ اٹھایا۔ (کردری صفحہ ۱۵۵)

ایک دفعہ فرمایا کہ حلال و حرام کے مسائل اور ناسخ و منسوخ احادیث [illegible] (کردری صفحہ ۱۵۵) [illegible] کلمات امام اعظم و استاذ امام محمدؒ کے بارے میں امام صاحب [illegible]

ایک دفعہ امام محمد اور امام شافعی [illegible] رہے۔ امام شافعی کو یہ بات عجیب معلوم ہوئی [illegible] نماز پڑھی تو اور بھی تعجب ہوا۔ پوچھا تو امام محمد نے [illegible] ساری رات جاگ کر [illegible] عبادت و بیداری کو بھول گیا کیونکہ عبادت کرتے [illegible] صفحہ ۱۵۵

اور واقعہ بھی یہی ہے کہ ساری رات [illegible] حضرات کی زندگیوں کے سارے حالات عجیب [illegible]

ایک شخص نے امام شافعی سے کوئی مسئلہ پوچھا [illegible] تم نے بھی کبھی کسی فقیہ کو دیکھا ہے [illegible] امام محمد کو [illegible] آنکھیں [illegible]

حمیدی سے روایت ہے [illegible] کی طرف چلے جایا کرتے تھے [illegible] امام محمد نے تین بار تاکید سے کہا [illegible]

Marfat.com

اب بڑھئی بن گیا ہوں۔ (کردری ص۱۵۲)

محدث محمد بن عبد السلام کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو یوسف سے ایک مسئلہ پوچھا، جواب دیا۔ پھر امام محمد سے وہی مسئلہ پوچھا تو دوسرا جواب دیا اور دلائل سے سمجھایا، میں نے کہا امام ابو یوسف نے تو آپ کے خلاف جواب دیا ہے اگر آپ دونوں مل کر فیصلہ کردیں تو اچھا ہے وہ مسجد میں جمع ہوئے اور دونوں میں بحث ہونے لگی ابتدا میں میں نے کچھ باتیں سمجھیں مگر پھر ایسی باریک باتیں ہونے لگیں کہ میں کچھ نہ سمجھ سکا (کردری ص۱۵۲)۔ یہاں سے چند باتیں معلوم ہوئیں:۔ امام صاحب یا امام ابو یوسف و امام محمد کے مدارک اجتہاد و استنباط بہت بلند تھے کہ اُن کو پوری طرح سمجھنا بڑوں بڑوں کیلئے بھی آسان نہ تھا بقول علامہ کوثری رحمہ اللہ اُن کے باہم تعلقات نہایت خوشگوار تھے جس طرح ایک کنبہ کے افراد کے تعلقات ہوتے ہیں۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ امام شافعی کا تعلق تلمذ امام محمد سے دس سال تک رہا ہے جس کی ابتدا مکہ معظمہ سے ہوئی اور پھر ۱۸۴ھ میں امام شافعی بغداد پہنچے تو غالباً امام محمد کی آخر عمر تک ان کی خدمت میں رہے ہیں۔ امام مزنی امام شافعی کے تلمیذ خاص بھی امام محمد کی بہت زیادہ تعریف کیا کرتے تھے اور اگر کوئی اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتا تو فرمایا کرتے تھے کہ میں تو کم بیان کرتا ہوں امام شافعی کو میں نے اس سے بہت زیادہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ (ملاحظہ ہو کردری ص۱۵۲)

یہ اس لئے لکھا گیا کہ بعد کو امام مزنی میں کسی دوسروں کے اثر سے کچھ فرق ہوگیا تھا جس طرح نضر بن شمیل، اسحٰق بن راہویہ اور نعیم بن حماد خزاعی وغیرہ چند حضرات میں بھی کچھ فرق پڑ گیا تھا۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

بعد وفات امام شافعیؒ کو ربیع بن سلیمان مرادی نے خواب میں دیکھا، پوچھا اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا۔ فرمایا مجھے ایک سنہری کرسی پر بٹھا کر میرے اوپر تازہ بتازہ موتیوں کی بکھیر کی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ الی ابد الآباد۔

دو نایاب علمی تحفے

فصل الخطاب فی مسئلۃ ام الکتاب (عربی)
مسئلہ قراءۃ خلف الامام پر حضرت علامہ کشمیری قدس سرہ کی بے نظیر محققانہ محدثانہ تصنیف جس میں مخالفین کے تمام دلائل کے جوابات بھی دیئے ہیں۔
قیمت دو روپے ۲/- علاوہ محصول ڈاک

السہم المصیب فی الرد علی الخطیب (عربی)
ملک معظم شرف الدین عیسیٰ بن عادل حنفی بادشاہ مصر و شام نے تاریخ خطیب بغدادی کے اُس حصہ کا محققانہ رد کیا ہے جس میں انھوں نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے خلاف نشان واقعات بے سند یا مجروح رواۃ کی سند سے جمع کیے تھے۔ قیمت دو روپے ۲/- علاوہ محصول ڈاک

مکتبہ ناشر العلوم دیوبند (یو۔ پی)

Marfat.com

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت سنہ ۱۶۴ھ ، وفات سنہ ۲۴۱ھ ، عمر ۷۷ سال

اسم ونسب:- الامام الحافظ ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی المروزی رضی اللہ عنہ۔ بغداد میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ اول بغداد کے علما و شیوخ سے علم حاصل کیا پھر کوفہ، بصرہ، یمن، شام وغیرہ اور حرمین شریفین کا بھی سفر کیا۔ شیخ تاج الدین سبکی نے امام ابو یوسف امام شافعی، امام وکیع، یحییٰ بن ابی زائدہ وغیرہم کو آپ کے اساتذہ میں اور امام بخاری، مسلم و ابوداؤد وغیرہ کو تلامذہ میں شمار کیا ہے۔

صاحب مشکوٰۃ نے اکمال میں اساتذہ یزید بن ہارون، یحییٰ القطان، سفیان بن عیینہ، امام شافعی، عبدالرزاق بن الہمام کے نام لکھکر وخلق کثیر سواہم لکھدیا اور امام ابو یوسف کا نام ذکر نہیں کیا۔ امام بخاری کو تلامذہ میں لکھنے کے بعد یہ بھی لکھا کہ انھوں نے اپنی صحیح میں امام احمد سے بجز ایک حدیث کے کوئی روایت نہیں کی جو آخر کتاب العقوبات میں تعلیقاً ہے۔

امام ابو یوسف سے تلمذ:- امام احمد فرمایا کرتے تھے کہ سب سے پہلے مجھے حدیث کا علم امام ابو یوسف ہی کی خدمت میں رہ کر حاصل ہوا پھر اسی میں ترقی کی۔ ابراہیم حربی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے سوال کیا کہ یہ دقیق مسائل آپ نے کہاں سے حاصل کئے؟ تو فرمایا کہ امام محمد کی کتابوں سے۔ (موفق [illegible])

حافظ ابن سید الناس نے شرح السیرۃ وغیرہ میں لکھا ہے کہ امام احمد نے بغداد میں امام ابو یوسف سے پاس فقہ و حدیث کا علم حاصل کیا تین سال تک ان سے پڑھتے رہے اور ان سے بقدر [illegible] کتابیں لکھیں اور امام محمد کی کتابوں سے بھی استفادہ کیا۔ حضرت مولانا عبدالحی صاحبؒ نے التعلیق الممجد میں انساب سمعانی سے یہ نقل کیا کہ امام احمد فرمایا کرتے تھے جب کسی مسئلہ میں تین حضرات کی رائے جمع ہو جائے تو پھر کسی کی بھی مخالفت کی پرواہ نہ کی جائے۔ پوچھا گیا وہ کون ہیں؟ تو فرمایا ابو حنیفہ، ابو یوسف اور محمد بن الحسن کیونکہ ابو حنیفہ قیاس کی بصیرت میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔ ابو یوسف کا علم آثار سے متعلق بہت [illegible] ہے اور محمد عربیت کے امام ہیں۔

اسی طرح وکیع، یحییٰ بن ابی زائدہ، یحییٰ القطان، سفیان بن عیینہ، عبدالرزاق اور یزید بن ہارون بھی امام اعظم کے فن حدیث کے تلامذہ میں سے تھے لیکن تحریر حالات کے وقت بڑے بڑے حضرات بھی حقائق سے چشم پوشی کر جاتے [illegible]

امام یحییٰ القطان امام اعظم سے خاص مستفیدین میں تھے اور امام صاحب [illegible] خدمت میں امام احمد، علی بن مدینی اور یحییٰ بن معین تینوں ایک ساتھ حاضر ہوا کرتے تھے ان کے [illegible] اور یہ تینوں [illegible] باندھے ان کے سامنے کھڑے ہو کر احادیث سنتے اور رجال کا علم حاصل کرتے [illegible] رعب و جلال کا یہ عالم تھا کہ نہ ان کو خود بیٹھنے کی جرأت تھی نہ وہ فرماتے تھے۔ یہ تینوں بھی اپنے وقت کے حدیث و رجال کے بلند پایہ عالم ہوئے ہیں اور تینوں حضرات کی شاگردی کا فخر امام بخاری کو حاصل ہے بلکہ علی بن مدینی اور ابن معین کے بارے میں تو فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے آپ کو صرف ان ہی کے سامنے علمی اعتبار سے حقیر و کمتر پایا ہے۔ یزید بن ہارون کو علامہ ذہبی نے امام صاحب کے تلامذہ حدیث میں شمار کیا ہے یہ ایک مدت تک امام صاحب

Marfat.com

کی خدمت میں رہے اور امام صاحب سے روایت حدیث بھی کرتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ بھی فن حدیث میں امام صاحب کے شاگرد ہیں اور جامع مسانید امام اعظم میں امام صاحب سے روایت حدیث بھی کرتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے مذکورہ حضرات ہیں۔

امام شافعی سے بھی امام احمد کو خصوصی تلمذ کا فخر حاصل تھا اور جب تک امام شافعی بغداد میں رہے وہ ان سے جدا نہیں ہوئے۔ امام شافعی بھی امام احمد سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے اور ان کے ورع و تقویٰ کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ امام شافعی نے قیام مصر کے زمانہ میں خواب دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام احمد کو سلام کہلایا اور خلق قرآن کے مسئلہ میں امتحان پر ثابت قدم رہنے کی تلقین فرمائی۔ امام شافعی نے اس خواب کو لکھ کر امام احمد کے پاس بھیج دیا۔ امام احمد اس کو پڑھ کر بے حد مسرور ہوئے اور اپنا نیچے کا کرتہ اتار کر قاصد کو بطور انعام بخشا۔ وہ شخص واپس مصر پہنچا تو امام شافعی نے فرمایا کہ تکلیف نو میں تمہیں نہیں دیتا کہ وہ کرتا ہی مجھے دیدو البتہ یہ چاہتا ہوں کہ اس کو پانی میں بھگو کر نچوڑ کر اس کا پانی مجھے دیدو تاکہ میں اسی کو بطور تبرک اپنے پاس رکھ لوں۔ (طبقات)

اس واقعہ ابتلا کی تفصیل طبقات شافعیہ وغیرہ میں مذکور ہے جس کو بطور اختصار یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔ خلق قرآن کے مسئلہ کی وجہ سے لوگوں پر ظلم و ستم کا آغاز خلیفہ مامون کے عہد میں ہوا پھر معتصم باللہ اور واثق باللہ کے عہد میں مامون کی وصیت کے باعث اس کی تکمیل ہوئی۔ سب سے پہلے جس شخص نے یہ کہا کہ "قرآن مخلوق ہے" وہ جعد بن درہم تھا جو جہم بن صفوان کا استاد تھا جس کو خالد بن عبداللہ القسری نے قتل کر دیا تھا۔ پھر جہم بن صفوان نے بھی صفت کلام کی حدوث سے کھلم کھلا نفی کا آغاز کیا اور "قرآن قدیم نہیں مخلوق ہے" کا نعرہ لگایا۔ پھر معتزلہ کا دور شروع ہوا انہوں نے بھی صفات باری کا انکار کیا پھر خدا کے کلام کرنے سے انکار کیا و کلم اللہ موسیٰ تکلیما کی تاویل کی کہ خدا نے صفت کلام پیدا کی اور جیسا کہ خدا نے جس طرح اور تمام چیزیں پیدا کی ہیں اسی طرح صفت کلام بھی پیدا کی ہے لہٰذا قرآن مخلوق ہے۔ معتزلہ کا مامون پر اس مسئلہ میں کافی اثر تھا اور اس کے دماغ میں یہ بات بٹھا دی تھی کہ نصاریٰ نے حضرت مسیح کو کلمۃ اللہ کہہ کر ہی خدا کا شریک قرار دیا تھا لہٰذا قرآن کو کلام اللہ غیر مخلوق کہنے سے بھی لوگ خدائی میں شرک کرنے لگیں گے۔ مصری علماء میں سے بشر بن غیاث بھی ان کا طرف دار ہو گیا تھا جو امام ابو یوسف کے شاگرد تھے اور امام ابو یوسف نے ان کو سمجھانے کی سعی کی جب وہ نہ مانے تو اپنی مجلس سے نکلوا دیا تھا۔

معتزلہ کی تحریک اگرچہ ہارون رشید کے زمانہ میں شروع ہو چکی تھی مگر وہ ان سے متاثر نہ ہوا تھا بلکہ بشر کے بارے میں شکایت پہنچی تو اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر اس کے دور میں وہ روپوش ہو گیا تھا۔

علماء میں سے احمد بن ابی داؤد معتزلی پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس نے ہی مامون کو خلق قرآن کے مسئلہ میں زیادہ متشدد پسند بنا دیا تھا اور کہا جاتا ہے کہ سب احکام اسی کے اشارے پر دیئے جاتے تھے جس کو مامون نے اپنا وزیر و مشیر بھی بنا لیا تھا۔ مامون نے تمام علماء و محدثین پر دار و گیر کا سلسلہ اپنے نائب اسحٰق بن ابراہیم کے ذریعہ قائم کیا تھا جو بغداد میں رہتا تھا۔ اس نے امام احمد کو بلا کر پوچھا کہ قرآن کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ امام احمد نے کہا قرآن کلام الٰہی ہے۔ اسحٰق نے کہا کیا وہ مخلوق ہے؟ امام احمد نے کہا وہ کلام الٰہی ہے اور میں اس سے زیادہ کچھ کہنے کو تیار نہیں ہوں۔ اسحٰق نے کہا کہ خدا کے مشابہ تو کوئی نہیں ہو سکتا۔ امام احمد نے کہا کہ میں بھی لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر مانتا ہوں۔ اسحٰق نے کہا خدا کے سمیع و بصیر ہونے کے کیا معنی ہیں۔ امام احمد نے کہا اس نے جیسا اپنا وصف بیان کیا ہے ویسا ہی ہے۔ اسحٰق نے کہا اس کے کیا معنی ہوئے؟ امام احمد نے کہا میں نہیں جانتا

Marfat.com

بس وہ ویسا ہی ہے جیسا اس نے اپنا وصف بیان کیا۔

اسحٰق نے اور لوگوں کے جوابات کے ساتھ امام احمد کا بیان بھی قلمبند کر کے مامون کے پاس بھیجا جس کے جواب میں مامون نے لکھا کہ احمد کو بتا دو کہ امیر المومنین اس کے مفہوم و منشا سے پوری طرح واقف ہیں۔ اس مسئلہ میں وہ اس کے جاہلانہ عقیدہ سے مطلع ہوئے اس کا خمیازہ بہر حال اُسے اٹھانا پڑے گا۔ اور اسی طرح دوسرے علماء کو بھی تخویف و تہدید کی جنہوں نے خلق قرآن کا عقیدہ تسلیم نہیں کیا تھا ان کے لیے تعذیب کا حکم بھیجا چنانچہ ایسے سب حضرات پر خوب ظلم و ستم کیے گئے اور جو لوگ ضعیف جسم کے تھے وہ ان مظالم کی تاب نہ لا کر شہید ہو گئے۔ امام احمد باقی رہے جو برابر کوڑے کھاتے رہے اور محبوس رہے، مامون کے بعد معتصم باللہ کا دور آیا جو علم سے بھی کورا تھا اس نے تمام اختیارات احمد بن ابی داؤد کو سپرد کر دیئے۔ معتصم نے دربار میں بلا کر امام احمد کو سمجھانے کی سعی کی مگر لاحاصل سختیاں بھی کیں، جب دیکھا کہ امام احمد کسی طرح نہیں مانتے تو جیل سے رہا کر کے بھیج دیا گیا معتصم کے بعد واثق باللہ کا دور آیا تو امام احمد کے پاس لوگوں کے آنے جانے کی ممانعت کر دی گئی اور وہ گھر میں ہی بطور نظر بند رہنے لگے حتی کہ نماز وغیرہ کے لیے بھی گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے۔

واثق کے بعد امام احمد کا ابتلائی دور ختم ہو گیا جو تقریباً پانچ سال یعنی ۲۳۲ھ تک جاری رہا تھا اور وہ درس و تحدیث کی مسند پر رونق افروز ہوئے۔ پہلے بھی اشارہ ہو چکا کہ اس ابتلاء میں نہ صرف امام احمد ہی ماخوذ تھے بلکہ دوسرے علماء حق بھی تھے متعدد شہروں سے فقہاء و محدثین گرفتار ہو کر آتے اور سختیاں جھیلتے تھے چنانچہ فقیہ مصر بویطی تلمیذ امام شافعی بھی انکار خلق قرآن کے باعث قید ہوئے اور حالت قید ہی میں وفات پائی۔ نعیم بن حماد بھی قید ہوئے اور جیل خانہ ہی میں وفات پائی اور بہت سے ابتدائی دور ابتلاء میں ساتھ ہی جو گرفتار ہوئے تھے مظالم کی تاب نہ لا کر شہید ہو چکے تھے۔ بہر حال امام احمد نے بھی صبر و استقلال و عزیمت کا حق پورا ادا کیا وہ قابل تقلید شاہکار رہے۔

تصانیف:۔ امام احمدؒ کی مشہور و مقبول ترین تالیف آپ کی مسند ہے جس میں کچھ زیادات آپ کے صاحبزادے عبداللہ نے اور کچھ راوی مسند مذکور ابوبکر قطیعی نے کئے ہیں۔ مسند مذکور ۱۸ مسندوں پر مشتمل ہے۔ مسند مذکور کو امام احمد نے بطور بیاض جمع کیا تھا ترتیب نہیں دی تھی۔ یہ خدمت شیخ عبداللہ مذکور نے انجام دی جس میں بہت سی اغلاط بھی ہو گئیں۔ اصفہان کے بعض محدثین نے اس کو ترتیب ابواب پر بھی مرتب کیا تھا مگر وہ شائع نہ ہو سکا۔ البتہ اب مصر سے الفتح الربانی کے نام سے فقہی ابواب کی ترتیب سے مع حواشی کے تقریباً ۲۳-۲۴ سال سے زیر طبع ہے غالباً ۲۲ حصے طبع ہو چکے ہیں اور ۲-۳ حصے مزید طبع ہو کر [illegible] انشاء اللہ۔ امام احمد نے اس مسند کو ۷½ لاکھ احادیث سے منتخب کر کے تالیف کیا ہے جس میں [illegible] چالیس ہزار ورنہ تیس ہزار احادیث ہیں۔ امام احمد نے یہ بھی فرمایا کہ اس کتاب کو معیار و مرجع بنایا [illegible] نہ ہو اس کو غیر معتبر سمجھا جائے۔ مگر شاہ عبدالعزیز صاحب نے بستان میں فرمایا کہ اس سے [illegible] احادیث ہو سکتی ہیں جو درجۂ شہرت یا تواتر معنی کو نہیں پہنچیں ورنہ ایسی احادیث مشہورہ صحیحہ [illegible] ہیں۔ ابو زرعہ کا بیان ہے کہ امام احمد کو دس لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں۔ امام احمد کی دوسری تصانیف یہ ہیں۔

ایک جزو تفسیر، کتاب الزہد، کتاب الناسخ والمنسوخ، کتاب المناسک الکبیر، کتاب المناسک الصغیر، کتاب حدیث شعبہ

Marfat.com

کتاب فضائل صحابہ، کتاب مناقب صدیق اکبر و حسنین رضی اللہ عنہم۔ ایک کتاب تاریخ میں، کتاب الاشربہ

ثنائے اماثل:۔ اسحٰق بن راہویہ کا قول ہے کہ امام احمد اس زمین پر اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان بطور حجت ہیں۔ امام شافعی نے فرمایا کہ میں بغداد سے نکلا تو اس میں امام احمد سے زیادہ اورع، اتقی، افقہ، واعلم نہیں چھوڑا۔ ابو داؤد سجستانی نے فرمایا کہ امام احمد کی مجلس آخرت کی مجلس تھی اس میں کوئی بات دنیا کی نہیں ہوتی تھی۔

حسن بن العزیز کے پاس ورثہ میں ایک لاکھ اشرفی مصر سے آئیں۔ انھوں نے تین تھیلیاں ایک ایک ہزار کی امام احمد کی خدمت میں بھیجیں اور کہا کہ یہ حلال وطیب مال ہے اس سے اپنی ضرورتوں میں مدد لیجئے۔ امام احمد نے اُن کو واپس کر دیا کہ میرے پاس بقدر ضرورت کافی ہے۔ عبد الرحمٰن بن احمد کا بیان ہے کہ میں اپنے والد کو اکثر یہ دعا کرتے ہوئے سنتا تھا کہ یا اللہ جس طرح آپ نے میری پیشانی کو اپنے غیر کے سجدہ سے بچایا اسی طرح اپنے غیر کے سوال سے بھی اس کو بچائیے۔

فقہ حنبلی کے پانچ اصول:۔ (۱) کسی مسئلہ کے متعلق نص صریح موجود ہو تو کسی کی مخالفت کی پرواہ کئے بغیر اس نص پر عمل کرنا چنانچہ مبتوتہ کے لئے امام احمد کے نزدیک فاطمہ بنت قیس کی حدیث کی وجہ سے نفقہ و سکنی دونوں واجب نہیں امام مالک و شافعی کے نزدیک سکنی ہے نفقہ نہیں۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ نفقہ و سکنی دونوں واجب ہیں۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ کی مرویہ حدیث کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی مخالفت کی وجہ سے رد کر دیا تھا۔ معلوم ہوا کہ ایسی جگہ خبر واحد پر عمل درست نہ ہوگا جہاں اس کی وجہ سے کتاب اللہ و سنت مشہورہ کا ترک لازم آئے۔ اور یہی اصول حنفیہ کا ہے جس کی تائید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول مذکور سے بھی ہو رہی ہے۔

(۲) فتاویٰ صحابہ کی حیثیت حتیٰ کہ حافظ ابن قیم نے تصریح کی کہ امام احمد کے نزدیک فتاویٰ صحابہ کی اہمیت حدیث مرسل سے بھی زیادہ تھی۔ اسحٰق بن ابراہیم نے امام احمد سے دریافت کیا کہ آپ کو صحیح مرسل حدیث زیادہ محبوب ہے یا صحابی کا صحیح اثر؟ فرمایا صحابی کا صحیح اثر

(۳) جس مسئلہ میں صحابہ کا اختلاف ہو اس میں جس کا قول کتاب و سنت سے قریب ہو اسی کو اختیار کرنا۔ یہی مسلک امام ابوحنیفہ کا ہے

(۴) ضعیف و مرسل حدیث کو قیاس پر مقدم رکھنا۔ یہی اصول احناف کا بھی ہے۔

(۵) قیاس کا استعمال صرف اس وقت کرنا جب کسی مسئلہ میں کوئی منصوص حکم نہ ملے یہی اصول احناف کا بھی ہے۔

امام احمد اور ائمۂ احناف:۔ جیسا کہ ابتداء میں ذکر ہوا امام احمد ائمہ احناف کی طرف کافی میلان رکھتے تھے اور ان کی شاگردی کی ہے مگر پھر جب وہ فقہ و استنباط احکام سے کچھ زیادہ خوش نہ رہے اور اپنے مسائل سے بھی رجوع کیا بلکہ روایت حدیث سے بھی تورع اختیار کر لیا تھا۔ پھر ممکن ہے دور میں حنفی قضاۃ کے رویہ کی وجہ سے بدظنی پیدا ہوئی ہوگی اس لئے اسی دور میں ائمہ احناف کے بارے میں بھی کچھ باتیں ایسی فرمائیں جو ابتدائی دور کے اقوال سے مختلف تھیں مگر پھر آخر میں بھی امام ابوحنیفہ وغیرہ کے بارے میں اچھی رائے کا اظہار فرماتے تھے جیسا کہ ان کے خاص شاگرد ابوالورد نے اپنی کتاب اصول الدین میں ذکر کیا اور اسی کو علامہ سلیمان بن عبد القوی الطوفی حنبلی نے بھی شرح مختصر الروضہ میں نقل کیا یہ کتاب مکتبہ ظاہریہ دمشق میں موجود ہے۔ (بلوغ الامانی ص۵۲)

ترجمہ کتاب استاذ محمد ابو زہرہ "امام احمد بن حنبل" (شائع کردہ مکتبہ سلفیہ لاہور) ص۔۔۔ پر جو یہ لکھا گیا ہے کہ "امام احمد باوجود غیر معمولی فقہی شغف کے فقہاء عراق مثلاً امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ کے نتائج فکر سے متفق نہیں تھے" اس سے ہمیں اتفاق نہیں کیونکہ امام

Marfat.com

احمد فرماتے تھے کہ جس قول پر امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف و امام محمد متفق ہو جائیں تو پھر کسی کی مخالفت کی پرواہ نہ کرنی چاہیے۔

اسی طرح کتاب مذکور میں امام احمد کے اساتذہ میں امام ابو یوسف کو کوئی خاص مقام نہیں دیا گیا حالانکہ سب سے پہلے امام احمد ان ہی کی خدمت میں رہ کر تین سال حدیث و فقہ حاصل کرتے رہے اور بقدر تین الماریوں کے ان کے پاس سے کتابیں لکھیں اور امام ابو یوسف کو آثار و حدیث کا سب سے بڑا عالم بھی کہتے تھے۔ ص ۳۴۵ میں امام ابو حنیفہ کی طرف خبر واحد صحیح پر قیاس کو ترجیح دینے کی نسبت بھی صحیح نہیں ہے اسی طرح اور بھی قابل تنقید امور ہیں۔ و لذکرہ محل آخر ان شاء اللہ

فقہ حنبلی کے تفردات

بطور نمونہ بعض تفردات بھی ذکر کیے جاتے ہیں تاکہ ناظرین کو بصیرت ہو

(۱) جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اس کو سات مرتبہ دھو کر آٹھویں مرتبہ مٹی سے مانجھا جائے۔ دوسرے ائمہ اس کے قائل نہیں ہیں۔ (۲) دوسری نجاستوں کو پاک کرنے میں بھی امام احمد کا راجح قول یہی ہے کہ سات مرتبہ دھونا ضروری ہے دوسرے ائمہ تین بار کافی سمجھتے ہیں۔ (۳) اگر کسی شخص کے پاس پانی کے دو برتن ہیں، پاک پانی ہو اور دوسرے میں نجس، پھر اس میں شک ہو جائے کہ کون سا پاک ہے تو دونوں پانی کو پھینک کر تیمم کرنا چاہیے۔ امام ابو حنیفہ و شافعی تحری کرتے ہیں، مالکی کہتے ہیں کہ دونوں سے وضو کرکے نماز پڑھے۔ (۴) مشرکوں کے برتن نجس ہیں بغیر پاک کیے ان کا استعمال جائز نہیں۔ دوسرے ائمہ نجس نہیں سمجھتے۔
(۵) نیند سے اٹھ کر ہاتھ دھونا واجب ہے، دوسرے ائمہ مستحب کہتے ہیں۔ (۶) وضو میں مضمضہ و استنشاق فرض ہے، دوسرے ائمہ مستحب کہتے ہیں (۷) اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے خواہ کچا کھائے یا پکا ہوا، دوسرے ائمہ کے نزدیک اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

ائمہ اربعہ کے ابتلاؤں پر ایک نظر

امام اعظم ابو حنیفہ نے سب سے پہلے ابتلائی مصائب میں قدم رکھا [illegible] ہیں کہ عہدہ [illegible] ان [illegible] حکومت [illegible]
اختلاف ہی کا نتیجہ تھا۔ اول امام صاحب [illegible] غلط کاریوں کے باعث آپ [illegible] امام صاحب [illegible] علمی و دینی منصب اور علماء [illegible] میں عوام [illegible] مقبولیت [illegible] بنا یا گیا۔ امام صاحب نے [illegible] قید و بند کی مصیبت [illegible] کیا۔

[illegible] میں [illegible] منصور نے قاضی القضاۃ کا عہدہ پیش کیا [illegible] آپ کے [illegible] کہ اس عہدہ کے لیے وہ شخص موزوں ہو سکتا ہے جس کا اتنا اقتدار [illegible] آپ پر [illegible] احکام نافذ کر سکے اور میں ایسا نہیں [illegible] خلیفہ نے کہا کہ اگر [illegible] تو آپ بہت [illegible] تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ سے زیادہ [illegible] نہیں کیونکہ [illegible] یہ ہے کہ آپ بیت المال [illegible] دیتے ہیں جس کا [illegible] بھی مستحق نہیں [illegible] صاحب کے [illegible] اور دربار کو [illegible] صاحب نے پھر [illegible] فرمایا کہ میں اس عہدہ کے لائق نہیں ہوں خلیفہ کو اور غصہ [illegible] فرمایا کہ اب تو آپ نے خود ہی فیصلہ کر دیا [illegible] اہل نہیں ہوں کیونکہ جھوٹے کو ایسا [illegible]

نے حلف اٹھایا کہ آپ کو یہ عہدہ ضرور قبول کرنا پڑے گا۔ امام صاحب نے فوراً ہی جوابی حلف اٹھایا کہ میں ہرگز قبول نہیں کروں گا۔ وزیر دربار نے امام صاحب کو توجہ دلائی کہ آپ امیر المومنین کے مقابلہ میں ان کے حلف پر حلف اٹھا رہے ہیں ایسا تو نہ کیجئے! امام صاحب نے بڑے اطمینان قلب کے ساتھ فرمایا کہ میں نے غلطی نہیں کی۔ اگر امیر المومنین چاہیں تو وہ مجھ سے زیادہ سہولت سے کفارۂ حنث ادا کرنے پر قادر ہیں۔ گویا سر دربار ہی یہ بھی کہہ ڈالا کہ اگر خلیفہ چاہے تو حلف کے خلاف کرے، میں اپنے حلف کے خلاف کرنے والا نہیں ہوں۔

اللہ اکبر! یہ بھی جرأت ایمانی اور قوت قلب جس کی نظیر مشکل سے ملے گی۔ کتب تاریخ میں ہے کہ امام صاحب کی اس جرأت و بیباکی پر تمام درباری حیرت زدہ تھے۔ چنانچہ اسی مجلس میں اسی وقت خلیفہ کے چچا عبد الصمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے خلیفہ کو آگے قدم بڑھانے سے روکا اور کہا کہ یہ آپ کیا غضب کر رہے ہیں؟ ابھی آپ کے مقابلہ پر ایک لاکھ تلواریں میانوں سے نکل کر آجائیں گی۔ یہ معمولی شخص نہیں ہے یہ فقیہ عراق ہے یہ تمام اہل مشرق کا پیشوا ہے۔ اس پر خلیفہ نے بھی معاملہ کی نزاکت کا احساس کیا، اس کی تلافی کے لئے ہر کوڑے کے مقابلہ میں ایک ہزار درہم کا حساب کر کے تیس ہزار درہم امام صاحب کی خدمت میں بطور معذرت و اظہار افسوس پیش کئے عبد العزیز کہتے ہیں کہ اس وقت روپیہ بہت کم تھا اور گویا اس وقت کا ایک روپیہ آج کے ایک سو روپیہ کے برابر تھا یعنی تیس ہزار تیس لاکھ کے برابر تھے مگر جس وقت یہ عظیم القدر رقم امام صاحب کے سامنے لائی گئی تو اس کو ٹھکرا دیا۔ کسی نے عرض کیا کہ لیکر صدقہ کر دیجئے گا تو ناراض ہو کر فرمایا کیا ان لوگوں کے پاس کوئی حلال کی کمائی ہے، کیا ان کے پاس کچھ حلال طیب مال ہے کہ میں اس کو لیکر فقراء کو دیدوں یعنی ایسے مال کا صدقہ بھی درست نہیں۔

ملوک و امراء کے ہدایا و تحائف ہمیشہ اسی جرأت سے رد کر دیتے تھے اور اسی طرح عہدہ قضا کو بھی بار بار ٹھکرایا ہے اور بالآخر قید و بند کو بھی گوارا کیا۔ جیل میں حکم تھا کہ ہر روز دس کوڑے آپ کے مارے جائیں مگر آپ نے انکار کیا پھر ایک سو کوڑوں کا حکم ہوا اس پر بھی وہی انکار رہا۔ دس دس روز تک کھانے پینے سے روکا گیا۔ یہ بھی ایک روایت ہے کہ زہر کا پیالہ پیش کیا گیا۔ آپ نے پہچان کر پینے سے انکار کیا کہ خودکشی کا شائبہ ارتکاب نہ ہو مگر اس کے پینے پر مجبور کیا گیا اور منھ میں ڈال دیا گیا۔ جب وفات کا وقت قریب ہوا تو سجدہ میں گر گئے اور تقریباً تین سال کی قید کے بعد اسی جیل کی چہار دیواری میں واصل بحق ہوئے۔

قاضی حسن بن عمارہ نے (جو آپ کے عاشق و محب صادق تھے) آپ کو غسل دیا اور انھوں نے ہی نماز جنازہ پڑھائی۔ خطیب نے نقل کیا ہے کہ لوگ بیس روز تک آتے اور نماز پڑھتے رہے۔ خلیفہ بھی جنازہ پر حاضر ہوا اور اپنے کئے پر سخت افسوس کرنے لگا۔ پہلی بار نمازیوں کی تعداد پچاس ہزار تھی۔ لیکن لوگ آتے رہے یہاں تک کہ چھ بار نماز ہوئی۔

درحقیقت انھوں نے حکومت سے باہر رہ کر بادشاہوں سے زیادہ بادشاہی کی۔ پھر ان کی آنکھیں دیکھنے والے تربیت یافتہ حضرات نے بھی اسی طرح بادشاہی کی جیسا کہ امام ابو یوسف اور امام محمد کے واقعات اس پر شاہد ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین۔

یہ وہ دور تھا کہ منصب قضاء وغیرہ کے لئے بہت سے لوگ دل و جان سے آرزو کرتے تھے ایک تنہا امام صاحب ہیں جو بار بار منصب خلافت کو ٹھکرا کر مصیبتوں کا پہاڑ سر پر اٹھاتے ہیں۔ امراء و ملوک کے ہدایا و تحائف کبھی قبول نہیں کرتے تھے اور اگر کبھی کسی مصلحت یا احباب کے زور دینے پر قبول کیا تو بدستور امانت رکھوا دیئے کہ مرنے کے بعد واپس کر دیئے جائیں۔ اور واپس کئے گئے۔

کہا گیا ہے کہ امام صاحب مالدار تھے اس لئے ان کے ہدایا قبول نہ کرتے تھے اور امام احمد نادار ہونے کے باوجود قبول نہ کرتے تھے

Marfat.com

لیکن اس طرح موازنہ کرنے والوں نے یہ نہیں دیکھا کہ امام صاحب نے قید و بند کے زمانہ میں بھی اپنی خورد و نوش کے لئے ایک پیسہ حکومت یا کسی مالدار سے نہیں لیا بلکہ اس ناداری کے وقت بھی کوفہ سے اپنے خرچ کے لئے گھر سے منگاتے تھے حتیٰ کہ ایک دفعہ روپے پہنچنے میں دیر ہوئی تو اپنے صاحبزادہ کو شکایت کہلائی کہ میرا خرچ معمولی ستو وغیرہ کا ہے اس کے بھیجنے میں بھی تم بخل کرتے ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام صاحب بہت کم خوراک اور معمولی خوراک کے عادی تھے۔

غرض امام صاحب نے گھر کی راحت و عیش اور عزت کی زندگی چھوڑ کر مناصب حکومت کو ٹھکرایا اور مصائب و ذلتیں برداشت کیں مال و دولت کو چھوڑ کر اولاد کے چند دراہم بھیجنے پر زندگی بسر کی جس پر امام احمد خود فرمایا کرتے تھے کہ انھوں نے وہ مقام حاصل کیا جس کو حاصل کرنے کی دوسرے ہوس نہیں کر سکتے۔ امام احمد کا ابتلاء یقیناً بہت بڑا ہے اور ان کی ثابت قدمی بھی بے نظیر ہے مگر ان کے ساتھ اور بہت سے علماء و مشائخ شریک ابتلاء تھے اور نہ صرف امام احمد اس وقت مصائب کا شکار ہوئے تھے بلکہ دوسرے بعض وہ بھی تھے جو کہ مصائب کی تاب نہ لا کر شہید ہوئے اور کچھ جیل ہی میں فوت ہوئے۔

دوسرے خلق قرآن کا مسئلہ تھا بھی اسی قدر اہم کہ معتزلہ کے غلط نظریہ کے مقابلہ پر تمام اہل حق کو ایک صف میں کھڑا ہونا ہی چاہیے تھا۔ اس لئے امام احمد اور دوسرے حضرات نے جو کچھ قربانیاں دیں وہ وقت کے اہم فریضہ کی ادائگی کے مرادف ہیں۔ البتہ امام صاحب نے جن نظریات کے ماتحت ایک جائز امر کے قبول سے ابا کر کے بڑی بڑی تکالیف اٹھائیں اور پھر جیل ہی کی زندگی میں وفات پائی اور تنہا میدان میں آئے اس لئے ان کی قربانی نمبر اول پر آجاتی ہے۔ دوسرے درجہ میں امام احمد اور ان کے ساتھ دوسرے شریک ابتلا ہیں تیسرے نمبر پر امام مالک ہیں کہ انھوں نے بھی حکومت وقت کی ناراضی کی پرواہ کیے بغیر کلمۂ حق کہا اور تکالیف برداشت کیں۔ چوتھے نمبر پر امام شافعی کا ابتلاء ہے کہ یمن سے گرفتار ہو کر بغداد لائے گئے مگر امام محمد وغیرہ کی سعی سے بری ہو گئے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

امام احمد کے واقعۂ ابتلاء کو بعض اہل قلم نے بہت بڑھا چڑھا کر اور تاریخ گو [illegible] فن کمال بنا کر نہایت دلکش و موثر انداز میں پیش کیا ہے۔ اس طرح سے امام صاحب کے واقعۂ ابتلاء کو آج تک کسی نے پیش کرنے کا حوصلہ نہیں کیا اور ہم نے بھی یہی بات زیادہ پسند کی کہ سادے و مختصر انداز میں دونوں بزرگوں کے حالات لکھنے پر اکتفا کریں۔ موازنہ و محاکمہ کی ذمہ داریاں ناظرین کی طبائع سنبھالیں گی تو زیادہ اچھا ہے۔ واللہ المستعان

نطق انور

یعنی ملفوظات گرامی حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ صاحب [illegible]

مرتب ''انوار الباری شرح اردو صحیح بخاری'' نے حضرت کے جو ملفوظات گرامی [illegible] قلمبند کئے تھے اور ان کا کچھ حصہ ماہنامہ ''نقش'' دیوبند میں ۱۲-۱۳ اقساط میں [illegible] کتابی صورت میں لکھوایا جا رہا ہے جن کا حصہ اول تقریباً دو [illegible] صفحے عنقریب شائع ہو جائے گا۔ تقطیع $\frac{20 \times 30}{16}$ اعلیٰ کاغذ وطباعت، قیمت دو روپے علاوہ محصول ڈاک

مکتبہ ناشر العلوم۔ دیوبند، یوپی

Marfat.com

تدوینِ فقہ حنفی

امام اعمش سے اگر کوئی مسئلہ پوچھتا تو فرماتے کہ ابوحنیفہ کے حلقہ میں جاؤ۔ وہاں جو مسئلہ پیش ہوتا ہے اس پر وہ لوگ یہاں تک غور کرتے ہیں کہ وہ روشن ہو جاتا ہے۔ اس موقعہ پر اگر یہ دعوی کیا جائے کہ جتنی حدیثیں ممالک اسلامیہ میں پہنچی تھیں وہ سب امام صاحب کے اجتہاد کے وقت موجود تھیں تو بے موقع نہیں بلکہ بعض محدثین نے تو صاف کہدیا کہ صحابہ کا کل علم امام صاحب اور ان کے اصحاب میں موجود تھا جس سے ثابت ہے کہ فقہ حنفی سے کوئی حدیث خارج نہ رہی۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی رائے گرامی: حضرت علامہ کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ حنفیہ کی اکثر جزئیات احادیث کے ماتحت نکلینگی بخلاف دیگر مذاہب کے کہ ان کے یہاں تخصیصات زیادہ ہیں اسی لئے حنفیہ کا مذہب زیادہ اسفر ہے"۔ اسی وجہ سے اکابر محدثین نے ان کے اقوال پر فتوی دیئے اور ان کے فقہ کی توثیق کی۔ علامہ کردری نے مناقب میں ابن جریج کا قول نقل کیا ہے کہ ما افتی الامام الا من اصل محکم امام صاحب کا ہر فتوی ایک اصل محکم پر مبنی ہے یعنی قرآن وحدیث پر۔

امام صاحب کے شیوخ: امام اعظم نے چار ہزار شیوخ سے احادیث حاصل کیں اور عبداللہ بن مبارک نے بھی چار ہزار شیوخ سے حاصل کیں جو امام صاحب کی مجلس کے بڑے رکن تھے اور آخر تک امام صاحب ہی کے پاس حاضر باش رہے۔ پھر اصحاب امام میں سے جو حضرات تدوین فقہ کی مجلس کے ارکان خصوصی تھے ان میں سے بقول امام وکیع حفص بن غیاث، یحیی بن ابی زائدہ، حبان بن علی اور مندل تو خاص طور پر حدیث میں ممتاز تھے۔ پھر صدہا محدثین ہر ملک سے حدیث کے ذخائر حاصل کر کے آتے تھے اور امام صاحب کی خدمت میں حدیث وفقہ وغیرہ کی تحصیل کے لئے موجود رہتے تھے۔

امام صاحب کے دور میں حدیث: اس طرح خیال کیجئے کہ امام صاحب کے پاس تدوین فقہ کے طویل زمانہ میں لاکھوں احادیث رسول و آثار صحابہ و تابعین کا ذخیرہ بہترین اسناد سے ہر وقت موجود رہتا تھا۔ یہ بھی واضح ہو کہ جتنا زمانہ گذرتا گیا اور عہد رسالت سے بعد ہوتا گیا علم میں کمی آتی گئی صحابہ کے زمانہ میں جس قدر علم تھا وہ تابعین کے عہد میں نہ رہا اور اسی طرح انحطاط ہوا۔

امام صاحب کے زمانہ کا علم: امام صاحب کے زمانہ میں جس درجہ کا علم تھا اور جیسے جیسے جلیل القدر محدثین وفقہا تھے وہ بعد کو نہیں ہوئے دیکھئے! امام احمد کو محدثین نے آٹھویں طبقہ میں لکھا ہے ان کو ساڑھے دس لاکھ احادیث پہونچی تھیں، امام بخاری نویں طبقے میں ہیں اور ان کو صرف چھ لاکھ پہونچیں صرف ایک طبقہ کے ہی تقدم و تاخر سے اتنا فرق ہو گیا کہ ۴ لاکھ احادیث کم ہو گئیں۔ یہ اس کے باوجود ہے کہ امام بخاری امام احمد کے شاگرد ہیں جنہوں نے ساڑھے سات لاکھ احادیث سے مسند احمد کو مرتب کیا ہے اور امام احمد کے علاوہ ایک ہزار شیوخ امام بخاری کے اور تھے تو گویا ان سب سے حاصل شدہ احادیث امام بخاری کے پاس صرف ۶ لاکھ تھیں۔ اسی سے قیاس کر لیجئے کہ امام صاحب پانچویں طبقہ میں تھے انکو خود کتنی احادیث چار ہزار اساتذہ سے پہونچی ہونگی جبکہ امام بخاری کو ہزار ہی اساتذہ سے ۶ لاکھ پہونچیں۔

تعصب سے قطع نظر: اب تعصب سے دور ہو کر امام صاحب اور امام بخاری کے علم کا موازنہ کیا جائے تو صاف واضح ہوگا کہ خود امام صاحب کے پاس اپنی ذاتی سعی سے احادیث کا ذخیرہ اور وہ بھی بدرجہا زیادہ صحت وقوت کے ساتھ امام احمد اور امام بخاری وغیرہ سے بہت زیادہ تھا

Marfat.com

اور جو اُن کے پاس محدثین کبار کے اجتماع عظیم کے باعث جمع ہو گیا تھا اُس کو بھی ملا لیا جائے تو کتنی عظیم القدر چیز بن جاتی ہے پھر جبکہ یہ بھی دیکھا جائے کہ وہ حضرات جو امام صاحب کے گرد جمع ہوئے تھے وہ مابعد کے تمام محدثین امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہ وغیرہ کے شیوخ حدیث بھی تھے

حضرت ابن مبارک:- یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مبارک نے جن کو سب ہی محدثین نے بالاتفاق امیر المومنین فی الحدیث کا لقب دیا۔ امام صاحب کو امام اعظم کا لقب حدیث دانی ہی کی وجہ سے دیا تھا۔

امام صاحب کے مناظرے:- امام صاحب نے اپنے وقت کے بڑے بڑے محدثین سے مناظرے کیے اور غالب آئے یہ بھی ان کے غیر معمولی طور پر حدیث دانی پر دلیل ہے۔ اسی طرح دور دور سے بڑی بڑی تعداد میں محدثین آکر امام صاحب کے حلقہ درس میں شریک ہوتے تھے اس سے بھی ان کا محدث اعظم ہونا عیاں ہے۔ اس زمانہ میں بڑی اہمیت علم حدیث ہی کی تھی اور جو اس میں ناقص ہوتا وہ محدثین کا مرجع نہیں بن سکتا تھا۔

مجلس تدوین فقہ کا طریق کار:- تدوین فقہ کی مجلس میں جب مسائل پر بحث ہوتی تھی تو سب شرکاء حصہ لیتے تھے جن میں بڑے بڑے محدثین بھی تھے اور سب سے آخر میں امام صاحب ہی محاکمہ کر کے قول فیصل ارشاد فرماتے تھے۔ یہ بات بھی آپ کے ہر علم میں اور خصوصاً حدیث میں امتیاز خاص بتاتی ہے۔

پھر امام صاحب اپنے وقت کے مفتی اعظم تھے اور مشکلات نوازل میں اُن ہی کا قول آخر تھا۔ بغیر عظیم الشان سرمایہ حدیث کے فتویٰ دینا اور وہ بھی اس دور میں کہ قدم قدم پر جلیل القدر محدثین بیٹھے ہوئے تھے، ناممکن تھا۔

افتاء کا حق:- امام احمد سے کسی نے سوال کیا تھا کہ فتویٰ دینے کے لیے کیا ایک لاکھ حدیثیں کافی ہیں؟ فرمایا نہیں، وہ شخص بڑھاتا گیا یہاں تک کہ اس نے پانچ لاکھ کہا تو فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ اتنی حدیثیں کافی ہو جائیں گی۔ اس اعتبار سے امام صاحب کے پاس فتویٰ کیلئے بھی کم سے کم پانچ لاکھ احادیث تو بقول امام احمد ضرور رہی ہوں گی جبکہ اُن کے اقوال و فتاویٰ [illegible] محدثین میں [illegible] تعداد [illegible]

اہم نقطہ فکر:- ایک بہت ضروری و اہم بات یہاں یہ بھی کہنی ہے کہ پانچ لاکھ یا سات لاکھ کی تعداد امام احمد کے وقت پر حدیث کے تعدد طرق و کثرت اسناد کے باعث ہو گئی تھی کہ حسب تصریح حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ ان کے وقت میں ایک ایک حدیث کے سو سو طریقے متن و سند کے اختلاف سے ہو گئے تھے اور ظاہر ہے کہ یہ چیز امام صاحب وغیرہ کے سامنے دور میں نہ تھی جتنا زمانہ بڑھتا گیا طرق حدیث بھی بڑھتے گئے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت صدیق اکبر کا دور چونکہ عہد رسالت سے قریب تھا [illegible] کہ مبادا پہلی امتوں کی طرح اصل کتاب کی اہمیت کم ہو جائے۔ پھر حضرت عمر کا دور آیا اور اسلامی [illegible] قانون سازی بڑی شدت کے ساتھ سامنے آئی شروع ہوئی اور اس کی تکمیل بغیر احادیث و آثار ناممکن تھی اس لئے حضرت عمر نے ضرورت حدیث کا احساس کیا تاہم اس خیال سے کہ لوگ روایت میں بے احتیاطی نہ کریں اس پر سختی کی کہ کوئی شخص بغیر پورے اطمینان و تیقن کے کوئی روایت بیان نہ کرے۔ اسی لئے بعض اوقات گواہ تک طلب کرتے تھے۔

اس روک تھام کے ساتھ اور اس لئے بھی کہ وہ دور اختیار و اقتدار کا تھا، روایات کا سلسلہ محتاط اور کم رہا۔ پھر تابعین کا دور آیا

Marfat.com

اور اسلامی فقہ کی ضرورت کا احساس بڑھا تو روایات میں اور اضافہ ہوا اور لوگوں میں اخذ و نقل روایات کا رجحان ترقی پذیر ہوا۔ تاہم یہ دور بھی خیر القرون میں تھا اور لوگ صدق و دیانت کے شیدائی تھے اس لئے روایات کا دائرہ عدول و ثقات تک ہی رہا۔

لہٰذا امام احمد کے زمانہ کی پانچ لاکھ احادیث کو امام صاحب کے زمانہ کی پانچ ہزار کے برابر سمجھنا چاہیئے۔ اس سے اس زمانہ کے بعض جاہل عالموں کی اس بات کا جواب ہو گیا جو کہا کرتے ہیں کہ متاخرین کو لاکھوں احادیث پہونچی ہیں جو مجتہدین کو نصیب نہیں ہوئیں اس لئے کہ لاکھوں حدیثیں پہونچنا تو مسلّم ہے مگر وہ حدیثیں وہی تھیں جو مجتہدین کے پاس بھی تھیں، وہی اسنادوں کی کثرت اور متون کے اختلاف سے لاکھوں بن گئیں ورنہ اُن کو موضوعات کہنا پڑیگا کہ پہلوں کے پاس نہ تھیں اور بعد کو وضع کرلی گئیں۔

اصح ترین متون حدیث:۔ بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ جس قدر صحیح متون احادیث کے قدماء کو ملے تھے وہ سب متاخرین کو قوی و صحیح طریقوں سے نہ پہونچ سکے اور برابر اس میں کمی ہوتی گئی اور کمی ہوتی رہے گی۔ اندازہ کیجئے کہ امام احمد کو ساڑھے سات لاکھ حدیثیں پہونچیں مگر ان کے ارشد تلامذہ امام بخاری کو صرف ۶ لاکھ پہونچیں جبکہ ان کا حافظہ بے نظیر اور سعی حصول حدیث بھی غیر معمولی تھی، اسی طرح پانچویں طبقہ سے نویں طبقہ تک سوچیئے۔!

اسی سے یہ بھی کہنا بجا ہے کہ جو ذخیرہ صحیح حدیثوں کا امام صاحب کے پاس تھا وہ امام بخاری تک نہیں پہونچا اور جو ذخیرہ امام بخاری وغیرہ محدثین مابعد کے پاس پہونچا ہے اس سے کہیں زیادہ امام صاحب کے پاس تھا۔

تدوین فقہ کے شرکاء کی تعداد:۔ اسی دور میں امام اعظم کے گرد دُنیائے اسلام کے بہترین محدثین جمع ہوگئے اور امام صاحب نے اپنی غیر معمولی قابلیت و صلاحیت سے کام لیکر تدوین فقہ کی مجلس ترتیب دی جس کے متعین ارکین تو چالیس ہی تھے مگر دوسرے صدہا محدثین بھی اس سلسلہ میں برابر اعانت کرتے رہتے تھے جس کو میں نے دوسری جگہ نقل کیا ہے۔ اس کے بعد حسب تصریح حدیث صحیح وہ دور آیا جس میں جھوٹ کو فروغ ہونا شروع ہوا لوگوں نے احادیث تک وضع کرلی شروع کردیں اور اسی لئے جرح و تعدیل کے فن کی ضرورت ہوئی۔ صحیح روایات بیان کرنے والوں میں بھی کثرت روایات کا رجحان بڑھا اور یہی چیز رفتہ رفتہ ترقی کرکے اس حد تک پہونچی کہ بقول حضرت شاہ ولی اللہ صاحب امام احمد کے وقت میں ایک ایک حدیث کی روایت سو سو طریقوں سے ہونے لگی اور محدثین کی اصطلاح میں ایک ہی حدیث الفاظ حدیث کے اختلاف اور روایت کرنے والوں کی کثرت سے بڑھ جاتی ہے مثلاً ایک حدیث کے ایک سو راوی ہوں تو اُن کو ایک سو احادیث گنا جائے گا اور اسی طرح ایک حدیث کا متن و الفاظ دس راوی الگ الگ بیان کریں تو وہ ایک نہیں دس حدیثیں گنی جائیں گی۔ اسی سے بعد کے محدثین کے پاس یہ کہا جانے لگا کہ مثلاً امام احمد کے پاس دس لاکھ احادیث تھیں امام بخاری کے پاس ۶ لاکھ تھیں۔ حالانکہ یہ تعداد حدیث کے ابتدائی طبقات کے لحاظ سے بہت کم تھی کیونکہ وہاں نہ تو اتنے زیادہ ایک ایک حدیث کے روایت کرنے والے تھے اور نہ متون کا اس قدر اختلاف تھا۔

اسی لئے جو احادیث مجتہدین امت کو پہونچی تھیں وہ بہ نسبت دورِ مابعد کے زیادہ قوی اور باوثوق تھیں اور کیا عجب ہے کہ اسی لئے حق تعالیٰ نے تقدم و فوقیت ہی کے لحاظ سے مذاہب اربعہ کو رواج و قبول بخشا ہو اور ان کے بعد کے جو مذاہب ہوئے وہ تھوڑے عرصہ کے بعد ہی ختم ہوگئے۔ یہاں سے مذہب حنفی کی برتری بھی مفہوم ہوتی ہے کہ حسب اعتراف امام سیوطی شافعی وغیرہ امت محمدیہ کا نصف یا دو تہائی حصہ ہر دور میں اسی کا متبع رہا۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ باقی تینوں مذاہب حقہ کا رواج و قبول ہوا

Marfat.com

امام اعظم کی جامع المسانید دائرۃ المعارف حیدرآباد سے دو ضخیم جلدوں میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے اس کے رواۃ بیشتر وہ کبار محدثین ہیں جو اصحاب صحاح ستہ کے بھی شیوخ ہیں۔ جامع مسانید میں علامہ خوارزمیؒ نے آخر میں رجال کے تذکرہ میں جابجا اس پر تنبیہ کی ہے

امام اعظم اور رجال حدیث:۔ پھر امام اعظم نہ صرف محدث اعظم تھے بلکہ ان کے اقوال رجال حدیث کی جرح و تعدیل میں بھی بطور سند مانے جاتے تھے چنانچہ امام ترمذی و حافظ ابن حجر وغیرہ نے کتب حدیث و رجال میں ان کے اقوال پیش کئے ہیں۔

غرض تدوین فقہ کے بانی اعظم امام صاحب کا خود بھی علم حدیث میں نہایت بلند مرتبہ تھا اور فقہی مسائل کے استنباط میں بھی آپ نے حدیث کی رعایت سب سے زیادہ کی ہے چنانچہ فخر الاسلام بزدوی نے لکھا ہے کہ "امام صاحب اور آپ کے اصحاب شرکاء تدوین فقہ حدیث سے بھی بہت زیادہ قریب ہیں کیونکہ انہوں نے اولاً نسخ کتاب سنت سے جائز رکھا۔ ثانیاً مراسیل پر عمل کیا اور ان کو رائے و قیاس پر مقدم کیا۔ ثالثاً روایت مجہول کو بھی قیاس پر مقدم کیا۔ رابعاً قول صحابی کو بھی قیاس پر مقدم کیا اور یہ سمجھا کہ قول صحابی بھی غیر مدرک بالقیاس میں حدیث ہی کے قریب درجہ رکھتا ہے؛

امام محمد نے کتاب ادب القاضی میں فرمایا کہ "حدیث بغیر استعمال رائے کے مستقیم نہیں ہو سکتی اور نہ رائے بغیر حدیث کی مطابقت کے مستقیم ہو سکتی ہے اسی لئے امام محمدؒ نے اپنی کتابوں کو احادیث و آثار سے بھر دیا ہے۔ ہاں جن لوگوں نے سہولت و راحت پسندی سے کام لیا اور صرف ظاہر احادیث پر کفایت کی معانی کا کھوج نہ لگایا ترتیب فروع علی الاصول اور استنباط وغیرہ کی تکلیف نہ برداشت نہ کی وہ ظاہر حدیث کی طرف منسوب ہو گئے۔

اور احناف اصحاب رائے کہلائے کیونکہ وہ حلال و حرام کی معرفت میں حاذق اور متقن تھے۔ استخراج مسائل نصوص سے کرتے ہیں اور دقت نظر و کثرت تفریع میں ممتاز تھے اور ان سب امور سے اکثر اہل زمانہ عاجز تھے" (مقدمہ فتح الملہم [illegible])

اجتہاد کی اجازت شارع علیہ السلام سے:۔ واضح ہو کہ استنباط و اجتہاد کرنے کا حکم خود شارع علیہ السلام نے دیا ہے اور خود بھی اس پر عمل کیا چنانچہ ترمذی، ابوداؤد اور دارمی میں حدیث موجود ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو قاضی یمن بنا کر بھیجا تو ان سے پوچھا کہ جب تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئے گا تو کس طرح فیصلہ کرو گے تو انہوں نے کہا کہ کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کتاب اللہ میں اس کا حکم نہ ملے تو کیا کرو گے؟ کہا کہ سنت رسول خدا کی روشنی میں اس کا حکم دیکھوں گا۔ فرمایا کہ اگر اس میں بھی نہ ملے تو کیا کرو گے۔ کہا کہ اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اس حکم کرنے کی پوری سعی کروں گا حضرت معاذ ہی کا بیان ہے کہ اس کو سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مار کر فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے رسول کے رسول کو اس امر کی توفیق دی جس سے خدا کا رسول راضی ہوا

اسی طرح کی دوسری احادیث بھی کتب حدیث میں موجود ہیں، امام اعظم اور آپ کے تلامذہ نے [illegible] تدوین فقہ کی خدمت [illegible] کر کے وہ کارنامہ انجام دیا جس کی مثل دوسرے مذاہب پیش نہیں کر سکتے۔

نقشہ تدوین فقہ:۔ شامی میں لکھا ہے کہ فقہا نے فقہ کی تدوین کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے کہ فقہ کا کھیت حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بویا، علقمہ نے اس کو سینچا، ابراہیم نخعی نے اس کو کاٹا، حماد نے اس کو گاہا یعنی اناج کو بھوسے سے الگ کیا ابو حنیفہ نے اس کو پیسا، ابو یوسف نے اس کو گوندھا، محمد بن الحسن نے اس کی روٹیاں پکائیں اور باقی سب لوگ کھانے والے ہیں۔

شرح اردو صحیح البخاری

مقدمہ انوار الباری

تشریح: یعنی اجتہاد و استنباط کا طریقہ حضرت ابن مسعود سے شروع ہوا۔ سراج الائمہ امام الائمہ امام اعظم نے اس کو کمال پر پہنچایا تدوین فقہ کی مہم سر کرائی۔ تقریباً ساڑھے بارہ لاکھ مسائل و جزئیات کو منقح کرا کر اُن کو ابواب پر مرتب کرایا جن سے کتاب الفرائض کتاب الشروط وغیرہ تصنیف ہوئیں، پھر آپ ہی کے نقش قدم پر چل کر امام مالک، امام محمد، امام ابو یوسف، امام زفر، امام شافعی اور امام احمد وغیرہ کبار ائمہ مجتہدین نے اصول تفقیہ و تفریع وغیرہ مرتب کر کے ترقیات کیں اور فقہ، اصول فقہ، اصول حدیث و رجال وغیرہ پر بہترین کتابیں وجود میں آئیں۔

بانی علم اصول فقہ: ۔ ہونق ص۲۲۵ میں تصریح ہے کہ سب سے پہلے علم اصول فقہ میں امام ابو یوسف نے امام اعظم کے مذہب پر کتابیں لکھیں اس لئے امام شافعی کے بارے میں جو کسی نے لکھا ہے کہ اصول فقہ پر سب سے پہلے کتاب لکھی وہ خود امام شافعی کے اصول فقہ سے متعلق سمجھنا چاہیئے۔

سب سے پہلے تدوین شریعت: ۔ مسند خوارزمی میں ہے کہ امام صاحب نے سب سے پہلے علم شریعت کو مدون کیا کیونکہ صحابہ و تابعین نے علم شریعت میں ابواب فقہیہ کی ترتیب پر کوئی تصنیف نہیں کی، اُن کو اپنی یاد پر اطمینان تھا لیکن امام صاحب نے صحابہ و تابعین کے بلاد اسلامیہ میں منتشر ہونے کی وجہ سے علم شریعت کو منتشر پایا اور متاخرین کے سوء حفظ کا خیال کر کے تدوین شریعت کی ضرورت محسوس کی روایت ہے کہ آپ کے مذہب کو چار ہزار شخصوں نے نقل کیا ہے اور پھر ہر ایک کے اصحاب و تلامذہ کی تعداد لاکھوں تک پہنچی ہے۔ ملا علی قاری نے اپنے زمانہ میں جو قفال مروزی کے جواب میں لکھا ہے تصریح کی کہ امام صاحب کے مقلدین بلا شبہ ہر دور میں دو تہائی رہے ہیں جن میں بڑے بڑے اہل علم، اتقیاء اور سلاطین ہوئے ہیں۔

فقہ حنفی کی تاریخی حیثیت: ۔ خلف بن ایوب کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ سے علم سرور انبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچا حضور اکرم سے صحابہ کرام کو، صحابہ کرام سے تابعین کو اور تابعین سے امام ابو حنیفہ کو۔ حافظ ابن قیم نے بھی اعلام الموقعین میں اس موضوع پر پوری بحث کی ہے۔ صحابہ کا ذکر کیا پھر محدثین و فقہاء کے فرائض، ان کے مناقب و فضائل لکھے اور اسی سلسلہ میں امام صاحب اور ان کے اصحاب کا بھی وسیع طور پر ذکر کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی حجۃ اللہ میں یہ بحث لکھی ہے اور حافظ ابن قیم اور شاہ صاحب کی بحث میں صرف تفصیل و اجمال کا فرق ہے دونوں جگہوں کو دیکھ لیا جائے۔ ہم نے بخوف طوالت اُن کو یہاں نقل نہیں کیا۔

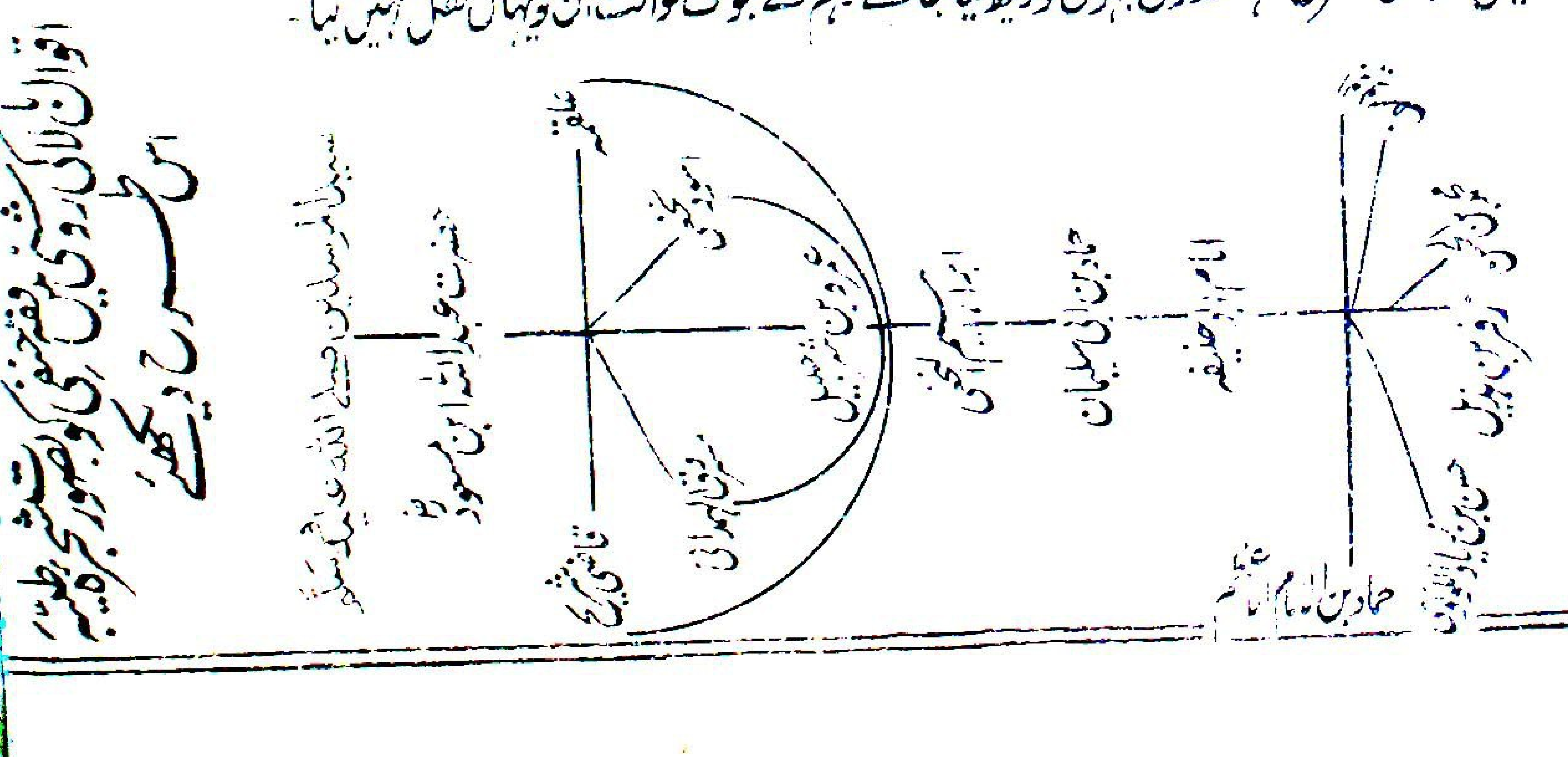

...امام اعظم اور آپ کے ۴۰ شرکا، تدوین فقہ:۔ موفق صـ۳۹ میں ہے کہ امام صاحب نے ۴ ہزار اساتذہ سے علم فقہ و حدیث ...اصل کیا اور تکمیل کے بعد مسند درس پر بیٹھے تو ایک ہزار شاگرد جمع ہو گئے۔ ان میں سے ۴۰ کو منتخب کیا تدوین فقہ کے لیے جو سب مجتہد ...ے۔ یہ چالیس حضرات تو وہ تھے جو باقاعدہ تدوین فقہ کے کام میں ذمہ دارانہ حصہ لیتے تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے محدثین و ...تہا ربھی اکثر اوقات حدیثی و فقہی بحثوں کو سننے اور ان میں اپنے اپنے علم و صوابدید کے موافق کہنے سننے کا برابر حق رکھتے تھے،

...امام صاحب کا مقام مجلس تدوین میں:۔ ابو ہاشم الکوفی الہمدانی (جنھوں نے امام صاحب اور دوسرے مشائخ ...فہ کی صحبت پائی ہے) نے روایت کی کہ امام صاحب جب مسند علم پر بیٹھتے تھے تو ان کے گرد آپ کے اصحاب قاسم بن معن، عافیہ ...ن یزید، داؤد طائی، زفر بن ہذیل جیسے خصوصی ارکان مجلس بیٹھ جاتے تھے اور کسی مسئلہ پر بحث شروع ہو جاتی تھی اور انتہائی بحث ...ں آوازیں بھی بلند ہو جاتی تھیں لیکن جب امام صاحب تقریر فرماتے تھے تو سب دم بخود ہو جاتے تھے اور امام صاحب پوری تحقیق ...ا لیتے تو سب مل کر اس کو منضبط کر لیتے تھے پھر اس کو مکمل کرنے کے بعد دوسرے مسئلے کو شروع کرتے تھے۔

یہ بھی انھوں نے بیان کیا کہ جب امام صاحب کے اصحاب آپ کی خدمت میں جمع ہوتے تھے تو پوری طرح مستعد ہو کر ...اگردوں کے طریق پر بیٹھتے تھے اور جب امام صاحب تقریر فرماتے تھے تو ان کی تقریر صرف قوی الاستعداد لوگ ...سمجھ سکتے تھے۔ (مناقب کردری صـ۱۰۲)

...جلس وضع قوانین کی تاسیس:۔ حرمین شریفین میں تقریباً ۶ سال گذارنے کے بعد جب امام صاحب کوفہ واپس ہوئے ...مجلس مذکور قائم کرنے کا منصوبہ ذہن میں تھا اور یہ ایسا عظیم الشان تاریخی کارنامہ تھا جس کی نظیر اسلام تو اسلام، غیر اسلامی ...ریخوں میں بھی نظر نہیں آتی۔ امام صاحب جن کی دو خصوصیتیں اس وقت زیادہ نمایاں ہو چکی تھیں۔ ایک تو احادیث و آثار ...تاریخی جستجو کی اہمیت، ان کے ناسخ و منسوخ، تقدم و تاخر کی روایات میں غیر معمولی امتیاز حاصل کر لیا تھا۔ ودن کے حالات ...ں بڑے بڑے لوگوں نے امام صاحب کے اس امتیاز کو نمایاں کیا ہے کہ ناسخ و منسوخ احادیث و آثار کے آپ بہت بڑے ...امام تھے۔ دوسری خصوصیت مسائل و نوازل کے وقوع سے پہلے ان کے احکام کتاب و سنت کی روشنی [illegible] ...رائے سے متعین کرنا۔ ان دونوں وصف کے وہ شہرت یافتہ امام تھے۔

قیس بن ربیع حفاظ حدیث میں تھے ان سے جب کوئی امام صاحب کی خصوصیت دریافت کرتا [illegible] ...لناس بالم یکن یعنی جو حوادث ابھی وقوع پذیر نہیں ہوئے ان کے متعلق احکام کے [illegible]

...تدوین فقہ کا طرز خاص:۔ امام صاحب نے جس طرز پر تدوین فقہ کا کام [illegible] ...عمیل تھی جو طبرانی نے اوسط میں حضرت علیؓ سے روایت کی ہے [illegible] ...مرو [illegible] [illegible]

[illegible]

...ے مؤید تھا ہر زمانہ میں مقبول خواص و عوام رہا۔ اور اسی لئے امام مالک جیسے امام و مجتہد [illegible] کی باعث [illegible] ...ہوتے تھے، موفق میں ہے کہ امام مالک [illegible] امام ابو حنیفہ کے قول کے مطابق حکم دیتے تھے [illegible] خواہ

...۵ کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی ایسا معاملہ [illegible]

Marfat.com

ظاہر نہ کریں۔ (موفق ص۳۳؍ج۲) یہ روایت اسحٰق بن ابی اسرائیل سے جو شیوخ ابوداؤد و نسائی میں ہیں اور محمد بن عمر واقدی سے ہے جو امام مالک کے شاگرد تھے۔

فقہ حنفی اور امام شافعی: امام اعظم کے بعد ائمہ متبوعین میں سے فقہی نقطۂ نظر سے امام شافعی کا درجہ مانا گیا ہے۔ اس لئے ان کی رائے فقہ حنفی میں یہاں خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ (۱) فرمایا کہ تمام لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کے عیال ہیں میں نے کوئی شخص بھی ابوحنیفہ سے افقہ نہیں دیکھا۔ (خیرات حسان ص۳۱)

(۲) جس شخص نے ابوحنیفہ کی کتابوں میں نظر نہیں کی وہ علم و فقہ میں تبحر حاصل نہیں کر سکتا۔ (خیرات ص۳۱)

(۳) جو شخص فقہ میں متبحر ہونا چاہے وہ امام ابوحنیفہ کا نمک خوار رہے کیونکہ وہ ان میں سے تھے جن کو فقہ میں کامل توفیق ملی ہے۔ (۔۔۔)

(۴) ذہبی نے امام شافعی سے نقل کیا کہ میں امام محمد کی خدمت میں دس سال رہا اور ان کی تصانیف اس قدر پڑھیں جسکو ایک اونٹ اٹھا سکے۔ اگر امام محمد اپنی عقل و فہم کے مطابق ہم سے کلام کرتے تو ہم ان کا کلام کبھی نہ سمجھ سکتے لیکن وہ ہم سے ہماری عقل و فہم کے مطابق کلام کرتے تھے۔ (کردری ص۱۵۵؍ج۲)

(۵) فرمایا مجھے خدا نے علم میں دو شخصوں سے امداد دی حدیث میں ابن عیینہ سے اور فقہ میں امام محمد سے۔ (کردری ص۱۵۱؍ج۲)

(۶) جو فقہ حاصل کرنا چاہے وہ امام ابوحنیفہ کے اصحاب و تلامذہ کی صحبت کو لازم سمجھے کیونکہ معانی اُن کو میسر ہوئے ہیں۔ بخدا میں امام محمد کی کتابیں ہی پڑھکر فقیہ بنا ہوں۔ (رد مختار ص۳۷)

خصوصیات فقہ حنفی: بے شمار خصوصیات میں سے چند بطور مثال ملاحظہ کیجئے!

(۱) بانیٔ فقہ حنفی کا نظریہ یہ تھا کہ نہ صرف اپنے وقت کے موجودہ مسائل کو طے کیا جائے بلکہ جو حوادث و نوازل آئندہ بھی قیام قیامت تک پیش آسکتے ہیں ان سب کا فیصلہ کیا جائے۔ برخلاف اس کے اس زمانہ کے دوسرے محدثین وا کابر حتی کہ امام مالک وغیرہ کا بھی نظریہ یہ تھا کہ صرف ان مسائل کی تحقیق کی جائے جو پیش آچکے ہوں۔ وہ فرضی مسائل کے جوابات لکھا نہیں دیتے تھے اس لئے یہ فقہ حنفی کی بڑی خصوصیت و فضیلت ہے جو مذکور ہوئی۔ اور اسی سے امام اعظم کی بھی عظیم منقبت نکلتی ہے کیونکہ یہی امر کے استحقاق خلافت کا بڑا سبب تھا۔ ہے اور علمی کمالات کی وجہ سے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو سردار اولین و آخرین کہتے ہیں جو وہ علم جو معاملات متعلقہ بالغیر کے انصرام سے متعلق ہو سب سے زیادہ نافع قرار دیا گیا ہے اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جن لوگوں کے علم سے امت کو زیادہ فائدہ پہونچا وہ بہ نسبت دوسروں کے افضل ہوں گے چنانچہ حاملِ علوم صحابہ و تابعین میں سے امام اعظم کے علم اور علمی خدمات سے جو نفع دوسری صدی سے چودہویں صدی تک پہونچا دہ دوسروں کے علمی افادات سے بڑا حصہ زیادہ ہے اور انشاء اللہ اسی شان سے اس کی افادیت آخر زمانہ تک رہیگی۔ (وما ذلک علی اللہ بعزیز)

(۲) فقہ حنفی کی تدوین کسی ایک دو فرد نے نہیں کی بلکہ ایک بڑی جماعت نے کی ہے جس کی ابتدائی تشکیل ہی میں کم سے کم چالیس افراد کے نام آتے ہیں جو اپنے وقت کے بڑے بڑے مجتہد اور بعد کے اجلۂ محدثین امام احمد، امام بخاری، امام مسلم وغیرہ کے شیوخ کے شیوخ اور اساتذہ کے اساتذہ تھے اور اسی لئے بعض مصنفین نے تصریح کی ہے کہ اگر صحاح ستہ اور دوسری مشہور کتب حدیث میں سے امام اعظم کے تلامذہ کے سلسلہ کی احادیث و آثار کو الگ کر دیا جائے تو ان میں باقی حصہ بہت کم رہ جائے گا۔

Marfat.com

پھر اس دور کے بعد سے اب تک فقہ حنفی کی خدمت ہر زمانے میں بڑے بڑے فقہاء و محدثین کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ وہ سب بھی امام صاحب ہی کا مذکورہ نظریہ رکھتے ہوں گے اور ہر دور میں لاکھوں لاکھ مسائل کا فیصلہ قرآن و حدیث، آثار صحابہ و تابعین، اجماع و قیاس سے ہوتا رہا تو اب تک کتنی تعداد ہوئی ہوگی۔ دوسرے فقہ میں نہ اتنی وسعت تھی اور نہ کام کرنے والوں نے اس وسعت حوصلہ سے کام کیا تو ظاہر ہے کہ فقہ حنفی کے مقابلہ میں ان کی پوزیشن کیا ہے۔

(۳) عامر بن الفرات نسائی امام اعظم کے خاص تلامذہ اہل نسا میں سے تھے۔ محمد بن یزید بیان [illegible] ان کی خدمت میں آتا جاتا تھا، ایک روز فرمانے لگے تم نے امام صاحب کی کتابیں بھی دیکھی ہیں؟ میں نے عرض کیا میں تو حدیث [illegible] اب میں ان کی کتابوں کا مطالعہ کرکے کیا کروں گا؟ فرمایا کہ میں ستر سال سے برابر آثار کا علم حاصل کر رہا ہوں لیکن امام [illegible] کی کتابوں کے مطالعہ سے پہلے میں اچھی طرح استنجا بھی نہیں جانتا تھا۔ (کردری صفحہ [illegible])

(۴) فقہ حنفی سے دوسرے فقہوں نے بھی مدد لی جس کی تفصیل بلوغ الامانی میں ملاحظہ کی جائے [illegible] شافعی وغیرہ کے اقوال اس پر گواہ ہیں۔ (۵) فقہ حنفی جس طرح خواص اہل علم و فضل اور سلاطین اسلام کی نظروں میں بوجہ [illegible] معقولیت کے مقبول و محبوب ہوا، عوام میں بھی بوجہ سہولت عمل و تشریح جزئیات و فروع کثیرہ پسند کیا گیا۔ نیز مذہب حنفی میں ہر زمانہ کی ضروریات و جدید سے جدید ترقیات کے ساتھ چلنے کی پوری صلاحیت موجود ہے [illegible] لئے ابتداء سے ہی اس کا نفوذ و شیوع دور دراز بلاد و ممالک [illegible] ہوگیا تھا۔ چنانچہ ذیل کا ایک واقعہ بطور مثال پڑھیے:-

خیر القرون میں اسلام اور حنفی مذہب کا چین تک پہنچنا: [illegible] میں صفحہ ۱۲۱ پر سد سکندری کا حال بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"کتاب مسالک ممالک میں لکھا ہے کہ [illegible] خلیفہ واثق باللہ [illegible] سد سکندری [illegible] تو سلام ترجمان [illegible] نے اس تفحص کے لئے ۲۲۸ھ میں سلام امی کو جو چند زبانوں کا [illegible] گیا۔ یہ لوگ بلاد آرمینیہ، سامرہ، تزخان وغیرہ سے گذر کر اسی سرزمین میں پہنچے جہاں [illegible] تھی پھر [illegible] سرزمین میں پہنچے جہاں اُن کو ایک پہاڑ نظر آیا وہاں ایک [illegible] تھا اور کچھ لوگ [illegible] منزل وہاں سے آگے [illegible] تھی اگرچہ اس کے قریب جہاں [illegible] ان کا مذہب حنفی تھا، زبان عربی و فارسی بولتے تھے۔

وجہ اختلاف:- امام صاحب کی بلند شخصیت اور [illegible] پہونچ گئی تھی اور دور دور سے [illegible] جماعت [illegible] اندازہ نہ کرکے نئی بات سن کر مشتعل ہوتے تھے [illegible] مثلاً امام اوزاعی [illegible] اور آپ کے سامنے تھے عبد اللہ بن مبارک [illegible] انہوں نے جواب نہ دیا بلکہ مشکل مسائل بیان کئے اور [illegible]

دریافت کیا کہ یہ جوابات وفتاوی کس کے ہیں؟ کہا کہ ایک شیخ کے ہیں جن سے میں عراق میں ملا تھا۔ اوزاعی نے کہا کہ یہ تو مشائخ میں بڑی قابل قدر شخصیت معلوم ہوتے ہیں تم جاؤ اور ان سے زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرو۔ اس پر انھوں نے کہا کہ وہی تو ابو حنیفہ ہیں۔ پھر امام اوزاعی اور امام صاحب مکہ میں جمع بھی ہوئے اور مسائل کا مذاکرہ کیا جن کو حل کیا۔ ابن المبارک ذکر کرتے ہیں کہ جب جدا ہوئے تو امام اوزاعی نے اُن سے فرمایا "مجھے تو اس شخص کے کثرت علم اور وفور عقل پر غبطہ ہوا اور میں خدا سے استغفار کرتا ہوں کہ ان کے بارے میں کچھ کہا میں تو کھلی غلطی پر تھا۔ جاؤ ان کی صحبت کو لازم کرو کسی طرح ساتھ نہ چھوڑو کیونکہ ان کے بارے میں جو چیزیں مجھ کو پہونچی تھیں میں نے اُن کو ان کے بالکل خلاف پایا۔ (الخیرات الحسان ص ۳۳)

امام صاحب کی بلند ترین شخصیت علمی کے گہرے اثرات نئے طریق فکر، افتاء وتخریج مسائل کے نئے اسلوب، فہم معانی حدیث واستنباط احکام کے گرانقدر اصول، شورائی طرز کی فقہی مجالس کی دھاک دور دور تک بیٹھی ہوئی تھی اور یہ دنیا کی بے نظیر علمی مہم دو چار دس سال تک بھی نہیں تقریباً تیس سال بلکہ زیادہ تک پورے شد ومد سے جاری رہی۔ اتنے بڑے عظیم الشان کام کو انجام دینے والی عظیم شخصیت کے ایسے غیر معمولی کارنامہ کو دیکھ کر دنیائے علم محو حیرت وتماشہ تھی، قریب سے دیکھنے والوں نے اچھے اثرات لئے دور سے اندازہ کرنے والوں میں صحیح وغلط دونوں ہوئے کچھ رشک وحسد کا شکار ہوئے کچھ اور آگے بڑھے اور مخالفانہ پروپیگنڈے شروع کئے جیسے نعیم بن حماد کہ امام ذہبی میزان جلد سوم ۲۳۹ پر ازدی سے نقل کرتے ہیں کہ نعیم تقویت سنت کے لئے حدیثیں وضع کیا کرتے تھے اور امام ابوحنیفہ کے معایب میں جھوٹی حکایتیں گھڑا کرتے تھے جو سب کی سب جھوٹ ہوتی تھیں۔

افسوس ہے کہ امام بخاری نے ان نعیم کی بھی ایک غلط روایت اپنی تاریخ صغیر میں نقل کر دی ہے جو امام اعظم کے بارے میں حضرت سفیان ثوری کی طرف منسوب کی گئی ہے اور وہ حضرت سفیان پر بھی افترا ہے کیونکہ شیخ ابن حجر مکی شافعی نے خیرات حسان میں حضرت سفیان سے امام اعظم کی توثیق نقل کی ہے۔

امام صاحب اور سفیان ثوری:- امام سفیان ثوری ان لوگوں میں سے تھے جن کو امام صاحب سے ہمسری کا دعوی تھا پھر بھی وہ امام صاحب کے علوم سے بے نیاز نہ تھے انھوں نے بڑے لطائف الحیل سے کتاب الرہن کی نقل حاصل کی اور اس کو اکثر پیش نظر رکھتے تھے۔ زائدہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن سفیان کے سرہانے ایک کتاب دیکھی جس کا وہ مطالعہ کر رہے تھے ان سے اجازت لیکر میں اس کو دیکھنے لگا تو امام ابوحنیفہ کی کتاب الرہن نکلی۔ میں نے تعجب سے پوچھا کہ آپ ابوحنیفہ کی کتابیں دیکھتے ہیں؟ بولے۔ کاش ان کی سب کتابیں میرے پاس ہوتیں۔ (عقود الجمان باب عاشر)

حسن بن مالک کا قول ہے کہ امام ابویوسف فرمایا کرتے تھے سفیان ثوری مجھ سے زیادہ امام ابوحنیفہ کا اتباع کرنے والے ہیں حضرت علامہ عثمانی نے لکھا کہ اس امر کا ثبوت جامع ترمذی کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے۔ (مقدمہ فتح الملہم ص ۶۹)

اس کے علاوہ حضرت ابونعیم اصبہانی نے بھی کچھ روایات امام اعظم کی شان کے خلاف نقل فرمادی ہیں جن کے راوی قطعاً اعتبار سے ساقط ہیں۔ کیا اچھا ہوتا کہ ایسے بڑے لوگ جو روایت حدیث کے وقت بال کی کھال نکالتے ہیں اور کسی طرح شک وشبہ کے پاس بھی نہیں پھٹکتے ایک ایک لفظ کو جانچ تول کر اور کسوٹی پر کس کر نقل کرتے ہیں۔ امام اعظم ایسی عظیم وجلیل شخصیتوں کے بارے میں بھی اپنی محتاط روش کو ملحوظ رکھتے۔ تاہم جواب دینے والے بضرورت جواب ہی اپنے محبوب ومحترم امام بخاری یا محدث ابونعیم کے متعلق کسی ادنی سے ادنی

Marfat.com

شکوۂ بے احتیاطی وغیرہ پر بھی مجبور نہ ہوتے۔ بہر ظاہر ہے کہ امام اعظمؒ کی جلالت قدر کو وہ حضرات ہم سے بھی زیادہ جانتے پہچانتے تھے اور ہم سے زیادہ ان کے دلوں میں ان کی قدر و منزلت تھی یہی وجہ ہے کہ محدث ابو نعیم اصبہانی امام اعظم کی مسانید کے ۱۷ یا ۲۱ روایت کرنے والوں میں سے ایک ہیں۔ اور امام بخاری امام اعظمؒ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں (اس کی تفصیل امام بخاری کے تذکرہ میں آئے گی)، اور پھر اس شان سے کہ امام بخاری حضرت علی بن المدینی کے شاگرد ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں نے علمی اعتبار سے اپنے آپ کو کسی سے حقیر و کمتر نہیں سمجھا بجز علی بن مدینی کے۔ (تہذیب التہذیب بلد ۷)

اور یہ علی بن مدینی حضرت یحییٰ بن سعید القطان کے شاگرد ہیں اس طرح کہ جواہر مضیئہ میں ہے۔ حضرت یحییٰ نماز عصر کے بعد مینارۂ مسجد سے ٹیک لگا کر بیٹھ جاتے تھے اور امام احمد، یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی ان کے سامنے کھڑے ہو کر حدیثی سوالات کیا کرتے تھے اور نماز مغرب تک اسی طرح کھڑے کھڑے جوابات سنتے تھے نہ وہ ان سے بیٹھنے کے لئے فرماتے تھے اور نہ یہ اُن کی عظمت و ہیبت کی وجہ سے بیٹھتے تھے۔ یہ حضرت یحییٰ القطان باوجود اس فضل و کمال کے امام اعظم کے حلقہ درس میں اکثر شریک ہوتے تھے اور اُن کی شاگردی پر فخر کرتے تھے اور اکثر مسائل میں امام صاحب کی ہی تقلید کی ہے خود کہتے ہیں قد اخذنا باکثر اقوالہ (تہذیب التہذیب ترجمہ امام ابو حنیفہ) تذکرۃ الحفاظ میں ذہبی نے وکیع بن الجراح کے ذکر میں لکھا ہے کہ وہ اور یحییٰ القطان دونوں امام ابو حنیفہ کے اقوال پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور یحییٰ بن معین نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ پھر امام اعظم کے بعد بواسطہ ابن المبارک بھی امام اعظم کے شاگرد رہے ہیں نیز علی بن المدینی مکی بن ابراہیم کے بھی شاگرد ہیں اور وہ امام اعظم کے شاگرد ہیں۔ اسی طرح اور بہت سے اساتذہ و شیوخ بخاری ہیں کہ ان کے واسطوں سے امام بخاری کو امام اعظم کے علمی فیوض و برکات پہونچے ہیں اور امام بخاری نے بیسیوں مسائل میں امام اعظم کی موافقت بھی فرمائی ہے۔

ان کے بعد تیسرے نمبر پر خطیب بغدادی کا ذکر بھی مناسب ہے کہ انھوں نے تاریخ بغداد میں سب سے زیادہ جرح کر کے امام اعظم کی شان رفیع کے خلاف بے سروپا روایات کا ایک ڈھیر لگا دیا ہے جن کی تعداد تقریباً ڈیڑھ سو تک پہنچا دی ہے اس کے جواب میں ملک معظم عیسیٰ بن ابی بکر ایوبی نے السہم المصیب فی کبد الخطیب لکھا۔ اور ہمارے استاذ محترم حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کو اس کی بڑی تمنا تھی کہ وہ چھپ جائے لیکن جب وہ طبع ہو کر آیا تو اس کو جیسا خیال تھا نہ پایا۔ اس کے علاوہ سبط ابن الجوزی نے الانتصار لامام ائمۃ الامصار دو جلد میں تالیف کی اور خطیب کا پورا رد کیا اور ابو المؤید خوارزمی نے مقدمہ جامع المسانید میں بھی اچھا رد کیا ہے۔ لیکن آخر میں حضرت العلامۃ الشیخ محمد زاہد الکوثری قدس سرہ نے جو کافی و شافی رد لکھا وہ یقیناً سب پر فائق ہے ان کا نام تانیب الخطیب علی ما ساقہ فی ترجمۃ ابی حنیفۃ من الاکاذیب ہے۔ بے مثل لاجواب کتاب قابل دید ہے جس میں ایک ایک چیز کا روایت و درایت سے جواب لکھا ہے [illegible] ہے اور الحمد للہ امت پر جو خطیب کے جواب کا قرض تھا اس کو انھوں نے پورا پورا ادا کر دیا ہے۔ [illegible]

ضروری و اہم گذارش: امام اعظم رضی اللہ عنہ کے حالات کے ساتھ ہی موزوں تھا کہ [illegible] مدونین فقہ کے حالات بھی لکھے جاتے لیکن ائمہ متبوعین کو ایک جگہ کرنے اور ائمہ ثلاثہ کی جلالت قدر و اہمیت شان کے پیش نظر امام صاحب کے بعد ان تینوں اکابر ائمہ مجتہدین امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے حالات پیش کر دیئے گئے۔ دوسرے اس لئے بھی یہ ترتیب غیر موزوں نہیں رہتی کہ یہ تینوں حضرات بھی امام صاحب کے سلسلۂ تلامیذ میں داخل ہیں۔

اب ان چالیس حضرات اکابر مجتہدین محدثین و فقہاء عظام کے حالات پیش کئے جاتے ہیں جو امام صاحب کے ساتھ تدوین فقہ کی

Marfat.com

تاریخ میں شریک تھے۔ ان کی تعیین و تلاش اور حالات جمع کرنے میں مجھے کافی صعوبت اس لئے ہوئی کہ اب تک کسی تصنیف میں یکجا ان کے حالات تعیین و تشخیص کے ساتھ نہیں ملے۔ کتابوں میں بھی تلاش بلیغ کی گئی اور موجودہ اکابر اہل علم سے بھی رجوع کیا گیا مگر کہیں سے رونمائی نہ ہوئی۔ علامہ شبلی نعمانی مرحوم نے سیرۃ النعمان میں لکھا ہے کہ مجھے بڑی تمنا تھی کہ ان چالیس شرکار تدوین فقہ کے حالات جمع کروں مگر نہ مل سکے اس لئے انھوں نے بھی صرف ۱۲ - ۱۳ حضرات کی تعیین کی۔

چونکہ ادھر سے ہم برابر یہ تقول ہیں یہ چیز ملتی ہے کہ امام صاحب نے اپنے بے شمار تلامذہ و اصحاب میں سے ۴۰ افراد منتخب کر کے ان کو تدوین فقہ کے کام پر لگا دیا تھا اور وہ سب مجتہدین کے درجہ کے تھے اس کے بعد تفصیل ندارد ہو جاتی تھی اس لئے راقم الحروف کو بھی بڑی تمنا تھی کہ ان سب کی تعیین ہو کر حالات بھی یکجا ہو جائیں۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس میں کامیابی ہوئی۔

پھر جمع حالات کے سلسلہ میں یہ بھی وقت ہوئی کہ رجال حدیث کے حالات لکھنے والے قلم غیروں کے ہاتھوں میں تھے انھوں نے شروع سے ہی کاٹ چھانٹ اور اپنے پرائے کی تفریق کے نظریہ سے کام لیا تھا۔ حافظ ابن حجر کا تو کہنا ہی کیا کہ بقول حضرت شاہ صاحب ان سے زیادہ رجال حنفیہ کو کسی اور سے نقصان نہیں پہنچا۔ انھوں نے تو امام اعظم کے تلامذہ کا ذکر کرتے وقت ہی سب سے پہلے تلامذہ کا نقشہ معلوم ہو گا کہ حافظ مزی نے تہذیب الکمال میں اگر ایک سو تلامذہ کبار کا ذکر کیا تھا تو انھوں نے تہذیب التہذیب میں ان کو گھٹا کر صرف ۲۳ ذکر کئے اور حضرت عبداللہ بن مبارک، امام حسن بن زیاد، حضرت داؤد طائی، شیخ الاسلام یزید بن ہارون، امام حدیث سعد بن الصلت، محدث کبیر عبیداللہ بن موسیٰ، محدث و فقیہ جلیل ابو مطیع بلخی جیسے حضرات تلامذہ و اصحاب امام اعظم کا ذکر ہی نہیں کیا۔ حالانکہ حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں بھی ان حضرات کو امام صاحب کے تلامذہ میں گنایا ہے۔

پھر حافظ ذہبی نے ان چالیس حضرات میں سے اکثر کو حفاظ میں شامل نہیں کیا کیونکہ تعصب وہاں بھی کم نہیں ہے اگرچہ دوسرے طرز کا اور حافظ سے نسبتہً کم ہے اسی سے اندازہ کر لیجئے کہ امام محمد کو حفاظ میں ذکر نہیں کیا جبکہ علامہ ابن عبدالبر اور ان سے پہلے محدث دارقطنی نے بھی امام محمد کو کبار حفاظ و نقاد میں تسلیم کیا ہے جس کا ذکر ہم امام محمد کے حالات میں کریں گے۔

غرض حافظ ذہبی نے بھی زیادہ تو یوں نکال دیئے اس کے بعد حافظ کبیر عبدالرزاق صاحب مصنف، شیخ الاسلام حافظ ابو عاصم ضحاک بن مخلد۔ الامام الحافظ مکی بن ابراہیم، حافظ الامام فضل بن موسیٰ سینانی، الامام الحافظ حفص بن غیاث، سید الحفاظ یحییٰ القطان، الامام الحافظ الثبت محدث العراق احد الائمۃ الاعلام وکیع بن الجراح، الامام الحافظ احد الاعلام مسعر بن کدام، الامام الحافظ ابراہیم بن طہمان۔ الامام العلام قاضی الکوفہ احد الاعلام قاسم بن معن، الامام القدوہ شیخ الاسلام شیخ الحرم فضیل بن عیاض، الحافظ الحجہ محدث البصرہ یزید بن زریع۔ الامام الحافظ العلام شیخ الاسلام فخر المجاہدین قدوۃ الزاہدین عبداللہ بن مبارک، الامام القدوۃ الحجہ عبداللہ بن ادریس، الامام الحافظ علی بن مسہر۔ ان سب کو مذکورہ بالا القاب و آداب کے ساتھ بڑی عظمت سے ذکر کیا مگر یہ نہیں بتلایا کہ ان کا کچھ تعلق امام اعظم سے بھی تھا یا نہیں۔ صرف امام ابو یوسف کو الامام العلامہ فقیہ العراقیین لکھکر صاحب ابی حنیفہ اور یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ کو الحافظ المتقن الفقیہ لکھکر صاحب ابی حنیفہ رضی اللہ عنہما لکھا۔

یہاں اس تفصیل سے مجھے یہ بھی دکھانا تھا کہ امام صاحب کے تلامذہ و اصحاب کتنے بڑے پایہ کے ائمہ و حفاظ تھے جن کے لئے حافظ ذہبی نے مذکورہ بالا القاب لکھے ہیں۔

Marfat.com

غرض اپنے سلسلہ کے اکابر کی تصانیف نابود ہیں نہ حافظ عینی کی تاریخ ہے نہ سبط ابن الجوزی حنفی کی مرآۃ الزمان نہ امام طحاوی کی تاریخ کبیر نہ کفوی کی طبقات الحنفیہ ملتی ہے نہ قاسم بن قطلوبغا کی تالیفات - فوائد بہیہ دیکھئے تو وہاں بھی نقول غیروں سے ہی ہیں اپنی بہت کم اور بہت سے علمائے کبار حنفیہ کے تذکرہ سے خالی، بستان المحدثین وغیرہ کا مطالعہ کیجئے تو اس میں بھی اپنے حضرات کا تذکرہ بہت کم اور کسی کا ہے تو وہ بھی بغایت اختصار - حد ہے کہ حافظ کا ذکر فتح الباری شرح بخاری کی وجہ سے ہے مگر حافظ عینی کا ذکر باوجود عمدۃ القاری شرح بخاری کے نہ آسکا - اسی طرح علامہ عینی نے معانی الآثار امام طحاوی کی دو شرحیں لکھیں ایک نخب الافکار فی شرح معانی الآثار ۸ ضخیم جلدوں میں - دوسری مبانی الاخبار ۶ ضخیم جلدوں میں جس کے ساتھ ۲ جلدوں میں رجال معانی الآثار کی تاریخ لکھی مغانی الاخبار، باوجود ان سب حدیثی خدمات کے بھی چونکہ وہ حنفی تھے ان کے ذکر کو غیروں نے نظر انداز کیا تو ہم نے بھی ان کی ہی تقلید کرلی -

امام طحاوی کا ذکر معانی الآثار کی وجہ سے ہوا مگر ان کی مشکل الآثار، سنن الشافعی اور شرح المغنی وغیرہ کا نام تک بھی نہیں آپایا - امام طحاوی کے حالات میں ہم نے ان سب کو لیا ہے - بستان المحدثین میں تاریخ بغداد کے ذکر کے لئے کئی صفحات ہیں مگر ان میں کہیں ایک کلمہ اس بارے میں نہیں کہ اکابر امت کے خلاف اس میں کیا کچھ زہر موجود ہے - حافظ حدیث جمال الدین زیلعی حنفی کی نصب الرایہ جیسی عظیم و جلیل کتاب کا کہیں ذکر نہیں جبکہ دوسری چھوٹی چھوٹی کتابوں کا بھی ذکر موجود ہے -

مختصر یہ کہ دوسروں نے اگر تعصب و عناد کی وجہ سے ہمارے اکابر کا ذکر مٹایا تھا تو ہم اپنی سادگی یا بے اعتنائی سے اسی راہ پر چل پڑے حتی کہ آج نوبت یہاں تک پہونچ چکی ہے کہ کچھ اہل حدیث یہ کہنے کو بھی تیار ہو گئے کہ حنفیہ کے پاس نہ حدیث ہے نہ محدثین - اور بعض حضرات نے تو حضرت سفیان بن عیینہ کے بارے میں بھی کہدیا کہ وہ امام اعظم کے فن حدیث میں شاگرد نہ تھے جس پر علامہ کوثری کو تانیب الخطیب میں لکھنا پڑا کہ جامع المسانید امام اعظم کی مراجعت کی جائے اس سے معلوم ہو جائے گا کہ سفیان بن عیینہ نے کس قدر کثرت سے امام اعظم سے احادیث کی روایات کی ہیں - اسی وجہ سے راقم الحروف نے بھی تلامیذ و اصحاب امام اعظم کے تذکروں میں جا بجا اس بات کی تصریح کی ہے کہ یہ حضرات نہ صرف فقہ میں امام صاحب کے شاگرد تھے بلکہ حدیث میں بھی شاگرد ہیں اور جامع مسانید میں ان کی روایات موجود ہیں - ان کی مراجعت کی جاسکتی ہے - کیا یہ انصاف ہے کہ جب تک ایک شخص کا ذکر شیوخ بخاری و مسلم میں ہے تو وہ خود محدث اور اس کے شیوخ و تلامذہ بھی محدثین لیکن اگر وہی شخص امام اعظم یا ان کے اصحاب سے احادیث کی روایت کرے تو نہ اس کے شیوخ محدث کہلائیں نہ اس کے تلامذہ - غرض اس قسم کی تمام ناانصافیوں اور تعصبانی نظریات کی ہم ہر موقع پر نشاندہی کریں گے اور ان کی تردید احقاق حق وابطال باطل کے لئے اپنا فریضہ سمجھیں گے - واللہ الموفق ومنہ الہدایہ -

(۲۱) امام زفر رضی اللہ عنہ، ولادت ۱۱۰ھ وفات ۱۵۸ھ

اسم و نسب:- امام العصر مجتہد مطلق ابو الہذیل زفر عنبری بصری ابن الہذیل بن زفر بن الہذیل بن قیس بن سلیم بن مکمل بن قیس بن عدنان رحمہم اللہ تعالیٰ - (وفیات الاعیان لابن خلکان وغیرہ) آپ کا ترجمہ ابو الشیخ کی طبقات المحدثین باصبہان میں ہے جس کا قلمی نسخہ ظاہریہ دمشق میں ہے اور ابو نعیم کی تاریخ اصبہان میں بھی ہے جو لیدن سے طبع ہوئی ہے -

ولادت و تعلیم:- ۱۱۰ھ میں بمقام اصبہان پیدا ہوئے جہاں ان کے والد حاکم تھے اور شعبان ۱۵۸ھ میں وفات ہوئی بصری

Marfat.com

نے لکھا کہ پہلے امام زفر نے حدیث میں زیادہ اشتغال رکھا پھر رائے کی طرف متوجہ ہوئے۔

محمد بن وہب کا بیان ہے کہ امام زفر اصحاب حدیث میں سے تھے۔ ایک دفعہ ایک مسئلہ پیش آیا کہ اس کے حل کرنے سے وہ خود اور ان کے دوسرے اصحاب حدیث عاجز ہوئے تو امام زفر امام ابو حنیفہ کی خدمت میں پہونچے امام صاحب نے جواب دیا۔ پوچھا آپ نے یہ جواب کہاں سے دیا؟ فرمایا کہ فلاں حدیث اور فلاں قیاس واستنباط کی وجہ سے۔ پھر امام صاحب نے مسئلہ کی نوعیت بدل کر فرمایا کہ تم بتاؤ اس میں کیا جواب ہوگا؟ امام زفر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو اس کے جواب سے پہلے سے بھی زیادہ عاجز پایا۔ امام صاحب نے ایک اور مسئلہ بیان کیا اور اس کا جواب مع دلیل بتایا۔ میں ان کے پاس سے اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے بھی وہ مسائل پوچھے تو وہ بھی جواب سے عاجز ہوئے میں نے جوابات دیئے اور دلائل سنائے وہ سب کہنے لگے کہ یہ جوابات و دلائل آپ کو کہاں سے حاصل ہوئے؟ میں نے کہا امام ابو حنیفہ سے۔ پھر تو میں ان ہی تین مسائل کی بدولت اپنے حلقۂ اصحاب کا سردار بن گیا۔

اس کے بعد امام زفر مستقل طور سے امام ابو حنیفہ سے وابستہ ہو گئے اور اُن دس اکابر میں سے ہو گئے جنہوں نے امام کے ساتھ تدوین کتب کی ہے۔ یہی واقعہ مسالک الابصار میں بھی امام طحاوی کے ذریعہ سے نقل ہوا ہے (لمحات النظر فی سیرۃ الامام زفر)

مادحین امام زفر: صیمری کی روایت ہے کہ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے کہا میں نے اپنے والد عثمان بن ابی شیبہ اور چچا ابن ابی شیبہ (صاحب مصنف مشہور) سے امام زفر کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا کہ امام زفر اپنے زمانہ کے اکابر فقہاء سے تھے اور والد صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ ابو نعیم (فضل بن دکین شیخ اصحاب ستہ) امام زفر کو فقیہ نبیل کہتے تھے اور ان کی بڑائیاں بیان کرتے تھے۔ عمرو بن سلیمان عطار کہتے ہیں کہ میں کوفہ میں تھا اور امام اعظم کی مجلس میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ امام زفر کی تقریب نکاح منعقد ہوئی امام صاحب بھی شریک ہوئے۔ انھوں نے امام صاحب سے عرض کیا کہ آپ نکاح پڑھائیں؟ امام صاحب نے خطبہ نکاح پڑھا جس میں فرمایا کہ یہ زفر بن ہذیل ائمۃ المسلمین میں سے بڑے امام ہیں اور دین کے نشانوں میں سے ایک نشان ہیں۔ اپنے حسب و شرف کے اعتبار سے ممتاز ہیں۔ امام زفر کی قوم کے کچھ لوگوں نے تو امام صاحب کے ان مدحیہ کلمات پر اظہار مسرت کیا اور کہا کہ امام کے سوا کوئی دوسرا خطبہ پڑھتا تو ہمیں اتنی خوشی نہ ہوتی مگر کچھ لوگوں نے اپنی خاندانی تعلی کا اظہار کرتے ہوئے امام زفر سے کہا کہ بنو عم اور شرفاء قوم یہاں جمع تھے ایسے موقعہ پر کیا مناسب تھا کہ (غیر خاندان کے شخص) ابو حنیفہ سے خطبہ نکاح پڑھنے کو آپ کہتے۔ امام زفر نے جواب میں فرمایا کہ یہ آپ لوگ کیا کہہ رہے ہیں، اس وقت (امام صاحب کی موجودگی میں) تو اگر میرے والد ماجد بھی موجود ہوتے تو ان پر بھی میں امام صاحب کو مقدم کرتا۔

امام صاحب نے جو تعریفی کلمات امام زفر کے لئے ارشاد فرمائے وہ ان کے فضل و تقدم کے لئے بہت بڑی شہادت ہیں۔ امام زفر جو پہلے اصحاب حدیث میں سے تھے اور جن کے مداح ابو بکر بن ابی شیبہ جیسے محدثین بھی تھے جو امام صاحب پر معترضین میں تھے ان کا امام صاحب کی انتہائی تعظیم و توقیر کرنا اور تلمذ اختیار کرنا بھی کچھ کم اہم نہیں۔

امام حسن بن زیاد فرماتے ہیں کہ امام زفر اور امام داؤد طائی میں حقیقی بھائیوں جیسا تعلق تھا پھر داؤد طائی نے تو فقہ کو چھوڑ کر عبادت گذاری اختیار کی اور امام زفر نے فقہ کے ساتھ عبادت کو جمع کیا اور امام زفر داؤد طائی سے ملاقات کے لئے بصرہ جایا کرتے تھے۔ (لمحات النظر ص ۶۷) امام وکیع کا قول ہے کہ امام زفر بڑے متورع، اچھا قیاس کرنے والے، کم لکھنے والے تھے اور جو کچھ

Marfat.com

...ے تھے وہ اُن کو یاد رہتا تھا۔ امام یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ امام زفر صاحب رائے، ثقہ اور مامون تھے۔ میں نے فضل بن دکین کو دیکھا کہ جب ان کے سامنے امام زفر کا ذکر ہوتا تو ان کی عظمت و جلالت قدر کے حالات بیان کرتے اور ثقہ، مامون بتلاتے کبھی اُن کو خیار ناس میں بتاتے تھے۔ یحییٰ بن اکثم کا بیان ہے کہ میں نے امام وکیع (شیخ اصحاب ستہ) کو آخر عمر میں دیکھا کہ وہ صبح کو امام زفر اور شام کو امام ابویوسف کے پاس آتے تھے مگر پھر انھوں نے دونوں وقت امام زفر کے پاس آنا شروع کر دیا۔

امام وکیع سے کسی نے بطور اعتراض کہا کہ آپ زفر کے پاس آنے جاتے ہیں۔ فرمایا تم لوگوں نے مغالطہ آمیز باتیں کرکے ہمیں امام ابوحنیفہ سے چھڑانا چاہا حتی کہ وہ دنیا سے رخصت ہوگئے اب تم اسی طرح امام زفر سے چھڑانے کی سعی کرتے ہو تاکہ ہم ابوسعید اور ان کے اصحاب کے محتاج ہو جائیں۔"

یہاں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ امام وکیع امام اعظم سے آخر وقت تک وابستہ رہے اور کسی کی مغالطہ آمیزی سے بھی متاثر نہ ہوئے امام صاحب ہی کے قول پر فتوی دیا کرتے تھے جیسا کہ انتقاء میں علامہ ابن عبدالبر نے تصریح کی ہے اور خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ ۱۴/۲۴ میں ذکر کیا کہ کسی نے وکیع سے کہا "امام ابوحنیفہ نے خطا کی" تو فرمایا کہ وہ کیسے خطا کر سکتے ہیں حالانکہ ان کے ساتھ ابویوسف و زفر جیسے قیاس کرنے والے، یحییٰ بن ابی زائدہ، حفص بن غیاث، حبان و مندل ایسے حفاظ حدیث، قاسم بن معن (لغت و عربیت کے امام)، داؤد طائی و فضیل بن عیاض جیسے زاہد و متورع ہیں۔ اور جس کے ہم مجلس ایسے لوگ ہوں وہ خطا نہیں کر سکتا، کیونکہ اگر خطا کرے تب بھی اس کو صواب کی طرف لوٹا دیں گے۔

ایک مشہور روایت ترمذی شریف باب الاشعار میں ہے کہ وکیع کے سامنے امام صاحب کا قول ذکر کیا گیا [illegible] اس کی نسبت بھی از روئے درایت امام وکیع کی طرف صحیح نہیں معلوم ہوتی کیونکہ وکیع امام صاحب کے ارشد تلامذہ میں سے [illegible] بہت بڑے مداح تھے اور اس واقعہ کی روایت ابوالسائب سلم بن جنادہ سے ہے جو امام صاحب سے منحرف [illegible] طرف بہت سی غیر صحیح حکایات کی طرف نسبت کرتے [illegible] ابواحمد حاکم کبیر نے کہا کہ وہ بعض احادیث پر مخالفت کرنے [illegible] سند سے مروی نہیں ہے۔ [illegible]

محدث ابونعیم فضل بن دکین نے فرمایا کہ مجھ سے امام زفر [illegible] ان کی جماعت [illegible]

حافظ ذہبی نے کہا کہ امام زفر فقیہ [illegible] ان کی [illegible]

حجر نے کہا کہ ابن حبان نے امام زفر کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا وہ متقن حافظ حدیث تھے [illegible]

اپنے اصحاب میں سب سے زیادہ قیاس کرنے والے اور حق کی طرف رجوع کرنے والے تھے [illegible] زفر صاحب عقل و دین و ورع تھے اور روایت حدیث میں ثقہ تھے۔

موازنۂ امام ابویوسف و زفر

[illegible] علمی مناظرے و مباحثے مشہور ہیں نیز امام صاحب [illegible] امام صاحب نے امام ابویوسف کو ترجیح دی [illegible] روایت ہے کہ امام ابویوسف [illegible]

Marfat.com

زفر میدان قیاس میں آگے بڑھ جاتے تھے۔

محدث خالد بن صبیح کا بیان ہے کہ ایک بار میں نے امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے سفر کیا تو راستہ میں ہی امام صاحب کے انتقال کی خبر ملی۔ جب مسجد کوفہ میں پہونچا تو دیکھا کہ سب لوگ امام زفر کے گرد جمع ہیں اور امام ابو یوسف کے پاس صرف دو چار آدمی ہیں۔ خیال ہے کہ یہ ابتدا زمانہ کی بات ہے ورنہ پھر تو امام ابو یوسف سے حدیث و فقہ حاصل کرنے والے اس کثرت سے ہو گئے تھے کہ کوئی ان کے مقابل نہ تھا اور درس سے کسی وقت نہ اکتانا اور کمال وسعت صدر تو ان کا بڑا امتیاز شمار ہوا ہے۔ غرض امام زفر بھی امام ابو یوسف کی طرح مجتہد مطلق کے درجہ میں تھے

ایک دفعہ امام صاحب نے فرمایا کہ یہ ۳۶ آدمی ہیں ان میں سے ۲۸ قاضی و جج بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور ۶ فتوی دینے کے اہل ہیں و ایسے ہیں جو ارباب قضا و اصحاب فتوی کی تربیت و سرپرستی کرسکتے ہیں اور امام ابو یوسف و امام زفر کی طرف اشارہ فرمایا۔

خدا کی شان کہ امام ابو یوسف امام صاحب کے اشارہ کے موافق قاضی القضاۃ اور چیف جسٹس ہوئے، امام زفر کو حکومت وقت نے قضا کے لئے مجبور کیا مگر انھوں نے امام صاحب کی طرح صاف انکار کر دیا کسی طرح راضی نہ ہوئے، پھر چھپ گئے اور آپ کا مکان گرا دیا گیا آپ نے آکر مکان بنایا اور پھر قضا کے لئے مجبور کئے گئے اور آپ چھپ گئے دوبارہ مکان گرا دیا گیا حتی کہ آپ کو اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا اور سمجھ لیا گیا کہ کسی طرح راضی نہ ہوں گے۔

کسی نے حسن بن زیاد سے پوچھا کہ آپ نے امام ابو یوسف و امام زفر کو امام صاحب کی خدمت میں کیسا دیکھا ہے؟ فرمایا کہ جیسے د چڑیاں باز کے مقابلہ میں۔ غرض جاننے والے یہی جانتے تھے کہ یہ دونوں ایک درجہ کے تھے اگرچہ امام صاحب کے مقابلہ میں کچھ نہ اور نہ کچھ اپنے کو سمجھتے تھے۔ امام زفر جب بصرہ پہونچے اور علماء نے ملاقاتیں کیں، ان سے مشکل سوالات کئے اور جوابات سنکر متحیر اُن کو بصرہ کے قیام پر مجبور کیا اور ہر طرف تعریفیں ہونے لگیں۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نے فقہ میں زفر جیسا نہیں دیکھا، وہ سب سے بڑے عالم وغیرہ۔ امام زفر کو خبر ہوئی کہ تعریف ہو رہی ہے تو فرمایا۔ تم میری تعریف کرتے ہو اگر ابو یوسف کو دیکھتے تو کیا کہتے! ایک دفعہ فرمایا کہ ابو یوسف بڑے فقیہ ہیں۔! باہم معاصرین کی اس قدر بے نفسی اور اقران کے ساتھ ایسی وسعت حوصلہ کے ساتھ مدح و ثنا کی مثالیں خیر القرون کی خیریت کا بڑا ثبوت و امتیاز ہیں اور خصوصیت سے امام صاحب کے اصحاب و تلامذہ میں یہ بات خاص طور سے دیکھی گئی کہ ان میں تحاسد و بغض نہیں تھا اور جو بعض قصے ایسے نقل ہوئے ہیں وہ مخالفین کے چلائے ہوئے بے ثبوت ہیں علامہ کوثری نے جا بجا ایسی چیزوں کی تردید کی ہے

امام زفر کے اساتذہ:۔ علم فقہ میں امام صاحب کے شاگرد ہیں خود فرماتے ہیں کہ میں بیس سال سے زیادہ امام صاحب کی خدمت میں رہا میں نے کسی کو ان سے زیادہ خیر خواہ، ناصح و مشفق نہیں دیکھا وہ محض اللہ کے لئے اپنی جان کو صرف کرتے تھے۔ سارا دن تو مسائل کے حل و تعلیم اور نئے حوادث کے جوابات دینے میں صرف کرتے، جس وقت مجلس سے اُٹھتے تو کسی مریض کی عیادت کے لئے جاتے، جنازہ کی تشییع کرتے کسی ضرورتمند کی حاجت روائی کرتے کسی فقیر کی امداد کرتے یا کسی بچھڑے ہوئے سے رشتۂ اخوت تازہ کرتے تھے، رات ہوتی تو خلوت میں تلاوت، عبادت و نماز کا شغل رہتا، وقت وفات تک یہی معمول رہا۔ تفقہ کے ساتھ ہی امام صاحب سے روایت حدیث بھی بکثرت کرتے ہیں سمعانی وغیرہ نے امام زفر کی کتاب الآثار کا ذکر کیا ہے جسمیں امام صاحب کے واسطہ سے احادیث کی روایات ہیں امام صاحب کے علاوہ دوسرے شیوخ امام زفر کے یہ ہیں۔ اعمش یحیی بن سعید الانصاری۔ محمد بن اسحق صاحب مغازی ابن ابی زائدہ، سعید بن ابی عروبہ، ایوب سختیانی وغیرہ۔

Marfat.com

امام زفر کے تلامذہ:۔ امیر المومنین فی الحدیث حضرت عبداللہ بن مبارک (شیخ اصحاب ستہ) شقیق بن ابراہیم، محمد بن الحسن، وکیع ابن الجراح (شیخ اصحاب ستہ) سفیان بن عیینہ (شیخ اصحاب ستہ) ابو عاصم النبیل (شیخ اصحاب ستہ) ابو نعیم فضل بن دکین (شیخ اصحاب ستہ) وغیرہ۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا کہ امام زفر فرمایا کرتے تھے "ہم رائے کا استعمال اس وقت تک نہیں کرتے جب تک کہ اثر موجود ہو، اسی طرح جب اثر مل گیا رائے کو چھوڑ دیتے ہیں۔ (کردری)

امام وکیع امام زفر کو خطاب کرکے فرمایا کرتے تھے کہ خدا کا شکر ہے جس نے آپ کو امام صاحب کا جانشین کیا لیکن امام صاحب کے دنیا سے تشریف لے جانے کا صدمہ دل سے نہیں نکلتا۔ فضل بن دکین کہتے ہیں کہ جب امام صاحب کی وفات ہوئی تو میں امام زفر کا ہو گیا کیونکہ امام صاحب کے اصحاب میں سے سب سے زیادہ فقیہ و متورع وہی تھے۔

امام زفر اور نشر مذہب حنفی: حسین بن ولید کہتے تھے کہ امام صاحب کے اصحاب میں سے سب سے زیادہ متصلب اور دقیق النظر امام زفر تھے۔ صیمری نے روایت کی کہ یوسف بن خالد سمتی بصرہ سے کوفہ گئے اور امام صاحب سے تفقہ کیا فارغ ہوئے تو بصرہ کا ارادہ کیا امام صاحب نے فرمایا کہ اب تم بصرہ جاؤ گے تو ایسے لوگوں سے واسطہ ہوگا جو تم سے پہلے مسند علم و فضل پر متمکن ہو چکے ہوں گے لہذا تم مسند درس سنبھالنے کی جلدی نہ کرنا کہ بیٹھکر کہنے لگو۔ ابو حنیفہ نے ایسا کہا اور یہ کہا۔ اگر ایسا کروگے تو تم وہاں تم نہ سکو گے بلکہ نکال دیئے جاؤ گے۔ یوسف گئے اور چونکہ علم وافر لیکر پہونچے تھے صبر نہ ہو سکا مسند سنبھال کر لگے کہنے کہ امام ابو حنیفہ نے یہ کہا اور وہ کہا عثمان بتی بصرہ کے امام اور مشہور فقیہ و محدث تھے، یوسف نے ان کے اصحاب و تلامذہ سے مسائل میں بحثیں کیں اور امام صاحب کے دلائل سے مغلوب کرنا چاہا جس پر وہ لوگ خلاف عِنَاد پر اتر آئے، ان کو برداشت نہ کر سکے حتیٰ کہ ان کو مسجد سے اٹھا دیا۔ یہ خاموش ہو گئے اور پھر امام زفر تک کسی اور کو بھی جرأت نہ ہوئی کہ امام صاحب کا ذکر وہاں کر سکتا۔

جب امام زفر وہاں پہونچے تو وہ چونکہ سیاسی دماغ رکھتے تھے دوسرا طریقہ اختیار کیا۔ وہاں کے شیوخ کی مجلس میں جاتے تھے، ان کے مسائل سنتے اور ان کی اصل کے خلاف کچھ فرعی مسائل نکال کر سوال کرتے کہ آپ نے ان مسائل میں اپنی اصل کو کیوں چھوڑ دیا عثمان بتی اور ان کے اصحاب و تلامذہ جواب سے عاجز ہوتے تو کہتے کہ اس باب میں دوسری اصل اس اصل سے بہتر ہے اور دلائل سے اس کی برتری و جامعیت وغیرہ ان ہی سے منوا لیتے جب وہ پوری طرح تسلیم کر لیتے تو کہتے کہ یہ اصل امام ابو حنیفہ کی قائم کی ہوئی ہے۔

کبھی ایسا کرتے کہ ان ہی مشائخ بصرہ کے اقوال کے اثبات میں ایسے دلائل پیش کرتے جو ان کے دلائل سے زیادہ قوی ہوتے وہ بہت خوش ہوتے پھر کہتے کہ یہاں ایک دوسرا قول بھی ہے جو تمہارے اقوال کے علاوہ ہے اور اس کو بیان کرکے [illegible] اعلیٰ و قوی دلائل دیتے جب وہ تسلیم کر لیتے تو بتلاتے کہ یہ قول امام ابو حنیفہ کا ہے۔ وہ کہتے کہ [illegible] خواہ وہ کسی کا بھی ہو۔ اسی طرح امام زفر کرتے رہے اور امام صاحب کے اقوال سے مانوس بنا [illegible] شیخ عثمان بتی جیسے شیخ وقت تک کے اصحاب بھی ان کو چھوڑ کر امام زفر کے حلقۂ درس میں آشامل ہوئے اور شیخ عثمان [illegible]۔

معلوم ہوا کہ عالم کی سوء سیاست و بے تدبیری سے اس کے علوم کی نشر و اشاعت پر بھی برا اثر پڑتا ہے۔ اگر یوسف امام صاحب کی نصیحت پر عمل کرتے تو وہ بھی ضرور کامیاب ہوتے بہت بڑے جلیل القدر عالم تھے۔ امام شافعی کے شیوخ میں ہیں۔ ابن ماجہ میں ان سے احادیث مروی ہیں اور تاریخ اصبہان لابی نعیم میں بھی ان سے بہ کثرت احادیث روایت کی گئی ہیں کوئی عیب ان میں نہ تھا۔

Marfat.com

مگر لوگوں نے تنافس وتحاسد کی وجہ سے اُن کو بری طرح مطعون کیا طرح طرح کے الزامات لگائے یہاں تک کہ ان کے متعلق مشہور کیا کہ وہ قیامت ومیزان کے منکر ہیں وغیرہ۔ دیکھئے تہذیب التہذیب۔

پہلے امام زفر کی توثیق اور وسعت علم حدیث وفقہ کے بارے میں علماء کے اقوال نقل ہوچکے ہیں لیکن کوئی کوئی قول ان کے خلاف بھی نقل ہوا ہے اگرچہ اس کی تاویل ہوسکتی ہے مثلاً ابن سعد کا قول کہ امام زفر حدیث میں کچھ نہیں تھے، اول تو بقول علامہ زماں مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی کے یہ ریمارک فقط ابن سعد کے علم کے اعتبار سے ہے ورنہ اُن کو بڑے بڑے علماء نے مجتہد اور حافظ حدیث تسلیم کیا ہے اور ابن حبان وغیرہ نے اتقان کی بھی شہادت دی ہے۔ (الرفع والتکمیل)

دوسرے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ابن سعد نے بطور مبالغہ فرمایا ہو کہ جیسے بڑے امام مجتہد وفقیہ تھے اس کی نسبت سے حدیث میں بہت کم تھے اور یہ کوئی تنقیص نہیں ہے کیونکہ بڑے بڑے مجتہدین ائمہ متبوعین سب ہی استنباط وتخریج مسائل وغیرہ میں زیادہ مشغول رہے اور روایت حدیث کی طرف متوجہ نہ ہوسکے اور چونکہ روایت حدیث کرنے والوں کی بڑی کثرت تھی اس لئے بھی اس کی ضرورت نہ سمجھی ہوگی تفقہ کی کمی تھی اس لئے پوری توجہ ادھر ہی صرف کی۔ واللہ اعلم

یہ پہلے لکھا گیا کہ امام زفر نے قضا قبول نہیں کی اور بصرہ میں ان کا قیام بہ سلسلہ درس وافادہ تھا کیونکہ بصرہ والوں نے اُن کو اصرار کرکے روک لیا تھا۔ علامہ ابن عبدالبر نے انتقاء میں جو لکھا ہے کہ بصرہ کے قاضی بھی رہے یہ اُن کو مغالطہ ہوا ہے وہ مغرب میں تھے اور مشرق کے بعض حالات بیان کرنے میں ان سے تسامحات ہوگئے ہیں۔ انھوں نے اس طرح لکھا ہے امام زفر امام ابوحنیفہ کے کبار اصحاب وفقہاء میں سے تھے۔ علامہ کوثری نے لمحات النظر فی سیرۃ الامام زفر میں یہ بھی ثابت کیا ہے کہ امام زفر مجتہد مطلق کے درجہ میں تھے اگرچہ اپنا انتساب انھوں نے امام اعظم کی طرف برابر قائم رکھا ہے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امام ابوحنیفہ کی کسی مسئلہ میں مخالفت نہیں کی جس میں ان کا کوئی نہ کوئی قول اس کے موافق موجود نہ ہو۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ میں نے یہ جرأت نہیں کی کہ امام صاحب کی مخالفت کسی مسئلہ میں ان کی وفات کے بعد بھی کروں۔ کیونکہ میں اگر ان کی زندگی میں مخالفت کرتا اور دلیل اس پر قائم کرتا تو وہ مجھے اسی وقت اپنی حق بات کی طرف دلائل کی قوت سے مجبور کرکے لوٹا دیتے تھے لہٰذا بعد وفات بھی مخالفت میرے لئے موزوں نہیں ہوتی یہ بات امام زفر کے کمال ادب کی تھی ورنہ کچھ اصول وفروع میں جزوی خلاف بھی ضرور ملتا ہے جس سے ان کا مجتہد مطلق ہونا ثابت ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان میں سب سے اچھے قیاس کرنے والے تھے۔ بصرہ کے قاضی ہوکر جب امام صاحب سے رخصت ہوکر جانے لگے تو امام صاحب نے ان سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کچھ ہمارے متعلق اہل بصرہ کے دلوں میں جذبات عداوت، حسد ومنافست ہیں مجھے امید نہیں کہ تم بھی ان سے بچ سکو گے۔ بصرہ پہونچے تو اہل علم ان کے پاس جمع ہوئے مناظرے کئے وغیرہ تفصیل اوپر گذر چکی۔

امام زفر کا زہد وورع: - ابراہیم بن سلیمان کا بیان ہے کہ ہم لوگ جب امام زفر کی مجلس میں ہوتے تھے تو ہم میں سے کوئی بھی ان کے سامنے دنیا کی باتیں نہ کرسکتا تھا۔ اور اگر کبھی ایسا ہوا بھی تو وہ مجلس سے اُٹھ کر چلے جاتے تھے اور ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ ان کی موت اسی لئے جلدی ہوئی کہ خدا کا خوف ان پر سخت غالب تھا۔ بصرہ ہی میں آپ کی وفات ہوئی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

Marfat.com

(۲۲) امام مالک بن مِغول البجلی الحنفی (م ۱۵۹ھ)

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اصحاب و شرکاء تدوین فقہ حنفی میں سے اور اُن حضرات اکابر میں سے تھے جن کو امام صاحب نے خطاب فرما کر ارشاد کیا تھا کہ "تم لوگ میرے قلب کا سرور اور میرے غم کو مٹانے والے ہو"۔ محدث ابو اسحٰق سبیعی، امام اعظم، حسن بن ابی جحیفہ، سماک ابن حرب اور نافع مولیٰ ابن عمر وغیرہ ان کے اساتذہ و شیوخ میں ہیں۔ حافظ نے تہذیب میں امام صاحب کے تعلق و تلمذ وغیرہ کا ذکر خیر حذف کر دیا۔ امام حدیث و حجت تھے حضرت شعبہ، ابو نعیم، قبیصہ، امام محمد، حضرت ابن مبارک، مسعر، ثوری، زائدہ، ابن عیینہ، اسماعیل بن زکریا، یحییٰ بن سعید القطان، وکیع، عبد الرحمٰن بن مہدی اور یحییٰ بن آدم وغیرہ ان کے شاگردوں میں ہیں، بخاری و مسلم اور اصحاب سنن کے شیخ ہیں اور سب نے ان سے روایت حدیث کی ہے۔ (جواہر مضیئہ صفحہ ۱۵/۲)

امام احمد نے اُن کو ثقہ ثبت فی الحدیث کہا، امام یحییٰ بن معین، ابو حاتم اور نسائی نے ثقہ کہا۔ ابو نعیم نے کہا کہ ہم سے مالک بن مغول نے حدیث بیان کی اور وہ ثقہ تھے۔ عجلی نے رجل صالح، علم و فضل میں نمایاں مقام و مرتبہ رکھنے والا بتلایا۔ طبرانی نے خیار مسلمین سے کہا۔ ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے مالک بن مغول سے کہا کہ خدا سے ڈر، تو مالک نے فوراً اپنا رخسار زمین پر رکھ دیا۔ ابن سعد نے کہا کہ مالک ثقہ، مامون، کثیر الحدیث، صاحب خیر و فضل تھے۔ امام بخاری نے فرمایا کہ عبد اللہ بن سعید نے کہا کہ میں نے ابن مہدی سے سنا فرمایا کرتے تھے کہ جب تم کسی کوفی کو دیکھو کہ وہ ایسے کوفی کا ذکر کرتا ہے جس کو مالک بن مغول بھلائی سے یاد کرتے ہوں تو تم ضرور اس کا اطمینان کر لو۔ ابن حبان نے "ثقات" میں لکھا کہ مالک اہل کوفہ کے بڑے عبادت گذاروں اور نقل میں متثبت اور متقن تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (تہذیب التہذیب صفحہ ۲۲/۱۰)

(۲۳) امام داؤد طائی حنفی (م ۱۶۰ھ)

امام ربانی امام حدیث ابو سلیمان داؤد بن نصیر الطائی الکوفی محدث ثقہ، زاہد، عالم، فقیہ، ولی اور یگانۂ زمانہ تھے۔ ضروری علوم کی تحصیل کرنے کے بعد امام اعمش اور ابن ابی لیلیٰ سے حدیث پڑھی پھر امام اعظم کی خدمت میں بار یاب ہوئے بیس برس تک اُن سے استفادہ کرتے رہے اور اُن کے کبار اصحاب و شرکاء تدوین فقہ میں سے ایک یہ بھی ہیں۔

بعض اوقات صاحبین کے اختلاف کو اپنی رائے صائب سے فیصلہ کر کے ختم کر دیتے تھے۔ امام ابو یوسف سے بوجہ قبول قضا بغایت زہد و استغنار کے باعث کچھ منقبض سے رہتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہمارے استاذ امام اعظم نے تو ... کرا لیا مگر قضا کو قبول نہ کیا اس لئے ہمیں بھی ان کا اتباع کرنا چاہیے۔ حضرت سفیان بن عیینہ ... ان کے شاگرد ہیں امام یحییٰ بن معین وغیرہ نے آپ کی توثیق کی اور نسائی میں آپ سے روایت کی گئی ہے۔

محدث محارب بن دثار فرماتے تھے کہ اگر داؤد طائی پہلی امتوں میں ہوتے ... ان کا ذکر فرماتا۔ محدث ابن حبان نے لکھا کہ داؤد فقہاء میں سے تھے اور امام ابو حنیفہ کی مجلس میں ... کرتے تھے۔ پھر رات دن عبادت میں صرف کرنے لگے تھے۔ آپ کو ورثہ میں بیس اشرفیاں ملی تھیں جن سے بیس سال گزاری اور دوست نے پائی کبھی کسی بھائی، دوست یا بادشاہ کا عطیہ قبول نہیں کیا۔ حضرت عبد اللہ ابن مبارک فرمایا کرتے تھے کہ بس دنیا سے اتنا ہی سروکار رکھنا چاہیے جتنا داؤد طائی نے رکھا۔ روٹی کو پانی میں بھگو دیتے تھے جب وہ

گھل جاتی تو اس کو شربت کی طرح پی لیتے اور فرماتے کہ جب تک میں روٹی کا ایک ایک لقمہ کر کے کھاؤں اتنے عرصہ میں پچاس آیات قرآن مجید کی پڑھ سکتا ہوں لہذا روٹی کھانے میں عمر کو کیوں ضائع کروں ؟

نقل ہے کہ ایک روز قبرستان سے گذرے تو ایک عورت رو رو کر ایک صاحب قبر کو یہ شعر پڑھ کر خطاب کر رہی تھی کہ اے یحیی! کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ تیرے دونوں گلگوں رخساروں میں پہلے کون سا رخسارہ بوسیدہ ہوا اور کونسی آنکھ پہلے مٹی کی نذر ہوئی ؟ —— اس کو سن کر دنیا کی بے ثباتی کا نقش ان کے دل پر ایسا گہرا ہوا کہ بیقرار ہو کر امام اعظم کی خدمت میں دوڑے ہوئے پہنچے امام صاحب نے وجہ پوچھی آپ نے سب حال بتلایا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ آپ لوگوں سے منھ پھیر لیں چنانچہ آپ دنیا سے الگ ایک گوشہ میں جا بیٹھے۔ کچھ مدت کے بعد امام صاحب ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا " یہ کام کی بات نہیں ہے جو آپ نے کی ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ آپ ائمہ کے درمیان بیٹھیں اور ان کی گفتگو سنیں اور منہ سے کچھ نہ کہیں چنانچہ آپ نے اپنے استاذ اعظم کے ارشاد پر ایک برس تک عمل کیا اور فرمایا کہ اس ایک سال کے صبر نے تیس برس کا کام کیا ہے۔

امام محمد کا بیان ہے کہ میں ان کی خدمت میں گھر حاضر ہو کر کسی مسئلہ میں رجوع کرتا تھا تو اگر ان کے دل میں انشراح ہوا کہ اس مسئلہ کی مجھے اپنے دین کی اصلاح کے لئے ضرورت ہے تو جواب دیتے تھے ورنہ تبسم فرما کر مجھے ٹال دیتے کہ نہیں کام ہے نہیں کام ہے۔ (جواہر مضیئہ و حدائق حنفیہ)

رحمه الله رحمة واسعة كما يحب ربنا ويرضى -

(۲۴) امام مندل بن علی عنزی کوفی حنفی ولادت ۱۰۲ھ وفات ۱۶۸ھ ہجری

محدث، صدوق، فقیہ فاضل طبقہ کبار تبع تابعین میں سے ہیں۔ امام اعظم کے اصحاب و شرکاء تدوین فقہ میں سے ایک ہیں۔ محدث معاذ ابن معاذ عنبری کا قول ہے کہ میں کوفہ پہنچا تو کسی کو آپ سے زیادہ اورع نہیں پایا۔ محدث عثمان دارمی نے امام یحیی بن معین سے ان کے بارے میں لا باس بہ نقل کیا۔ لا باس بہ بلفظ ثقہ کے قائم مقام ہے۔ امام اعمش، ہشام بن عروہ، لیث، عاصم احول اور ابن ابی لیلی وغیرہ آپ کے اساتذہ میں ہیں اور آپ سے یحیی بن آدم، ابوالولید طیالسی، فضل بن دکین، یحیی الحمانی اور ابوداؤد و ابن ماجہ نے حدیث روایت کی یسمعانی نے ذکر کیا کہ مندل اور ان کے بھائی حبان دونوں سب لوگوں سے زیادہ امام اعظم کی مجلس میں حاضر رہا کرتے تھے، کردری ص ۲۱۵ ج ۲ اور علامہ کردری نے ہی یہ بھی نقل کیا کہ مندل نے امام اعظم کی خدمت میں رہ کر فقہ کی تکمیل کی اور امام صاحب دونوں کے ساتھ نہایت تلطف اور محبت و تقرب کا معاملہ فرماتے تھے۔ علامہ صیمری نے بھی دونوں بھائیوں کو امام صاحب کے تلامذہ و اصحاب میں لکھا ہے

مسند خوارزمی میں ہے کہ امام وکیع سے کسی نے کہا امام صاحب نے فلاں مسئلہ میں خطا کی ہے۔ فرمایا امام ابوحنیفہ کیسے خطا کر سکتے تھے حالانکہ ان کے پاس قیاس و اجتہاد میں امام ابویوسف امام محمد و امام زفر جیسے معرفت و حفظ حدیث میں یحیی بن زکریا، حفص بن غیاث، حبان و مندل جیسے لغت و عربیت میں قاسم بن معن جیسے اور زہد و ورع میں داؤد طائی و فضیل جیسے تھے جس کے اصحاب و شاگرد اس قسم کے ہوں وہ خطا نہیں کر سکتا۔ جو شخص امام صاحب کے بارے میں ایسی بات کہتا ہے وہ چوپایہ بلکہ اس سے بھی زیادہ گمراہ ہے۔ اور جو یہ گمان کرے کہ بات امام صاحب کی مخالفت میں ہے اس نے تنہا ایک مذہب اور نکالا در میں اس کے حق میں وہ شعر کہتا ہوں جو فرزدق نے جریر کو کہا

اولئك آبائي فجئني بمثلهم   اذا جمعتنا يا جرير المجامع (حدائق)

Marfat.com

جامع المسانید میں امام اعظم سے ان کی روایات موجود ہیں۔ (جامع ص ۵۵۶ ج ۲) لیکن حافظ نے حسب عادت تہذیب میں امام صاحب سے تلمذ وغیرہ کا ذکر حذف کر دیا۔ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۵) امام نصر بن عبد الکریم (وفات ۱۶۹ھ)

محدث، فقیہ تھے امام اعظم رضی اللہ عنہ سے فقہ پڑھی اور ان کی مجلس تدوین فقہ کے شریک تھے امام صاحب سے احادیث و احکام بکثرت روایت کئے۔ امام صاحب کے بعد امام ابو یوسف کی خدمت میں رہے اور ان ہی کے پاس وفات ہوئی۔ ان سے سفیان ثوری اور موسیٰ بن عبید وغیرہ نے روایت کی۔ (جواہر مضیئہ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(۲۶) امام عمرو بن میمون بلخی حنفی (م ۱۷۱ھ)

محدث، فقیہ، صاحب علم و فہم و ورع تھے۔ بغداد آ کر امام اعظم کی خدمت میں رہے فقہ و حدیث ان سے حاصل کی۔ امام یحییٰ بن معین نے توثیق کی بیس سال تک بلخ کے قاضی رہے۔ آپ سے آپ کے صاحبزادے عبد اللہ بن عمرو قاضی بلخ اور دوسروں نے روایت حدیث کی۔ امام ترمذی کے شیوخ میں ہیں۔ جامع ترمذی میں روایت موجود ہے۔ علامہ مزی نے تہذیب الکمال میں آپ کا ذکر کیا ہے [illegible] رحمہ اللہ (جواہر و حدائق)

(۲۷) امام حبان بن علی (م ۱۷۲ھ)

اپنے بڑے بھائی مندل کی طرح محدث، فقیہ، فاضل تھے امام اعظم سے فقہ و حدیث [illegible] مجتہدین میں سے ہیں۔ امام اعمش سے بھی روایت حدیث کی۔ حجر بن عبد الجبار کا قول ہے [illegible] نے فرمایا کہ حدیث میں مندل سے زیادہ قوی ہیں [illegible] یہ بھی فرمایا کہ دونوں بھائیوں [illegible] کوئی مضائقہ نہیں [illegible] کا قول ہے [illegible] کبھی نہیں ہوا کہ کسی دین یا دنیا کے معاملہ میں امام ابو حنیفہ کی مخالفت [illegible] میں حبان کا ذکر کیا ہے [illegible] توثیق و تضعیف کے اقوال [illegible] خطیب نے صالح [illegible] کہا تہذیب الکمال [illegible] امام صاحب [illegible]

(۲۸) امام ابو عصمہ نوح بن ابی مریم الجامع حنفی (متوفی ۱۷۳ھ)

مشہور محدث و فقیہ تھے امام اعظم، ابن ابی لیلیٰ، حجاج بن ارطاۃ، زہری، محمد بن اسحٰق وغیرہ [illegible] کے لقب سے مشہور ہوئے۔ امام اعظم کے [illegible] فقہ کے خاص [illegible] کرنا شروع کیا تھا اس لئے جامع کہلائے [illegible] نے امام اعظم کے اقوال نقل کرنے تیسری میں نحو کے اہم مسائل اور چوتھی میں شعر و ادب [illegible] جب مرو کے قاضی ہوئے تو امام صاحب نے اُن کو نصائح اور شروط قضا لکھیں۔ پھر مدت تک خراسان کے قاضی القضاۃ رہے۔ اہل مرو اور عراقیوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ ابن ماجہ نے باب تفسیر میں آپ سے تخریج کی ہے اور نعیم بن حماد (شیخ امام بخاری) نے

Marfat.com

بھی آپ سے روایت کی ہے۔ امام احمد نے فرمایا کہ فرقہ جہمیہ کے سخت مخالف تھے۔

نوح فرماتے ہیں کہ ایک دن میں امام صاحب کی مجلس میں تھا کسی نے آکر سوال کیا کہ اے ابو حنیفہ! آپ کیا فرماتے ہیں ایک شخص نے صاف ستھرے نظیف پانی سے وضو کیا۔ کیا دوسرا بھی اس پانی سے وضو کر سکتا ہے؟ فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا کیوں جائز نہیں؟ فرمایا اس لئے کہ مستعمل پانی ہے۔ کہتے ہیں پھر میں امام سفیان ثوری کے پاس گیا اور ان سے یہی مسئلہ پوچھا انھوں نے فرمایا کہ اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ میں نے کہا کہ امام صاحب نے تو ناجائز بتایا تھا۔ انھوں نے پوچھا کہ ایسا کیوں بتلایا۔ میں نے کہا کہ ماء مستعمل کی وجہ سے نوح کا بیان ہے کہ ایک جمعہ نہ گذرا تھا کہ میں پھر امام سفیان کی خدمت میں حاضر تھا اور ایک شخص نے یہی مسئلہ ان سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ اس سے وضو جائز نہیں کیونکہ ماء مستعمل ہے۔　(جواہر مضیئہ)

(۲۹) امام زہیر بن معاویہ (ولادت ۱۰۰ھ م ۱۷۳ھ)

امام اعظم کے اصحاب میں سے مشہور محدث، ثقہ، فقیہ، فاضل اور تدوین فقہ کے شریک ہیں امام اعمش وغیرہ سے حدیث حاصل کی اور یحیی القطان وغیرہ کے شیخ ہیں۔ حضرت سفیان ثوری کا قول ہے کہ آپ کے زمانہ میں آپ جیسا کوئی اور کوفہ میں نہیں تھا۔ امام یحیی بن معین وغیرہ محدثین نے آپ کی توثیق کی۔ اصحاب صحاح ستہ کے شیوخ میں ہیں اور سب نے آپ سے تخریج کی۔ محدث علی بن الجعد کا بیان ہے کہ ایک شخص زہیر کی خدمت میں تحصیل علم کے لئے آتا جاتا تھا، چند روز نہ آیا تو انھوں نے پوچھا کہاں رہے؟ کہا امام ابو حنیفہ کی خدمت میں چلا گیا تھا، فرمایا کہ تم نے اچھا کیا میرے پاس آیا۔ ماہ رہ کر جو تم حاصل کرتے اس سے یہ بہتر ہے کہ امام صاحب کی صرف ایک مجلس کی شرکت ہی تم کرلو۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔　(جواہر مضیئہ وحدائق الحنفیہ)

(۳۰) امام قاسم بن معن (متوفی ۱۷۵ھ ہجری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد میں سے ہیں۔ محدث ثقہ فقیہ فاضل عربیت ولغت کے امام، سخی، مروت اور زہد وورع میں بے نظیر تھے۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ان اصحاب و شرکاء تدوین فقہ میں سے ہیں جن کے بارے میں امام صاحب مسار قلبی و جلاء حزنی فرمایا کرتے تھے۔ ابو حاتم نے ثقہ صدوق اور کثیر الروایت کہا۔ حدیث و فقہ میں امام اعظم، اعمش، عاصم بن احول، ہشام بن عروہ، یحیی بن سعید وغیرہ کے شاگرد ہیں اور ابن مہدی، علی بن مسہر ابو نعیم بن دکین اور اصحاب سنن وغیرہ کے اساتذہ میں، شریک کے بعد آپ کوفہ کے قاضی ہوئے لیکن نہایت تورع و تقوی کے باعث بغیر تنخواہ کے قضاء کا کام انجام دیا۔ لغت میں کتاب النوادر اور غریب المصنف لکھیں (حدائق وجواہر مضیئہ) حافظ ذہبی نے حفاظ حدیث کے طبقات میں شمار کیا ہے۔

(۳۱) امام حماد بن الامام الاعظم رح (متوفی ۱۷۶ھ)

محدث، فقیہ اور بڑے زاہد و عابد تھے حدیث و فقہ میں آپ کے بڑے استاذ خود امام اعظم ہیں اور امام صاحب کی زندگی ہی میں بوجہ کمال مہارت فتوی دینا شروع کر دیا تھا۔ امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور امام حسن بن زیاد وغیرہ کے ہم سبق تھے اور تدوین فقہ میں شریک رہے۔ امام صاحب کی وفات پر ان کی ساری امانتیں جن میں ان لوگوں کی بھی تھیں جو مفقود تھے، قاضی شہر کو سپرد کر دیں۔ قاضی صاحب نے بہت اصرار کیا کہ آپ

Marfat.com

بڑے امین ہیں خود اپنے پاس رہنے دیں۔ مگر آپ نے اس بار کو پسند نہ کیا۔ آپ سے آپکے بیٹے اسمٰعیل نے بھی حدیث وفقہ حاصل کی، اور وہ بھی بڑے عالم ہوئے حضرت قاسم بن معن کے بعد آپ کو وفات کے۔ قاضی ہوسئے (حدائق) پھر سارے بغداد کے پھر بصرہ کے قاضی ہوئے، مرض فالج سے معذور ہوکر استعفار دیدیا تھا۔ علامہ صیمری نے ذکر کیا کہ امام حماد پر ہیں، فقہ اور ورع غالب تھا اور اکثر ی مشغلہ کتابت حدیث تھا۔ حسن بن قحطبہ نے امام اعظم کے پاس ایک ہزار روپے امانت رکھے کسی نے امام صاحب سے کہا کہ آپ امانتیں کیوں رکھتے ہیں ان کو رکھنا خطرہ سے خالی نہیں۔ فرمایا جس کا بیٹا حماد جیسا ہو اس کو امانت رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ امام صاحب کی وفات کے بعد حسن آئے اور امانت طلب کی، حماد نے خزانہ کی کوٹھری کھول کر علامات سے متعین کرکے کہا کہ اپنی امانت اٹھا لو حسن نے کہا کہ آپ اب اپنے پاس رہنے دیں حماد نے انکار کیا وہ کہنے لگے کہ آپ کے والد تو امانتیں قبول کرلیتے تھے آپ کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا ابا جان کو ہم جیسے بیٹے پر اعتماد تھا مجھے اپنے بیٹے پر نہیں ہے۔

شریک بن الولید کا بیان ہے کہ حماد اہل ہوا و بدعت کے مقابلہ میں بہت متشدد تھے اور ان کے اہل نور کے ۔۔۔ حق کی حمایت میں ایسے پختہ دلائل قائم کرتے تھے جو بڑے بڑے حاذق اہل کلام کو بھی نہ سوجھتے تھے۔ (کردری [illegible])

(۳۲) امام ھیاج بن بسطام (متوفی [illegible])

محدث، فقیہ امام اعظم کے اصحاب و تلامذہ میں سے ہیں، امام [illegible] [illegible] ابو حاتم نے کہا کہ ان کی حدیث لکھی جاتی ہے سعید بن منصور کا قول ہے کہ ہمارے ہیاج سے زیادہ [illegible] [illegible] [illegible] شروع کیا تو ایک لاکھ آدمی جمع ہوگئے جو آپ سے حدیث لکھتے اور آپ کی فصاحت سے محبت [illegible] ہیاج بن بسطام اعلم الناس، اعلم الناس، افقہ الناس، اشجع الناس، اسخی الناس [illegible] [illegible] کاقول ہے کہ ہمارے علم میں ہیاج ثقہ، صادق و عالم ہیں۔ حاکم [illegible] [illegible] کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ ہیاج ہمارے نزدیک ثقہ [illegible] بوجہ ان کے صاحبزادے خالد کے کی سے ورنہ ہیاج [illegible] [illegible]

(۳۳) امام شریک بن عبداللہ الکوفی (متوفی [illegible])

محدث، فقیہ، امام اعظم کی خدمت میں بہت رہے ان سے روایت حدیث بھی کی، آپکے خصوصی اصحاب و تلامذہ میں فقہ میں تھے، امام صاحب آپ کو کثیر العقل فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے [illegible] اور ابن شبرمہ سے بھی حدیث پڑھی ہے اور آپ سے حضرت عبداللہ بن [illegible] [illegible] روایت کی امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی وابن ماجہ نے بھی آپ سے تخریج کی ہے [illegible] صدوق اور اہل بدعت و ہوا پر سخت گیر تھے (حدائق) باوجودیکہ امام بخاری و مسلم کے ثبوت [illegible] [illegible] کرتے ہیں (جامع مسانید ص ۴۷۸ ج ۲)

(۳۴) امام عافیۃ بن یزید القاضی (متوفی [illegible])

بڑے پایہ کے محدث، صدوق، فقیہ و افضل تھے امام اعظم کے اصحاب [illegible] تلامذہ میں تھے [illegible] مقام پر فائز ہوئے، امام صاحب ان کے علم و فضل پر بڑا اعتماد کرتے اور فرماتے تھے کہ جب تک عافیہ کسی مسئلہ پر اپنی رائے ظاہر نہ کردیں ان کو [illegible] [illegible] کیا کرو

آپ نے امام اعمش اور ہشام بن عروہ وغیرہ سے بھی حدیث حاصل کی۔ نسائی نے آپ سے روایت کی تخریج کی ہے۔ مدت تک کوفہ میں قاضی رہے۔ حافظ ذہبی نے ان کو بہترین کردار کے قضاۃ میں شمار کیا ہے۔ (حدائق)

(۳۵) امیر المومنین فی الحدیث حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ (م ۱۸۱ھ)

صحاح ستہ کے ائمہ رواۃ و احد شیوخ میں جلیل القدر امام حدیث ہیں۔ ابن مہدی شیخ امام بخاری نے چار کبار ائمہ حدیث میں سے ایک ان کو قرار دیا ایک دفعہ ان سے ابن مبارک اور سفیان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو کہا کہ اگر سفیان پوری کوشش کرلیں کہ ان کا ایک دن ابن مبارک جیسا ہو جائے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ یہ بھی فرمایا کہ جس حدیث کو ابن مبارک نہ جانتے ہوں اس کو ہم بھی نہیں پہچانتے۔ امام احمد نے فرمایا کہ اپنے زمانہ میں ان سے زیادہ علم کو جمع کرنے والا کوئی نہیں ہوا۔ بہت بڑا ذخیرہ علم کا جمع کیا، کوئی بات ان سے کم رہی ہوگی وہ صاحب حدیث حافظ تھے۔ انکی کتابوں میں بیس ہزار احادیث موجود ہیں اور ابن مہدی انکو امام ثوری پر ترجیح دیتے تھے۔ امام صاحب کے اخص اصحاب سے تھے بعض راویوں نے انکی طرف امام صاحب کے بارے میں وہ اقوال منسوب کیے ہیں جو انھوں نے ہرگز نہیں کہے جیسا کہ بہت سے دوسرے حضرات کی طرف بھی ایسی نسبتیں کی گئی ہیں۔ (تقدمہ نصب الرایہ) حضرت سفیان بن عیینہ نے فرمایا کہ میں نے صحابہ کے حالات میں غور کیا اگر صحابہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارکہ اور آپکے ساتھ غزوات میں شرکت کی فضیلت حاصل نہ ہوتی تو ابن مبارک انکے برابر ہی ہوتے۔ یہ بھی فرمایا کہ ابن مبارک فقیہ، عالم، عابد، زاہد، سخی، شجاع اور ادیب شاعر تھے۔ فضیل بن عیاض نے فرمایا کہ انھوں نے اپنا مثل نہیں چھوڑا۔ ابن معین نے فرمایا ابن مبارک بہت سمجھدار، پختہ کار، ثقہ، عالم، صحیح حدیث تھے چھوٹی بڑی سب کتابوں کی تعداد جو انھوں نے جمع کی تھیں بیس اکیس ہزار تک بیان کی جاتی ہے یحیٰی اندلسی کا بیان ہے کہ امام مالک کو ہم نے کسی کیلئے اپنی جگہ سے تعظیماً اٹھتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن ابن مبارک کیلئے انھوں نے ایسا کیا اور بالکل اپنے قریب بٹھلایا۔ قاری امام مالک کو پڑھکر سنا رہا بعض جگہ امام مالک روک کر پوچھتے کیا تم لوگوں کے پاس بھی اس بارے میں کچھ ہے؟ تو ابن مبارک ہی جواب دیتے تھے اور بڑے ادب و آہستگی سے بولتے تھے جب مجلس ختم ہوئی تو امام مالک ان کے حسن ادب سے بھی بہت متاثر تھے اور یہ بھی فرمایا کہ یہ ابن مبارک فقیہ خراسان ہیں۔ خلیلی کا قول ہے کہ ابن مبارک کی امامت پر سب کا اتفاق ہے اور انکی کرامات شمار سے باہر ہیں۔ اسود بن سالم نے فرمایا کہ جو شخص ابن مبارک کو مطعون کرے اسکے اسلام میں شک ہے۔ امام نسائی کا قول ہے کہ ابن مبارک کے زمانہ میں ان سے زیادہ جلیل القدر، بلند مرتبہ اور تمام بہتر خصائل کا جامع ہمارے علم میں نہیں ہوا۔ حسن بن عیسیٰ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ اصحاب ابن مبارک نے جمع ہو کر انکے فضائل شمار کیے تو سب نے طے کیا کہ ان میں حسب ذیل کمالات مجتمع تھے۔ علم، فقہ، ادب، نحو، لغت، شعر، فصاحت، زہد، ورع، انصاف، قیام لیل، عبادت، حج، غزوہ و جہاد، شہسواری، شجاعت، جسمانی قوت، ترک لایعنی کی اخلاق اپنے اصحاب کے ساتھ بہت کم خلاف کرنے، سخاوت، تجارت، محبت با وجود مفارقت۔ ان کے علاوہ بھی آپکے مناقب فضائل بہت زیادہ ہیں ایک جہاد سے واپسی پر ۱۸۱ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور باوجود ان مناقب جلیلہ کے وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب و تلامذہ میں سے تھے اور حسب تصریح تاریخ خطیب و بستان المحدثین وغیرہ امام صاحب کی وفات تک انکی خدمت سے جدا نہ ہوئے امام صاحب کے تلمذ پر فخر کرتے انکی مدح فرماتے مخالفین کو امام صاحب کی طرف سے جواب دیتے تھے۔ وغیر ذلک۔ ابن مبارک سے کہا گیا کہ آخر آپ کب تک حدیثیں لکھتے رہیں گے؟ فرمایا جس کلمہ سے مجھے نفع پہونچ شاید وہ اب تک نہ لکھا ہو۔ اکثر اوقات اپنے گھر میں تنہا بیٹھے رہتے کسی نے کہا آپ کو وحشت نہیں ہوتی؟ فرمایا وحشت کیسی؟ جبکہ میں حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتا ہوں یعنی آپ کی حدیث سے مشغول ہوتا ہوں۔ علوم نبوت سے انتہائی شغف رکھتے تھے اور اشعار ذیل کا بہترین مصداق تھے ؎

حدیثہ و حدیث عنہ یعجبنی ۰ ہذا اذا غاب او ہذا اذا حضرا ۰ کلاہما حسن عندی اسر بہ ۰ لکن احلاہما ما وافق النظرا ۰

امام اعظم سے مسانید امام میں بکثرت روایات کی ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (مناقب کردری جلد دوم و جامع المسانید)

Marfat.com

(۳۶) الامام الحجۃ حافظ الحدیث ابو یوسف رح

ولادت ۹۳ھ - وفات ۱۸۲ھ - عمر ۸۹ سال

نام ونسب الامام الحافظ المتقن المجتہد المطلق ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن بحیر بن معاویہ بن قحافہ بن نفیل الانصاری البجلی رضی اللہ عنہ -

حضرت سعد و الد حبیب صحابی تھے، غزوۂ احد میں شرکت کے متمنی تھے، مگر چھوٹے تھے حضرت رافع بن خدیج اور ابن عمر کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئے، تو حضور نے ان کو چھوٹا بتلایا۔ اس لیے شریک نہ ہو سکے، پھر غزوۂ خندق اور بعد کے غزوات میں شرکت فرمائی پھر کوفہ میں سکونت کی، اور وہیں وفات ہوئی، حضرت زید بن ارقم نے نماز جنازہ پڑھائی -

علامہ ابن عبدالبر نے استیعاب میں لکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خندق میں ملاحظہ فرمایا کہ میدان قتال میں سعد بڑی سرگرمی سے جاں بازی و جاں سپاری میں منہمک ہیں، حالانکہ بہت ہی کم عمر تھے، یہ ادا حضور کو بے انتہا پسند ہوئی، محبت سے اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ اے عزیز نوجوان تو کون ہے؟ کہا سعد بن حبتہ، حضور نے فرمایا خدا تجھ کو نیک بخت کرے، مجھ سے [illegible] قریب ہو جا۔ وہ قریب ہوئے تو آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور امام ابو یوسف فرمایا کرتے تھے کہ دادا جان کے سر پر حضور کے ہاتھ پھیرنے کی برکات میں برابر محسوس کرتا ہوں۔ [illegible] زیادہ تفصیل نسب و تحقیق سن ولادت وغیرہ [illegible] علامہ کوثری رح کی کتاب حسن التقاضی فی سیرۃ الامام ابی یوسف القاضی [illegible] دیکھی جائے۔

صحیح سنہ ولادت کوثری صاحب [illegible] دلائل سے امام موصوف کا سنہ ولادت ۹۳ ہجری قرار دیا ہے، اور وہ جو عام طور سے مشہور ہے یعنی ۱۱۳ھ وہ لوگوں نے غلط تخمین سے ۹۳ھ سے تصحیف [illegible] سمجھا اور لکھا [illegible] وہ امام مالک رح سے دو سال بڑے تھے۔ چنانچہ امام ابو یوسف رح امام مالک سے سماع بھی [illegible] ہم سال [illegible] تھے، اور [illegible] میں بھی ان کو سب "عشرۂ متقدمین" میں ذکر کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اول سے [illegible] شدہ مسائل کو دفاتر میں لکھنے کی خدمت بھی ان سے متعلق رہی ہے۔ وغیرہ۔

تحصیل علم امام ابو یوسف رح خود فرماتے ہیں کہ میں پہلے ابن ابی لیلیٰ کی خدمت میں آیا جایا کرتا تھا، اور وہ بڑی قدر [illegible] علمی اشکال ان کو پیش آتا تھا تو امام ابو حنیفہ کے ذریعہ اس کو حل کرتے تھے [illegible] کے پاس آنے جانے لگوں، مگر مجھے خیال ہوتا کہ ابن ابی لیلیٰ کو ناگوار ہوگا، اس لیے رکا رہا۔

ایک دفعہ ایک مسئلہ کی بحث کے دوران ان کو ناراضی ہوئی، اس کی تفصیل بھی [illegible] کو غنیمت سمجھ کر امام صاحب کی خدمت میں حاضری کا سلسلہ شروع کر دیا۔

مالی امداد والد صاحب کو اس کا علم ہوا تو کہا کہ امام صاحب مالدار مستغنی آدمی ہیں، تم نادار مفلس ہو [illegible] تمہیں تعلیم کی بجائے کچھ کمائی کرنی چاہیئے، والد صاحب کی اطاعت بھی ضروری تھی، میں نے وہ طریقہ اختیار کیا، امام صاحب نے میری غیر حاضری محسوس کی اور بلایا، سبب پوچھا، میں نے پوری بات عرض کی، درس میں شرکت کی، جب سب چلے گئے تو امام صاحب نے مجھے ایک تھیلی دی، کہا اس سے [illegible]

[illegible]

Marfat.com

گھر کی ضرورتیں پوری کرو اور جب ختم ہو جائے، مجھے بتلانا۔ اس تھیلی میں ایک سو درہم تھے۔ میں التزام کے ساتھ درس میں شریک رہنے لگا، چند ہی دن گذرے کہ امام صاحب نے خود ہی مجھے دوسری تھیلی دی۔ اور پھر اسی طرح میری امداد فرماتے رہے، جیسے ان کو پہلے روپوں کے ختم ہونے کی اطلاع خود بخود ہو جاتی تھی کیونکہ مجھے ایک دفعہ کے بعد پھر کبھی عرض کرنے کا موقع نہیں ہوا۔

امام صاحب کی توجہ سے نہ صرف میرے گھر والے فکرِ معاش سے بے نیاز ہو گئے۔ بلکہ ہمیں ایک قسم کا تمول حاصل ہو گیا، اور امام صاحب کی خدمت میں رہ کر مجھ پر علوم کے دروازے بھی کھل گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ والد نے کچھ نہ کہا تو ان کی والدہ درس سے اٹھا کر لیجاتی تھیں۔ امام صاحب نے ایک دن کہا! نیک بخت! جا! یہ علم پڑھ کر فالودہ روغن پستہ کے ساتھ کھائے گا۔ یہ سن کر وہ بڑبڑاتی ہوئی چلی گئیں۔

جب قاضی القضاۃ ہوئے تو ایک بار خلیفہ ہارون رشید کے دسترخوان پر فالودہ مذکور پیش ہوا، خلیفہ نے کہا کہ یہ کھاؤ۔ یہ روز روز نہیں تیار ہوتا۔ پوچھا کیا ہے؟ خلیفہ نے کہا کہ فالودہ اور روغن پستہ۔ اس پر امام ابو یوسف مسکرائے۔ خلیفہ نے باصرار سبب دریافت کیا تو امام صاحب کا واقعہ بالا سنایا۔ خلیفہ کو سن کر حیرت ہوئی اور کہا:۔

"علم دین و دنیا میں عزت دیتا ہے، اللہ تعالیٰ ابوحنیفہ پر رحمت فرمائے، وہ عقل کی آنکھوں سے وہ کچھ دیکھتے تھے جو ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا۔"

سترہ برس تک امام صاحب کی خدمت میں رہے، ایک بار سخت بیمار ہو گئے۔ امام صاحب نے آکر دیکھا تو واپسی میں ان کے دروازہ پر متفکر کھڑے ہو گئے۔ کسی نے پوچھا تو کہا "یہ جوان مر گیا تو زمین کا سب سے بڑا عالم اٹھ جائے گا۔"

امام ابو یوسف کا قول ہے کہ دنیا میں کوئی چیز مجھکو ابوحنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ کی مجلس سے زیادہ محبوب نہ تھی۔ امام ابوحنیفہ سے بڑھکر فقیہ اور ابن ابی لیلیٰ سے اچھا قاضی میں نے نہیں دیکھا۔

امام ابو یوسف پہلے شخص ہیں جنھوں نے امام ابو حنیفہ کا علم زمین کے گوشے گوشے تک پہنچایا۔ اصول فقہ کی کتابیں لکھیں۔ مسائل کا نشر املا کے ذریعہ کیا۔ سترہ برس تک قاضی القضاۃ رہے۔ ابن عبدالبر کا قول ہے کہ میرے علم میں کوئی قاضی سوا ابو یوسف کے نہیں، جس کا حکم مشرق سے مغرب تک سارے آفاق میں رواں ہوا ہو (شذرات الذہب)

قاضی ہونے کے زمانہ میں ایک بار خلیفہ وقت ہادی کے ایک باغ پر کسی نے ان کی عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا۔ بظاہر بادشاہ وقت کا پہلو زبردست تھا مگر واقعہ اس کے خلاف تھا۔ خلیفہ نے کسی موقع پر ان سے پوچھا کہ تم نے فلاں باغ کے معاملہ میں کیا کیا؟ جواب دیا مدعی کی درخواست ہے کہ امیرالمومنین کی حلفیہ شہادت اس امر پر لیجائے کہ ان کے گواہوں کا بیان سچا ہے۔ ہادی نے پوچھا کیا ان کو اس مطالبہ کا حق ہے؟ جواب دیا کہ ابن ابی لیلیٰ کے فیصلہ کے مطابق صحیح ہے۔ خلیفہ نے کہا اس صورت میں باغ مدعی کو دلا دو یہ امام ابو یوسف کی ایک تدبیر تھی۔

ہلال بن یحییٰ کا قول ہے کہ ابو یوسف۔ تفسیر مغازی، اور ایام عرب کے حافظ تھے، فقہ ان کے علوم میں اقل العلوم تھی۔ ایک بار امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں کی بابت کہا۔

"یہ چھتیس مرد ہیں۔ ان میں سے اٹھارہ عہدۂ قضا کی اہلیت رکھتے ہیں چند فتویٰ دینے کی۔ دو ایسے ہیں جو قاضیوں کو پڑھا سکتے ہیں۔ یہ کہکر امام ابو یوسف اور زفر کی طرف اشارہ کیا۔

Marfat.com

ایک بار امام ابو حنیفہ نے داؤد طائی سے کہا کہ تم عبادت کے لئے پیدا ہوئے۔ ابو یوسف سے کہا تم دنیا کی طرف مائل ہو گے۔ اسی طرح زفر وغیرہ کی نسبت رائے ظاہر کی، جو کہا تھا، واقعات نے وہی ثابت کیا۔

وفات سے پہلے کہتے تھے کہ سترہ برس ابو حنیفہ کی صحبت میں رہا، سترہ برس دنیا کے کام میں رہ چکا، میرا گمان ہے کہ اب میری موت قریب ہے۔ اس قول کے چھ ماہ بعد وفات پائی۔

غیر معمولی علمی شغف اور امام صاحب سے خصوصی استفادہ

امام ابو یوسف رح امام صاحب کے علم کے اس قدر گرویدہ تھے کہ خود بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے بیٹے کا انتقال ہوا تو میں نے اس وقت بھی امام صاحب کی مجلس سے غیر حاضری پسند نہیں کی، بلکہ اپنے احباب اعزہ اور پڑوسیوں کو تجہیز و تدفین کی خدمت پر مامور کر دیا، اس خوف سے کہ امام صاحب کے علمی ارشادات و فیوض سے محروم نہ ہو جاؤں، اور اس کی حسرت و افسوس میرے دل میں ہمیشہ رہے۔

امام ابو یوسف کا یہ ارشاد مبالغہ نہیں ہے۔ کیونکہ امام صاحب کے انتقال کے بعد بعض اوقات بڑی حسرت سے فرمایا کرتے تھے کہ کاش امام صاحب کی ایک علمی صحبت مجھے پھر مل جاتی اور میں ان سے اپنے علمی اشکال حل کر لیتا۔ خواہ مجھے اس ایک مجلس کے لئے آدھی دولت قربان کرنی پڑتی۔ ظاہر ہے کہ اس وقت امام صاحب بیس لاکھ روپے کے مالک تھے، گویا دس لاکھ روپے صرف کر کے ایک مجلس کی تمنا کرتے تھے۔ در حقیقت سچ ہے علم کی قدر و قیمت اسی ہی سے ہے من لم یذق لم یدر۔

نقل ہے کہ امام ابو یوسف اپنے دونوں شیخ ابن ابی لیلیٰ اور امام صاحب، دونوں کی انتہائی تعظیم کیا کرتے تھے، اور اسی وجہ سے ان کو علمی برکت سے حظ وافر حاصل ہوا۔

قاضی ابن ابی لیلیٰ

قاضی ابن ابی لیلیٰ عہد اموی و عباسی میں کافی مدت تک قاضی رہے جن کو حضرت [illegible] فضیلت تھی جو حضرت عمرؓ [illegible] سے حجاج کے زمانہ [illegible] قاضی [illegible] معمول ہے تھے۔

اسی طرح امام ابو یوسف نے امام صاحب کے علوم فقہ و حدیث کے ساتھ [illegible] یہی وجہ ہے کہ امام ابو یوسف نے سب سے پہلے قاضی القضاۃ کے عہدہ پر فائز ہو کر اسلامی دنیا کے قاضیوں پر [illegible] کہ ان کی نظیر اول و آخر میں نہیں ملتی۔

بے نظیر حافظہ

علامہ ابن الجوزی نے باوجود اپنی شدت و عصبیت خاصہ کے امام ابو یوسف کو [illegible] حفظ کے اعتبار سے ان کو [illegible] شمار کیا ہے، جو اس امت کے مخصوص و بے نظیر صاحب حفظ ہوئے ہیں [illegible]

علامہ ابن عبدالبر نے انتقاء میں لکھا کہ امام ابو یوسف بڑے حافظ حدیث تھے [illegible] میں ۵۰۔۶۰ حدیثیں سنتے، پھر آ کر ان سب کو پورے حفظ و ضبط کے ساتھ بے کم و کاست بیان [illegible]

امام ابو یوسف کے حج کا واقعہ

امام حدیث حسن بن زیاد نے بیان کیا کہ ایک دفعہ امام ابو یوسف کے ساتھ حج کو گیا، راستہ میں وہ علیل ہو گئے۔ ہم بیر میمون پر اترے، حضرت سفیان بن عیینہ عیادت کو آئے۔ امام ابو یوسف نے (جو عاشق حدیث تھے) ہم سے فرمایا: ابو محمد سے حدیثیں سن لو۔ انہوں نے انتالیس یا چالیس حدیثیں سنائیں۔ جب سفیان چلے گئے تو فرمایا: تم مجھ سے سن کر ان حدیثوں کو محفوظ کر لو، اور باوجود اپنی کبر سنی، ضعف، حالت سفر اور بیماری کے وہ سب حدیثیں اپنی یاد سے ہمارے سامنے دہرا دیں۔

Marfat.com

اس واقعہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ امام ابویوسف کی وفات کبرسنی میں ہوئی ہے، کیونکہ بچاس بچپن سال کے آدمی کو کبیرالسن نہیں کہا جاتا۔

ذکر محدث ابومعاویہ

موفق میں حسن بن ابی مالک سے نقل کیا کہ ہم لوگ محدث ابومعاویہ کے پاس جاتے تھے تاکہ ان سے حجاج بن ارطاۃ کی احادیث میں سے احادیث احکام فقہیہ حاصل کریں تو وہ ہم سے فرماتے تھے "کیا تمہارے پاس قاضی ابویوسف نہیں ہیں؟ ہم کہتے۔ کہ ہیں۔ وہ فرماتے "تم لوگ بھی عجیب ہو تم ابویوسف کو چھوڑ کر میرے پاس آتے ہو۔ ہم لوگ جب حجاج بن ارطاۃ کے پاس جاتے تھے تو جس وقت وہ املاء حدیث کرتے تھے تو ابویوسف سب حدیثیں یاد رکھتے تھے، پھر جب ان کی مجلس سے نکل آتے تھے تو ابویوسف کے حافظے ہی وہ سب احادیث لکھ لیا کرتے تھے۔

علامہ موفق نے اپنی سند سے یحییٰ بن آدم سے نقل کیا کہ ہارون رشید سے جو خود بھی بڑے فقیہ عالم تھے کہا گیا کہ آپ نے ابویوسف کو دوسرے علم و مرتبہ سے زیادہ بلند کر دیا۔ اور بہت اونچے مقام پر فائز کر دیا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ خلیفہ ہارون رشید نے جواب دیا: "میں ان کو خوب جانتا ہوں اور کافی تجربہ کے بعد ایسا کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جس علمی مسئلہ میں بھی ان کو جانچا۔ اس میں ان کو کامل ہی پایا۔ ہمارے ان کے مذہبی مذاکرات بھی طویل طویل ہوتے تھے، اور ہم لکھتے تھے، وہ بغیر لکھے یاد رکھتے تھے۔ پھر جب مجلس سے اٹھتے تھے، تو ان کے پاس محدثین و رواۃ جمع ہو جاتے تھے، اور وہ اپنے پاس کی لکھی ہوئی احادیث ان کی یادداشت سے صحیح کر لیا کرتے تھے اور فقہ میں تو وہ ایسے درجہ پر پہنچے ہیں کہ اس تک کوئی دوسرا ان کے طبقہ کا پہنچا ہی نہیں۔

بڑے بڑے اہل علم ان کے سامنے چھوٹے ہیں۔ اور بڑے بڑے فقیہ ان کے مقابلہ میں کم حیثیت ہیں۔ لوگوں کو درس دیں تو بغیر کتاب اور یادداشت کے دن کو ہمارے کاموں میں مشغولی (یعنی قضا کی خدمات) کے ساتھ رات کو درس کے لئے تیار آنے والے لوگوں سے پوچھتے ہیں: کیا چاہتے ہو؟ وہ کہتے کہ فلاں فلاں فقہی ابواب و احکام میں افادہ کیجئے! بس فوراً بالبداہت ایسے جوابات بتاتے ہیں جن سے علماء زمانہ عاجز ہیں، اور ان سب کمالات علمی کے ساتھ علمی طور سے مذہبی استقامت اور دینی پرہیزگاری کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ اب ان جیسا کوئی لاکر مجھے دکھاؤ!")۔

خلیفہ ہارون رشید نے واقعی امام ابویوسف رح کے خاص خاص کمالات بہت موزوں پیرایہ میں جمع کر دیئے۔ داؤد بن رشید کا قول ہے کہ:۔

"اگر امام اعظم کا کوئی شاگرد بھی امام ابویوسفؒ کے سوا نہ ہوتا تو یہی ان کے فخر کے لئے کافی تھے۔ میں جب کبھی ان کو کسی علمی موضوع پر بحث کرتے ہوئے دیکھتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ جیسے کسی بڑے سمندر میں سے نکال نکال کر علم کے دریا بہا رہے ہیں۔ علم حدیث، علم فقہ اور علم کلام سب ان کے روبرو تھے، ان علوم کی تمام مشکلات ان کے لئے آسان ہو چکی تھیں"۔

ہلال بن یحییٰ بصری کا قول ہے کہ امام ابویوسفؒ تفسیر، مغازی، ایام العرب کے حافظ تھے، اور ان کے علوم متعارفہ میں سے ایک فقہ بھی تھا۔ بروایت ذہبی یحییٰ بن خالد کا قول ہے کہ "ہمارے یہاں امام ابویوسف تشریف لائے جبکہ بہ نسبت دوسرے علوم کے ان کا فقہی امتیاز نمایاں نہ تھا، حالانکہ اس وقت بھی ان کی فقہ زمین کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچ چکی تھی"۔

ابن ابی العوام نے بواسطہ امام طحاوی رح امام یحییٰ بن معین کا قول نقل کیا کہ: "اصحاب الرای میں امام ابویوسف سے زیادہ اثبت فی الحدیث اور ان سے بڑا حافظ حدیث اور زیادہ صحت کے ساتھ حدیث کی روایت کرنے والا میں نے نہیں دیکھا"۔

امام ابویوسف رض کے ذکاوت و دقت نظر کے واقعات بہت ہیں، علامہ کوثری رح نے "حسن التقاضی فی سیرۃ الامام ابی یوسف القاضی" میں امام موصوف کے علمی و عملی کمالات و واقعات کا بہترین مرقع پیش کیا ہے۔ جو ہر حنفی عالم کو حرز جان بنانا چاہئے۔ کوثری صاحب کی تمام تصانیف اعلیٰ علمی

Marfat.com

جواہر و نوادر کا ذخیرہ اور حقائق و واقعات کا بے مثل خزینہ ہیں۔

شیوخ فقہ و حدیث

امام ابو یوسف نے احکام قضا میں زیادہ تر قاضی ابن ابی لیلی سے استفادہ کیا، اور فقہ و حدیث میں امام اعظم سے کلی استفادہ لیا، رات دن امام صاحب ہی کی خدمت میں گذارتے تھے، خود فرماتے ہیں کہ میں انتیس سال برابر امام صاحب کی خدمت میں رہا کہ صبح کی نماز ہمیشہ ان کے ساتھ ہی پڑھی۔ (مناقب و نافع کبیر)

دوسری روایت ضیمری کی ہے کہ ۱۷ سال امام صاحب کے ساتھ اس طرح گذارے کہ بجز حالت مرض کے عید فطر اور عید ضحیٰ میں بھی ان ہی کے پاس حاضر رہا، فرمایا کرتے تھے کہ مجھے دنیا کی کوئی مجلس امام ابو حنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ کی مجلس علمی سے زیادہ محبوب نہ تھی۔ دوسرے چند شیوخ یہ ہیں:

ابان بن ابی عیاش، احوص بن حکیم، ابو اسحاق شیبانی، اسماعیل بن امیہ، اسماعیل بن عامر، اسماعیل بن مسلم وغیرہ رجال ترمذی میں سے، ابن جریج، عبد الملک، حجاج بن ارطاۃ، حسن بن دینار، اعمش، عبد الرحمن بن ثابت، عطاء بن السائب، عطاء بن عجلان، عمرو بن دینار، عمرو بن میمون، عمر بن نافع، قیس بن الربیع، لیث بن سعد، مالک بن انس، مالک بن مغول، مجالد بن سعید، محمد بن اسحاق (صاحب مغازی) مسعر بن کدام، نافع مولی ابن عمر، یحییٰ بن سعید انصاری وغیرہ، حجاز، عراق و دیگر شہروں کے مشاہیر بن فضل و کمال۔ علامہ کوثری نے زیادہ نام ذکر کئے ہیں۔ اور یہ بھی تنبیہ کی ہے کہ بعض ناقدین رواۃ حدیث نے اپنی قلت علم یا دقت مدارک اجتہاد یا تعصب وغیرہ سے، اور بعض نے کسی غلط فہمی سے ان میں سے بعض اکابر شیوخ پر نقد و جرح بھی کی ہے، جو بوجوہ مذکورہ قابل التفات نہیں۔

امام ابو یوسف کا تعلیمی و تدریسی شغف

امام صاحب باوجودیکہ عہدہ قضا کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے، دنیوی وجاہت کا یہ طرہ امتیاز ان کو حاصل تھا [illegible] عباسیہ کا جاہ و جلال، عظمت و رعب دنیا پر چھایا ہوا تھا لیکن دربار خلافت کے وزارتی تو امام ابو یوسف کے سامنے حیثیت ہی کیا تھی، خود خلیفہ ہارون رشید امام صاحب موصوف کا انتہائی ادب و احترام کرتا تھا۔

امام صاحب قصر شاہی میں [illegible] وقت جا سکتے تھے [illegible] سوار [illegible] خلیفہ کے [illegible] تک جایا کرتے تھے۔ اور خلیفہ دربار خاص کا پردہ ہٹا کر خود کھڑے ہو کر مسکراتے ہوئے امام موصوف کا استقبال [illegible] اور پہلے [illegible] اور اسی طرح ہمیشہ ہوتا تھا۔ کتب تاریخ میں ایک عربی شعر کا بھی ذکر آتا ہے جو ہارون رشید [illegible] موصوف کی [illegible] اظہار مسرت و اعزاز پڑھا کرتا تھا۔ آج کے حالات میں کون یقین کرے گا کہ ہمارے [illegible] غلط و اصل جھوٹے راویوں کے چلائے ہوئے [illegible]

امام ابو یوسف کے قبول عہدۂ قضا کو ان کی دنیا طلبی سے تعبیر کیا [illegible] کی رضا جوئی اور انعامات کی خاطر شرعی مسائل [illegible] موصوف کی

ع۵ ابن خلکان نے امام ابو یوسف کے تذکرہ میں ان کے [illegible] عیسیٰ بن جعفر کے لونڈی [illegible] امام ابو یوسف کا شرعی حیلہ بتا کر انعام پانے کا قصہ بھی [illegible] کی تعریف کے خیال سے نقل کر دیا، اور علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں ایسے ہی چند قصے نقل کر دیے ہیں، اور بعض سے عبداللہ بن مبارک کی طرف منسوب کر کے ایک بے سروپا قصہ نقل کر دیا۔ امام ابو یوسف و امام محمد کے باہمی تعلقات میں خرابی اور اس کے [illegible] ایک [illegible] بے سند نقل ہوئے اور [illegible] علامہ سرخسی وغیرہ نے بھی بے تحقیق ان کی روایت کر دی ہے۔ واللہ اعلم و علمہ اتم و احکم۔

Marfat.com

ذہانت وذکاوت ووسعتِ علمی ثابت ہو۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے علامہ کوثری صاحب کو کہ حسن التقاضی میں ایسے واقعات کی بھی تاریخی دلائل سے تغلیط کر دی۔ اگرچہ امام صاحب کے مجموعی حالات سے بھی ایسے قصے مشکوک معلوم ہوتے تھے۔ یہاں عرض کرنا یہ تھا کہ امام موصوف اتنی مشغولیتوں کے ساتھ بھی آخر وقت تک درس و تعلیم کا کام کرتے رہتے اور اس سے کبھی سیر نہ ہوتے تھے، نہ کسی وقت پڑھانے، سمجھانے اور علمی مذاکرہ سے اکتاتے تھے۔

حسن بن زیاد کا بیان ہے کہ میں تحصیل علم کے زمانہ میں امام زفر کے پاس بھی جاتا تھا اور امام ابو یوسف کے پاس بھی، لیکن میں نے امام ابو یوسف کو زیادہ باحوصلہ پایا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ میں پہلے امام زفر کے پاس پہنچتا، اور مشکل مسائل پوچھتا۔ وہ مجھے سمجھاتے، میں نہ سمجھتا اور بار بار سوال کر کے ان کو عاجز کر دیتا، وہ کہتے: کم بخت جا! تجھے کیا علم آئے گا؟ کوئی پیشہ دیکھ، کھیتی وغیرہ کر۔ ان کے اس طرح فرمانے سے مجھے بڑا غم ہوتا اور بڑی کوفت ہوتی، (کیونکہ مجھے بغیر علم کے کسی چیز کی پیاس نہ تھی)۔ امام ابو یوسف کے پاس جاتا اور وہی مسائل مشکلہ پیش کرتا۔ وہ ان کے جوابات فرماتے اور سمجھانے کی کوشش فرماتے، پھر بھی میری پوری طرح تشفی نہ ہوتی، تو فرماتے: اچھا ٹھہرو! ذرا صبر کرو، پھر فرماتے تم کچھ تھوڑا بہت سمجھے بھی یا ابھی ابتدائی حالت ہی ہے؟ میں کہتا کہ کچھ فائدہ تو مجھے ہوا مگر جس طرح چاہتا ہوں تسلی نہیں ہوئی۔ فرماتے کچھ حرج نہیں، ہر ناقص چیز کامل ہو سکتی ہے۔ ٹھہرو! انشاء اللہ تم سمجھ لوگے۔

حسن فرماتے ہیں، میں ان کے اس قدر صبر و تحمل پر بڑی حیرت کرتا تھا۔ وہ اپنے تلامذہ و اصحاب سے فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے یہ قدرت ہوتی کہ اپنے دل کی ساری باتیں تمہارے دلوں میں اتار دوں تو مجھے ایسا کرنے میں بڑی ہی خوشی ہوتی۔

یہ واقعہ میں نے اس لئے بھی ذکر کیا ہے کہ آجکل کے طلبہ و اساتذہ دونوں اس سے سبق حاصل کریں۔ اور اپنی زندگی کے رخ کو بدلیں تاکہ ان کو بھی علم و حکمت کے وہی سابقہ انوار و برکات حاصل ہوں۔ پہلے ہارون رشید کے قول سے بھی معلوم ہوا کہ امام ابو یوسف عہدۂ قاضی القضاۃ کی غیر معمولی مصروفیتوں کے باوجود راتوں میں درس و تعلیم دیا کرتے تھے۔ اور تاریخ نے ہی یہ بھی بتایا کہ آخری وقت وصال میں بھی علمی مسائل کی تحقیق ہی فرماتے رہے۔

ابراہیم بن الجراح کا بیان ہے کہ مرض موت میں عیادت کے لئے حاضر تھا۔ اس وقت بھی علمی گفتگو تھی، کچھ دیر غشی رہی، افاقہ ہوا تو مجھ سے کہنے لگے ابراہیم! رمیِ جمار سوار ہو کر کرنا افضل ہے یا پیدل؟ میں نے کہا پیدل: فرمایا غلط۔ میں نے کہا سوار۔ فرمایا غلط۔ پھر خود فرمانے لگے کہ جس جمرہ کے پاس دعا کرے گا وہاں پیدل افضل ہے اور جہاں نہیں وہاں سوار ہو کر۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ میں اٹھ کر دروازہ تک ہی آیا تھا کہ ان کی وفات کی خبر سن لی۔ (کتاب ابن ابی عوام)

مناقب صیمری میں اتنا اضافہ اور بھی ہے کہ میں نے عرض کیا آپ اس حالت میں بھی مسائل بیان کر رہے ہیں؟ فرمایا، کیا حرج ہے؟ کیا عجب خدا اسی درس مسائل کے صدقہ میں نجات بخشدے۔ پھر دونوں جگہ کے فرق کی بھی توجیہ فرمائی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ ورضی عنہ وارضاہ۔

امام ابو یوسف کے تلامذہ علامہ کوثری نے بہت لوگوں کے نام تحریر فرمائے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:۔ امام احمد بن حنبل (صاحب مذہب) احمد بن منیع (شیخ امام بخاری) اسد بن فرات (مدون مذہب امام مالک) اسماعیل بن حماد (ابن الامام الاعظم) بشر بن غیاث، جعفر بن یحییٰ البرمکی، حسن بن زیاد لولوی، حماد بن دلیل، خالد بن صبیح، خلف بن ایوب بلخی، شجاع بن مخلد، شقیق بن ابراہیم بلخی، علی بن الجعد

---

۵ امام احمد فرماتے ہیں کہ میرے سب سے پہلے استاد حدیث امام ابو یوسف ہیں اور ان سے میں نے تین سال ان کے پاس رہ کر تین قماطر (المایاں) علم کی لکھی ہیں۔ ۵ مشہور فقیہ تھے، لقب لؤلؤی۔ ان کی بہت سی علمی تصانیف اور امام ابو یوسف سے (باقی بر ۱۷۹)

(صاحب الجعدیات) علی بن حرملہ۔ علی بن المدینی (شیخ بخاری) فضیل بن عیاض۔ امام محمد رح، محمد بن سماعہ، علی بن منصور، وکیع بن الجراح، ہشام بن عبدالملک ابو الولید الطیالسی، ہلال بن یحیی الرائی (صاحب احکام الوقف) یحیی بن آدم۔ یحیی بن معین (شیخ البخاری) امام شافعی بواسطہ امام محمد، امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں، اور کتاب الام اور اپنی مسند میں امام ابو یوسف سے بواسطہ امام محمد روایت بھی کی ہے۔ جیسے حدیث بیع الولاء میں۔

امام ابو یوسف اور امام شافعی کا اجتماع ایک جگہ نہیں ہوا، جیسا کہ علامہ ابن تیمیہ، حافظ ابن حجر اور حافظ سخاوی نے بھی تصریح کی ہے۔ باقی بعض مسانید امام اعظم میں جو امام شافعی کی روایت امام ابو یوسف سے منقول ہے، وہ غلط ہے کہ یوسف کی جگہ ابو یوسف تحریر ہو گیا ہے۔ اور وہ یوسف بن خالد سمتی ہیں، واللہ اعلم (حسن التقاضی)

امام ابو یوسف نے اگرچہ اپنا انتساب اپنے استاذ محترم امام اعظم کے ساتھ ہمیشہ باقی رکھا، مگر ان کے علمی کمالات اور قوتِ اجتہاد و استنباط و جمع شروط اجتہاد کے پیشِ نظر ان کو مجتہد مطلق ماننا ضروری ہے، وہ امام صاحب کی مجلس تدوین فقہ کے رکن رکین اور فردِ اعظم تھے اور امام صاحب کی وفات تک تقریباً ۲۹ سال تدوین کے کام میں مشغول رہے۔

چنانچہ امام اعظم نے خود بھی ان کو ان کے طبقہ میں اعلم اہل الارض فرمایا تھا جیسا کہ تاریخ خطیب میں بواسطہ امام طحاوی اسد بن فرات سے منقول ہے۔ اور ابن ابی عمران شیخ امام طحاوی نے فرمایا کہ حافظ فقیہ علی بن الجعد (صاحب الجعدیات المشہورہ) ایک روز درس حدیث دے رہے تھے اور مجلس لوگوں سے بھری ہوئی تھی، آپ نے اخبرنا ابو یوسف ہی کہا تھا کہ ایک شخص بولا کیا آپ ابو یوسف کا ذکر فرما رہے ہیں؟ حضرت الاستاذ نے اس طرح کے سوال سے امام کی تحقیر محسوس کی اور با رعب و جلال لہجہ میں فرمایا کہ جب تم امام ابو یوسف کا ذکر مبارک کرنا چاہو تو پہلے اپنے منہ کو اشنان اور گرم پانی سے اچھی طرح پاک و صاف کر لیا کرو۔ پھر فرمایا کہ واللہ میں نے ان کا مثل نہیں دیکھا، جبکہ میں امام ثوری، امام مالک، حسن صالح، ابن ابی ذئب، لیث بن سعد، اور شعبہ بن الحجاج ایسے اکابر ائمہ و مجتہدین کو دیکھ چکے تھے۔ لہذا وہ امام صاحب موصوف کو ان سب پر فضیلت دیتے تھے۔ اور امام اعمش نے امام ابو یوسف کی شرحِ معانی حدیث پر [illegible] الاطباء ونحن الصیادلۃ فرمایا تھا۔ (حسن التقاضی) علامہ کوثری نے اس موقع پر مجتہدین کی اس تقسیم کو رد کیا ہے جو ابن کمال پاشا نے [illegible] درج کی ہے جس کو مولانا عبدالحی مرحوم لکھنوی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی نقل و اختیار کیا ہے اور ابن کمال الوزیر کی تقسیم کو غیر صحیح و مرجوح قرار دیا ہے۔ یہ بحث اہم و قابل مطالعہ ہے۔ امام ابو یوسف کی مدح میں علاوہ مذکورہ بالا اقوال اکابر کے چند اقوال اور بھی ملاحظہ کیجئے۔ یحیی بن معین نے یہ بھی فرمایا کہ امام ابو یوسف صاحب حدیث تھے۔ صاحب سنت تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) روایت کثیر ہیں۔ اہل زہد و ورع سے تھے۔ مسئلہ خلق قرآن میں معتزلی [illegible] مولع تھے [illegible] مراد ما بین الدفتین تھی، علامہ ابن تیمیہ نے منہاج السنہ [illegible] میں ان کو جہمی کہا ہے۔ اور یہی [illegible] خلق قرآن کے مسئلہ میں امام ابو یوسف نے ان کو تنبیہ کی تھی، شاید اس سے کچھ اصلاح بھی ہوئی، ابو [illegible] میں موجود تھا جب بشر مریسی کو امام ابو یوسف کے حکم سے پاؤں کھینچ کر نکالا گیا، پھر میں نے اگلے روز دیکھا [illegible] آپ [illegible] بلوا لیا [illegible] آ گئے؟ کہا کہ اس بات کی وجہ سے میں علم سے محرومی کو گوارا نہیں کر سکتا۔

یہ بھی امام ابو یوسف نے ان سے فرمایا تھا کہ تم بہت قابل قدر آدمی ہو، اگر تمہارے اندر وہ بری رائے نہ ہو۔ لیکن امام صاحب موصوف نے پھر ان کو مجلس میں آنے دیا۔ اس سے خیال ہوتا ہے کہ ان کی کچھ اصلاح ضرور ہو گئی ہو گی۔

Marfat.com

عبداللہ بن داؤد خریبی کا قول ہے کہ امام ابو یوسف تمام فقہی علمی مسائل پر ایسا عبور کامل رکھتے تھے کہ وہ سب ان کے سامنے کف دست تھے۔

عمرو بن محمد ناقد جو اہل رائے محدثین سے تعصب رکھتے تھے، فرماتے کہ میں اصحاب رائے میں سے کسی سے روایت حدیث پسند نہیں کرتا۔ مگر ابو یوسف سے، کیونکہ وہ صاحب سنت تھے۔

محمد بن سماعہ کا بیان ہے کہ امام ابو یوسف قاضی القضاۃ ہو جانے پر بھی ہر روز دو سو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے علی بن المدینی نے فرمایا کہ ۱۸۰ھ میں امام ابو یوسف بصرہ آئے تو ہم ان کی خدمت میں جایا کرتے تھے، ان کا طریقہ تھا کہ دس احادیث روایت کرتے، پھر دس فقہی آثار ساتھ بیان کرتے، اس عرصہ میں مجھے صرف ایک حدیث میں وہ منفرد معلوم ہوئے جو ہشام بن عروہ سے حجر میں روایت کی اور وہ صدوق تھے۔

علامہ کوثری نے اس مقام پر تحریر فرمایا کہ جو شخص التلخیص الحبیر صفحہ ۲۶۹ اور سنن بیہقی صفحہ ۶ مطالعہ کرے گا، وہ معلوم کرے گا کہ اس حدیث میں بھی امام ابو یوسف منفرد نہ تھے، کیونکہ متابع موجود ہے۔

یہ تمام اقوال علامہ ذہبی کی کتاب مناقب الامام ابی یوسف سے "حسن التقاضی" میں لکھے گئے ہیں۔ حارثی نے اپنی سند سے حسین بن ولید سے یہ نقل کیا کہ امام ابو یوسف جب کسی مسئلہ پر کلام کرتے تھے تو سننے والے ان کی دقتِ کلام سے متحیر ہو جاتے تھے۔ اور ایک روز میں نے ایسا بھی دیکھا کہ وہ کسی غامض مسئلہ پر تقریر کرنے لگے تو تیر کی طرح تیزی سے اس مسئلہ کے تمام متعلقات بیان کر گئے جس کی وجہ سے اور بھی زیادہ حاضرین مجلس کو اس مسئلہ کی باریکیاں مفہوم نہ ہو سکیں، اور ہم سب متحیر ہوئے کہ حق تعالیٰ نے ان کو کس قدر قدرتِ کلام اور فہم معانی دقیقہ کا ملکہ عطا فرمایا ہے

چونکہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو یہ سارے مناقب و محامد اور کمالات امام اعظم رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے حاصل ہوئے تھے، اس لئے یہ بھی "قلائد عقود العقیان" میں امام ابو یوسف سے ہی منقول ہوا ہے کہ میں نے کبھی کوئی نماز ایسی نہیں پڑھی جس کے بعد امام اعظم کے حق میں دعا اور استغفار نہ کی ہو۔

حضرت علی بن صالح جب کبھی امام ابو یوسف سے روایت کرتے تو اس طرح کہتے "مجھ سے یہ حدیث افقہ الفقہاء، قاضی القضاۃ، سید العلماء امام ابو یوسف سے سنی ہے" محدث بشر بن الولید کے سامنے ایک شاگرد نے امام ابو یوسف کا نام بغیر القاب کے لیا تو اس کو تنبیہ فرمائی کہ تم ان کی تعظیم نہیں کرتے، ان کی توقیر نہیں کرتے، ہم نے تو ان کا مثل اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا، حالانکہ انہوں نے ابن ابی ذئب اور شعبہ وغیرہ اکابر محدثین کو دیکھا تھا۔

امام نسائی نے بھی جو نقد رجال میں بہت متشدد تھے، امام ابو یوسف کی توثیق کی ہے۔ اور احمد بن کامل شجری (مؤلف اخبار القضاۃ اور صاحب ابن جریر) نے کہا کہ امام یحییٰ بن معین، امام احمد و علی بن مدینی تینوں نے بالاتفاق امام ابو یوسف کو ثقہ قرار دیا ہے۔ یہ تینوں امام بخاری کے کبار شیوخ میں تھے۔

اسی طرح شیخ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کو شیخ متقن کہا پھر کہا کہ ہم کسی کے فضل و شرف کو چھپانا نہیں چاہتے ہمارے نزدیک امام ابو یوسف اور امام زفر کی عدالت و ثقاہت ثابت ہو چکی ہے۔ ملاحظہ کیجئے یہ ابن حبان وہ ہیں جو بہت سے محدثین احناف بلکہ اکابر ائمہ احناف کے خلاف بھی بہت کچھ لکھنے کے عادی ہیں۔ مگر امام ابو یوسف و زفر کی یہ بھی مدح کر گئے، اور بقول خود حق انصاف ادا کر گئے، مگر اس کے باوجود بھی حیرت اس پر بالکل نہ کیجئے کہ امام بخاری اپنے استاذ الاساتذہ امام ابو یوسف کو بھی متروک فرما گئے، آپ نے دیکھا کہ امام بخاری جن بزرگوں کے اقوال سے جا بجا اپنی کتاب الضعفاء وغیرہ میں استدلال کرتے ہیں وہ سب تو امام موصوف کو ثقہ فرما گئے، ثقہ وہ ہے جس کی حدیث لینی چاہیے

Marfat.com

مگر امام بخاری کا فیصلہ ہے کہ وہ متروک الحدیث تھے جس کی احادیث لوگوں نے ترک کیں، معلوم نہیں اس بارے میں وہ کن بزرگوں سے متاثر ہوئے شاید وہ شیخ حمیدی وغیرہ ہوں، جن کی وجہ سے انھوں نے امام اعظمؒ سے بھی سوء ظن اختیار کر لیا تھا۔ مگر شیخ حمیدی کا قول تو وہ ساری کتاب الضعفاء میں کہیں بطور سند ذکر بھی نہیں کرتے۔ غرض یہ معما ہمارے لئے تو ابھی تک "دکس نکشود و نکشاید" ہی کے مرحلہ میں ہے ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔

مؤلفاتِ امام ابو یوسفؒ

امام صاحب کی تالیفات کتب تاریخ و مناقب میں بہت بڑی تعداد میں مذکور ہیں، مگر ہم تک ان میں سے بہت کم پہنچی ہیں مثلاً:۔

(۱) "کتاب الآثار" ادلہ فقہ میں نہایت قیمتی ذخیرہ ہے، جس کا اکثر حصہ امام اعظم سے مروی ہے۔ حضرت مولانا العلام ابوالوفا رحمۃ نعمانی دامت مآثرہم کے حواشی قیمہ نے اس کو بہت زیادہ مفید بنا دیا ہے۔ یہ کتاب مدارس عربیہ کے درس حدیث کا جزو ہونی چاہئے، ورنہ کم سے کم زائد مطالعہ میں لازمی ہونی چاہئے (۱) ادارۂ احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد سے شائع ہوئی ہے ہلاس کے علاوہ امام صاحب موصوف کا ایک مسند بھی ہے مگر وہ ہم تک نہیں پہنچا، ضخامت ۲۶۸ صفحات۔ مطبوعہ مصر۔

(۲) "اختلاف ابی حنیفۃ و ابن ابی لیلیٰ" یہ کتاب بھی ادارۂ مذکورہ سے شائع ہوگئی ہے۔ اس میں امام ابو یوسف نے اپنے دونوں اساتذہ کے مختلف فیہ مسائل کو جمع کر دیا ہے اور دلائل سے اپنے اجتہاد کی روشنی میں کسی ایک قول کو ترجیح دی ہے۔ حاشیہ میں تحقیق رجال، تخریج احادیث وحل لغات وغیرہ کی گئی ہے۔ ضخامت ۲۳۰ صفحات۔ مطبوعہ مصر

(۳) الرد علی سیر الاوزاعی امام اوزاعی نے اپنی کتاب مسائل جہاد میں امام اعظم رح کی کتاب الجہاد کے بعض مسائل پر اعتراض کیا تھا ان مسائل پر امام ابو یوسف نے دونوں کے اقوال جمع کرکے ہر ایک کی دلیل بیان کی ہے اور پھر محاکمہ کیا ہے یعنی کتاب وسنت کی روشنی میں کے موافق کسی ایک قول کو ترجیح دی ہے۔ ادارۂ مذکور ہی سے ۱۳۵۷ھ میں مفید حواشی کے ساتھ مصر میں طبع ہو کر شائع ہوئی۔ صفحات ...

(۴) کتاب الخراج۔ خلیفہ ہارون رشید کی طلب پر احکام اموال میں رسالہ تصنیف فرمایا تھا۔ اس کے مقدمہ سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ امام ابو یوسف حق بات کہنے میں کسی سے نہیں لچکتے تھے، ان کے طبقہ میں سے کسی نے ایسی کتاب نہیں لکھی، بلکہ یہ کہنا بھی مبالغہ نہیں کہ ایسی کتاب لکھی ہی نہیں گئی۔ اس باب میں جو کتابیں دوسروں نے لکھی ہیں ان کے ساتھ موازنہ کرنے پر یہ بات بالکل واضح ہوتی۔ پھر کتاب کی شروح بھی لکھی گئیں جن سے اس کی خوبیاں اور بھی نمایاں ہوگئیں۔

(۵) کتاب المخارج والحیل یہ بھی امام ابو یوسف کی طرف منسوب ہے، اس کا قلمی نسخہ دارالکتب ... علی پاشا آستانہ میں موجود ہے اور اس کو جوزف شخت مستشرق المانی نے امام محمدؒ کے نام سے طبع کرا دیا ہے۔

ابن ندیم نے لکھا کہ امام ابو یوسف کی کتب اصول و امالی میں سے حسب ذیل ہیں:۔

(۶) کتاب الصلوٰۃ (۷) کتاب الزکوٰۃ (۸) کتاب الصیام (۹) کتاب الفرائض (۱۰) کتاب البیوع (۱۱) کتاب الحدود (۱۲) کتاب الوکالۃ (۱۳) کتاب الوصایا (۱۴) کتاب الصید والذبائح (۱۵) کتاب الغصب (۱۶) کتاب الاستبراء (۱۷) مجموعۂ امالی مرتبہ و مرویہ قاضی بشر بن الولید جو ۳۶ کتابوں پر مشتمل ہے، جو سب امام ابو یوسف کی اپنی تفریع کردہ ہیں۔

Marfat.com

(۵۳) کتاب اختلاف علماء الامصار (۵۴) کتاب الرد علی مالک بن انس (۵۵) کتاب الجوامع جو آپ نے یحییٰ بن خالد کے لئے لکھی تھی جو چالیس کتابوں پر مشتمل تھی۔ ان میں آپ نے لوگوں کے اختلاف کی تفصیل اور رائے مختار کی نشاندہی کی ہے۔ طلحہ بن محمد بن جعفر الشاہد نے کہا کہ امام ابو یوسف کے حالات مشہور ہیں، ان کا فضل و برتری ظاہر ہے۔ وہ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے تھے اور اپنے زمانہ کے لوگوں میں سے سب سے بڑے فقیہ تھے کہ ان سے آگے کوئی نہ ہو سکا۔ علم و حلم، ریاست اور قدر و منزلت کے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچے تھے، امام ابو حنیفہ کے مذہب پر اصول فقہ کو سب سے پہلے تصنیف کیا۔ مسائل احکام کا املاء کرایا۔ اور امام صاحب کے علوم اجتہادیہ کو زمین کے تمام حصوں میں پھیلایا اور نشر کیا۔ جیسا کہ خطیب نے بھی تنوخی سے اس کی تصریح نقل کی ہے۔

لہٰذا امام ابو یوسف کی اولیت تصنیف اصولِ فقہ حنفی، امام شافعی کی اولیت تصنیف اصولِ فقہ شافعی کے منافی نہیں۔ بلکہ امام شافعیؒ کا جو طریق مناقشہ سالقہ مسائل و اصول پر ہے، وہ خود اس امر کی بہت بڑی دلیل ہے کہ ان کی اولیت صرف ان کے اپنے مذہب کے اعتبار سے ہے۔ حافظ ذہبی نے ابو یعلیٰ موصلی کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ابو علی کا قول ہے کہ اگر ابو یعلیٰ بشر بن ولید کے پاس ٹھہر کر امام ابو یوسف کی کتابوں کو نقل کرنے میں مصروف نہ ہوتے تو بصرہ پہنچکر سلیمان بن حرب اور ابو الولید عباسی کو ضرور پا لیتے، (جس سے ان کی سند عالی ہو جاتی) اس سے معلوم ہوا ہے کہ امام موصوف کی تصانیف بہت ہی زیادہ تھیں کہ ان کو لکھنے میں کافی وقت صرف ہو گیا اور ان کو بشر تلمیذ امام موصوف کے پاس رکنا پڑا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام ابو یوسف کے علوم کی اس وقت بڑی شہرت تھی، ورنہ علوِ سند کو ہر زمانہ میں بڑی اہمیت رہی ہے اور لوگ اس کو ہر قیمت پر حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے، مگر ابو یعلیٰ جیسے مشہور محدث کبیر نے نقل کتب امام موصوف میں وقت صرف کر کے بتصریحِ ذہبی علوِ سند کی فضیلت کو نظر انداز کر دیا

واضح ہو کہ ابو یعلیٰ کی مسند و معجم مشہور ہیں، وہ جزیرہ کے بڑے پایہ کے محدث تھے، محدث علی بن الجعد اور امام یحییٰ بن معین کے واسطہ سے امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ محدث ابن حبان اور اسماعیلی جیسے محدث اُن کے شاگرد ہیں۔ اُس زمانہ میں محدثین تیز لکھنے کے بڑے مشاق ہوتے تھے، اسی طرح تلقی کتب اور سماع میں سرعت کے واقعات بہ کثرت منقول ہیں۔ چنانچہ بہت سے محدثین ایسے گذرے ہیں جنھوں نے صرف تین روز میں بخاری شریف پوری کر لی ہے۔ ایسے حالات میں محدث ابو یعلیٰ کا زیادہ وقت صرف اسی لئے صرف ہوا ہو گا کہ امام کی تصانیف بہت زیادہ تھیں اور امام احمد کا قول پہلے گذر چکا ہے کہ میں نے تین سال میں امام ابو یوسف کے پاس رہ کر بقدر تین الماریوں کے کتابیں نقل کیں۔ قمطر کا ترجمہ بستوں سے ٹھیک نہیں۔ قاموس وغیرہ میں ہے قمطرہ وہ ہے جس میں کتابیں محفوظ کی جائیں پھر یوں بھی امام احمد ایسے مشہور و معروف محدث نے تین سال کی مدت میں بہت بڑی مقدار نقل کی ہوگی۔

صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے کہ امام ابو یوسف کے امالی تین سو مجلد میں تھے۔

علامہ ابو القاسم شرف الدین بن عبد العلیم القرشی (ربالتار) مولف "قلائد العقیان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان" نے دوسری فصل کتاب مذکور میں (جو امام ابو یوسف کے مناقب میں ہے) فرمایا: - امام ابو یوسف کے مناقب میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے بڑی بڑی مبسوط کتابیں تصنیف کیں جن میں سے املاء، امالی۔ ادب القاضی (جو بشر بن الولید کو املاء کرائی تھی) المناسک وغیرہ تھیں۔ علامہ شیخ یحییٰ غزی نے سنہ [illegible]ھ میں زبید پہنچکر بیان کیا تھا کہ انھوں نے امام ابو یوسف کی امالی کو خود دیکھا ہے جو تین سو مجلدات میں تھیں اور شام کے شہر غزہ کے مدرسہ میں ایک مستقل الماری میں محفوظ تھیں۔ افسوس ہے کہ اب اس عظیم و جلیل کتاب کا کہیں وجود نہیں ہے۔ اور غالباً وہ دسویں صدی کی مشہور جنگ میں ضائع ہوئی ہے (حسن التقاضی)

Marfat.com

اس وقت کے متنازع فیہ مسائل کلامیہ میں امام ابو یوسف کی آراء بہت ہی جچی تلی متوازن اور معتدل تھیں، اور اس زمانہ کے فرق باطلہ کے زیغ والحاد کا امام موصوف نے بڑی حکمت و دانائی سے مقابلہ کیا، امام اعظم کے مناظرے اہل زیغ کے ساتھ مشہور ہیں۔

امام ابو یوسف چونکہ برسر اقتدار بھی تھے، اور حکومت کے سب سے بڑے مذہبی عہدہ قاضی القضاۃ پر فائز تھے، پھر اپنی جلالت علم و امتیازات خاصہ کے باعث خلفاء وقت سے بھی مرعوب و متاثر ہونے والے نہ تھے، اس لئے ان کی خدمات اور بھی زیادہ نمایاں ہوئیں۔

خلیفہ ہارون رشید پر ان کے اثرات کا کچھ ذکر ہو چکا ہے اور امام صاحب کے تذکرہ میں قضاء کے سلسلہ میں بھی ان کے بے جھجک فیصلوں اور اہم اقدامات کا تذکرہ آچکا ہے۔ یہاں اہل زیغ کے بارے میں ان کے طرز فکر و طریق عمل کے ایک دو نمونے ملاحظہ کیجیے۔

(۱) برسر اقتدار حضرات میں سے کسی کے صاحبزادے جہمی خیال کے ہوگئے تھے، امام صاحب موصوف نے ان کو ۳۵ کوڑے لگوائے تاکہ اس کو تنبیہ ہو اور دوسروں کو حوصلہ نہ ہو۔

(۲) خلیفہ ہارون رشید کے سامنے ایک زندیق پیش ہوا، خلیفہ نے امام ابو یوسف کو بلوایا تاکہ زندیق سے قائل معقول کریں، امام صاحب پہنچے تو خلیفہ نے کہا کہ اس سے بات کیجیے اور مناظرہ کر کے اس کی اصلاح کیجیے۔ امام صاحب نے فرمایا [illegible] اور اس پر اسلام پیش کیجیے! اگر اسلام کو صحیح طور سے مانے تو خیر ورنہ اس کی گردن ماریے [illegible] نہیں دیتا۔ (تاریخ خطیب و مناقب موفق)

ایک دفعہ دشمنوں اور حاسدوں نے مشہور کر دیا کہ امام ابو یوسف خود [illegible] پہنچے اور عرض کیا کہ آپ ہمیں تو اس چیز سے روکتے ہیں اور دوسروں [illegible] نے فرمایا: آپ لوگ بھی بڑے سادہ لوح ہیں کہ ان کی باتوں میں آگئے، وہ پاگل دیوانے تو حد پر جا [illegible] کیا مشکل ہے؟ پھر فرمایا کہ اہل بدعت کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے دل کی بات دوسروں پر ڈال کر چلتے ہیں [illegible] ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ لوگوں سے [illegible] ہونے سے قبل تک ان کا علم نہیں ہوا [illegible] شخص میرے سامنے آجائے تو اس سے فوراً توبہ کراؤں، اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دوں۔

ایک بار امام صاحب نے ایک مجلس میں [illegible] کرتے ہیں جو کسی تاویل کے ساتھ ہو [illegible] کی سزا مقرر کروں، یہاں تک کہ توبہ کرے۔ (حسن التقاضی)

سیکڑوں واقعات میں سے یہ چند واقعات ذکر ہوئے ہیں [illegible] میں رہ جاتا ہے کہ کہنے والا [illegible] اگر یہاں گنجائش ہوتی [illegible] ملزم کے تربیت یافتہ اور تلمیذ خاص ہیں جو حسب توفیق [illegible] اگر سیف کا استعمال کرنا چاہا تو صرف ان اعتقادات [illegible] ایک طرف اگر امام اعظم ایسے علم والے حضرات نے [illegible]

سارے عقلاء روزگار کے ہم پلہ سمجھی گئی، اگر وہ چاہتے تو اپنے علم وعقل کے زور سے دوسروں کو کس کس طرح مجروح نہ کرجاتے۔ اور ابن حزم وغیرہ کی طرح قلمی سیف وسنان کا استعمال دل کھول کر کرتے، مگر وہ خوب جانتے تھے کہ بڑے اور اہل علم وتقوی تو ایک طرف معمولی کم سے کم درجہ کے مومن کی عزت بھی لائق صد احترام ہے۔ اسی لئے ان کی اور ان کے تمام اصحاب وتلامذہ کی غیر معمولی احتیاط ونزاہت لسان قابل تقلید ہے، دوسری طرف امام ابو یوسف اگر اپنے اقتدار سے ناجائز فائدہ اٹھاتے تو اپنے مخالفین سے کیا کچھ انتقام نہ لے سکتے تھے، جو رات دن ان کو بدنام کرتے تھے پھر یہ بھی دیکھئے کہ سب صحابہ تک کو بھی وہ کسی تاویل کے ساتھ بھی برداشت کرنے کو تیار نہ تھے، جبکہ دوسری طرف ہم یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ حافظ ابن حجر مروان بن الحکم کے "رجال بخاری" میں سے ہونے کی وجہ سے اس کے حضرت طلحہ رض کو قتل کرنے کو بھی تاویل کے ساتھ وجہ جواز دینے کو تیار ہیں، جو نہ صرف بلند پایہ صحابی تھے، بلکہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے، اور الزام پھر بھی بری السیف کا ہم غریبوں کے سر ہے

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام — وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

یہ تو امام ابو یوسف کی رائے تھی، اور جو کلمات انھوں نے عقائد حقہ اور عقائد زائغہ کے سلسلہ میں ارشاد فرمائے ہیں وہ تو آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔ علامہ کوثری نے حسن التقاضی میں وہ بھی کچھ نقل کئے ہیں، ان کا یہاں ترجمہ ہم خوف طوالت سے ترک کرتے ہیں۔ درحقیقت پوری کتاب ایک سو صفحہ کی علمی جواہر پاروں کا گنجینہ ہے۔ خدا نے توفیق دی تو کسی وقت اس کا مکمل اردو ترجمہ شائع کیا جائے گا۔

امام صاحب اور ان کے اصحاب کے حالات زندگی پڑھنے سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ان ابتدائی حالات میں جبکہ نئے نئے علمی و مذہبی فتنے سر اٹھا رہے تھے، ان حضرات نے کن کن تدابیر سے ان کی روک تھام کی ہے۔ علمی مناظرے، مباحثے بھی کئے، حکومت کے اثرات سے بھی کام لیا، اور تدوین فقہ کی مہتم بالشان مہم سر کرکے مسلمانوں اور اسلامی حکومتوں کے واسطے اسلامی قوانین پر چلنے کا میدان بھی ہموار کیا۔

امام ابو یوسف نے جہاں ملحدوں، زندیقوں پر سخت گرفت کی، وہاں ان کو بے گناہ عام مسلمانوں کی حفاظت جان ومال کی فکر بھی ہمہ وقت اپنے استاذ معظم امام اعظم رح کی طرح رہتی تھی۔ اس کا بھی ایک واقعہ پیش ہے:۔

ایک دفعہ خلیفہ ہارون رشید جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، ایک شخص نے کہا کہ واللہ نہ تم نے تقسیم میں انصاف کیا اور نہ رعیت کے ساتھ عدل کیا اور اسی قسم کے دوسرے الفاظ سے سخت تنقید کی، خلیفہ کو غصہ آیا، اس شخص کو گرفتار کرنے کا حکم دیا، نماز کے بعد اس کو پیش کیا گیا تو خلیفہ نے امام ابو یوسف کو بلوایا، آگے خود امام ابو یوسف کے ہی الفاظ میں قصہ سنئے! فرمایا: میں گیا تو دیکھا کہ خلیفہ بیٹھے ہیں، سامنے ایک شخص بطور مجرم جلادوں اور سزا دینے والوں کے درمیان کھڑا ہے۔ خلیفہ نے مجھ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس شخص نے مجھے ایسی سخت باتیں کہیں جو آج تک کسی نے نہیں کہی تھیں۔ میں نے کہا: امیر المؤمنین! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی ایک موقع پر کہ آپ نے خود تقسیم فرمائی تھی کہا گیا کہ اس تقسیم سے خدا کی رضا جوئی کا ارادہ نہیں کیا گیا لیکن حضور نے یہ سن کر بھی اس کو معاف فرما دیا اور کوئی سزا نہیں دی، ایک دوسرے موقع پر آپ نے تقسیم فرمائی تو کہا گیا کہ آپ نے عدل نہیں کیا، حضور نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں بھی عدل نہ کروں تو کون کرے گا؟ اسکو بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف فرما دیا اور درگذر کی۔ اور اس سے بھی زیادہ سخت الفاظ حضور کو اس وقت کہے گئے کہ حضرت زبیرؓ اور ایک شخص انصاری کا جھگڑا آپ ص کے سامنے پیش ہوا غلطی چونکہ اسی کی تھی، اس لئے حضور نے زبیرؓ کے حق میں فیصلہ کیا، انصاری نے کہا یا رسول اللہ! کیا یہ فیصلہ ان کے حق میں اس لئے ہوا کہ وہ آپ کی پھوپی کے لڑکے ہیں؟ اس کو بھی حضور اکرم نے کچھ نہ فرمایا اور معاف کر دیا! امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اتنا سننے کے بعد خلیفہ کا غصہ ختم ہو گیا اور اس شخص کو چھوڑنے کا حکم دے دیا (ابن ابی العوام بسندہ)

Marfat.com

امام ابو یوسف اور امام مالک کا اجتماع ہوا ہے اور بعض مسائل میں مذاکرہ بھی ہوا ہے مگر جو واقعہ سہمی سے نماز نفل نہ پڑھنے پر حلف کا منقول ہے اور ایسی ہی سلمی سے انتشار جاریہ کے حلف والا قصہ ناقابل اعتبار ہے کیونکہ سہمی و سلمی اور کابلی و عبد العزیز غیر ثقہ تھے (حسن التقاضی)

امام ابو یوسف نے مغازی و سیر محمد بن اسحاق سے بھی حاصل کیے۔ مگر جہاں تک خیال ہے ان کا بڑا اور اہم حصہ امام اعظم سے ہی حاصل کیا ہوگا، کیونکہ امام صاحب نے مغازی کا علم امام شعبی سے حاصل کیا تھا جن کی وسعت علم مغازی و سیر کا اعتراف حضرت ابن عمر رض وغیرہ اکابر صحابہ نے بھی کیا تھا۔

اس سلسلہ میں مورخ ابن خلکان نے "الجلیس الصالح" معافی جزیری سے بغیر نقل سند کے ایک قصہ نقل کر دیا ہے، جو قطعاً جھوٹ ہے اس میں اس طرح ہے کہ امام ابو یوسف محمد بن اسحاق سے مغازی و سیر کا علم حاصل کرنے کے لئے کچھ دن امام صاحب کی مجلس سے غیر حاضر رہے، واپسی پر امام صاحب نے گویا بطور طنز و تجہیل کے کہا کہ ابو یوسف! ذرا بتلاؤ تو کہ جالوت کے لشکر میں جھنڈا کس کے ہاتھ میں تھا؟ امام ابو یوسف رح نے کہا: آپ امام ہیں (اس لئے لحاظ ہے) لیکن اگر آپ[۵] اس (طنز) سے نہ رکیں گے تو میں بڑے مجمع میں آپ سے پوچھوں گا کہ بدر کی لڑائی پہلے تھی یا احد کی؟ اور آپ نہ بتلا سکیں گے کہ کون سی اول تھی، اس پر امام صاحب خاموش ہو گئے

اس روایت کو نقل کرنے والا محمد بن الحسن بن زیاد المقری جھوٹ گھڑنے میں مشہور تھا، تاریخ خطیب میزان الاعتدال، لسان المیزان وغیرہ میں اس کا ترجمہ مذکور ہے، کسی نے کذاب کہا، کسی نے منکر الاحادیث۔ اس کے علاوہ یہ قصہ درایت کے بھی خلاف ہے، کیونکہ امام ابو حنیفہ کے مسانید میں مذکور ہے کہ حضرت عمر رض فروضِ دیوان میں شرکاء غزوۂ بدر کو دوسرے صحابہ پر ترجیح دیتے تھے جو بعد کے غزوات میں شریک

---

[۵] یہاں یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ اسی سلسلہ کی ایک صورت واقعہ دوسری بھی ہے جو علامہ موفق نے روایت کی ہے، وہ اگر صحیح ہے تب بھی دونوں میں بہت بڑا فرق ہے، اس میں یہ ہے کہ امام ابو یوسف کا بیان ہے: میں تعلیم کے زمانہ میں (جو غالباً ابتدائی دور کا واقعہ ہے ورنہ پھر تو وہ امام صاحب کے پاس ہمہ وقت رہے ہیں) میں امام صاحب کے علاوہ دوسرے محدثین وغیرہ کی خدمت میں جایا کرتا تھا اور میں حیرت [illegible] امام صاحب خود بھی نہیں روکتے تھے۔ بلکہ خود بھیجا کرتے تھے کہ کسی محدث کے پاس سے کسی نئی حدیث کا پتہ لگے، محمد بن اسحق کوفہ میں آئے تو ان کے پاس میں بھی گیا اور چند [illegible] ان کی پوری کتاب سن لی اور اس عرصہ میں امام صاحب کے پاس نہ جا سکا۔ فارغ ہو کر امام صاحب کی خدمت میں پہنچا تو مجھ سے فرمایا کہ یعقوب! یہ کیسی بے مروتی؟ دکھلاتے دن تک صورت نہ دکھائی، میں نے عرض کیا کہ حضرت ایسا نہیں ہے بلکہ محمد بن اسحق مدنی یہاں آئے تھے میں نے ان سے کتاب المغازی سنی ہے، امام صاحب نے فرمایا: اب اگر پھر جانا ہو تو اتنا سوال کر لینا کہ طالوت کے مقدمۃ لشکر پر کون تھا؟ اور جالوت کے لشکر کا جھنڈا کس کے ہاتھ میں تھا؟ میں نے [illegible] حضرت اس بات کو جانے دیجیے! واللہ! مجھے تو خود حیرت ہے کہ ایک شخص علم (مغازی) کا دعوی کرتا ہے اور جب اس سے سوال کیا جاتا ہے [illegible] کی؟ تو اس کو نہیں بتلا سکتا ہے واللہ اعلم اس واقعہ میں بھی کچھ صحیح غلط ہو۔ مگر کسی قدر قرین قیاس ضرور ہے۔ کیونکہ [illegible] [illegible] تھی کہ سب محدثین و علماء زمانہ سے استفادہ کرتے تھے، اور معلومات کی کھوج کرتے رہتے تھے۔ [illegible] ساتھ مدینہ طیبہ حاضر ہونے ایک دن شام کو پروگرام طے ہوا کہ کل آثار نبوی کی زیارت کریں گے تو امام ابو یوسف نے وہاں کے ایک عالم ماہر آثار کو ساتھ لے کر اسی رات میں سب جگہ جا کر ان آثار کی معلومات کر لی، صبح کو خلیفہ کے ساتھ نکلے، تو وہ عالم بھی ساتھ تھے، ان کا ہی بیان ہے کہ امام ابو یوسف خلیفہ کو ہر اثر کا اس طرح تعارف کراتے تھے کہ جیسے مدت سے اس کی پوری معلومات ان کے ذہن نشین ہو۔ تو یہاں بھی محمد بن اسحاق کے مبلغ علم سے گو واقف پہلے سے بھی ہوں مگر پورا وقت دے کر پوری کتاب سنی اور اس کا بھی خیال نہیں کیا کہ امام صاحب محمد بن اسحق کے بارے میں خوش عقیدہ نہیں ہیں انکو گوارا نہ ہوگی

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

ہوئے اور امام صاحب روزانہ ختمِ قرآن مجید میں آیت ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ بھی ضرور پڑھتے تھے، جس کا نزول غزوۂ احد کے بارے میں مشہور و معروف ہے۔ ادنیٰ لوگ بھی واقف تھے کہ کونسا غزوہ پہلے تھا اور کون بعد۔ تو کیا امام الائمہ، شیخ فقہاء الامہ اس کو بھی جانتے تھے؟

پھر امام صاحب نے اپنے اصحاب کو کتاب السیر الصغیر لکھائی جس پر امام اوزاعی نے رد لکھا، اور آپ کے تلامذہ میں سے امام ابو یوسف ہی نے اس کے رد میں الرد علی سیر الاوزاعی مشہورِ عالم کتاب لکھی! ایسی حالت میں کوئی سمجھدار آدمی یہ تصور کرسکتا ہے کہ امام ابو یوسف ہی کی نظر میں امام صاحب اس امر سے بھی جاہل تھے کہ بدر پہلے ہے یا احد؟ وہ امام ابو یوسف جو اپنے محسن اعظم اور مربی اکرم استاد کا بے نظیر ادب کرتے تھے، اور جو زندگی بھر امام صاحب کی علمی مجالس میں حاضر رہ کر علوم امام کے لاتعداد روحانی ساغر نوش فرما کر بھی ایسے بے نظیر عاشقِ امام نکلے۔ کہ جب کبھی وصال امام کے بعد کسی علمی مشکل میں مبتلا ہوئے، تمنا ہی کی کہ کاش امام کی ایک مجلس مجھے پھر نصیب ہوجائے کہ اپنی علمی پیاس کو ایک بار پھر بجھالوں، اور بعض اوقات اس کے لئے آدھی دولت بھی نثار کرنے کو آمادہ ہوئے جس کا اندازہ دس لاکھ روپیہ کیا گیا ہے۔ یہاں اس قصہ کو پوری تفصیل سے بیان صرف اس لئے کیا گیا کہ ابن خلکان جیسے بلند پایہ مورخ کی مثال سامنے رکھ کر آپ یہ اندازہ کرسکیں گے کہ بعض اوقات کسی کد و عصبیت کی وجہ سے بڑے بڑے لوگ بہک جاتے ہیں۔ ورنہ موصوف کی کتاب وفیات الاعیان کا ہم سب پر بڑا احسان ہے اور ان کی اس علمی تاریخی تصنیف کی بڑی قدر ہے۔ نہ ایسے چند واقعات کی وجہ سے کتاب کو درجۂ اعتبار سے ساقط کہہ سکتے ہیں۔ البتہ خطا و غلطی سے انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی معصوم نہیں، اس لئے جو بات بھی جس کی غلط ہو خواہ وہ کتنا ہی بڑا امام اور علامہ بھی ہو، اس کی چند غلطیوں کو الگ کرکے ہمیں چاہیئے کہ اس کی باقی پوری خدمت کو بنظرِ استحسان دیکھیں، قدر کریں اور فائدہ اٹھائیں۔

علامہ ابن خلکان بھی دوسرے بعض اکابر کی طرح امام صاحبؒ کے بارے میں تعصب کی روش پر چل گئے۔ صلوٰۃ قفال کو بھی وہ اسی نزغہ سے نقل کر گئے۔ حالانکہ وہ بھی اسی طرح کذبِ محض ہے۔ یہاں ایسے واقعات کا ذکر اس لئے بھی ضروری ہوا کہ بہت سے اپنے حضرات بھی ان کی کتابوں کی عظمت و قدر سے متاثر ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ایک بزرگ علامہ شبلی نے سیرۃ النعمان میں امام صاحبؒ کے بارے میں ص ۱۳۴ (مطبوعہ مجتبائی) میں تحریر کیا:۔

"اس قدر ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مغازی، قصص، سیر وغیرہ میں ان کی (امام صاحب کی) نظر چنداں وسیع نہ تھی۔ امام مالک و امام شافعی کا بھی یہی حال تھا لیکن احکام و عقائد کے متعلق امام ابو حنیفہ رح کو جو واقفیت اور تحقیق حاصل تھی اس سے انکار کرنا صرف کم نظری و ظاہر بینی کا نتیجہ ہے، ان کی تصنیفات یا روایتوں کا مدون نہ ہونا قلتِ نظر کی دلیل نہیں ہوسکتا۔"

بڑے افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ علامہ شبلی مرحوم کا مطالعہ امام صاحبؒ کے بارے میں بہت ناقص تھا، خیال فرمایئے! جس نے مغازی و سیر کا علم امام شعبی ایسے اہل نظر سے حاصل کیا ہو جن کے بارے میں صحابہؓ کو اعتراف تھا کہ صحابہؓ سے زیادہ وہ مغازی و سیر کے عالم تھے، اس کو مغازی و سیر میں کم نظر کہنا کتنا بڑا ظلم ہے۔ اور پھر وغیرہ کا اضافہ بھی ساتھ رکھیئے تو بات کچھ بھی نہ رہی۔ امام صاحبؒ نے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ... امام صاحب کا سوال کرنے کے لئے ارشاد فرمایا ممکن ہے کہ اس وجہ سے ناگواری کے لہجہ میں ہو کہ ان کے علم سے مطمئن نہ تھے، یا ممکن ہے یوں ہی بطور مزاح فرمایا ہو اور امام ابو یوسف نے جواب بھی ممکن ہے بطور مبالغہ بدر و احد سے دیا ہو۔ کہ بعض چھوٹی موٹی باتیں بھی ان کے پاس صحیح نہیں، ورنہ ظاہر ہے کہ بدر و احد کے تقدم و تاخر سے تو اس زمانہ کا بچہ بچہ واقف ہوگا۔ اب اگر کسی واقعہ کو توڑ مروڑ کر اس طرح بنا لیا جائے، ابن خلکان وغیرہ نے کذاب راویوں سے نقل کردیا تو یہ اور بھی زیادہ تکلیف دہ ہے۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

یر امام تھے، جن کے بارے میں ہمیں پورا یقین ہے کہ مغازی، سیر اور قصص دورِ نبوت و صحابہ میں سے شاید ہی کوئی چیز ان سے مخفی رہی ہو، اور انشاء اللہ کسی موقع پر ہم اس کو دلائل و واقعات سے ثابت بھی کریں گے۔ مگر ہمیں تو امام مالک و امام شافعی کے بارے میں بھی ان علوم میں کم نظری کا تصور کرنے سے وحشت ہورہی ہے۔ درحقیقت ابن خلکان اور صاحب جلبیس صالح جیسے لوگوں کی کتابیں پڑھنے سے علامہ شبلی کو یہ خیال ہوگیا ہوگا جس طرح انھوں نے غیروں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر امام صاحب کی تصنیفات یا روایتوں کا مدون نہ ہونا بھی تسلیم کرلیا۔ حالانکہ تحقیق سے یہ امر بھی کسی طرح قابل تسلیم نہیں۔ چنانچہ امام صاحب کے حالات میں آپ پڑھ چکے کہ علاوہ مسانید کثیرہ امام کے امام ابو یوسف و امام محمد کی کتاب الآثار میں کس قدر روایات ان سے ثابت ہیں، اور وہ کتنے زمانہ سے مدون ہیں۔

امام شافعیؒ کی ملاقات امام ابو یوسف رح سے اگرچہ معاصرۃ کی وجہ سے ممکن تھی، مگر واقعات سے ثابت نہیں ہوتی اور جامع المسانید خوارزمی میں جو امام شافعی رح کے امام موصوف سے نبیذ کے بارے میں سوال کا ذکر ہے، وہ سند سے خالی ہے۔ دوسرے حسن بن ابی مالک رحجو اس روایت کے لئے بطور راوی ہیں) ان کا ذکر کتب مناقب امام شافعی میں ان کے تلامذہ میں نہیں ہے اور امام شافعی کے شیوخ رح روایت بھی ان دونوں کے عدم اجتماع پر یقین کا اظہار کرتے ہیں۔ کوئی سند بھی قابلِ اعتماد اگر واقعہ مذکور کی ہوتی، تو ہم امکانِ لقاء کو دوسرے مواقع میں بھی تسلیم کرلیتے۔ اس لئے بظاہر سوال مذکور امام ابو یوسف سے نہیں بلکہ یوسف سے ہوگا غلطی سے ابو کا اضافہ ہوگیا۔ اور یوسف سے مراد یوسف بن خالد سمتی ہوں گے، جو بالاتفاق شیوخ شافعی میں سے ہیں

باقی امام الحرمین ابن جوینی شافعی کا یہ دعوی کرنا کہ امام شافعی کا مناظرہ امام ابو یوسف سے خلیفہ ہارون رشید کی موجودگی میں چند مسائل میں مدینہ منورہ کے قیام میں اور ایک مسئلہ پر مکہ معظمہ میں ہوا جس کا ذکر انھوں نے مغیث الخلق اور مستظہری دونوں کتابوں میں کیا ہے۔ وہ دونوں مناظرے اور اجتماع بے اصل اور جھوٹ ہیں جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ امام شافعی اور امام ابو یوسف کا اجتماع ثابت نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ امام شافعی رح کا ۱۸۴ھ میں زمانہ طلب و تحصیل کا تھا ۱۹۵ھ تک انھوں نے فقہ عراق اور فقہ حجاز کے موازنہ و ممارست سے اپنے مذہب قدیم کا آغاز کیا جو پانچ سال تک ان کا معمول بہ رہا۔ اس کے بعد وہ مصر کے قیام میں مذہب جدید پر عامل ہوئے اور پانچ سال اس پر قائم رہ کر ۲۰۴ھ میں راہی دارالبقا ہوئے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ لہذا ہر دو مناظرہ مذکورہ کے افسانے من گھڑت ہیں۔

اس کے علاوہ ایک رحلۂ مکذوبہ عبداللہ بن محمد بلوی اور احمد بن موسی النجار کی روایت سے کتابوں میں گھوم رہی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام شافعی ۱۸۴ھ میں عراق آئے تو خلیفہ ہارون رشید کی مجلس میں امام ابو یوسف اور ان کا اجتماع ہوا اور بعض نے یہ بھی بیان کیا کہ امام ابو یوسف کو دربار سے نکلوایا گیا اور توہین کی گئی۔ حالانکہ امام ابو یوسف رح کی وفات ۱۸۲ھ میں امام شافعی کے عراق آنے سے بھی دو سال قبل ہوچکی تھی۔

اسی سفر کے سلسلہ میں ایک قصہ یہ بھی گھڑا گیا کہ امام محمد اور امام ابو یوسف نے مل کر سازش کی [illegible] قتل کرایا جائے، حالانکہ ۱۸۴ھ میں امام محمد بھی بغداد میں نہ تھے، بلکہ رقہ کے قاضی تھے۔ اور امام شافعی اس وقت متہم ہو کر لائے گئے تھے۔ امام محمد رح ہی نے ان کو خلیفہ سے سفارش کرکے بری کرایا، اس کے مقابلہ میں یہ الٹی بات گھڑی گئی۔ اس کے علاوہ امام شافعی رح نے امام محمد کے پاس رہ کر خود اپنے اعتراف سے بقدر ایک اونٹ کے بوجھ کے کتابیں پڑھیں چنانچہ امام شافعی رح نے امام محمد رح کے احسانات کا ہمیشہ اعتراف کیا ہے اور نہایت تعظیم کی ہے یہ زمانہ امام شافعی کے طلب علم کا تھا۔ امامت و سیادت کا نہ تھا کہ ان پر حسد کرکے کوئی سازش ان کے خلاف

Marfat.com

کی جاتی۔ بلکہ امام شافعی کے اجتہاد وامامت کا دور امام محمد رح کی وفات سے بھی چھ سال کے بعد شروع ہوا ہے۔ جبکہ وہ ۱۹۵ھ میں دوبارہ عراق آئے ہیں۔ غرض یہ روایت اول تو درایت کے بالکل خلاف، پھر راویوں کا یہ حال کہ حافظ ذہبی نے لکھا کہ دارقطنی نے عبداللہ بن محمد بلوی کو واضع حدیث کہا ہے اور ابوعوانہ نے اس کے واسطہ سے اپنی صحیح میں استسقاء کے بارے میں موضوع حدیث نقل کردی ہے۔ حافظ ابن حجر نے لسان میں کہا کہ وہ رحلۃ شافعی کا مصنف ہے جس کا اکثر حصہ جھوٹ ہے۔ توالی التاسیس میں کہا کہ جو رحلۃ امام شافعی کی طرف منسوب کرکے عبداللہ بن محمد بلوی نے بیان کی ہے اور اس کو آبری و بیہقی وغیرہ نے بھی نقل کردیا ہے کسی نے مفصل کسی نے مختصر، اور فخرالدین رازی نے بھی پہلوں پر اعتماد کرکے بغیر ذکر سند ہی مناقب امام شافعی میں ذکر کردیا، وہ جھوٹ ہے اس کا اکثر حصہ تو گھڑا ہوا ہے اور بعض حصے دوسری روایات کے ٹکڑے جوڑ کر بنالئے گئے ہیں۔ حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں (ص ۱۸۳) فرمایا کہ جس نے یہ دعوی کیا کہ امام شافعی امام ابویوسف کے ساتھ مجتمع ہوئے ہیں وہ جھوٹ ہے۔ البتہ امام محمد کے پاس پہنچے ہیں اور انھوں نے امام شافعی پر بڑی توجہ کی اور احسانات کئے اور ان دونوں میں کبھی کوئی رنجش بھی پیش نہیں آئی۔ ایسا کہنے والے بے خبر ہیں۔

افسوس ہے کہ اس رحلۃ مکذوبہ کو بے تحقیق اول تو آبری بیہقی اور ابونعیم اصفہانی نے، پھر امام الحرمین عبدالملک بن الجوینی شافعی اور ابوحامد طوسی اور فخر رازی وغیرہ نے بھی نقل کردیا اور اس سے ترجیح مذہب شافعی پر استدلال کو قوی کرنے کی سعی کی ہے اور غالباً یہ حضرات اکابر یہی سمجھے بھی ہوں گے کہ یہ واقعات صحیح ہیں۔ ورنہ کیوں نقل کرتے اور یہ ان کی غلطی احوالِ رجال سے کم واقفی اور جدلی وعقلی مباحث میں زیادہ مشغول رہنے کے باعث ہوئی، یا بوجہ شدت عصبیت اعتدال سے ہٹ گئے۔

اسی طرح بڑی حیرت ہے کہ امام نووی نے بھی المجموع میں اس رحلۃ کو ذکر کردیا (ص ۸) اور تہذیب الاسماء واللغات میں یہ بھی نقل کردیا کہ جب امام شافعی ہارون رشید کی مجلس سے نکلے تو امام ابویوسف نے ان کے پاس سلام وپیام بھیجا کہ آپ تصنیف کریں کیونکہ آپ اس زمانہ میں سب سے بہتر تصنیف کرسکتے ہیں (ص ۵۹)

امام سخاوی نے بھی مقاصد حسنہ ص ۲۲۲ میں کہا ہے کہ جن لوگوں نے امام ابویوسف وشافعی کا مجلس رشید میں اجتماع نقل کیا ہے غلطی کی۔ کیونکہ امام شافعی رشید کے پاس امام ابویوسف کی وفات کے بعد پہنچے ہیں اور ایسے ہی وہ رحلت بھی جھوٹ ہے جس میں امام محمد کی طرف رشید کو قتلِ امام شافعی پر ترغیب دینے کی نسبت کی گئی ہے۔

بظاہر جن اکابر نے ان روایات کاذبہ کو بے تحقیق نقل کردیا ان کا مقصد امام شافعی کی تنویہ شان ہے۔ حالانکہ امام شافعی کی شان اپنے علم وفضل، جلالت قدر اور امامت کے باعث ایسی بے بنیاد باتوں سے بالکل بے نیاز تھی اور رہے۔ دوسرا مقصد حنفیہ وشافعیہ دو جماعتوں کے رجال میں عداوت وبغض کے جراثیم پیدا کرنا ہو سکتا ہے جو ممکن ہے جھوٹے رواۃ کا مقصد ہو، اور دوسرے حضرات نے لاعلمی یا سادگی سے ان کو نقل کردیا ہو

امام ابویوسف جب قاضی القضاۃ ہونے کی وجہ سے دربار خلیفہ کے مصاحبین خاص میں شامل ہوئے تو دربار کے وزیر خاص یحیی بن خالد نے معلوم کرنا چاہا کہ امام کو دینی علوم کی مہارت وحذاقت کے ساتھ دنیوی تاریخ وعلوم سے بھی واقفیت ہے یا نہیں، جو شاہی درباریوں کے لئے ضروری ہیں مثلاً علم سیر ملوکِ ماضیہ۔ پہلی امتوں کے ابناء الملوک کے حالات، ایام عرب اور سابقین کے احوال وغیرہ ظاہر تھا کہ امام ابویوسف اگر ان علوم ومعارف سے بے خبر ہوتے تو شاہی درباریوں میں ان کی وقعت صحیح نہ ہوتی۔ اور گو آپ کے

Marfat.com

دینی وقار و عظمت سے مرعوب رہتے مگر دل میں عزت و وقار کم ہوتا۔

امام ابو یوسف نے اس ضرورت کو فوراً ہی محسوس کر کے ابتدا میں چند روز درباری آمد و رفت کم سے کم رکھ کر زیادہ وقت مطالعہ کتب پر صرف کیا اور اس خصوصی مطالعہ سے بھی اپنی خداداد ذہانت اور بے نظیر قوت حافظہ کے ذریعہ ان خاص علوم مذکورہ میں بھی وزراء دربار کی اعلیٰ سطح پر پہونچ گئے چنانچہ یحییٰ بن خالد سے کسی موضوع پر بات ہوئی تو وہ آپ کی وسعت معلومات سے بہت حیران و متاثر ہوا، یہی وجہ ہے کہ امام ابو یوسف جب دربار شاہی میں اپیلوں کی سماعت کیلئے بیٹھتے تھے تو خلیفہ اور سب وزراء ان کے رعب و جلال سے متاثر ہوتے تھے۔

محدث کبیر اسد بن فرات کا بیان ہے کہ ایک روز امام ابو یوسف ہارون رشید کی موجودگی میں کوئی اپیل سن رہے تھے خلیفہ نے جس وقت دیکھا کہ امام کسی ایک فریق پر آخری حکم کرنے کو تیار ہیں تو امام ابو یوسف کے پاس آ کر دو زانو باادب ہو کر ان کی طرف پوری طرح متوجہ ہو کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ امام نے بحیثیت چیف جسٹس اپنا فیصلہ دیدیا اور خلیفہ نے سب کو سنا کر کہا کہ جس طرح میں نے کیا اسی طرح میرے سب ساتھیوں اور وزراء وارکان دربار کو بھی کرنا چاہیئے تاکہ امام صاحب کا فیصلہ پوری قوت کے ساتھ نافذ ہو۔

یہ واقعہ بظاہر معمولی ہے مگر ذرا اس سے اندازہ یہ کیجیئے کہ اس وقت اسلامی قانون کی عزت و شوکت عام مسلمانوں کے قلوب سے گذر کر خود بادشاہوں شہنشاہوں اور وزراء وارکان دولت کے دلوں میں کیا تھی۔ پھر کیا عدل و انصاف کو اتنا اونچا مقام عطا کرنے کا تصور آج اس دور تنور میں بھی کسی متنور کے دماغ میں آ سکتا ہے؟ علامہ کوثری نے اس سلسلہ کے کچھ واقعات اور بھی لکھے ہیں جو ہم بخوف طوالت ترک کرتے ہیں۔ ہم نے بھی بعض واقعات امام اعظم کے تذکرہ میں لکھے ہیں۔

امام ابو یوسف کا زہد و ورع، تقویٰ اور کثرت عبادت تمام کتب مناقب میں مذکور ہیں حتیٰ کہ حافظ ذہبی نے مستقل رسالہ میں بھی [illegible] کے ان اوصاف اور دوسرے کمالات کی دل کھول کر مدح کی ہے حالانکہ وہ کسی کی تعریف میں بہت محتاط ہیں بلکہ باختلاف ان کے تلمیذ [illegible] شیخ تاج سبکی کے بہت سے ائمہ حنفیہ و شافعیہ کے خلاف دراز لسانی بھی کر گئے ہیں۔ (طبقات کبریٰ ص ۱۵۷، ج ۱)

امام ابو یوسفؒ کی وفات کا واقعہ پہلے ضمناً گذر چکا کہ آخر وقت میں بھی مناسک حج پر ہدایات دیتے ہوئے رخصت ہوئے علامہ ابن عبدالبر، خطیب، صیمری اور ابن ابی العوام وغیرہ سب نے ابن رجار کا خواب بھی نقل کیا ہے کہ امام محمد کو دیکھا، پوچھا کیسی گذری؟ فرمایا بخشدیا پوچھا امام ابو یوسف کا کیا حال ہے؟ فرمایا وہ مجھ سے درجہ میں اونچے ہیں۔ پوچھا امام اعظم؟ فرمایا ان کا کیا کہنا وہ تو اعلیٰ علیین میں ہیں۔

علامہ کوثری نے امام ابو یوسف کے حالات تحریر فرمانے کے بعد اس طویل وصیت کو بھی درج کیا ہے جو آپ کو امام اعظم نے کی تھی جو گرانقدر معلومات و ہدایات کا مجموعہ ہے۔ اس کا ترجمہ بخوف طوالت ترک کیا جاتا ہے۔ ہم نے امام ابو یوسف کی زندگی کے اہم واقعات [illegible] بھی دوسری کتابوں کی مدد سے کوشش کر کے زیادہ سے زیادہ جمع کئے لیکن خیال ہے کہ کم سے کم لکھے [illegible] کسی وقت مستقل مکمل سوانح لکھنے کی بھی توفیق ملے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

وفات کے وقت کہا کاش میں اس فقر کی حالت میں مرتا جو شروع میں تھی اور قضا کے کام میں نہ پھنستا۔ خدا کا شکر ہے اور اس کی نعمت ہے کہ میں نے قصداً کسی پر ظلم نہیں کیا اور نہ ایک فریق کی رعایت کی خواہ وہ بادشاہ تھا یا بازاری۔ یا اللہ! تو خوب جانتا ہے [illegible] فیصلوں میں خود رائی سے کام نہیں لیا، ہمیشہ تیری کتاب اور تیرے رسول کی سنت کو مقدم رکھا۔ جہاں مجھے اشکال پیش آیا ابو حنیفہ کو اپنے اور تیرے درمیان میں واسطہ کیا۔ واللہ! وہ میرے نزدیک تیرے احکام کو پہچاننے والے تھے اور کبھی حق کے دائرے سے [illegible]

مقدمۂ انوار الباری

Marfat.com

یہ بھی فرمایا۔ بار الٰہا! تو جانتا ہے کہ میں نے جان کر حرام نہیں کیا اور نہ جان کر کوئی درم حرام کا کھایا۔

ان کی آخری علالت کے دوران معروف کرخی نے ایک رفیق سے کہا کہ ابو یوسف زیادہ علیل ہیں تم مجھ کو وفات کی خبر دینا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں واپس آیا تو دیکھا کہ جنازہ نکل رہا تھا سوچا کہ نماز جاتی رہیگی اور نماز پڑھکر اطلاع کی معروف کرخی نے سنا تو اُن کو سخت صدمہ ہوا بار بار انا للہ پڑھتے تھے میں نے کہا نماز میں عدم شرکت کا اس قدر رنج کیوں ہے؟ کہا میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ جنت میں داخل ہوا دیکھا کہ ایک محل تیار ہوا ہے اس کا بالائی حصہ مکمل ہو چکا ہے پردے آویزاں کئے گئے اور بالکل مکمل ہو گیا۔ میں نے پوچھا کہ کس کے لئے تیار ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ابو یوسف کے واسطے۔ میں نے کہا یہ مرتبہ انھوں نے کیوں پایا؟ جواب ملا۔ اچھی تعلیم دینے اور اس کے شوق کے صلہ میں اور لوگوں نے جو اذیت پہنچائی اس کے صلہ میں۔ شجاع بن مخلد کا قول ہے کہ ہم ابو یوسف کے جنازہ میں شریک تھے عباد بن العوام بھی ساتھ تھے میں نے اُن کو یہ کہتے سنا کہ اہل اسلام کو چاہیئے کہ ابو یوسف کی وفات پر ایک دوسرے کے ساتھ تعزیت کریں خلیفہ ہارون رشید جنازہ کے آگے آگے چلتے تھے۔ نماز خود اس نے پڑھائی۔ مقابر قریش میں دفن کرایا۔

ابن کامل کا قول ہے کہ یحیی بن معین، احمد بن حنبل اور علی بن المدینی ان کے ثقہ فی النقل ہونے پر متفق ہیں یحیی بن معین نے کہا کہ ابو یوسف اصحاب حدیث کی طرف مائل تھے اور ان کو دوست رکھتے تھے اور میں نے ان سے حدیثیں لکھی ہیں۔ امام احمد کا قول ہے کہ حدیث میں میرے پہلے استاد ابو یوسف ہیں ان کے بعد میں نے اوروں سے حدیث لکھیں علی بن مدینی کا قول ہے کہ ابو یوسف صدوق تھے۔

خطیب نے حسب عادت امام ابو یوسف پر بھی جرح نقل کی ہے لیکن اثنا جرح میں جواب بھی دیا ہے جرحیں سب غیر مفسر ہیں مواد جرح وہی سب ہے جو امام صاحب اور امام محمد کی نسبت ہے یعنی مرجی ہونا وغیرہ۔ متاخرین ائمہ رجال نے امام ابو یوسف کے متعلق بھی جرح متروک کر دی ہے صرف مناقب و تعدیل لکھی ہے متقدمین میں سے امام ابن قتیبہ نے معارف میں نہ امام اعظم پر جرح کی ہے اور نہ ابو یوسف پر حالانکہ دوسرے رجال پر جرح کرتے ہیں۔

(۳۷) امام ابو محمد نوح بن دراج نخعی کوفی (م ۱۸۲ھ)

محدث، فقیہ، امام اعظم، امام زفر، ابن شبرمہ، ابن ابی لیلیٰ، امام اعمش اور سعید بن منصور کے تلمیذ اور تدوین فقہ حنفی کے شریک کار تھے امام ابن ماجہ نے باب التفسیر آپ سے تخریج کی۔ کوفہ اور بغداد کے قاضی رہے، فقہ میں امام صاحب سے متخصص ہوئے۔ (حدائق، جامع المسانید میں امام صاحب سے روایت بھی کرتے ہیں۔ ص ۴۶۳)

(۳۸) امام ہشیم بن بشیر السلمی الواسطی (متوفی ۱۸۳ھ)

رجال صحاح ستہ میں سے محدث، فقیہ نیز امام اعظم کے اصحاب و شرکا تدوین فقہ میں سے تھے۔ امام مالک نے فرمایا کہ اہل عراق میں سے ہشیم حدیث کے بہت اچھے ... والے ہیں، حماد بن زید نے فرمایا کہ محدثین میں ان سے اونچے مرتبہ کا میں نے نہیں دیکھا عبدالرحمن ابن مہدی کا قول ہے کہ ہشیم سفیان ثوری سے زیادہ حافظ حدیث ہیں۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ ہشیم کی نماز، صدق و امانت کا پوچھنا ہی کیا امام ... نے فرمایا کہ ہشیم کثیر التسبیح تھے ... چار پانچ سال انکی خدمت میں رہا، ان کے رعب و ہیبت کی وجہ سے صرف دو مرتبہ سوال کر سکا االا ماجا ...

Marfat.com

(۳۹) امام ابو سعید یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ ہمدانی کوفی (م ۱۸۲ھ)

حافظ حدیث، فقیہ، ثقہ، متدین، متورع اور ان اکابر اہل علم و فضل سے تھے جنہوں نے فقہ و حدیث کو بہت نمایاں طور پر جمع کیا امام طحاوی نے فرمایا کہ وہ امام اعظم کے اُن چالیس اصحاب میں سے تھے جو تدوین کتب فقہ میں مشغول تھے اور تیس سال تک [illegible] وہ ہی مسائل مدونہ کو لکھتے رہے۔ بلکہ اُن میں سے بھی عشرہ متقدمین میں اُن کا شمار کیا گیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری میں ابن مدینی کا قول نقل کیا ہے کہ امام سفیان ثوری (م ۱۶۱ھ) کے بعد کوفہ میں آپ سے زیادہ کوئی اثبت نہ تھا، نسائی نے بھی آپ کو ثقہ حجت کہا ہے۔ خطیب نے نقل کیا کہ آپ نے بیس سال تک روزانہ ایک قرآن مجید ختم کیا۔ بغداد میں رہ کر ایک مدت تک درس حدیث دیتے رہے آپ کے تلامذہ حدیث میں امام احمد، ابن معین، قتیبہ، حسن بن عرفہ اور ابو بکر بن ابی شیبہ (صاحب مصنف) وغیرہ ہیں خلیفہ ہارون رشید نے آپ کو مدینہ طیبہ کا قاضی مقرر کیا تھا۔ علاوہ دوسری تصانیف کے ایک مسند بھی آپ نے تالیف کی تھی ۔۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (حدائق)

فقہ میں امام صاحب سے درجہ تخصص پایا یحییٰ بن سعید کا قول ہے کہ کوفہ میں یحییٰ بن زکریا سے زیادہ کسی کی مخالفت مجھ پر بھاری نہیں ہے (بوجہ ان کے کمال تفقہ اور علم حدیث کے) امام وکیع نے اپنی کتابیں ان ہی کے طرز و طریق پر لکھیں۔ صالح بن سہل کا قول ہے کہ یحییٰ بن زکریا اپنے زمانہ کے سب سے بڑے حافظ حدیث اور فقیہ تھے جن کو امام اعظم کی مجالس میں بکثرت حاضری کا شرف اور دین و ورع کا امتیاز بھی حاصل تھا۔ امام اعظم کے پوتے اسماعیل نے فرمایا کہ یحییٰ بن زکریا حدیث میں ایسے تھے جیسے عطر میں بسی ہوئی دولہن۔

حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں ابن مبارک اور یحییٰ بن زکریا بہت بڑے مرتبہ کے تھے کوئی ان کے مثل نہیں ہوا (مناقب کردری جلد ۲) حافظ ذہبی نے اُن کو الحافظ، المتقن، الفقیہ صاحب ابی حنیفہ رضی اللہ عنہما لکھا۔ (تذکرۃ الحفاظ)

(۴۰) فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ (م ۱۸۷ھ)

عالم ربانی، فقیہ و محدث، زاہد، عابد، صاحب کرامات باہرہ تھے ایک مدت تک کوفہ میں رہ کر امام اعظم سے فقہ و حدیث کی تحصیل کی آپ کے تلامذہ میں امام شافعی، یحییٰ القطان اور ابن مہدی وغیرہ ہیں پہلے قطاع الطریق تھے پھر ہادی طریق و مقتدا بنے اور ایسے باخدا ہوئے کہ ابو علی رازی نے فرمایا کہ میں تیس سال آپ کی صحبت میں رہا مگر میں نے کبھی آپ کو ہنستے نہیں دیکھا البتہ اس روز کہ آپ کے صاحبزادے علی فوت ہوئے میں نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ خدا نے ایک بات پسند کی لہٰذا میں نے بھی اسی کو پسند کیا۔ صحاب ستہ [illegible] آپ سے تخریج کی۔ ابن جوزی نے مستقل کتاب آپ کے مناقب میں تصنیف کی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(۴۱) امام اسد بن عمرو بن عامر البجلی الکوفی (متوفی ۱۹۰ھ)

مشہور محدث و فقیہ اور امام صاحب کے اُن چالیس فقہاء و اصحاب میں سے تھے جو کتب و قواعد فقہ کی تدوین میں مشغول ہوئے بلکہ عشرہ متقدمین میں شمار کیے گئے۔ تیس سال تک انہوں نے ہی مسائل فقہ حنفی لکھے [illegible] امام صاحب کی خدمت میں طویل مدت رہے اور آپ سے حدیث و فقہ میں درجہ تخصص حاصل کیا۔ سب سے پہلے امام صاحب کی کتابوں کو لکھنے والے یہی تھے۔ امام ابو یوسف کی وفات کے بعد خلیفہ

Marfat.com

ہارون رشید نے آپ کو بغداد اور واسط کی قضا سپرد کی اور اپنی بیٹی سے آپ کا عقد کر دیا۔ ہارون رشید کے ساتھ حج کو گئے اور سواری میں ان کے برابر بیٹھتے تھے۔ امام طحاوی نے ہلال بن یحیی رازی سے نقل کیا کہ میں بھی بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا دیکھا کہ ہارون رشید بھی آ کر لوگوں کے ساتھ طواف کرنے لگا پھر کعبہ کے اندر داخل ہوا اور اس کے ساتھ خاندان شاہی کے اور افراد بھی اندر گئے میں نے ان سب کو دیکھا کہ کھڑے رہے صرف ہارون رشید بیٹھا اور ایک شیخ اس کے ساتھ آگے بیٹھا رہا۔ میں نے معلوم کیا کہ یہ شیخ کون ہیں تو بتایا گیا کہ یہ اسد بن عمرو خلیفہ کے قاضی ہیں۔ اس سے میں سمجھا کہ خلافت کے بعد قضا سے بڑا کوئی عہدہ نہیں ہے۔

آپ سے امام احمد، محمد بن بکار اور احمد بن منیع وغیرہ نے حدیث روایت کی اور آپ کو صدوق بتلایا۔ ابن معین بھی توثیق کرتے تھے (حدائق حنفیہ و جواہر مضیئہ) بعض لوگوں نے اسد بن عمرو کو ضعیف کہا ہے لیکن امام احمد کا ان سے روایت کرنا ان کی توثیق کے لئے کافی ہے کیونکہ علامہ ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ میں، علامہ سبکی نے شفاء الاسقام میں، حافظ سخاوی نے فتح المغیث میں تصریح کی ہے کہ امام احمد غیر ثقہ سے روایت نہیں کرتے۔ روایت ہے کہ اسد بن عمرو کے مرض وفات میں امام احمد صبح و شام عیادت کے لئے جاتے تھے (فوائد بہیہ) سنن ابن ماجہ میں ان سے روایت لی گئی ہے اور انھوں نے مسانید امام اعظم میں امام صاحب سے روایت کی ہے۔

(۴۲) الامام المجتہد الجلیل محمد بن الحسن الشیبانیؒ ولادت ۱۳۲ھ وفات ۱۸۹ھ عمر ۵۷ سال

نام و نسب:۔ ابو عبد اللہ محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی، اصل مسکن جزیرہ (شام) ولادت واسط میں ہوئی پھر والدین وغیرہ مستقل طور سے کوفہ منتقل ہو گئے کوفہ ہی میں امام محمد کی تربیت و تعلیم ہوئی

جلالت قدر:۔ تاریخ فقہ شاہد ہے کہ کتب مشہورہ مولفہ مذاہب ائمہ متبوعین مدونہ، حجۃ اور ام وغیرہ سب امام محمد کی کتابوں کی روشنی میں تالیف ہوئیں اور ایک عرصہ دراز تک ان کی کتابیں تمام مذاہب کے فقہاء کے ہاتھوں میں متداول رہیں اور بے تکلف سب ان سے مستفید ہوتے رہے کیونکہ ان کے دلائل، وضوح بیان، دقت نظر اور تفریع مسائل کا بہترین اسلوب ان کے اپنے زمانہ کے بھی اکثر فقہاء اعلام کے اعتبار سے اعلیٰ و فائق تھا چہ جائیکہ اس کا موازنہ بعد کے زمانہ سے کیا جائے۔؟

پھر باوجود اس تبحر علمی و وسعت معلومات و دقت نظر کے امام موصوف کے کمال اخلاص و غایت تواضع و انکسار کا یہ بھی ثمرہ ہے کہ ان کے یا ان کے قریبی طبقات کے کسی فقیہ کی اس قدر کتابیں ہمارے اس دور تک نہیں پہنچیں جس قدر کہ انکی پہنچی ہیں ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

تعلیم:۔ ۱۴ سال کی عمر میں حضرت امام اعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر علم حاصل کیا ۴ سال تک حاضر خدمت رہے پھر تکمیل امام ابو یوسف سے کی اور ان کے علاوہ امام اوزاعی، ثوری اور امام مالک وغیرہ سے بھی علم حدیث وغیرہ میں استفادہ فرمایا حتی کہ باتفاق اہل علم فقہ کے بلند پایہ امام ہوئے، تفسیر و حدیث کے ماہر، حاذق اور لغت و ادب کے نازش روزگار مسلم استاد۔ خود فرمایا کہ مجھے آبائی ترکہ سے تیس ہزار درہم یا دینار ملے تھے جن میں سے آدھے میں نے علم لغت و شعر کی تحصیل میں صرف کئے اور آدھے فقہ و حدیث کی تحصیل میں صرف کر دیئے۔ بیس سال کی عمر میں درس دینا شروع کر دیا تھا۔

تصنیف:۔ تمام عمر گھر میں گوشہ گیر ہو کر لکھنے پڑھنے میں گذاری۔ ان کے نواسہ کا بیان ہے کہ گھر میں کتابوں کے ڈھیر کے درمیان بیٹھے لکھا کرتے تھے اور گھر کے لوگوں سے فرما دیا تھا کہ مجھ سے کبھی کسی ضرورت کا سوال نہ کرنا جو کچھ کام ہو میرے وکیل سے کہو وہ پورا کر یگا تاکہ میں فارغ قلب

Marfat.com

سے کام کرتا رہوں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اُن کو گھر والوں سے بات کرتے کبھی نہیں دیکھا البتہ کبھی ابروئے مبارک یا انگلی کے اشارہ سے کچھ فرما دیتے تھے۔

امام محمدؒ کے شیوخ حدیث:۔ اہل کوفہ میں سے امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام ابویوسف، امام زفر بن الہذیل، سفیان ثوری، مسعر بن کدام، مالک بن مغول، حسن بن عمارہ وغیرہ (علامہ کوثریؒ نے تقریباً تیس اکابر کے نام گنائے ہیں)

اہل مدینہ میں سے:۔ امام مالکؒ، ابراہیم، ضحاک بن عثمان وغیرہ (۱۲۔ اکابر کے نام گنائے ہیں)

اہل مکہ میں سے:۔ حضرت سفیان بن عیینہ، حضرت طلحہ بن عمرو، زمعہ بن صالح وغیرہ (۸۔ اکابر کے نام گنائے ہیں)

اہل بصرہ میں سے:۔ حضرت ابوالعوام وغیرہ۔ (۷۔ اکابر کے نام گنائے ہیں)

اہل واسط میں سے:۔ حضرت عباد بن العوام، حضرت شعبہ بن الحجاج، حضرت ابومالک عبدالملک النخعی۔

اہل شام سے حضرت ابوعمرو عبدالرحمٰن الاوزاعی وغیرہ۔ اہل خراسان سے حضرت عبداللہ بن المبارک۔ اہل یمامہ سے حضرت ایوب بن عتبۃ التیمی وغیرہ

امام محمد کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے اور علامہ کوثری نے ۴۰۔ اکابر کے اسمائے گرامی درج کئے ہیں یہاں صرف چند اعلام کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اصحاب و تلامذہ:۔ (۱) حضرت ابوحفص الکبیر البخاری احمد بن حفص العجلی (جن سے امام بخاری نے حضرت امام اعظم اور ان کے اصحاب کا فقہ حاصل کیا) (۲) حضرت ابوسلیمان موسیٰ بن سلیمان الجوزجانی (جن سے صحاح ستہ کا سلسلہ مشرق و مغرب تک پہونچا)۔ (۳) امام ہمام حضرت امام شافعیؒ (۴) حضرت ابوعبید قاسم بن سلام الہروی (مشہور مجتہد کبیر)۔ (۵) حضرت علی بن معبد (جامع کبیر و جامع صغیر کے راویوں میں سے) اصحاب صحاح ستہ کے استاد ہیں۔ (۶) حضرت اسد بن الفرات القیروانی (مدون مذہب امام مالکؒ و شیخ سحنونؒ)۔ (۷) حضرت محمد بن مقاتل الرازی (شیخ ابن جریرؒ)۔ (۸) حضرت یحییٰ بن معین الغطفانی (مشہور امام جرح و تعدیل)۔ (۹) حضرت ابوجعفر (راوی موطا امام محمدؒ)۔ (۱۰) حضرت علی بن صالح الجرجانی (راوی الجرجانیات)۔ (۱۱) حضرت شعیب بن سلیمان الکیسانی (راوی الکیسانیات) (۱۲) حضرت اسمٰعیل بن توبۃ القزوینی (راوی السیر الکبیر)۔ (۱۳) حضرت ابوبکر ابراہیم المروزی (راوی النوادر)۔ (۱۴) حضرت ابوموسیٰ عیسیٰ بن ابان البصری (راوی الحج علی اہل مدینہ و مولف کتاب الحجج الکبیر والحجج الصغیر)۔ (۱۵) حضرت ابوزکریا یحییٰ بن صالح الوحاظی الحمصی (جو حضرت امام بخاری کے شیوخ شام میں سے ہیں) (۱۶) حضرت سفیان بن سحبان البصری (صاحب کتاب العلل)

امام محمدؒ بواسطہ امام شافعیؒ و امام احمد، امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ اور محدث ابن ابی الدنیا کے استاد ہیں۔ اور بواسطہ علی بن معبد یحییٰ بن معین، ابویعلیٰ، ابن عدی، ابن حبان، ابوالشیخ اصفہانی، حافظ ابونعیم، ابوعوانہ، امام طحاوی، طبرانی، ابن مردویہ، ابوحاتم، قاسم بن سلام، محمد بن اسحٰق (صاحب المغازی) اور اسحٰق بن منصور کے استاد ہیں۔

موطا امام محمدؒ:۔ امام محمد نے مدینہ منورہ میں حضرت امام مالکؒ کی خدمت اقدس میں تین سال [illegible] اور موطا محمد ترتیب دیا جو موطا امام مالک کی ۲۲ روایات و نسخ میں سے ممتاز ترین روایت ہے کیونکہ اس میں امام [illegible] ہر باب کی احادیث ذکر کرنے کے بعد یہ بھی بتلایا کہ کن احادیث کو فقہائے عراق نے اخذ کیا اور کن کو دوسری احادیث کی وجہ سے ترک کیا اور ہر جگہ ان دوسری احادیث کو بھی ذکر فرمایا۔ اس گرانقدر علمی امتیاز کی وجہ سے موطا امام محمد دوسری تمام موطاؤں سے بڑھ جاتی ہے جس طرح موطا امام یحییٰ اللیثیؒ اس امتیاز کے باعث دوسرے موطاؤں سے بڑھکر ہے کہ انھوں نے ہر باب کی احادیث کے بعد حضرت امام مالکؒ کی رائے بھی ذکر کی ہے۔

امام محمدؒ کی ذہانت و حاضر جوابی:۔ خطیب نے مجاشع سے روایت کی ہے کہ میں ایک روز امام مالک کی خدمت میں

Marfat.com

حاضر تھا اور وہ لوگوں کو فتویٰ دیتے رہتے تھے کہ امام محمد آئے اور وہ اس وقت کم عمر تھے (یہ واقعہ اس سے پہلے کا ہے کہ امام محمد نے امام مالک کی خدمت میں جاکر موطا ان سے سُنا ہے) سوال کیا کہ اس جنبی کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ جس کو غسل کے لئے پانی نہ ملے سوا مسجد کے؟ امام مالک نے فرمایا جنبی مسجد میں داخل نہیں ہوسکتا! امام محمد نے کہا پھر کیا کرے جبکہ نماز کا وقت ہوگیا اور وہ مسجد میں پانی کو دیکھ بھی رہا ہے؟ امام مالک نے پھر وہی فرمایا کہ مسجد میں جنبی داخل نہیں ہوسکتا اور بار بار یہی فرمایا۔ امام مالک نے دیکھا کہ امام محمد جواب سے مطمئن نہیں ہوئے تو فرمایا کہ تم اس صورت میں کیا سمجھتے ہو؟ آپ نے کہا کہ تیمم کرکے مسجد میں داخل ہو اور پانی باہر لاکر غسل کرلے۔ امام مالک نے فرمایا تم کہاں کے ہو؟ امام محمد نے فرمایا اسی کا اور زمین کی طرف اشارہ کیا، اور اٹھ کر چلے گئے۔ لوگوں نے کہا یہ محمد بن حسن صاحب ابی حنیفہ ہیں۔ امام مالک نے حیرت سے کہا کہ اچھا! محمد بن حسن تھے اور جھوٹ کیسے بول گئے؟ کہہ گئے کہ میں اسی شہر کا ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں! انھوں نے تو زمین کی طرف اشارہ کرکے کہا تھا کہ اسی کا ہوں۔ اس پر امام مالک نے فرمایا یہ بات تو پہلی بات سے بھی بڑھ گئی یعنی امام محمد کی ذہانت اور حاضر جوابی پر مزید حیرت کا اظہار فرمایا۔

تحقیق مسائل میں فرق مراتب:- یہ بھی مروی ہے کہ امام محمد فرماتے تھے میں نے امام مالک کو دیکھا اور بہت سے مسائل دریافت کئے میرا یہ تاثر ہے کہ انھیں فتویٰ نہیں دینا چاہئے تھا کیونکہ ان کے جواب سے قلبی اطمینان حاصل نہیں ہوتا تھا۔

ایک وجہ امام مالک کے تفقہ میں کمی کی یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ان کا نظریہ یہ تھا کہ جو واقعات و حوادث ابھی پیش نہیں آئے نہ ان کا جواب دیا جائے نہ ان کے بارے میں غور و خوض کیا جائے۔ برخلاف اس کے امام اعظم اور ان کے اصحاب کا طریقہ یہ تھا کہ ہر قسم کے احتمالات اور امکانی صورتوں پر بھی غور کیا جائے اور ہر سوال کا جواب دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ یحییٰ اللیثی کی روایت سے جو موطا ماثور ہے اس میں امام مالک کی تمام آراء کا شمار تین ہزار مسائل سے آگے نہیں بڑھتا۔ حالانکہ اس سے بہت زیادہ مسائل امام صاحب اور آپ کے اصحاب کی مجالس میں صرف تین ماہ میں حل ہوجاتے تھے۔ پھر یہ فرق الگ رہا کہ ان حضرات کے یہاں اکثریت ان جوابات کی ہے جو تسلی بخش اور ایمان افروز ہیں اور امام مالک کے اکثر مسائل کی تحقیق ناقابل اطمینان ہے۔

حضرت حافظ ابوالقاسم بن ابی العوام السعدی نے فرمایا کہ میں نے امام طحاوی سے سنا جنہوں نے محمد بن سنان سے اور محمد بن سنان نے عیسیٰ بن سلیمان سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب یحییٰ بن اکثم خلیفہ مامون رشید کے ساتھ مصر آئے تو یحییٰ بن صالح الوحاظی سے ملے (جو امام بخاری کے مشائخ شام میں سے ہیں) اور دریافت کیا اے ابوزکریا! علمی مسائل و مشکلات میں تیقظ کس میں زیادہ تھا امام مالک میں یا امام محمد میں؟ تو انھوں نے فرمایا:- امام مالک جبکہ جواب مسائل کے لئے تیار و مستعد بیٹھے ہوئے ہوتے تھے ان سے امام محمد اپنے بھاری بھرکم جسم کے ساتھ لیٹے ہوئے لاپروائی کے ساتھ (کہ اس وقت جواب مسائل کے لئے تیار بھی نہ ہوتے تھے) زیادہ بیدار مغز ہوتے تھے اور زیادہ تسلی بخش و اطمینان افزا جواب دے سکتے تھے۔

خطیب نے یحییٰ بن صالح موصوف سے اس طرح نقل کیا کہ مجھ سے ابن اکثم نے کہا تم نے امام مالک کو دیکھا ہے اور ان سے احادیث سنی ہیں اور امام محمد کے ساتھ بھی رہے ہو تو ان دونوں میں سے کون زیادہ فقیہ تھا؟ میں نے کہا محمد بن الحسن زیادہ افقہ ہیں امام مالک سے۔ امام ذہبی نے فرمایا کہ امام ابویوسف کے بعد ملک عراق میں فقہ کی امامت امام محمد پر ختم ہوئی انھوں نے بہت سی تصانیف چھوڑیں اور ان سے ائمہ حدیث و فقہ نے فقہ حاصل کیا اور وہ اذکیاء عالم میں سے تھے۔

Marfat.com

امام شافعی کے واسطہ سے نقل ہے کہ امام محمد نے فرمایا کہ میں نے امام مالک سے بعض مسائل دریافت کئے میں سمجھتا ہوں کہ ان کو فتویٰ دینا درست نہیں تھا۔ علامہ ابن عبدالبر نے انتقاء میں یہ الفاظ نقل کئے کہ تمہارے صاحب (امام مالک) کو جواب مسائل و فتویٰ کی ضرورت نہ تھی اور ہمارے صاحب (امام ابوحنیفہ) کو سکوت یعنی فتویٰ نہ دینا درست نہ تھا۔ مقصد یہ تھا کہ امام مالک سے دوسرے زیادہ حق بالجواب والافتاء موجود تھے اور امام صاحب کے زمانہ میں کوئی شخص زیادہ اہل فتویٰ کیلئے نہ تھا اس لئے ان پر فتویٰ دینا واجب و ضروری تھا۔

علامہ کوثری نے بلوغ الامانی ص۱۲ پر قول مذکور نقل کرکے فرمایا کہ برتقدیر صحت اس قول کی واقعیت و صداقت اس شخص پر روشن ہے جو امام مالک کے زمانہ کے علماء مدینہ کے مراتب و مدارج علمیہ سے اور امام اعظم کے زمانہ کے علماء عراق کے مراتب سے واقف ہے کیونکہ امام محمد امام مالک کی جلالت قدر و منزلت حدیث کے علم و اعتراف کے باوجود ان کی نسبۃً تفقہ میں کمی کو بھی محسوس کرتے تھے جس کی بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ امام مالک صرف واقع شدہ حوادث کا جواب دیتے تھے اور تقدیری (غیر واقع) حوادث میں نہ غور کرتے تھے نہ ان کا جواب دیا کرتے تھے اسی لئے بروایت یحییٰ لیثی جو امام مالک کے موطا ہیں ان کی آراء و مسائل مذکور ہیں وہ سب تین ہزار سے زیادہ نہیں جبکہ امام صاحب اور آپ کے اصحاب کے مسائل مستخرجہ سے اتنی مقدار صرف تین ماہ کی ہوتی ہے۔ باقی متاخرین نے جو کثیر مسائل امام مالک سے روایت کئے ہیں وہ ان کی آراء نہیں بلکہ ان کی آراء پر تخریجات ہیں اسی لئے ان سے وہ اطمینان قلب نہیں ہوتا جو امام مالک کی ذاتی آراء سے ہوتا ہے۔

امام محمد نے اسی کمی تفقہ کے احساس کے باعث کتاب الحجج تالیف کی جو الاحتجاج علی اہل المدینہ کے نام سے بھی معروف ہے۔ یہ کتاب ہندوستان میں طبع بھی ہوئی تھی اب نادر ہے اور حضرت علامہ عصر مولانا مفتی سید محمد مہدی حسن صاحب شاہجہانپوری شیخ الافتاء دارالعلوم دیوبند اس پر نہایت مہتم بالشان گرانقدر تعلیقات تحریر فرما رہے ہیں جس میں خاص طور سے علامہ ابن حزم اندلسی کی دراز دستیوں کے بھی جوابات ہوں گے جو محلی میں انھوں نے کی ہیں۔ تین ربع سے کچھ زائد اس کا کام ہو چکا ہے اور ادارہ لجنۃ احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد دکن سے اس کی اشاعت ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

جیسا کہ علامہ کوثری نے بھی تحریر فرمایا یہ کتاب اپنی طرز تحقیق اور بحث رد میں بے نظیر ہے جس کا رنگ امام شافعی نے بھی امام مالک کے رد میں اختیار کیا چنانچہ وہ خوبی و قوت استدلال ان کو امام محمد کے بعض مسائل کے رد میں حاصل نہ ہوئی (بلوغ الامانی ص۲۲) یہی وجہ ہے کہ امام محمد کو فقہ و حدیث میں ان کے بہت سے مشائخ پر بھی فضیلت دی گئی ہے جس کو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

امام محمد کے تلامذۂ خصوصی: ۔ امام محمد کے خصوصی تلامذہ و اصحاب میں سے امام شافعی تھے جن کو تمام اوقات درس کے علاوہ بھی امام محمد نے خاص طور سے تعلیم دی ہے اور قسم قسم کے احسانات سے نوازا ہے جن کا مختصر تذکرہ امام شافعی کے حالات میں لکھا جا چکا ہے۔

دوسرے اسد بن الفرات قیروانی ہیں ان کی بھی امام محمد نے خصوصی التفات سے تعلیم و تربیت کی ... رات ان کو تنہا بٹھا کر پڑھاتے تھے اور مالی امداد بھی کرتے تھے۔ اسد جب عراق سے وطن کو واپس ہوئے تو مدینہ منورہ میں اصحاب امام مالک سے ملے اور ان مسائل میں بحث کی جو امام محمد سے حاصل کئے تھے مگر وہ تشفی نہ کر سکے پھر مصر پہنچے عبداللہ بن وہب مالکی سے ملے اور کہا کہ یہ امام ابوحنیفہ کی کتابیں ہیں ان مسائل میں امام مالک کے مذہب کے جواب دیں، وہ جواب نہ دے سکے تو عبدالرحمن بن القاسم مالکی کے پاس پہنچے جو امام مالک کی خدمت میں بیس سال رہ چکے تھے اور پورے تیقظ و انتباہ کے ساتھ ان سے فقہ و حدیث حاصل کی تھی اسی لئے مالکیہ ان کو دوسرے اصحاب امام پر فقہ میں فوقیت دیتے ہیں۔ انہوں نے کچھ جوابات تو یقین کے ساتھ دیئے اور کچھ میں شک و شبہ ظاہر کیا۔

Marfat.com

غرض اسد بن الفرات نے امام محمد سے امام ابوحنیفہ کے مسائل اور ابن القاسم سے امام مالک کے مسائل حاصل کر کے ۶۰ کتابوں کا ایک مجموعہ مرتب کیا جس کا نام اسدیہ رکھا۔ اس مجموعہ کی علماء مصر نے نقل لینی چاہی اور قاضی مصر کے ذریعہ سفارش کی، اسد نے اجازت دی اور چمڑے کے تین سو ٹکڑوں پر اس کی نقل کرائی گئی جو ابن القاسم کے پاس رہی، مدونہ سحنون کی اصل بھی یہی اسدیہ ہے۔ پھر ان ہی اسد بن الفرات نے افریقہ میں امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا مذہب پھیلایا اور یہی اسد فاتح صقلیہ ہیں اور انھوں نے ہی وہاں اسلام کو پھیلایا ہے۔ ۲۱۳ھ ہجری میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (بلوغ ص۲۰)

امام محمد اور امام ابو یوسف:۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد امام محمد نے امام ابو یوسف کی صحبت اختیار کی فقہ و حدیث وغیرہ علوم میں ان سے تکمیل کی اور پھر ان دونوں کے علوم کی اشاعت میں لگ گئے، مبسوط، جامع صغیر، سیر کبیر لکھیں۔

امام طحاوی اپنے اسناد ابن ابی عمران سے وہ طبری سے وہ اسماعیل بن حماد سے نقل کرتے ہیں کہ ہم لوگ تو صبح سویرے امام ابو یوسف کی مجلس درس میں پہونچ جاتے تھے لیکن امام محمد کا معمول یہ تھا کہ وہ صبح اول وقت دوسرے ائمہ حدیث کی خدمت میں اخذ حدیث کے لئے جاتے اور پھر امام ابو یوسف کے پاس آتے اتنے وقت میں بہت سے علمی مباحث گذر چکے ہوتے تھے اور امام ابو یوسف ان کی رعایت سے پھر ان کا اعادہ فرمادیا کرتے تھے۔ ایک روز ایسا ہوا کہ اسی طرح امام محمد دیر سے پہونچے اور ہم کسی علمی حدیثی بحث میں مشغول تھے۔ امام ابو یوسف نے امام محمد سے کوئی سوال کیا جس کا جواب انھوں نے اس کے خلاف دیا جو اس روز امام ابو یوسف بیان فرماچکے تھے، بظاہر اختلاف امام اعظم کی رائے کے بارے میں تھا کہ وہ وہی ہے جو امام ابو یوسف فرماچکے تھے یا وہ جواب امام محمد نے بیان کی، مختصر گفتگو کے بعد ہونہار شاگرد نے وہ کتاب منگوائی جس میں غالباً امام صاحب کے اقوال وارشادات محفوظ ہوں گے اور اس کو دیکھنے پر بات وہی صحیح ہوئی جو شاگرد نے بتائی تھی۔ اب بھری مجلس میں استاد معظم کا اعتراف حق بھی ملاحظہ فرمالیجئے کہ فوراً بے تکلف سب شاگردوں کے سامنے اپنے ایک چھوٹے شاگرد امام محمد کی نہ صرف تصویب اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں بلکہ یہ بھی فرمارہے ہیں کہ "حافظہ ایسا ہوتا ہے"۔ (بلوغ ص۲۵)

ایسے واقعات پڑھ کر کیسی آنکھیں کھلتی ہیں اور دلوں میں نورانیت آتی ہے۔ خیال ہونے لگتا ہے کہ انسانوں کی صورت میں یہ کیسے فرشتے اُترے تھے کسی بات سے بھی نہ نفسانیت، انانیت، برتری و کبر مشیخت و بڑائی کی نمود نہیں ہوتی، پھر بداندیشوں کی ریشہ دوانیاں بھی دیکھی جائیں کہ ان ہی دونوں استاد و شاگرد کے درمیان تعلقات کی خرابی کے واقعات گھڑے گئے اور ان کا پروپیگنڈا کیا گیا اور بات صرف اتنی تھی کہ حسب روایت ابن ابی العوام و امام طحاوی محمد بن سماعہ کا بیان ہے کہ امام ابو یوسف سے ارباب حکومت نے کسی کو قاضی رقہ مقرر کرنے کا مشورہ کیا۔ رقہ عباسی حکومت کا گرمائی دارالسلطنت تھا، امام ابو یوسف نے فرمایا کہ محمد بن الحسن سے بہتر و موزوں کوئی شخص میرے سامنے نہیں ہے۔ امام محمد کوفہ میں تھے۔ حکومت نے اُن کو بلوا بھیجا، امام محمد امام ابو یوسف سے ملے اور بلانے کا سبب پوچھا انھوں نے واقعہ بتلایا اور یہ بھی فرمایا کہ تمہارے بارے میں مشورہ دینے سے میرا مقصد یہ ہے کہ خدا کے فضل سے ہمارے سلسلہ کے علوم کی اشاعت کوفہ، بصرہ اور تمام مشرقی بلاد میں ہو چکی ہے اب اگر تم اس طرف آجاؤ گے تو امید ہے کہ خدائے عزوجل تمہاری وجہ سے ہمارے علوم کی اشاعت یہاں اور قریب و بعید کے شامی علاقوں میں بھی ہو سکے گی۔ امام محمد نے بطور شکایت کہا کہ سبحان اللہ! اگر یہی بات تھی تو کم سے کم میرا اتنا تو لحاظ آپ فرماتے کہ مجھے فوری طور سے بلوانے سے قبل اس پوری بات سے مطلع ہی فرما دیتے۔ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ ہاں ان لوگوں نے بلانے میں عجلت کی۔ مطلب یہ کہ مجھے اطلاع کرنے کا موقع و وقت نہیں ملا۔ بات اتنی ہی تھی اور یہیں ختم ہوگئی اور یہ

Marfat.com

ظاہر ہے کہ امام محمد امام اعظم کی طرح حکومت کے مناصب سے دور رہنا اور صرف تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف کے مشاغل میں منہمک رہنا پسند کرتے تھے اور امام ابو یوسف کا اس طرح بغیر باہمی سابق مشورہ کے قضاء کی تحریک کرنے کا ان کو رنج رہا اور بہت ہوا، ایک طرف اپنی افتاد طبع اور طے شدہ علمی پروگرام کے خلاف زندگی کا موڑ شروع ہو رہا تھا جس سے ناگواری کے اثرات ان کے اعصاب پر تھے، دوسری طرف [illegible] نہایت شفیق و محسن استاد اور جانشین امام اعظم کے حکم کی تعمیل اور خصوصیت سے اس مقصد عظیم کے تحت ضروری تھی، ان دونوں کے اثر سے ایک سوء مزاج کی کیفیت بنی جس کا دونوں کے تعلقات پر بھی شریفانہ اثر ضرور ہوا مگر اس سے آگے جو جھوٹے قصے دونوں کی منافرت اور تحاسد و غیر شریفانہ برتاؤ کے گھڑے گئے وہ سب بے اصل ہیں۔

افسوس ہے کہ علامہ سرخسی جیسے بابصیرت، پختہ کار، متبحر فقیہ نے بلا تحقیق ایک بے سند قصہ نقل کر دیا جس کو مخالفوں نے خوب ہوا دی حالانکہ اس کی کوئی اصلیت ہوتی تو سرخسی سے پہلے بھی مخالف اس کو ذکر کرتے اور اس سے ضرور فائدہ اٹھاتے بقول علامہ کوثری کے علامہ سرخسی کی شرح سیر کبیر جیسی عظیم الشان کتاب کو ایسے بے وقعت قصہ سے داغدار ہونا تھا کیونکہ امام شافعی نے فرمایا تھا: خدا کی مشیت یہ نہیں کہ اس کی کتاب کے سوا دنیا کی کوئی کتاب بھی غلطی سے مبرا و منزہ ہو۔ (بلوغ الامانی ص۳۵)

اس سلسلہ میں ایک نکوئی وجہ یہ بھی نقل ہوئی ہے کہ امام محمد نے ایک دفعہ امام ابو یوسف کو قبول قضا پر عار دلائی تھی جس پر امام ابو یوسف کو غصہ آگیا اور بددعا کر دی کہ امام محمد بھی اپنی وفات سے پہلے قضا میں مبتلا ہوں چنانچہ صورت مذکورہ پیش آئی اور امام محمد طوعاً و کرہاً قبول قضا پر مجبور ہوئے تا آنکہ امان طالبی کے مشہور واقعہ کی وجہ سے وہ قضاء رقہ سے معزول ہوئے بلکہ کچھ عرصہ تک فتوے سے بھی روک دیئے گئے تھے۔

قصہ امان طالبی تاریخ ابن جریر اور کتاب ابن ابی العوام و صیمری میں ہے کہ امام محمد [illegible] خلیفہ ہارون رشید رقہ آیا اور مجھے دربار میں بلوایا، میں پہنچا تو حسن بن زیاد و ابو البختری [illegible] امام ابو یوسف [illegible] کے بعد قاضی القضاۃ [illegible] بن گئے تھے، دربار میں خلیفہ تخت شاہی پر بیٹھا تھا اور [illegible] چمڑے پر یحییٰ بن عبداللہ بن الحسن بن الحسن بن علی کرم اللہ وجہہ [illegible] لکھا ہوا تھا، وہ علوی طالبی خلیفہ کو قسمیں دے کر اپنے امان نامہ کی طرف متوجہ کر رہا تھا [illegible] جو شخص مذکور کے لیے لکھا تھا اور مجھے دیا، میں نے اس کو پڑھا، صورت حال کا اندازہ لگایا [illegible] کی بھلائی کی بات کہوں گا خواہ انجام کچھ بھی ہو، میں نے کہا یہ امان مؤکد ہے اور [illegible] غضبناک ہو گیا، میرے ہاتھ سے وہ دستاویز چھین کر حسن بن زیاد کو دی، انہوں نے [illegible] وہ کاغذ ان سے بھی چھین کر ابو البختری کو دیا۔ انہوں نے [illegible] کہا میں تو [illegible] نہیں ہوں، اس شخص نے لوگوں میں پھوٹ ڈالی ہے، مسلمانوں کے خون بہائے [illegible] نہیں ہو سکتا، پھر خود ہی چاقو نکال کر اس دستاویز کے دو ٹکڑے کر دیئے اور ہارون رشید سے کہا [illegible] خون کا میں ذمہ دار ہوں۔ ایک روایت ہے کہ ہارون رشید نے قتل کا حکم [illegible] امام محمد و حسن اور حسن بن زیاد تو کہتے ہیں کہ یہ امان صحیح ہے [illegible] وہ دونوں [illegible] مسلم [illegible] آپ ان کی [illegible] نہیں [illegible] یہ شخص جس کو

Marfat.com

فتویٰ دینے کا کوئی حق نہیں، امان کو فاسد کہنا ہے تو آپ مجھے قتل کا حکم کرتے ہیں۔ اس پر پھر ایک دفعہ خلیفہ نے امام محمد کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اس امان کو میں نے خود اپنے ہاتھ سے نہیں لکھا بلکہ دوسرے سے لکھوایا ہے تو آپ بتلائیں اگر ایک شخص حلف کرے کہ وہ نہیں لکھے گا؟ اور دوسرے سے کچھ لکھوا دے تو کیا اس کی قسم ٹوٹ جائے گی؟ امام محمد نے فرمایا کہ اگر ایسا کوئی عامی آدمی کرے تو حانث نہ ہو گا لیکن اگر بادشاہ ایسا کرے تو ضرور حانث ہو گا کیونکہ بادشاہ کے حکم سے جو کچھ لکھا جاتا ہے وہ بھی اسی کا لکھا ہوا سمجھا جاتا ہے۔

منقول ہے کہ اس پر خلیفہ ابن یحییٰ جھنجھلا گیا اور غصہ سے مغلوب ہو کر دوات اٹھا کر امام محمد کے منہ پر پھینک ماری جس سے آپ کا چہرۂ مبارک زخمی ہو گیا اور خون کپڑوں پر بہنے لگا۔ خلیفہ نے یہ بھی کہا کہ آپ جیسے لوگ ہی ہمارے خلاف بغاوت کرنے والوں کے حوصلے بڑھاتے ہیں۔ امام محمد واپس ہوئے تو رونے لگے۔ کہا گیا کہ کیا اس زخم کی تکلیف سے روتے ہیں؟ فرمایا نہیں بلکہ اپنی کوتاہی کی وجہ سے۔ کہا آپ سے کیا تقصیر ہوئی حالانکہ آپ نے تو وہ کام کیا کہ روئے زمین پر اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ فرمایا مجھ سے یہ کوتاہی ہوئی کہ اس وقت ابوالبختری سے یہ نہ پوچھا کہ تم کس دلیل شرعی سے یہ فتویٰ دے رہے ہو، تاکہ اس کی غلطی کا پردہ فاش کرتا اور اس کے دلائل کو بھی توڑ پھوڑ دیتا۔

امام محمد فرماتے ہیں کہ ہم دربار سے اُٹھ آئے تو میرے پاس خلیفہ کا قاصد پیغام لیکر آیا کہ آج سے آپ نہ مقدمات کا فیصلہ کریں اور نہ فتویٰ دیں۔ میں سب کام چھوڑ چھاڑ کر سبکدوش ہو گیا۔ جب ام جعفر نے ایک جائداد وقف کرنے کا ارادہ کیا تو مجھے مشورہ کیلئے بلوایا۔ میں نے کہلا دیا کہ مجھے فتویٰ سے روک دیا گیا ہے، اس نے خلیفہ سے گفتگو کی اور اجازت لیکر پھر بلوایا۔ امام محمد ہی کا بیان ہے کہ واقعہ مذکورہ سے خلیفہ کے درباری اور سارے ہی محلات شاہی کے لوگ متعجب تھے خصوصاً ابوالبختری کی بے جا جسارت وغیرہ سے اور خلیفہ نے باوجود ابوالبختری کے فتویٰ و دہم داری کے بھی یحییٰ مذکور کو قتل نہیں کرایا بلکہ وہ ایک مدت کے بعد قید خانہ ہی میں فوت ہوئے۔

اس کے بعد پھر خلیفہ نے امام محمد کو اپنا مقرب بنایا اور قاضی القضاۃ بھی بنایا اور اپنے ساتھ "رے" بھی لیگیا جہاں اُن کا اور امام نحو کسائی کا ایک ہی دن انتقال ہوا۔ خلیفہ افسوس کے ساتھ کہا کرتا تھا کہ میں نے فقہ و نحو دونوں کو "رے" میں دفن کر دیا۔

امام محمد اور علم حدیث:- محدث صیمری محمد بن سماعہ سے روایت کرتے ہیں کہ محدث عیسیٰ بن ابان ہمارے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے لیکن ہمارے ساتھ امام محمد کی مجلس میں نہیں بیٹھتے تھے میں اُن کو بلاتا تو کہدیتے کہ یہ لوگ حدیث کی مخالفت کرتے ہیں۔ درحقیقت عیسیٰ بہت اچھے حافظ حدیث تھے۔ ایک دن ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی اور وہ دن امام محمد کی مجلس کا بھی تھا۔ میں عیسیٰ کے سر ہو گیا کہ آج تو ضرور ہمارے ساتھ بیٹھنا پڑیگا۔ جب امام محمد فارغ ہوئے تو میں عیسیٰ کو ان کے قریب لے گیا اور کہا یہ آپ کے بھائی ابان کے بیٹے ہیں۔ یہ اچھے ذہین اور عالم حدیث ہیں، میں اُن کو آپ کے پاس بلاتا ہوں تو انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں تم حدیث کی مخالفت کرتے ہو۔ امام محمد نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:- برخوردار! تمہارے خیال میں ہم کن احادیث کی مخالفت کرتے ہیں! ہمارے خلاف تمہیں بغیر ہمارے جواب کے فیصلہ نہ کرنا چاہیئے۔ عیسیٰ نے اس وقت ۲۵ ابواب حدیث میں سوالات کئے اور امام محمد برابر جوابات دیتے رہے اور جو احادیث منسوخ تھیں ان کے نسخ پر دلائل و شواہد بتاتے رہے۔

عیسیٰ اس مجلس سے اُٹھ کر باہر نکلے تو مجھ سے کہنے لگے کہ میرے اور نور کے درمیان ایک پردہ پڑا ہوا تھا جو آج ہٹ گیا۔ مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ خدا کی خدائی میں اس جیسا شخص بھی لوگوں میں موجود ہو گا۔ اور اس کے بعد امام محمد کی مجلس کے دلدادہ ہو گئے کہ پھر کبھی جدا ہونا گوارا نہ کیا حتیٰ کہ بڑے فقیہ بن گئے۔ یہ عیسیٰ ایک بڑے پہاڑ تھے علم کے پہاڑوں میں سے اور یہی پھر راوی بنے امام محمد کی کتاب الحجج علی اہل المدینہ کے

Marfat.com

اور خود بھی الحجج الصغیر عیسیٰ بن ہارون ہاشمی کے رد میں لکھی۔ وہ مامون کے ہم درس تھے اور ایک کتاب لکھی تھی جس میں دعویٰ کیا تھا کہ امام ابوحنیفہ نے احادیث صحیحہ کی مخالفت کی ہے۔ خلیفہ مامون نے علماء کو دعوت دی کہ اپنی اپنی معلومات کے مطابق اس کتاب کا جواب لکھیں۔ خلیفہ کو نہ اسمٰعیل بن حماد کا جواب پسند آیا نہ بشر کا نہ یحییٰ بن اکثم کا بلکہ سب سے زیادہ عیسیٰ بن ابان ہی کا جواب مذکور پسند آیا جس سے ہاشمی کی کتاب کی حیثیت بالکل ختم ہوگئی۔ ان ہی عیسیٰ بن ابان کی ایک کتاب "الحجج الکبیر" امام شافعی کے قدیم اقوال کے رد میں مشہور ہے جس کی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ امام شافعی نے اپنے آخری سفر عراق میں نہایت مختصر قیام عراق میں کیا کیونکہ عیسیٰ کی کتاب مذکور کی وجہ سے ان کے قدیم اقوال کے لئے قبول عام کے امکانات باقی نہ رہے تھے۔

امام شافعی اور مریسی کے رد میں شرط قبول اخبار کے بارے میں بھی انھوں نے ایک کتاب لکھی تھی۔ اور ان کی کتابوں میں بہت سی اصول امام محمد سے اخذ کئے ہوئے ملتے ہیں۔ ابوبکر رازی اپنی اصول میں بہت زیادہ ان سے نقول لیتے ہیں۔ غرض عیسیٰ بن ابان فقہی مباحث کے بحاث کبیر اور علوم حدیث وفقہ کے جبال علم سے ہیں۔ (بلوغ ص۴۹)

امام محمدؒ کے اقوال عقائد میں :-

(۱) حافظ ابو القاسم ہبۃ اللہ بن الحسن اللالکائی نے شرح السنۃ میں امام محمد رحمہ اللہ کا حسب ذیل قول نقل کیا:- جو شخص قرآن کو مخلوق کہے اس کے پیچھے نماز مت پڑھو، یعنی جو قرآن کلام الٰہی اور خدا کے ساتھ قائم اور اس کی صفت ہے اس کو مخلوق قرار دینا صحیح نہیں جس طرح مخلوق کے ساتھ جو چیزیں وابستہ ہیں مثلاً نقش کاتب، صوت تالی یا حافظ کے ذہن کی صور ذہنیہ وغیرہ ان کو غیر مخلوق کہنا بھی خلاف بداہت ومشاہدہ ہے۔ لہٰذا جن لوگوں نے غلو کر کے ان لوگوں کی تکفیر کی جنہوں نے قرآن وسنت کے سکوت کی وجہ سے توقف کی راہ اختیار کی اور قرآن کو غیر مخلوق کہنے سے تورع کیا یا ان لوگوں کی تکفیر کی جنہوں نے حدوث لفظ والفاظ کے لحاظ سے "لفظی بالقرآن مخلوق"، کہا، یہ سب غلط طریقے تھے اور افسوس ہے کہ ان غلو کرنے والوں میں ابن ابی حاتم اور بہت سے حفاظ حدیث بھی ہیں (بلوغ)

(۲) لالکائی نے ہی امام محمد کا قول حدیث ان اللہ ینزل الی السماء الدنیا اور اس قسم کی دوسری احادیث کے متعلق نقل کیا ہے کہ یہ احادیث ثقہ راویوں سے مروی ہیں ہم بھی ان کو روایت کرتے ہیں، ان پر ایمان بھی رکھتے ہیں لیکن ان کی تفصیل وتفسیر بیان کرنا پسند نہیں کرتے، یہ بھی فرمایا کہ:-

(۳) "شرق سے غرب تک کے تمام فقہاء اس پر متفق ہیں کہ قرآن مجید پر ایمان رکھنا اور ان احادیث پر بھی جو ثقہ راویوں سے دربارۂ صفات باری عزوجل مروی ہیں بغیر تفسیر، تفصیل وتشبیہ کے ایمان لانا ضروری ہے۔ جو شخص بھی آج ان امور میں سے کسی امر کی تفسیر وتفصیل کرتا ہے وہ اس طریق سے خارج ہو جاتا ہے جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور جماعت سے الگ ہو جاتا ہے کیونکہ انھوں نے نہ تفصیل کی نہ تفسیر بلکہ کتاب وسنت کے مطابق جچی تلی بات بتا کر سکوت اختیار فرمایا تھا لہٰذا جو شخص جہم کی طرح بات کہے وہ جماعت سے الگ ہے اس لئے کہ اس نے صفت لاشئی کے ساتھ اس کو متصف کیا تھا۔"

اس قول سے ان لوگوں کی مکمل تردید ہو جاتی ہے جنھوں نے امام محمد کی طرف یہ بات منسوب کی ہے کہ وہ خلق قرآن کے قائل تھے اور اس کی طرف دوسروں کو دعوت دیتے تھے۔ یہ بھی کہا گیا کہ امام محمد جہم کی رائے رکھتے تھے، افسوس ہے کہ امام بخاری وغیرہ نے بھی اس معاملہ میں احتیاط نہیں فرمائی اور امام محمد کو جہمی کہا۔ جیسا کہ ہم دوسری جگہ لکھ چکے ہیں۔

(۴) محدث صیمری نے نقل کیا کہ امام محمد فرمایا کرتے تھے "میرا مذہب امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کا مذہب وہی ہے جو حضرت

Marfat.com

ابوبکر، پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم کا تھا۔"

اسی طرح امام محمد کا قول ایمان کے بارے میں بھی وہی تھا جو امام ابوحنیفہ کا تھا کہ وہ دل کا اعتقاد اور زبان کا اقرار ہے۔ اور دوسرے عقائد کی تفصیل "کتاب عقیدۃ طحاوی" میں موجود ہے۔ ان تصریحات کے باوجود بھی اگر کوئی تنگ دلی سے امام صاحب یا امام محمد کو جہمی یا مرجی کہے تو وہ سنت سے اتنا ہی دور ہے جتنی زمین آسمان سے دور ہے۔ (بلوغ الامانی صفحہ ۵۴)

امام محمد دوسرے اہل علم کی نظر میں: حافظ ابن ابی العوام نے اپنی سند سے امام مالک کا یہ قول نقل کیا جو اپنے اصحاب و تلامذہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ "ہمارے پاس اتنے لوگ مشرق کی طرف سے آتے ہیں مگر معنویت و گہرائی کی بات کسی میں نہیں دیکھی سوا اس جوان کے۔" یہ اشارہ امام محمد کی طرف تھا۔ حالانکہ امام مالک کے پاس امیر المومنین فی الحدیث عبداللہ بن مبارک، وکیع، عبدالرحمٰن بن مہدی جیسے اعلام و جبال علم آتے تھے گویا امام مالک نے امام محمد کو ان سب پر فضیلت دی۔

امام شافعی نے فرمایا کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ جب بات کرے تو اس کی کمال فصاحت و بلاغت کی وجہ سے ایسا معلوم ہو...... کہ قرآن مجید اسی کی زبان پر اترا ہے البتہ امام محمد ضرور ایسے تھے۔ میں نے ان سے ایک بختی اونٹ کا بوجھ لکھا ہے اور بختی اس لئے کہتا ہوں کہ وہ دوسرے اونٹوں سے زیادہ بوجھ اٹھا سکتا ہے۔ میں اپنے پر امام مالک کا پھر امام محمد کا بڑا حق استاذیت مانتا ہوں اگر لوگ فقہاء کے بارے میں انصاف کرتے تو جانتے کہ انھوں نے امام محمد جیسا نہیں دیکھا۔ وہ تفقہ کے ان اسباب و وسائل پر مطلع تھے جن سے دوسرے اکابر اہل علم عاجز ہیں۔ میں نے امام محمد سے زیادہ عقل والا انسان نہیں دیکھا۔ جب کسی مسئلہ کی تقریر فرماتے تھے تو قرآن مجید کی طرح ایسا منظم کلام بولتے تھے جس میں ایک حرف آگے پیچھے کرنے کی گنجائش نہ ہوتی تھی۔

ایک دفعہ فرمایا کہ خدا نے میری دو شخصوں سے مدد کی۔ ابن عیینہ[۵] سے حدیث میں اور محمد بن الحسن سے فقہ میں۔ فرمایا جب میں پہلی دفعہ امام محمد کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ اپنے حجرہ میں بیٹھے تھے۔ بہت لوگ ان کے پاس جمع تھے۔ میں نے ان کے چہرہ پر نظر کی تو سب لوگوں سے زیادہ حسین و جمیل پایا، ان کی سفید پیشانی چمک رہی تھی اور لباس بہترین پہنے ہوئے تھے۔ میں نے اسی مجلس میں ان سے ایک اختلافی مسئلہ دریافت کیا میرا خیال تھا کہ اس کے بیان میں ان سے کمزوری ظاہر ہوگی یا کوئی غلطی نکلے گی۔ لیکن وہ تو کڑی کمان کے تیر کی طرح مسئلہ کے سارے جوانب پر تیزی سے گذر گئے اور اسی میں اپنے مذہب کو بھی قوی کر گئے اور پوری تقریر میں کوئی ایک غلطی بھی نہیں کی۔

ایک بار فرمایا کہ میں نے امام محمد سے زیادہ فتاوی کا عالم نہیں دیکھا، گویا ان کو خدا کی جانب سے توفیق ملتی تھی۔ اور میں نے امام محمد جیسا حکمت و دانائی کی باتیں کرنے والا اور دوسروں کی ناسزا باتوں کو حلم و بردباری کے ساتھ سننے والا نہیں دیکھا۔ (بلوغ صفحہ ۵۵)

دوسرے اقوال ہم امام شافعی کے تذکرہ میں لکھ چکے ہیں۔

امام مزنی کے سامنے کسی نے امام محمد کا کوئی قول ذکر کیا، پوچھا کون محمد؟ بتلایا محمد بن الحسن۔ تو فرمایا مرحبا! خوب ذکر کیا وہ تو کانوں

---

[۵] واضح ہو کہ ابن عیینہ جو امام شافعی و امام احمد کے بڑے اساتذہ حدیث میں سے ہیں امام اعظم کے حدیث میں شاگرد ہیں مسانید امام میں امام اعظم سے بکثرت روایت حدیث کرتے ہیں۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میری آنکھوں نے امام ابوحنیفہ جیسا نہیں دیکھا۔

Marfat.com

کو اچھی باتوں سے اور دل کو علم و سمجھ سے بھر دیتے تھے پھر فرمایا کہ ہمیں ہی نہیں کہتا امام شافعی بھی ایسا فرماتے تھے۔

حضرت داؤد طائی نے بچپن میں امام محمد کو دیکھکر فرمایا تھا کہ اگر یہ بچہ زندہ رہا تو اس کی بڑی شان ہوگی۔ امام ابو یوسف نے امام محمد کی ابتدار جوانی میں حافظہ کی تعریف فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ کیسی عمدہ تلوار ہے مگر اس میں ذرا سا زنگ ہے جس کو جلار کی ضرورت ہے۔ بعد کو اعلم الناس فرمانے لگے تھے۔ امام یحییٰ بن معین نے امام محمد کی شاگردی کی اور جامع صغیر پڑھی۔ محدث حسن بن ابی مالک کے سامنے جب امام محمد کے مسائل پڑھے گئے تو فرمایا کہ امام ابو یوسف بھی اس قدر زیادہ گہرائی میں نہیں جاتے تھے۔

صیمری نے ابو عبید سے بھی یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے امام محمد سے زیادہ کتاب اللہ کا جاننے والا نہیں دیکھا اور کہا کہ امام محمد عربیت نحو و حساب میں بڑے ماہر تھے۔ محمد بن سلام فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امام محمد کی کتابیں نقل کرانے پر دس ہزار روپے خرچ کئے اور اگر مجھے پہلے سے ان چیزوں کا علم ہو جاتا جو بعد کو ہوا تو رجل صالح امام محمد کی کتابوں کے سوا دوسروں کی کتابوں پر وقت صرف نہ کرتا۔ (کردری)

محدث و محقق کبیر عیسیٰ بن ابان سے پوچھا گیا کہ ابو یوسف افقہ ہیں یا محمد؟ فرمایا دونوں کی کتابوں سے اندازہ لگا لو" یعنی امام محمد زیادہ فقیہ ہیں۔ (بلوغ ص۵۷)

امام محمد کے معمولات: محمد بن سلمہ کا بیان ہے کہ امام محمد نے رات کے تین حصے کر دیئے تھے ایک حصہ سونے کے لئے، ایک نماز کے واسطے اور ایک درس کیلئے۔ وہ بہت زیادہ جاگتے تھے۔ کسی نے کہا کہ آپ سوتے کیوں نہیں؟ فرمایا "میں کس طرح سو جاؤں، حالانکہ مسلمانوں کی آنکھیں ہم لوگوں پر بھروسہ کر کے سوئی ہوئی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہمیں کوئی مشکل (امور شرعیہ) کی پیش آتی ہے تو ہم اس کو محمد کے سامنے رکھتے ہیں وہ اس کو ہمارے لئے حل کر دیتا ہے۔ تو اگر ہم بھی سو جائیں تو اس کی وجہ سے دین ضائع ہوگا۔"

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد قاضی ابن ابی عمران سے سنا کہ امام محمد رات دن میں تہائی قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ محدث بکر بن محمد فرمایا کرتے تھے کہ ابن سماعہ اور عیسیٰ بن ابان سے ایسی ایسی نماز پڑھنی امام محمد سے سیکھی تھی۔

امام محمد کی توثیق: خطیب نے علی بن مدینی سے توثیق نقل کی اور اس طرح منتظم میں ابن جوزی سے اور تعجیل المنفعۃ میں حافظ ابن حجر سے بھی توثیق ثابت ہے۔ حافظ ذہبی نے مناقب میں لکھا کہ امام شافعی نے حدیث میں امام محمد سے حجت پکڑی ہے۔ اور میزان الاعتدال میں کہا کہ نسائی وغیرہ نے حفظ کے اعتبار سے امام محمد کی تلیین کی حالانکہ وہ علم حدیث و فقہ کے بحر میں سے تھے اور امام مالک سے روایت حدیث میں قوی تھے۔

ظاہر ہے کہ جو شخص امام مالک سے چند روز کے اندر احادیث سنکر ان کی روایت میں قوی مانا گیا ہو وہ ان [illegible] میں کس طرح ضعیف قرار دیا جا سکتا ہے جن کے سننے سنانے میں اس نے ساری عمر صرف کی تھی [illegible] وہ... تو بقول حافظ ابن دقیق العید کے دوزخ کے کنارے پر بیٹھے ہیں [illegible] دوزخ کا ٹھیکیدار بننا پسند کیا ہے۔

سبط ابن الجوزی نے مرآۃ الزمان میں علما سیر سے امام محمد کا امام حجت اور [illegible] نقل کیا ہے اور حافظ عینی نے رجال معانی الآثار میں ابن جوزی کی کتاب الضعفاء کی اس امر کی روایت و درایت سے تغلیط کی ہے کہ امام احمد اور ابن معین نے امام محمد کی شان میں کوئی تنقیص کی ہو۔ (بلوغ ص۵۹)

Marfat.com

امام محمد ثقہ حافظ حدیث تھے:۔ اگرچہ حافظ ذہبی نے امام محمد کو تذکرۃ الحفاظ میں نظرانداز کردیا مگران سے کئی سو سال پہلے علامہ ابن عبدالبر نے تمہید میں دارقطنی کی غرائب مالک سے نقل کیا کہ امام مالک نے "موطا" میں رفع یدین وقت رکوع ذکر نہیں کیا البتہ غیر موطا میں ذکر کیا ہے جس کو بیس ثقات حفاظ نے روایت کیا ہے ان میں سے محمد بن الحسن شیبانی یحیی القطان عبداللہ ابن مبارک، عبدالرحمن بن مہدی، ابن وہب وغیرہم ہیں۔ (نصب الرایہ صفحہ ۴۰۸)

یہاں علامہ ابن عبدالبر اور دارقطنی نے امام محمد کو نہ صرف ثقہ حافظ کہا بلکہ دوسرے اکابر حفاظ حدیث سے اُن کو مقدم کیا۔ فافھم وتذکر ولا تکن من الغافلین۔

امام شافعی نے امام ابو یوسفؒ سے بھی بواسطہ امام محمد احادیث کی روایت اپنی کتاب الام میں ورسند میں کی ہے (الانتقاء لابن عبدالبر صفحہ ۶۹)

علامہ شبلی نے سیرۃ النعمان کے آخر میں امام محمد کے حالات میں لکھا ہے کہ "ابن تیمیہ نے امام شافعی کی شاگردی سے انکار کیا تھا لیکن حق کو کون دبا سکتا ہے۔ تاریخ ورجال کی سیکڑوں کتابیں موجود ہیں وہ کیا شہادت دے رہی ہیں؟" حافظ ابن تیمیہ کے انکار پر ناظرین کو حیرت ہوگی۔ مگر کسی وجہ ہی سے تو بڑے بڑے لوگوں نے اس امر کی کوشش کی تھی کہ امام شافعی کے اس سفر عراق کی روایت ہی کو تاریخ کے اوراق میں سے نکال دیا جائے جس میں انھوں نے ایک دو سال بھی نہیں تقریباً دس سال امام محمد کی خدمت میں رہ کر فقہ وحدیث میں غیر معمولی کمالات حاصل کئے تھے۔ اگر حافظ تیمیہ جیسے وسیع النظر علامہ امام شافعی کے تلمذ سے انکار کرسکتے ہیں تو آجکل کے کچھ تنگ نظر، کم حوصلہ غیر مقلد بھائی امام سفیان بن عیینہ (شیخ امام شافعی) کے تلمذ امام اعظمؒ سے انکار کردیں تو کیا حیرت کی بات ہے؟ اس عجائب زار دنیا میں سب ہی چیزیں تعجب خیز ہیں اگرچہ حقیقت میں کسی بات پر بھی تعجب نہ ہونا چاہیئے۔

نعم! ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار۔

تصانیف امام محمدؒ:۔ امام محمد رضی اللہ عنہ کی تصنیفات کی تعداد بہت زیادہ ہے قریب ایک ہزار تک بھی کہی جاتی ہے دن رات کتابیں لکھتے تھے، اپنے تصنیف کے کمرہ میں کتابوں کے ڈھیر کے درمیان بیٹھے رہتے تھے۔ مشغولیت اس درجہ تھی کہ کھانے کپڑے کا بھی ہوش نہ تھا۔ دس رومی عورتیں نقل کتب پر مامور تھیں۔ امام محمد نے ایک ادارہ کی برابر تصنیفی خدمت انجام دی، گھر والوں سے کہہ دیا تھا کہ جس چیز کی ضرورت ہو میرے وکیل سے کہو۔ کوئی ضروری بات کہنی ہوتی تو صرف اشارہ سے فرماتے تھے۔ جسیم شحیم آدمی تھے لیکن بہت کم سوتے تھے۔ موٹے آدمی اکثر بلغمی مزاج اور بلید ہوتے ہیں مگر امام محمد بلا کے ذہین وذکی تھے۔ ان کی تصانیف میں سے حسب ذیل کتابیں زیادہ مشہور ہیں اور یہی کتابیں فقہ حنفی کی اصل اصول خیال کی جاتی ہیں۔ کیونکہ امام صاحب کے مسائل روایتاً ان میں مذکور ہیں۔

مبسوط:۔ اس میں امام محمد نے امام ابو یوسف کے جمع کردہ مسائل کو خوبی ووضاحت کے ساتھ مدون ومرتب کیا اس کو اصل بھی کہتے ہیں کیونکہ امام محمد نے اس کو سب سے پہلے تصنیف کیا ہے۔

موطا امام محمد:۔ حدیث میں امام محمد کی مشہور کتاب ہے جو امام مالک کی دوسری موطاؤں سے علمی وفنی اعتبار سے زیادہ بلند ہے۔

جامع صغیر:۔ اس کتاب میں امام محمد نے امام ابو یوسف کی روایت سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے تمام اقوال لکھے ہیں کل ۵۳۳ مسائل ہیں جن میں سے ۱۷۰ مسائل میں اختلاف رائے بھی کیا ہے۔ اس میں تین قسم کے مسائل ہیں۔

Marfat.com

(۱) جن کا ذکر بجز اس کتاب کے اور کہیں نہیں ملتا۔ (۲) جو دوسری کتب میں بھی ہیں مگران کتابوں میں امام محمد نے یہ تصریح نہیں کی تھی کہ یہ خاص امام صاحب کے مسائل ہیں۔ اس کتاب میں تصریح کر دی ہے۔ (۳) اور کتابوں میں بھی مذکور تھے مگر اس کتاب میں ایسے طرز پر لکھے ہیں کہ ان سے نئے فوائد مستنبط ہوتے ہیں۔ اس کتاب کی تقریباً چالیس شروح لکھی گئیں۔ متقدمین کے یہاں فقہ میں یہی کتاب درس میں پڑھائی جاتی تھی۔ ہندوستان میں بھی طبع ہوئی ہے۔

جامع کبیر:۔ اس میں امام صاحب کے اقوال کے ساتھ امام ابو یوسف و امام زفر کے اقوال بھی لکھے ہیں۔ ہر مسئلہ کی دلیل لکھتے ہیں۔ یہ جامع صغیر سے زیادہ دشوار اور اس کے معانی دقیق ہیں۔ بعد کے فقہاء نے اصول فقہ کے مسائل بھی زیادہ تر اسی کتاب کی روشنی میں اخذ کیے ہیں۔ بڑے بڑے نامور فقہاء نے اس کی شرحیں لکھیں۔ ان میں ۴۲ کا ذکر کشف الظنون میں ہے جو کہ احیاء المعارف حیدرآباد سے شائع ہوئی ہے۔ مرآۃ الزمان فی تاریخ الاعیان ص ۶۴۲ (طبع حیدرآباد) میں ملک معظم عیسیٰ بن عادل ابی بکر بن ایوب کے ذکر میں علامہ سبط ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ آپ نے علامہ حصیری سے فقہ حنفی حاصل کیا مسعودی کو یاد کیا اور جامع کبیر کو خاص طور سے پڑھا اور یاد کیا۔ پھر جامع کبیر کی شرح کئی جلدوں میں تصنیف کی جیسا کہ حدائق حنفیہ میں لکھا ہے۔ بڑے عالم ہوئے متصلب حنفی تھے۔ ان کے اور ان کی اولاد کے سوا بنی ایوب میں کوئی حنفی نہیں ہوا۔ ان کے والد نے ایک روز کہا کہ تم نے امام ابو حنیفہ کا مذہب کیوں اختیار کیا حالانکہ تمہارا سارا خاندان شافعی ہے؟ کہا کیا آپ یہ نہیں چاہتے کہ آپ کے خاندان میں ایک بھی مسلمان شخص ہو۔ آپ نے فقہاء کو حکم دیا کہ میرے لئے صرف امام ابو حنیفہ کا مذہب صاحبین کے مذہب سے الگ کر دو تو انہوں نے دس مجلدات میں امام صاحب کا مذہب الگ کر دیا آپ نے اس کا نام "تذکرہ" رکھا اور سفر حضر میں ہر وقت اس کو ساتھ رکھتے اور مطالعہ کیا کرتے تھے اور تمام مجلدات کو حفظ یاد کیا تھا۔ ہر جلد کو یاد کرکے آخر میں لکھتے کہ میں نے اس کو حفظ کرکے ختم کیا اور دستخط کرتے تھے۔ صاحب مرآۃ کا بیان ہے کہ میں نے دیکھ کر کہا کہ لوگ اعتراض کریں گے کہ شام کا بڑے سے بڑا مدرس تو باوجود فراغت کے صرف قدوری حفظ کرتا ہے اور آپ نے باوجود ملکی تدابیر و مشاغل مہمہ کثیرہ کے دس ضخیم جلدیں حفظ کرلیں اور آپ سب جلدوں پر اپنے قلم سے دستخط کرتے ہیں لوگوں کو کس طرح اعتبار آئے گا؟ کہا الفاظ کا اعتبار نہیں ہوتا معانی و مطالب کا ہوتا ہے۔ لاؤ! کہیں سے بھی دس جلدوں میں سے مجھ سے سوال کرلو، اگر کوئی غلطی نکلے تو تمہاری بات تسلیم ورنہ میری تحریر پر اطمینان کرو۔ (مرآۃ)

زیادات:۔ جامع کبیر کی تصنیف کے بعد جو فروع یاد آتے رہے وہ اس کتاب میں درج کئے اور اسی لئے اسکو زیادات کہتے ہیں۔

کتاب الحجج:۔ امام محمد امام اعظم کی وفات کے بعد مدینہ طیبہ تشریف لے گئے اور تین برس امام مالک کی خدمت میں رہے۔ ان سے موطا بھی پڑھی۔ اہل مدینہ کا طریق تفقہ جدا تھا۔ بہت سے مسائل میں وہ لوگ امام ابو حنیفہ سے اختلاف [illegible] امام محمد نے مدینہ طیبہ سے واپس ہوکر یہ کتاب لکھی۔ اس میں پہلے وہ فقہی باب باندھتے ہیں پھر اہل مدینہ کا قول [illegible] ہیں پھر قال محمد کہہ کر امام ابو حنیفہ کا قول نقل کرتے ہیں اور احادیث، آثار و قیاس سے ثابت کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب ارجح و صحیح ہے۔ کہیں کہیں اہل مدینہ کے عمل بالحدیث کے دعوی کو بھی چیلنج کیا ہے اور بتلایا ہے کہ ان کا عمل صریح حدیث کے خلاف ہے۔ علم اختلاف امام محمد کی ایجاد ہے اور کتاب مذکور اس طرز کی پہلی تصنیف ہے جس میں موافق و مخالف احادیث و آثار جمع کرکے محاکمہ کیا گیا ہے۔ ۱۳۰۶ھ میں مطبع انوار محمدی لکھنؤ سے ۳۹۲ صفحات پر طبع ہوکر شائع ہوئی تھی اب نادر ہے۔ حضرت علامہ مولانا مفتی مہدی حسن صاحب کے بہترین

Marfat.com

محققانہ حواشی کے ساتھ پھر انشاء اللہ عنقریب ادارہ احیاء المعارف حیدر آباد دکن سے شائع ہوگی۔

سیر صغیر:- یہ کتاب سیر پر ہے۔ امام اوزاعی نے اس کو دیکھا تو تعریف کی مگر بطور طنز کے یہ بھی کہا اہل عراق کو فن سیر سے کیا نسبت؟ امام محمد نے یہ جملہ سنا تو سیر کبیر لکھنی شروع کی۔

سیر کبیر:- اس کو ۶۰ ضخیم اجزاء میں مرتب کیا اور تیار ہی کرنے کے بعد ایک خچر پر لدوا کر خلیفہ ہارون رشید کے پاس لیجانے کا ارادہ کیا خلیفہ کو خبر ہوئی تو اس نے ازراہ قدردانی شہزادوں کو استقبال کے لئے بھیجا اور ان کو ہدایت کی کہ امام محمد سے اس کی سند حاصل کریں۔ امام اوزاعی نے بھی اس محققانہ کتاب کی بہت تعریف فرمائی۔

رقیات وغیرہ:- رقہ کے قیام میں جو فقہ کا مجموعہ تیار کیا وہ رقیات کہلاتا ہے۔ اسی طرح اور کتابیں کیسانیات، جرجانیات، ہارونیات وغیرہ تصنیف کیں لیکن یہ کتابیں اصطلاح فقہاء میں ظاہر الروایۃ میں داخل نہیں بلکہ کتاب الحجج بھی اسی سلسلے سے خارج ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

شرف الدین ملک عیسیٰ بن عادل جن کا ذکر صفحہ ۱ پر ہو چکا انہوں نے ہی خطیب بغدادی کا مشہور و معروف رد "السہم المصیب فی الرد علی الخطیب" لکھا جو مکتبہ اعزازیہ دیوبند سے عرصہ ہوا چھپ کر شائع ہو چکا ہے اور ہر حنفی عالم کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

ملک موصوف ۵۷۶ھ میں قاہرہ (مصر) میں پیدا ہوئے مصر میں ۱۰ سال بادشاہ رہے پھر دمشق (شام) میں سلطنت کی عیسائی حکمرانوں سے بڑے بڑے معرکے جہاد کے انجام دیئے علماء کی بڑی عزت کرتے تھے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ہمہ وقت کمربستہ رہتے تھے بڑے بہادر، مدبر اور سخی سیر چشم تھے ۶۲۴ھ میں وفات پائی اور دمشق میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

السہم المصیب شرف الدین ملک معظم عیسیٰ حنفی موصوف الذکر کی تصنیف ہے ان کے والد سیف الدین ملک عادل ابوبکر بن ایوب شافعی کی تصنیف نہیں ہے جیسا کہ غلطی سے مطبوعہ نسخہ میں ان کی طرف منسوب ہوگئی ہے۔ کیونکہ والد ماجد شافعی تھے دوسرے ان کا انتقال ۶۱۵ھ میں ہو چکا تھا اور یہ تصنیف ۶۲۱ھ کی ہے واللہ اعلم۔

جامع کبیر کی عظمت و قدر اور امام اعظم کے مجموعہ اقوال ہے۔ مجلدات (تذکرہ) کی اہمیت کے پیش نظر یہاں ملک موصوف اور ان کی مشہور تصنیف السہم المصیب کا ذکر کیا گیا۔ مرآۃ الزمان فی تاریخ الاعیان علامہ سبط ابن الجوزی حنفی نے (جو پہلے حنبلی تھے پھر متصلب حنفی ہوگئے تھے) چالیس جلدوں میں تصنیف فرمائی تھی مگر اس وقت اس کے صرف دو جزو جلد ثامن کے حیدر آباد سے چھپے ہیں۔

کتب تاریخ میں یہ واقعہ بھی نقل ہوا ہے کہ ایک بڑا نصرانی عالم، علماء اسلام سے مناظرے و مباحثے کیا کرتا۔ دین اسلام سے خوب واقف تھا مگر مسلمان نہ ہوتا تھا۔ امام محمد نے جامع کبیر تصنیف کی تو اس کو پڑھکر وہ مسلمان ہو گیا اور کہا کہ یہ تمہارے چھوٹے محمد کی کتاب جب اس قدر علوم و کمالات کا مجموعہ ہے تو تمہارے بڑے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علوم کتنے اونچے ہوں گے۔ یہ بھی کہا کہ اگر جامع کبیر کا مصنف نبوت کا دعویٰ کرتا اور اس کتاب کو معجزہ قرار دیتا تو کوئی اس کا مقابلہ نہ کرسکتا اور سب کو اس پر ایمان لانا پڑتا۔ بعض نے یہی واقعہ اسلام لانے کا امام محمد کی کتاب سیر کے بارے میں بیان کیا ہے۔ غرض جامع کبیر کے بارے میں کوئی شک نہیں کہ وہ دقائق و حقائق سے بھری ہوئی ہے۔ اسی طرح جامع صغیر بھی اہم ہے بلکہ سیکڑوں سال تک داخل درس بھی رہی ہے۔ حافظ امام رجال و حدیث ابن معین کے حالات میں نقل ہوا ہے کہ انہوں نے جامع صغیر امام محمد سے پڑھی اور حافظ ذہبی نے لکھا کہ شیخ امام احمد و علی بن المدینی نے جامع صغیر امام ابو یوسف سے پڑھی ہے۔

Marfat.com

(۴۳) امام علی بن مسہر قریشی کوفی رحمہ اللہ (م ۱۸۹ھ)

مشہور صاحب روایت و درایت جلیل القدر محدث و فقیہ اور امام صاحب کے ان اصحاب و تلامذہ میں سے تھے جو حدیث و فقہ کے جامع اور شریک تدوین فقہ تھے، حدیث میں امام اعمش اور ہشام بن عروہ وغیرہ کے تلمیذ ہیں۔ آپ سے ہی سفیان ثوری نے امام ابوحنیفہ کا علم حاصل کیا اور ان کی کتابیں نقل کرائیں۔ مدت تک موصل کے قاضی رہے۔ اصحاب صحاح ستہ کے رجال میں سے ہیں۔ (حدائق الحنفیہ) امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مسانید میں امام صاحب سے روایت کرتے ہیں (جامع مسانید الامام الاعظم ص ۵۰۸)

(۴۴) امام یوسف بن خالد سمتی رحمہ اللہ (م ۱۸۹ھ)

امام اعظم کے تلامذہ و اصحاب میں مشہور عالم، فقیہ کامل و محدث ثقہ تھے، تدوین فقہ میں شریک رہے، بصرہ کے مشہور فقہاء سے فقہ و حدیث حاصل کی، امام صاحب کی خدمت میں کوفہ حاضر ہوئے اور فقہ و حدیث کی تکمیل آپ سے کی۔ امام صاحب سے مسانید میں روایات کی ہیں۔ نقل ہے کہ امام صاحب سے چالیس ہزار مسائل مشکلہ حل کئے۔ امام شافعی کے مناقب میں [illegible] نے لکھا ہے کہ میں نے مزنی سے سنا، انھوں نے امام شافعی سے نقل کیا کہ یوسف بن خالد خیار امت میں سے تھے۔ (حدائق [illegible])

جب یہ امام صاحب کی خدمت سے رخصت ہو کر اپنے وطن بصرہ واپس ہوئے تو امام صاحب نے [illegible] بصرہ میں ہمارے حاسد و مخالف بھی ہیں تم ممتاز مسند درس پر بیٹھ کر یہ نہ کہنے لگنا کہ ابوحنیفہ نے یہ [illegible] دیں گے۔ لیکن اپنے کمال علم و فضل پر گھمنڈ کر کے انھوں نے امام صاحب کے فرمانے کا کچھ خیال نہ [illegible] الزامات لگائے تہمتیں گھڑیں اور بدنام کر کے مسند درس سے ہٹا دیا۔ [illegible] کو بھی آپ کے بارے میں کلام کرنے کا موقعہ ہاتھ آ گیا [illegible] کا ان کو خیار میں سے قرار دینا اور [illegible] محض تعصب و عناد کی وجہ سے [illegible] ہے۔

ان کے بعد جب امام زفر بصرہ گئے ہیں تو انھوں نے بڑی حکمت سے کام لیا [illegible] کا سکہ [illegible] بصرہ کے قلوب پر بٹھا دیا جس کی تفصیل امام زفر کے حالات میں [illegible] دی ہے۔

(۴۵) امام عبداللہ بن ادریس کوفی (ولادت ۱۱۵ھ م [illegible])

محدث ثقہ حجت صاحب سنت [illegible] امام اعظم [illegible]

سعید الانصاری، اعمش، ابن جریج، ثوری [illegible]

فرمایا کہ عبداللہ ہر چیز میں ثقہ تھے، ابوداؤد [illegible]

امام نسائی و عجلی نے ثقہ کہا [illegible]

Marfat.com

رونے لگیں تو فرمایا مت روؤ میں نے اس گھر میں چار ہزار ختم قرآن مجید کے کئے ہیں۔ (جواہر و امانی الاخبار)

امام بخاری نے تاریخ میں ذکر کیا کہ امام مالک نے بھی ان عبداللہ بن ادریس سے روایت کی ہے۔ محدث خوارزمی نے لکھا کہ اس طرح وہ امام مالک کے شیخ ہوئے اور امام مالک شیخ شیوخ بخاری و مسلم و امام شافعی واحمد ہیں۔ اس جلالت قدر کے ساتھ امام اعظم رضی اللہ عنہ سے مسانید میں روایت کرتے ہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (جامع المسانید صفحہ ۵۰۵)

(۴۶) امام فضل بن موسیٰ السینانیؒ (ولادت ۱۱۵ھ م ۱۹۲ھ)

مشہور محدث فقیہ حضرت ابن مبارک کے ساتھیوں میں سے امام اعظم کے تلمیذ خاص و شریک تدوین فقہ ہیں۔ ابن مبارک کے برابر علم و علم میں سمجھے جاتے تھے حدیث لیث، اعمش، عبداللہ بن ابی سعید بن ابی ہند وغیرہ سے بھی حاصل کی اور امام اعظم کے مسانید میں امام صاحب سے بکثرت روایت کی ہے۔ اسحٰق بن راہویہ، محمود بن غیلان، یحییٰ بن اکثم، علی بن حجر وغیرہ فن حدیث میں ان کے تلمیذ ہیں۔

ان کی کرامت کا مشہور قصہ ہے کہ ان کی علمی شہرت کی وجہ سے کثرت سے شاگرد جمع ہوئے تو دوسروں کو ان پر حسد ہوگیا اور بدخواہوں نے کسی عورت کو بہکا کر ان پر تہمت رکھوادی۔ وہ اس بات سے ناراض ہوکر سینان سے چلے گئے اور اس علاقہ میں قحط سالی ہوگئی لوگ نادم و پریشان ہوکر ان کے پاس گئے اور واپس آنے کی درخواست کی، انھوں نے کہا پہلے اپنے جھوٹ کا اقرار کرو جب اقرار کیا تو فرمایا اب جھوٹوں کے ساتھ رہنے سے معذور ہوں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیئہ)

(۴۷) امام علی بن ظبیانؒ (متوفی ۱۹۲ھ)

محدث، فقیہ، عالم و عارف، صاحب ورع و تقویٰ، امام اعظم رضی اللہ عنہ کے تلمیذ و شریک تدوین فقہ تھے، ابتدا میں مشرقی بغداد کے قاضی رہے، پھر ہارون رشید کے عہد میں قاضی القضاۃ ہوگئے تھے، ہمیشہ بورئیے پر بیٹھ کر فیصلے دیتے تھے۔ آپ سے کہا گیا کہ ایسا کیوں کرتے ہیں حالانکہ آپ سے پہلے قضاۃ مسند پر بیٹھتے تھے۔ فرمایا "مجھے شرم آتی ہے کہ میرے سامنے دو مسلمان بھائی تو بورئیے پر بیٹھیں اور میں مسند پر بیٹھ کر اجلاس کروں"۔

ابن ماجہ نے آپ سے تخریج کی اور حاکم نے مستدرک میں بھی روایت کی اور صدوق کہا۔ امام صاحب کے ان بارہ اصحاب میں سے تھے جن کی صلاحیت قضا کی طرف امام صاحب نے اشارہ فرمایا تھا یعنی ابویوسف وغیرہ کے طبقہ میں تھے۔ (جواہر و حدائق)

(۴۸) امام حفص بن غیاثؒ (م ۱۹۴ھ)

مشہور و معروف عالم، محدث، ثقہ، فقیہ، زاہد و عابد، امام اعظم کے ممتاز کبار اصحاب و شرکاء تدوین فقہ میں تھے امام اعظم سے مسانید امام میں بکثرت احادیث روایت کی ہیں۔ (جامع المسانید صفحہ ۳۳۵)

امام صاحب نے جن اصحاب کو وجہ سرور اور دافع غم فرمایا تھا یہ بھی ان میں سے ہیں، امام صاحب سے فقہ میں بھی تخصص کا درجہ حاصل کیا اور حدیث امام ابو یوسف، ثوری، اعمش، ابن جریج، اسمٰعیل بن ابی خالد، عاصم احول، ہشام بن عروہ وغیرہ سے بھی حاصل کی

Marfat.com

آپ کے ممتاز تلامذہ یہ ہیں عمرو بن حفص، امام احمد، ابن معین، علی بن المدینی، ابن عتق، یحییٰ القطان وغیرہ اصحاب صحاح ستہ نے بھی آپ سے تخریج کی۔ ابن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ آپ کوفہ میں تیرہ سال اور بغداد میں دو سال تک دار القضا کے متولی رہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ (حدائق)

(۴۹) امام وکیع بن الجراحؒ (م ۱۹۷ھ، عمر ۷۰ سال)

حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں اس طرح لکھا۔ الامام الحافظ الثبت، محدث العراق، احد الائمۃ الاعلام، وکیع بن الجراح اصحاب صحاح ستہ کے شیوخ و رواۃ میں ہیں۔ فقہ و حدیث کے امام، عابد، زاہد، اکابر تبع تابعین، امام شافعی و امام احمد کے شیخ، ابو سفیان کنیت تھی امام اعظم سے فقہ میں درجۂ تخصص حاصل کیا اور حدیث امام صاحب، امام ابو یوسف، امام زفر، ابن جریج، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، اوزاعی، اعمش وغیرہ سے حاصل کی حضرت عبد اللہ بن مبارک، امام احمد، ابن معین، علی بن مدینی، ابن راہویہ، احمد بن منیع، یحییٰ بن اکثم وغیرہ کبار محدثین آپ کے تلامذۂ حدیث ہیں۔

یحییٰ بن اکثم کا بیان ہے کہ میں سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہا ہمیشہ روزہ رکھتے۔ رات کو قرآن مجید ختم کرتے [illegible] سونے سے پہلے پڑھ لیتے باقی اخیر شب میں پڑھتے۔ ابن معین کہتے تھے [illegible] ان سے افضل کسی کو [illegible] کو کبھی نہیں؟ کہا بیشک ان کو فضل ہے لیکن میں نے وکیع سے افضل کوئی نہیں دیکھا [illegible] حدیث روایت کرتے تو فرماتے کہ یہ حدیث مجھ سے ایسے شخص نے روایت کی ہے [illegible]

امام صاحب کی خدمت میں بہت رہے اور بہت زیادہ علم کا ان سے حصہ پایا [illegible] کے قول پر فتویٰ دیتے اور یحییٰ القطان آپ کے اور امام صاحب کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔ امام [illegible] کرتے ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ (جواہر مضیئہ و [illegible])

(۵۰) امام ہشام بن یوسفؒ (م ۱۹۷ھ)

محدث، فقیہ، امام صاحب کے تلمیذ خاص اور اصحاب وثقہ کا [illegible] فقہ میں [illegible] امام صاحب [illegible] بخاری شریف اور سنن اربعہ میں آپ سے تخریج کی گئی ہے۔ آپ نے معمر، ابن جریج، قاسم بن فیاض، ثوری [illegible] سے بھی روایت کی۔ اور آپ سے امام شافعی، علی بن مدینی، ابن معین، اسحٰق بن راہویہ وغیرہ نے [illegible] مصنف مشہور، کا قول ہے کہ اگر تم سے قاضی یعنی ہشام بن یوسف حدیث بیان کریں [illegible] ابو حاتم نے آپ کو ثقہ متقن کہا، عجلی نے ثقہ کہا، ابن حبان نے آپ کو ثقات میں ذکر کیا۔ امام احمد نے فرمایا عبد الرزاق کا علم [illegible] سے زیادہ اوسع ہے اور ہشام ان سے منصف زیادہ ہیں۔ [illegible] نے روایت کی ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ (تہذیب التہذیب [illegible])

Marfat.com

(۵۱) امام نقد رجال یحییٰ بن سعید القطان البصریؒ (م ۱۹۸ھ عمر ۷۰ سال)

حافظ ذہبی نے الامام العلم سید الحفاظ کے لقب سے ذکر کیا، ابو سعید کنیت تھی حدیث کے امام حافظ، ثقہ متقن، قدوہ تھے، امام مالک سفیان بن عیینہ (تلمیذ امام اعظم فی الحدیث) اور شعبہ وغیرہ سے حدیث حاصل کی۔ آپ سے امام احمد، ابن المدینی اور ابن معین وغیرہ نے روایت کی۔ ان کے درس حدیث کا وقت عصر سے مغرب تک تھا۔ نماز عصر کے بعد منارہ مسجد سے تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے تھے اور سامنے امام احمد، ابن مدینی شیخ اکبر امام بخاری، عمرو بن خالد، شاذ کونی اور یحییٰ بن معین کھڑے ہو کر حدیث کا درس لیتے تھے مغرب تک نہ وہ کسی سے بیٹھنے کے لئے فرماتے نہ ان کے رعب و عظمت کے سبب خود ان میں سے کسی کو بیٹھنے کی جرأت ہوتی۔

اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی۔ امام اعظم کے حدیث وفقہ میں شاگرد اور تدوین فقہ کی مجلس کے رکن رکین تھے۔ تاریخ خطیب میں ابن معین کے حوالہ سے نقل ہے کہ یحییٰ القطان خود فرماتے تھے۔ "واللہ! ہم امام صاحب کی خدمت میں بیٹھے ان سے حدیث سنی اور واللہ! جب بھی میں ان کے چہرۂ مبارک کی طرف نظر کرتا تو مجھے یقین سے معلوم ہوتا کہ وہ خدائے عزوجل سے ڈرتے تھے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ ہم نے امام صاحب کے اکثر اقوال لئے ہیں اور امام صاحب ہی کے مذہب پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ بیس سال تک روزانہ ایک ختم قرآن مجید کا کرتے تھے اور چالیس سال تک ظہر کے وقت مسجد سے زوال فوت نہیں ہوا یعنی ہمیشہ زوال سے قبل مسجد میں پہنچ جاتے تھے اور کسی نماز کے وقت جماعت مسجد سے تخلف نہ کرتے تھے کہ دوسری مساجد میں جماعت کی تلاش کرتے۔

فن رجال کے بہت بڑے عالم تھے۔ حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال کے مقدمہ میں لکھا کہ فن رجال میں سب سے پہلے انہوں نے لکھا پھر ان کے تلامذہ یحییٰ بن معین، علی بن المدینی، امام احمد، عمرو بن الفلاس، ابو خثیمہ وغیرہ نے اس فن میں لکھا پھر ان کے تلامذہ امام بخاری و مسلم وغیرہ نے۔ امام احمد کا قول ہے کہ میں نے یحییٰ القطان کا مثل نہیں دیکھا۔ رواۃ کی تنقید میں اس قدر کمال تھا کہ ائمہ حدیث کا قول تھا جس کو یحییٰ القطان چھوڑ دیں گے اس کو ہم بھی چھوڑ دیں گے۔

باوجود اس فضل و کمال کے خود امام اعظم کی شاگردی پر فخر کیا کرتے تھے (فتح المغیث، جواہر مضیئہ، تہذیب "ترجمہ امام صاحب و ترجمہ یحییٰ القطان" میزان الاعتدال) معلوم ہوا کہ سید الحفاظ یحییٰ القطان کے زمانہ میں اور آپ کے تلامذہ کے دور میں بھی امام صاحب و اصحاب امام کے بارے میں کوئی کلام نہ تھا اور بڑے بڑے محدثین و ناقدین فن رجال بھی ان کا اتباع کرتے اور ان کے اقوال پر فتویٰ دیتے تھے۔ بعد کو ان کے تلامذہ کے تلامذہ امام بخاری وغیرہ کے دور میں امام صاحب کے صحیح حالات و مذہب سے ناواقفیت اور غلط پروپیگنڈے کی وجہ سے امام صاحب و آپ کے بہترین مذہب سے بدگمانیاں شروع ہوئیں۔ ان باتوں کے جو بُرے اثرات خود فن حدیث وفقہ کی عظمت و مقبولیت پر پڑے ان کی طرف اشارہ ہم ابتدا میں کر آئے ہیں۔

(۵۲) امام شعیب بن اسحٰق دمشقیؒ (م ۱۹۸ھ عمر ۷۰ سال)

امام اعظم کے اصحاب و شرکاء تدوین فقہ میں سے بڑے پایہ کے محدث و فقیہ تھے آپ امام اوزاعی، امام شافعی اور ولید بن مسلم کے طبقہ میں تھے امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے آپ سے تخریج کی۔ (حدائق)

امام نسائی نے آپ کو امام اعظم کے ثقہ اصحاب میں شمار کیا۔ علامہ ابن حزم نے فقہاء شام میں طبقہ امام اوزاعی وغیرہ میں ذکر کیا۔ امام اعظم، ہشام بن عروہ، اوزاعی، ابن جریج وغیرہ سے حدیث حاصل کی۔ لیث بن سعد وغیرہ نے آپ سے روایت کی۔ مسانید امام اعظم میں امام صاحب سے روایت حدیث کرنے والوں میں ہیں۔

(۵۳) امام ابو عمرو حفص بن عبدالرحمٰن بلخی (م ١٩٩ھ)

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں محدث، صدوق، تمام خراسانی تلامذہ امام میں سے افقہ اور شرکا ر تدوین فقہ میں سے تھے۔ اسرائیل حجاج بن ارطاۃ اور ثوری وغیرہ سے روایت کی۔ نیسا پور کے قاضی ہوئے لیکن پھر نادم ہو کر قضاء کو چھوڑ دیا اور عبادت الٰہی میں مشغول ہوئے۔ ابو داؤد و نسائی نے آپ سے تخریج کی ہے۔

ابو حاتم و نسائی نے آپ کو صدوق کہا۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک جب نیسا پور میں مقیم ہوتے تو آپ کی زیارت و ملاقات ان کے معمولات کا جزو ہوتی تھی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیئہ وحدائق الحنفیہ)

(۵۴) امام ابو مطیع حکم بن عبداللہ بن سلمہ بلخی (م ١٩٩ھ)

علامہ کبیر اور محدث و فقیہ شہیر تھے، امام صاحب کے اصحاب و شرکا ر تدوین فقہ میں سے تھے امام صاحب سے "فقہ اکبر" کے راوی بھی ہیں۔ حدیث امام صاحب، امام مالک، ابن عون اور ہشام بن حسان وغیرہ سے روایت کی اور آپ سے احمد بن منیع، خلاد بن اسلم وغیرہ نے روایت کی حضرت عبداللہ ابن مبارک آپ کے علم و فضل اور تدین کی وجہ سے بہت عظمت و محبت کرتے تھے، مدت تک بلخ کے قاضی رہے۔ امر بالمعروف اور نہی منکر کا بہت زیادہ اہتمام رکھتے تھے، کئی بار بغداد آئے اور درس حدیث دیا۔

محدث ابن رزین (تلمیذ ابی مطیع) کا بیان ہے کہ میں ان کے ساتھ بغداد پہنچا تو امام ابو یوسف نے ان کا استقبال کیا، گھوڑے سے اُتر گئے اور ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر مسجد میں داخل ہوئے وہاں بیٹھ کر علمی مسائل پر گفتگو و بحث کی۔ حضرت عبداللہ بن مبارک فرمایا کرتے تھے کہ ابو مطیع بلخی کا احسان تمام دنیا والوں پر ہے۔

بظاہر اس کا اشارہ تدوین فقہ کے سلسلہ میں ان کی گرانقدر آراء و معلومات فقہی حدیثی کی طرف ہوگا اسی لئے تو امام ابو یوسف جیسے اول درجہ کے حنفی فقیہ بھی ان کی تعظیم کرتے اور ان کی رائے و علم سے مستفید ہوتے تھے۔ افسوس ہے کہ [illegible] فقہ کے الگ الگ علمی امتیازات کی تفصیلات ابھی تک دستیاب نہ ہوسکیں جو تاریخ فقہ و حدیث کا [illegible] باب ہے۔ [illegible] کلھم رحمۃ واسعۃ۔ (جامع المسانید، جواہر مضیئہ وحدائق حنفیہ)

(۵۵) امام خالد بن سلیمان بلخی (م ١٩٩ھ عمر ۸۴ سال)

محدث و فقیہ امام اعظم کے تلامذہ میں سے اہل بلخ کے امام اور شرکا ر مجلس تدوین فقہ میں تھے۔ نیز امام صاحب نے ان میں افتاء کی صلاحیت دیکھکر فتویٰ نویسی میں ان کو متخصص بنا یا تھا۔ محمد بن طلحہ شیخ بخاری کے استاذ ہیں۔ لہٰذا امام بخاری کے شیخ الشیخ ہیں اور امام اعظم

Marfat.com

رضی اللہ عنہ سے مسانید میں روایت حدیث کرتے ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جامع المسانید، جواہر و حدائق)

(۵۶) امام عبدالحمید بن عبدالرحمٰن الکوفی الحمانی (م ۲۰۲ھ)

محدث جلیل القدر، فقیہ عالی مرتبت امام اعظمؒ کے اصحاب و تلامذۂ حدیث و فقہ میں سے اور شریک تدوین فقہ تھے۔ امام صاحب کے علاوہ امام اعمش اور ثوری سے بھی حدیث پڑھی۔ امام اعظم سے جامع المسانید میں ان کی روایات ہیں۔ (جواہر مضیئہ و جامع المسانید ص ۵۰۹/۲) امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے رجال میں ہیں۔ ابن معین نے ثقہ کہا، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا۔ ابن عدی نے کہا کہ ان سے اور ان کے بیٹے سے حدیث لکھی جاتی ہے۔ (تہذیب)

آپ کے صاحبزادے حافظ کبیر امام یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی الکوفی صاحب مسند ہیں (م ۲۲۸ھ) ابو حاتم کہتے ہیں کہ میں نے ان کے بارے میں سید الحفاظ ابن معین سے سوال کیا تو فرمایا ان کے بارے میں کیا بات ہے کیوں پوچھتے ہو، پھر اچھی رائے ظاہر کی اور فرمایا کہ اپنی مسند کی چار ہزار احادیث بے تکلف مع سندوں کے زبانی پڑھتے چلے جاتے تھے اور تین ہزار احادیث شریک سے روایت کی ہوئی سنا دیتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ)

(۵۷) امام حسن بن زیاد لؤلؤی (م ۲۰۴ھ)

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے تلامذہ و اصحاب و شرکائے تدوین فقہ میں سے بڑے بیدار مغز فقیہ و دانشمند اور محدث تھے۔ یحییٰ بن آدم کا قول ہے کہ میں نے آپ سے بڑا کوئی فقیہ نہیں دیکھا حتیٰ کہ بعض لوگوں نے امام محمد سے بھی زیادہ فقیہ کہا ہے۔ سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بڑے عامل تھے۔ حدیث میں ہے کہ اپنے غلاموں کو بھی اپنے جیسا پہناؤ۔ تو امام حسن ہمیشہ اپنے غلاموں کو بھی بالکل اپنے ہی جیسے کپڑے پہناتے تھے۔ امام ابو یوسف اور امام زفر سے فقہی مسائل میں بہت رجوع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ امام ابو یوسف امام زفر سے زیادہ طالبین کے حق میں با توجہ ہیں۔

محمد بن سماعہ کا بیان ہے کہ امام حسن بن زیاد فرماتے تھے میں نے ابن جریج سے بارہ ہزار احادیث لکھیں ان سب کی مراد سمجھنے میں فقہا کی ضرورت ہے۔ مناقب نے کہا کہ حسن امام ابو حنیفہ کی حدیثی روایات کے بڑے عالم اور خوش خلق تھے۔ شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ حسن فن سوال و تفریع مسائل میں سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ جامع المسانید امام اعظم کی ساتویں مسند ان ہی کی تالیف ہے۔

امام بخاری نے تاریخ میں کہا کہ حسن مولیٰ انصار ہیں امام ابو حنیفہ سے روایت حدیث کرنے والے ہیں۔ خطیب نے لکھا کہ حفص ابن غیاث کی وفات ۱۹۴ھ میں ہوئی تو ان کی جگہ حسن بن زیاد قاضی بنائے گئے مگر قضا ان کو موافق نہ آئی۔ امام داؤد طائی نے ان کو کہلا کر بھیجا کہ تمہارا عہدہ قضا موافق نہیں ہے مجھے امید ہے کہ خدا نے اس ناموافقت سے تمہارے لئے بڑی خیر کا ارادہ فرمایا ہے۔ مناسب ہے کہ اس سے استعفیٰ دیدو۔ چنانچہ آپ نے استعفا دیدیا اور راحت پائی۔

اس ناموافقت کی تفصیل بھی عجیب ہے سمعانی نے لکھا کہ جب قضا کے لئے بیٹھتے تو خدا کی شان اپنا سارا علم بھول جاتے حتیٰ کہ اپنے اصحاب سے مسئلہ پوچھ کر حکم دیتے اور جب اجلاس سے اٹھتے تو تمام علوم مستحضر ہو جاتے۔ چالیس سال تک افتاء کا کام

Marfat.com

کیا۔ ایک دفعہ کسی مسئلہ میں غلطی ہو گئی، مستفتی کے واپس ہو جانے کے بعد احساس ہوا تو سخت پریشان ہوئے کیونکہ اس سے واقف نہ تھے۔ بالآخر منادی کرائی کہ فلاں روز فلاں مسئلہ میں غلطی ہوئی ہے۔ تاکہ وہ شخص آکر صحیح مسئلہ سمجھ لے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر، جامع المسانید، حدائق)

(۵۸) امام ابو عاصم النبیل ضحاک بن مخلد البصری (م ۲۱۲ھ عمر ۹۰ سال)

امام اعظم کے تلامذہ و اصحاب و مشہور کبار محدثین و فقہاء میں سے محدث، ثقہ، فاضل، معتمد، فقیہ کامل تھے۔ امام شعبہ، ابن جریج، ثوری اور جعفر بن محمد وغیرہ سے روایت کی، اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی۔ لقب نبیل مشہور ہوا جس کی متعدد وجوہ جواہر مضیئہ وغیرہ میں لکھی ہیں۔ حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں آپ کو حافظ حدیث اور شیخ الاسلام کے لقب سے ذکر کیا اور احد الاثبات کہا اور یہ بھی لکھا کہ ان کے ثقہ ہونے پر سب کا اجماع و اتفاق ہے۔ عمر بن شبہ نے کہا کہ واللہ میں نے ان جیسا نہیں دیکھا۔ امام بخاری نے کہا کہ میں نے ابو عاصم سے سنا فرماتے تھے "جب سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ غیبت حرام ہے کبھی کسی کی غیبت نہیں کی"۔ ابن سعد نے کہا کہ آپ فقیہ ثقہ تھے۔ (جواہر مضیئہ)

مسانید امام اعظم میں آپ نے امام اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت حدیث کی ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(۵۹) امام مکی بن ابراہیم بلخی (متوفی ۲۱۵ھ)

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اصحاب و تلامذہ میں سے جلیل القدر حافظ حدیث و فقیہ تھے۔ خطیب نے لکھا کہ آپ سے امام احمد وغیرہ نے روایت کی اور خلاصہ میں ہے کہ امام بخاری، ابن معین، ابن مثنیٰ اور بن بشار نے آپ سے روایت کی۔ امام بخاری کے کبار شیوخ میں تھے اکثر ثلاثیات ان ہی سے روایت کی ہیں۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ سے مسانید میں آپ نے کثرت سے روایت کی ہے۔ امام بخاری نے لکھا کہ مکی بن ابراہیم نے بہز بن حکیم، عبد اللہ بن سعید بن ابی ہند اور ہشام بن حسان سے حدیث سنی۔ جامع المسانید، امام اعظم سے حدیث سننے کا ذکر نہیں کیا حالانکہ مسانید کے رواۃ میں سے ہیں۔ اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی۔ رحمہم اللہ اجمعین رحمۃ واسعۃ الی ابد الآباد۔ آمین

(۶۰) امام حماد بن دلیل قاضی المدائن رحمہ اللہ تعالیٰ

امام و فقیہ محدث صدوق تھے امام اعظم کے ان بارہ اصحاب میں سے ہیں جن کے بارے [illegible] قضا کی صلاحیت رکھتے ہیں اور تقریباً سب ہی قضا کے اعلیٰ عہدوں پر فائز بھی ہوئے جو ان حماد کے علاوہ [illegible]

قاضی ابو یوسف، قاضی اسد بن عمرو البجلی، قاضی حسن بن زیاد، قاضی نوح بن ابی مریم، قاضی [illegible] بن [illegible]، قاضی عافیہ، قاضی علی بن ظبیان، قاضی علی بن حرملہ، قاضی قاسم بن معن، قاضی یحییٰ بن ابی زائدہ۔

آپ کی کنیت ابو زید تھی صغار تبع تابعین میں سے تھے حدیث میں امام اعظم، سفیان ثوری اور حسن بن عمارہ وغیرہ کی شاگردی کی فقہ میں تخصص امام صاحب کی وجہ سے حاصل ہوا۔ جب کوئی شخص حضرت فضیل بن عیاض سے مسئلہ پوچھتا تو وہ فرماتے کہ ابو زید

Marfat.com

سے دریافت کرو۔ محدث احمد بن ابی الحواری، اسحٰق بن عیسی الطباع اور اسد بن موسی وغیرہ نے اُن سے روایت حدیث کی۔
ابن حبان نے اُن کو ثقات میں ذکر کیا۔ مزی نے تہذیب میں امام یحیی سے بھی توثیق ذکر کی۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ ان سے روایت درست ہے اور اپنی سنن میں اُن سے روایت بھی کی۔ محمد بن عبداللہ موصلی نے بھی اُن کو ثقات میں گنایا۔ ایک مدت تک مدائن کے قاضی رہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیئہ وحدائق حنفیہ)

امام اعظم کے ۶۰ شیوخ کبار کے بعد امام صاحب کا تذکرہ ہوا پھر باقی تین ائمۂ متبوعین کا تذکرہ ہوا۔ ان کے بعد امام صاحب کے ۴۰ شرکاء تدوین فقہ کے حالات مذکور ہوئے اور اب دوسرے محدثین کے ضروری علمی حالات درج ہو رہے ہیں۔ ترتیب "وفیات" کے لحاظ سے رکھی گئی ہے

(۶۱) امام سعد بن ابراہیم زہریؒ (م ۱۲۵ھ)

رواۃ صحاح ستہ میں سے مجمع علیہ ثقہ، صدوق، کثیر الحدیث تھے البتہ امام مالک ان سے ناخوش تھے اور روایت بھی نہ کرتے تھے اس لئے کہ انھوں نے امام مالک کے نسب میں کچھ کلام کیا تھا۔ امام احمد سے کہا گیا کہ امام مالک ان سے روایت نہیں کرتے تو فرمایا "اس بات کی طرف کون التفات کر سکتا ہے جبکہ وہ ثقہ، رجل صالح تھے۔ محدث معیطی نے ابن معین سے کہا کہ امام مالک سعد میں کلام کرتے ہیں جو سادات قریش سے تھے اور ثور و داؤد بن الحصین سے روایت کرتے ہیں جو خارجی خبیث تھے۔ یحیی سے کہا گیا کہ لوگ سعد میں کلام کرتے ہیں کہ وہ قدری تھے اور امام مالک نے ان سے روایت نہیں کی تو فرمایا کہ غلط ہے وہ قدری نہیں تھے اور امام مالک نے ترک روایت بوجہ نسب مالک میں کلام کرنے کے کیا ہے حالانکہ وہ نسبت میں کوئی شک اس میں نہیں ہے۔ (تہذیب صـ ۴۶۳)

جس طرح حضرت سعد کی طرف سے امام احمد، یحیی وغیرہ نے دفاع کیا اور امام مالک جیسے جلیل القدر مسلّم امام کی تنقید بھی بے تکلف رد کر دی گئی اسی طرح امام اعظم و اصحاب امام کے بارے میں بے تحقیق و متعصبانہ اقوال کا رد اور ان حضرات کی طرف سے دفاع ضروری نہیں تھا اور ضرور تھا۔ اور اسی لئے ہر مذہب کے ائمۂ کبار نے اس ضرورت کا احساس کیا۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء۔ ورحمہم اللہ کلہم رحمۃ واسعۃ۔

(۶۲) صلت بن الحجاج الکوفیؒ (م ـــــھ)

عطاء بن ابی رباح، یحیی کندی، حکم بن عتیبہ وغیرہ سے روایت کی۔ ابن حبان نے آپ کو ثقات میں ذکر کیا اور کہا کہ ایک جماعت تابعین سے روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے اہل کوفہ نے روایت کی ہے۔ بخاری میں تعلیقاً آپ سے روایت ہے۔ (تہذیب صـ ۴۳۳)
محدث خوارزمی نے لکھا کہ امام بخاری نے ذکر کیا کہ آپ نے یحیی الکندی سے روایت کی اور آپ سے یحیی القطان نے روایت کی۔ پھر لکھا کہ امام اعظم سے بھی مسانید میں روایت حدیث کی ہے۔ (جامع المسانید)
رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

Marfat.com

(۶۳) امام ابراہیم بن میمون الصّائغ ابواسحٰق الخراسانی (م ۱۳۱ھ)

مشہور محدث، زاہد عابد و متورع تھے۔ امام اعظمؒ، عطاء بن ابی رباح، ابواسحٰق، ابوالزبیر اور نافع سے حدیث روایت کی اور ان سے داؤد بن ابی الفرات، حسان بن ابراہیم کرمانی اور ابوحمزہ نے روایت کی۔ ابومسلم خراسانی کو دو بدو سرزنش کی اور بے خوف کلمۂ حق کہا جس کی پاداش میں اس نے شہید کرا دیا۔

عبداللہ بن مبارک کا بیان ہے کہ امام صاحب کو ان کے شہید ہونے کی خبر ملی تو سخت غمگین ہوئے اور بہت روئے حتی کہ ہم لوگوں کو خوف ہوا کہ اس صدمہ سے آپ کی وفات ہو جائیگی۔ میں نے تنہائی میں سوال کیا تو فرمایا کہ یہ شخص بہت سمجھدار عاقل تھا مگر اس کے اس انجام سے میں پہلے ہی ڈرتا تھا۔ میں نے عرض کیا کیا صورت ہوئی تو فرمایا کہ میرے پاس آتے تھے علمی سوالات حل کرتے تھے خدا کی طاعت میں بڑے اولوالعزم تھے اور بڑے ہی متورع تھے میں اُن کو کھانے کیلئے کچھ پیش کرتا تو اس کے بارے میں مجھ سے بھی تحقیق کرتے اور بہت کم کبھی کھاتے تھے۔ مجھ سے امر بالمعروف و نہی منکر کے بارے میں بھی پوچھتے تھے پھر ہم دونوں نے متفق ہو کر طے کیا کہ یہ خدا کا ایک فریضہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہاتھ بڑھائیے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ میں نے کہا کہ ایک آدمی کے کرنے کا یہ کام نہیں ہے اس کی جان جائے گی اور اصلاح کچھ نہ ہوگی۔ ہاں اگر کچھ حوصلہ مند لوگوں میں سے میسر ہو جائیں اور ایک شخص سردار ہو جائے جس کے دین پر اطمینان ہو تو ضرور نفع کی توقع ہے۔ لیکن وہ برابر جب آتے مجھ پر زور ڈالتے اور سخت تقاضہ کرتے کہ ایسا ضرور ہو جانا چاہیئے، میں سمجھاتا کہ یہ کام ایک کے بس کا نہیں انبیاء علیہم السلام بھی جب تک ان کے ساتھ آسمانی نصرت کا وعدہ نہیں ہو گیا اس کا تحمل نہ فرما سکے۔ یہ وہ فریضہ نہیں ہے کہ اس کو ایک شخص پورا کر دے ورنہ وہ اپنی جان ورطۂ ہلاکت میں ڈال دے گا۔

پھر وہ مرو گئے اور ابومسلم خراسانی کو سخت باتیں برملا کہیں۔ اس نے پکڑ لیا اور قتل کرنا چاہا مگر [illegible] کے سامنے فقہاء و اہل خیر جمع ہوگئے اور اُن کو چھڑا لیا، اسی طرح دوسری و تیسری مرتبہ بھی ابومسلم کو ڈانٹتے رہے اور کہا کہ تیرے مظالم [illegible] میرے لئے نہیں ہے لیکن میرے پاس کوئی مادی طاقت نہیں اس لئے زبان سے ضرور جہاد کروں گا۔ خدا مجھے دیکھتا ہے کہ میں تجھ سے صرف خدا کے لئے بغض رکھتا ہوں۔ ابومسلم نے قتل کرا دیا۔

ابوداؤد و نسائی اور بخاری نے تعلیقاً ان سے روایت کی۔ علامہ خوارزمی نے فرمایا کہ باوجود اس کے کہ بخاری و مسلم کے شیخ الشیوخ تھے۔ امام صاحب سے مسانید میں روایت کرتے ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیئہ و مسانید)

(۶۴) امام ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن المدنی المعروف بربیعۃ الرائے (م ۱۳۶ھ)

رواۃ صحاح ستہ میں سے جلیل القدر امام حدیث۔ امام احمد، عجلی، ابوحاتم، نسائی نے ثقہ کہا۔ یعقوب بن شیبہ نے ثقہ، ثبت اور مفتی مدینہ کہا۔ مصعب زبیری نے کہا کہ بعض صحابہ اور اکابر تابعین کو پایا۔ مدینہ میں صاحب فتویٰ تھے بڑے بڑے شیوخ اہل علم آپ کے پاس استفادہ کیلئے بیٹھتے تھے۔

آپ سے امام مالک نے بھی علم حاصل کیا۔ سوار قاضی کا قول ہے کہ میں نے ان سے زیادہ عالم نہیں دیکھا نہ حسن کو نہ ابن سیرین کو

Marfat.com

ماجشون نے کہا کہ ان سے زیادہ سنت کا حافظ میں نے نہیں دیکھا۔

عبید اللہ بن عمر نے فرمایا کہ وہ ہمارے مشکلات مسائل حل کرنے والے اور ہم سب سے زیادہ علم و فضل والے تھے، تعارض احادیث کے وقت آثار صحابہ سے ایک جہت کو ترجیح دیتے اور آثار صحابہ کے تعارض کے موقعہ پر قیاس سے ترجیح دیتے تھے اس لئے "ربیعۃ الرای" کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور یہ اُن کو بطور مدح کے کہا جاتا تھا۔

بعینہ یہی طریقہ امام اعظم کا بھی تھا مگر مخالفوں نے آپ کو مطعون کیا، حاسدوں نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو اصحاب الرائ بطور طنز کہا۔ حالانکہ اخذ قیاس بمقابلہ حدیث، اور ترجیح بعض احادیث و آثار ذریعہ قیاس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

"الاثمار الجنیہ فی طبقات الحنفیہ" (قلمی نسخہ مکتبہ شیخ الاسلام مدینہ منورہ) میں ہے کہ یہ ربیعہ امام صاحب کے اصحاب میں سے تھے اور امام صاحب سے مسائل میں بحث و مباحثہ کر کے استفادہ کرتے تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

(۶۵) امام عبد اللہ بن شبرمۃ ابو شبرمۃ الکوفی (م ۱۴۴ھ)

اکابر و اعلام میں سے تھے، قاضی کوفہ رہے حضرت انس رضی، ابو الطفیل، شعبی اور ابو زرعہ وغیرہ سے روایت کی، آپ سے دونوں [illegible] حسن الخلق اور سخی تھے، امام اعظم ابو حنیفہ [illegible] استفادہ کرتے تھے۔ (جواہر مضیئہ صفحہ ۵۴)

نقل ہے کہ قضا قبول نہ کرنے پر امام صاحب پر مظالم ہوئے تو ابن ابی لیلی نے شماتت کا اظہار کیا، ابن شبرمہ کو یہ بات بہت ناگوار ہوئی اور فرمایا کہ معلوم نہیں یہ شخص ایسی بات کیوں کہتا ہے۔ ہم تو دنیا طلب کرنے میں ہیں اور اُن کے (امام صاحب کے) سر پر کوڑے لگتے ہیں کہ کسی طرح دنیا کو قبول کر لیں تب بھی قبول نہیں کرتے۔ (جواہر ص ۵۰۵)

(۶۶) حافظ حدیث حجۃ امام ہشام بن عروۃ بن الزبیر بن العوام الاسدی المدنی (م ۱۴۶ھ عمر ۸۷ سال)

مشہور محدث و فقیہ، راوی صحاح ستہ، علماء نے ثقہ، ثبت، کثیر الحدیث، حجت، امام حدیث لکھا۔ امام صاحب نے مسانید میں آپ سے روایت کی، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا اور متقن، ورع، فاضل حافظ کہا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (امانی الاحبار)

(۶۷) امام جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام (م ۱۴۸ھ)

کنیت ابو عبد اللہ لقب صادق تابعین و سادات اہل بیت نبوت سے، مشہور و معروف امام عالی مقام، حدیث اپنے والد ماجد وغیرہ سے سنی اور آپ سے بھی ائمہ اعلام نے سماع حدیث کی سعادت حاصل کی جیسے یحیی بن سعید، ابن جریج، شعبہ، امام مالک، ثوری ابن عیینہ اور امام ابو حنیفہ نے۔ ولادت ۸۰ھ (اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ)

ابتداء میں امام اعظم سے بدظن رہے پھر امام صاحب نے بالمشافہہ تمام اعتراضات کے جوابات دیئے تو بہت مطمئن اور خوش ہوئے اور [illegible] امام صاحب کی پیشانی کو بوسہ دیا اور اس کے بعد ہمیشہ امام صاحب کے علم و فضل کی مدح فرماتے رہے رحمہ اللہ

Marfat.com

رحمۃ واسعۃ۔ امام بخاری نے وفات ۱۴۱ھ میں نقل کی۔ رجال مشکوٰۃ میں سے ہیں اور امام اعظم نے مسانید میں ان سے روایت حدیث کی۔ تمام اکابر سلف نے ان کو ثقہ لکھا ہے۔

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ سے بخاری نے روایت نہیں کی تو امام صاحب کی اس سے کسرِ شان نہیں ہو سکتی جیسا حضرت بخاری نے امام جعفر سے روایت نہیں کی حالانکہ ان کی جلالت قدر اور ثبت و ثقہ ہونے سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم

(۶۸) امام زکریا بن ابی زائدہ خالد بن میمون بن فیروز الہمدانی کوفی (م ۱۴۹ھ)

رواۃ صحاح ستہ میں سے محدث و فقیہ، ثقہ، صالح، کثیر الحدیث تھے، کوفہ کے قاضی رہے۔ (امالی الاحبار) علامہ خوارزمی نے فرمایا کہ باوجود شیوخ شیخین میں سے ہونے کے امام صاحب سے مسانید میں روایت کرتے ہیں۔

(۶۹) عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج المکی رحمہ اللہ (م ۱۵۰ھ)

حدیث طاؤس، مجاہد و عطا سے سنی اور آپ سے ثوری، قطان، یحییٰ بن سعید انصاری وغیرہ نے روایت کی۔ رواۃ صحاح ستہ میں ہیں۔ رومی الاصل تھے۔ (تاریخ بخاری)

علامہ خوارزمی نے فرمایا کہ یہ امام ائمۃ الحدیث اور شیخ اکبر شیوخ بخاری و مسلم ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ سے مسانید امام میں روایات حدیث کی ہیں۔ امام شافعی کے بھی شیخ الشیوخ ہیں اور امام شافعی نے اپنی مسند میں بواسطہ مسلم بن عبدالحمید ان ابن جریج سے مسح علی الخفین کی حدیث مغیرہ بن شعبہ روایت کی ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ (جامع المسانید ۔۔۔)

(۷۰) صاحب مغازی محمد بن اسحاق بن یسار ابوبکر المطلبی [illegible]

سوا امام بخاری کے باقی اصحاب صحاح نے ان سے روایت کی ہے [illegible] حضرت انس بن مالک صحابی کو دیکھا ہے۔ صاحب مغازی [illegible] غیر متقن کہا اور ان کی حدیث کو مرتبہ صحت سے نازل قرار دیا۔ یحییٰ بن [illegible] نزدیک صحیح ہے، نسائی نے ضعیف کہا۔ دارقطنی نے لا یحتج بہ کہا۔ امام مالک ان [illegible] سے کہا گیا کہ امام مالک ایسا کہتے ہیں تو کہا کہ امام مالک ان کے ساتھ نہیں بیٹھے اور [illegible] بھی توثیق کی۔ یہاں سے علی بن مدینی کا جواب مذکور یاد رکھنے کے قابل ہے کیونکہ [illegible] والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے ان کے ساتھ مجالست نہیں کی اور نہ ان کو پہچانا [illegible] بھی حدیث سنی اور مسانید امام میں ان کی روایات موجود ہیں۔

(۷۱) شیخ ابوالنضر سعید بن ابی عروبہ رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۱۵۶ھ)

معانی الآثار اور صحاح ستہ کے رواۃ میں سے مشہور محدث ہیں، امام احمد نے فرمایا [illegible]

تھا۔ ابن معین، نسائی، ابوزرعہ نے ثقہ کہا، ابوعوانہ نے کہا کہ ہمارے زمانہ میں ان سے زیادہ حافظ حدیث کوئی نہ تھا۔ ابن سعد نے ثقہ کثیر الحدیث کہا، آخر عمر میں اختلاط ہو گیا تھا اس لئے بعد اختلاط کی روایات غیر معتمد قرار پائیں۔ یہ بھی کہا گیا کہ قدری عقیدہ رکھتے تھے۔ واللہ اعلم! امام اعظم سے بھی مسانید میں روایت کرتے ہیں۔ (جامع المسانید و امانی الاحبار) ابن سیرین اور قتادہ سے بھی حدیث میں تلمذ ہے۔

(۷۲) امام ابوعمرو عبدالرحمٰن بن عمرو بن محمد اوزاعی (ولادت ۸۸ھ م ۱۵۷ھ)

رواۃ صحاح ستہ میں سے مشہور و معروف محدث و فقیہ شام تھے، بہت بڑے فصیح اللسان تھے۔ ابن مہدی کا قول ہے کہ شام میں ان سے بڑا عالم سنت کوئی نہ تھا۔ ابن عیینہ نے ان کو اعلم اہل زمانہ، ذہبی نے افضل اہل زمانہ، نسائی نے امام و فقیہ اہل شام اور ابن عجلان نے افصح الامۃ کہا۔ فلاس، یعقوب، عجلی، ابن معین، ابن سعد وغیرہ نے ثقہ، ثبت، صدوق، فاضل، کثیر الحدیث، کثیر العلم والفقہ کہا، امام الائمہ حجۃ مجتہد تھے جن کی تقلید ایک عرصہ تک شام اور اندلس میں رائج رہی۔ ملک المحدثین امام الجرح والتعدیل یحیی بن معین نے فرمایا کہ علماء چار ہیں۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام سفیان ثوری اور امام اوزاعی۔ (بدایہ نہایہ حافظ ابن کثیر ص ۱۱۶)

یہ امام اوزاعی شروع میں امام صاحب کے حالات سن کر بدظن تھے، ابن مبارک شام گئے اور صحیح حالات بتلائے پھر خود بھی امام اوزاعی امام صاحب سے مکہ معظمہ میں ملے علمی مذاکرات و مباحثات کئے تو امام صاحب کے بیحد مداح ہوئے اور اپنی سابق بدظنی پر بہت نادم و متاسف ہوئے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(۷۳) محدث کبیر محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی الذئب القرشی العامری (ولادت ۸۰ھ متوفی ۱۵۹ھ)

رواۃ صحاح ستہ میں سے مشہور محدث تھے، امام احمد نے فرمایا کہ ابن ابی ذئب نے اپنا مثل نہ اپنے بلاد میں چھوڑا نہ دوسروں میں۔ اور وہ صدوق تھے، امام مالک سے بھی افضل سمجھے جاتے تھے لیکن امام مالک تنقیح رجال میں ان سے زیادہ محتاط تھے کیونکہ ابن ابی ذئب اس بارے میں تعمق نہیں کرتے تھے کہ کس سے روایت کر رہے ہیں۔ سب نے ثقہ، صدوق کہا مگر بعض نے ان کی طرف قدری عقیدہ منسوب کیا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ صرف تہمت تھی درحقیقت وہ قدری نہ تھے۔ واللہ اعلم۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (امانی الاحبار)

(۷۴) امیر المومنین فی الحدیث شعبہ بن الحجاج (متوفی ۱۶۰ھ عمر ۷۸ سال)

اصحاب ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ فن رجال اور حدیث کی بصیرت و مہارت میں بقول امام احمد فرد کامل تھے، حفظ حدیث، صلاح و تثبت میں سفیان ثوری سے فائق تھے، حماد بن زید کا قول ہے کہ کسی حدیث کے بارے میں اگر شعبہ میرے ساتھ ہوں تو مجھے کسی کی مخالفت کی پروا نہیں البتہ وہ مخالف ہوں تو اس کو ترک کر دیتا ہوں۔

شیخ صالح جزرہ نے فرمایا کہ سب سے پہلے رجال میں شعبہ نے کلام کیا پھر قطان نے پھر امام احمد اور یحیی بن معین نے، ابن سیرین، قتادہ، ابو اسحٰق سبیعی، سلمہ بن کہیل اور ان کے طبقہ کے دوسرے اکابر سے حدیث سنی اور ان سے ایوب سختیانی، اعمش، محمد بن اسحٰق، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن مبارک، یزید بن ہارون وغیرہ نے حدیث روایت کی، امام اعظم کے بڑے مداح تھے اور باوجود اس کے کہ وہ اکثر

Marfat.com

شیوخ بخاری و مسلم کے شیخ تھے امام صاحب سے مسانید میں روایت حدیث کرتے ہیں۔ امام صاحب سے خاص تعلق رکھتے اور غائبانہ تعریف کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ فرمایا: جس طرح میں جانتا ہوں کہ آفتاب روشن ہے۔ اسی یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ علم اور ابو حنیفہ ہمنشین ہیں۔ امام صاحب کے بارے میں جب بھی کوئی آپ سے حالات دریافت کرتا تو امام صاحب کے مناقب کثرت سے بیان کرتے تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (موفق وغیرہ)

(۷۵) محدث شہیر اسرائیل بن یونس بن ابی اسحٰق السبیعی کوفی (م ۱۶۰ھ)

ابو اسحٰق عمرو بن عبداللہ السبیعی جو کبار تابعین سے اور امام اعظم کے شیوخ میں ہیں۔ یہ اسرائیل ان کے پوتے ہیں۔ انھوں نے حدیث امام اعظم نیز اپنے دادا اور دوسرے اکابر سے سنی، اصحاب صحاح ستہ نے ان سے تخریج کی۔ حفظ حدیث میں مشہور تھے۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنے دادا ابو اسحٰق کی حدیثیں اس طرح یاد ہیں جیسے قرآن مجید کی کوئی سورت یاد ہوتی ہے۔

سید الحفاظ ابن معین اور امام احمد نے اُن کو شیخ وقت اور ثقہ کہا اور ان کے حفظ سے تعجب کیا کرتے تھے۔ یہ بھی کہا کہ اسرائیل تنہا بھی کسی حدیث کی روایت کریں تو وہ معتمد ہیں۔ ابو حاتم نے ثقہ صدوق کہا عجلی نے ثقہ کہا۔ ابن سعد نے کہا کہ ثقہ ہیں اور ان سے بہ کثرت لوگوں نے روایت حدیث کی ہے۔

امام اعظم کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ امام صاحب بڑی خوبیوں کے مالک تھے اور اُن کی منقبت یہی کیا کم ہے کہ وہ اپنے اُستاد اور مسلّم فقیہ زماں امام حماد سے بھی زیادہ فقیہ ہیں۔ یہ شہادت اسرائیل بن یونس کی ہے جو امام وکیع اور عبدالرحمٰن بن مہدی جیسے اکابر محدثین کے استاذ ہیں۔ (جواہر وغیرہ) محدث خوارزمی نے فرمایا کہ باوجود اس جلالت قدر کے اسرائیل اعلام ائمہ حدیث اور شیوخ مشائخ امام احمد و بخاری و مسلم میں سے ہیں امام اعظم سے ان مسانید میں روایت کرتے ہیں۔ (جامع مسانید ص ۱۹)

(۷۶) شیخ ابراہیم بن ادہم بن منصور بلخی (م ۱۶۱ھ / ۱۶۲ھ)

ابو اسحٰق کنیت تھی مشہور زاہد و عابد بزرگ تھے، کوفہ آکر امام ابو حنیفہ سے فقہ کی تحصیل کی اور پھر شام جاکر سکونت اختیار کی۔ علامہ کردری نے لکھا کہ امام صاحب کی صحبت میں رہے اور اُن سے روایت حدیث بھی کی۔ امام صاحب نے اُن کو نصیحت فرمائی تھی کہ تمہیں خدا نے عبادت کی تو بہت کچھ توفیق بخشی ہے اس لئے علم کا بھی اہتمام کرنا چاہئے کیونکہ وہ عبادت کی اصل ہے اور اسی پر مدار ہے کہ اسی سے دین کی درستی کا مدار ہے۔ علامہ موفق نے لکھا کہ آپ نے امام ابو حنیفہ، اعمش، محمد بن زیاد اور ان کے اقران سے حدیث کا سماع کیا ہے اور آپ سے سفیان ثوری، شقیق بلخی وغیرہ نے روایت کی۔

امام ترمذی نے بھی کتاب الطہارۃ میں آپ سے ایک حدیث تعلیقاً نقل کی ہے۔ امام نسائی، دارقطنی، ابن معین اور ابن نمیر نے مامون و ثقہ کہا۔ یعقوب بن سفیان نے خیار و افاضل سے اور امام نسائی نے احد الزہاد فرمایا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(۷۷) امام سفیان بن سعید بن مسروق ثوریؒ (ولادت ۹۷ھ م ۱۶۱ھ)

رواۃ صحاح ستہ میں سے مشہور امام حدیث، عابد و زاہد اور مقتدا۔ امام شعبہ، امام ابن عیینہ، ابو عاصم اور سید الحفاظ ابن معین

Marfat.com

وغیرہ اکابر علماء نے اُن کو "امیر المومنین فی الحدیث" کے لقب سے یاد کیا۔ ابن مہدی نے کہا کہ وہیب اُن کو امام مالک پر بھی حفظ میں ترجیح دیتے تھے۔ یحیی القطان کا قول ہے کہ سفیان امام مالک سے ہر بات میں فائق ہیں، ابو حاتم، ابو زرعہ اور ابن معین نے شعبہ پر حفظ میں ترجیح دی۔ خطیب نے کہا کہ سفیان امام یعنی ائمۃ المسلمین میں سے اور علم تھے اعلام دین میں سے جن کی امامت پر سب کا اتفاق واجماع ہے، امام نسائی نے فرمایا کہ ان کا مرتبہ اس سے بہت بلند ہے کہ اُن کو ثقہ کہا جائے وہ تو اُن ائمہ میں سے ایک ہیں جن کے بارے میں مجھے اُمید ہے کہ خدا نے اُن کو متقین کا امام بنایا ہے۔ بصرہ میں وفات پائی رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (امانی الاحبار)

یہ سب کے ممدوح ومسلم امام ومقتدا بھی امام ابو حنیفہ سے شروع میں بدظن رہے اور کچھ کلمات بھی کہے ہوں گے مگر پھر امام صاحب کے بےحد مداح ہو گئے تھے اور اپنی بعض باتوں پر بلکہ اس پر بھی نادم تھے اور استغفار کیا کرتے تھے کہ دوسرے بے انصاف معاندین امام صاحب کے مقابلہ میں امام صاحب کی جانب سے جس قدر مدافعت کا حق تھا وہ ادا نہ ہو سکا۔ اور امام صاحب بھی ان کے فضل وکمال کا اعتراف برملا کیا کرتے تھے۔ یہ امور دونوں کی مقبولیت عند اللہ کی بڑی دلیل معلوم ہوتی ہیں۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

(۷۸) امام ابراہیم بن طہمانؒ (متوفی ۱۶۳ھ)

تذکرۃ الحفاظ میں الامام الحافظ، عالم خراسان لکھا۔ صحیح الحدیث اور کثیر الروایت تھے اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے روایت کی، ہمیشہ ائمہ فن ان سے روایت حدیث کی رغبت کرتے تھے، امام یحیی بن اکثم اُن کو اوثق واوسع فی العلم کہتے تھے۔ محدث ابو زرعہ نے نقل کیا کہ ایک دفعہ امام احمد تکیہ لگائے بیٹھے تھے کسی نے ابراہیم بن طہمان کا ذکر کیا تو اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا "مناسب نہیں کہ صالحین کا ذکر ہو اور ہم تکیہ لگائے بیٹھے رہیں"۔ تذکرۃ وتبییض میں ہے کہ ابراہیم موصوف امام اعظم کے شاگرد تھے۔ امام صاحب سے مسانید میں بکثرت روایات کی ہیں۔

ظاہر ہے کہ جب ابراہیم کی اتنی عزت تھی تو ابراہیم جن کے سامنے مؤدب بیٹھ کر استفادہ کر چکے تھے ان کا ادب واحترام کتنا ہونا چاہیئے مگر افسوس ہے کہ امام اعظم کا کچھ لوگوں نے برائی سے ذکر کیا اور دوسروں کے لئے بھی بری مثال قائم کی۔ اللھم وفقنا لما تحب وترضی وارنا الحق حقا والباطل باطلا انک سمیع مجیب الدعوات۔

(۷۹) امام حماد بن سلمہ (م ۱۶۷ھ)

کبار محدثین میں سے ہیں۔ جواہر مضیئہ میں وفات کا ۱۶۷ھ اور امانی الاحبار میں ۱۶۶ھ نقل ہوا ہے سوا امام بخاری کے باقی اصحاب صحاح ستہ نے ان سے تخریج کی ہے اور امام بخاری نے بھی تعلیقاً ان سے روایت لی ہے۔ بصرہ میں ان کے اقران میں سے کوئی بھی علم وفضل، تمسک بالسنہ اور مخالفت اہل بدعت میں ان سے بڑھ کر نہ تھا۔ ابن مبارک نے فرمایا میں بصرہ گیا تو ان ہی کو سب سے زیادہ سلف کے طریقہ کا متبع پایا۔

ابن حبان نے عباد، زہاد اور مستجاب الدعوات حضرات میں سے شمار کیا اور کہا کہ جس نے ان کی حدیث روایت نہیں کی اس نے انصاف نہیں کیا اگر اس لئے ان سے روایت نہیں لی گئی کہ کوئی کوئی خطا ان سے ہوئی ہے تو ان کے اقران میں سے ثوری وشعبہ

Marfat.com

وغیرہ سے بھی خطا ہوئی ہے۔ اور اگر کہا جائے کہ ان سے خطا زیادہ ہوئی تو یہ بات ابوبکر بن عیاش میں بھی ہے ان سے کیوں روایات لی گئیں۔

ابن حبان نے امام بخاری پر بھی تعریض کی کہ جس نے حماد بن سلمہ کو چھوڑ کر فلیح اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار کی احادیث سے احتجاج کیا اس نے بھی انصاف نہیں کیا۔ ابن سعد نے ثقہ کثیر الحدیث، عجلی نے ثقہ، رجل صالح حسن الحدیث کہا۔ امام اوزاعی، امام لیث، امام ثوری، ابن ماجشون، معمر و ہشام کے طبقہ میں تھے اور یہ سب اپنے دور کے ان لوگوں میں سے ہیں کہ جو بات کسی کے بارے میں جرح و تعدیل کے طور پر کہدیں تو وہ بات مسلم ہوتی تھی۔ امام حماد اور ابن ابی عروبہ نے بصرہ میں تالیف و تدوین کا آغاز کیا تھا۔ رحمہ اللہ دامانی الاحیاء

(۸۰) امام ابوالنضر جریر بن حازم الازدی البصریؒ (م ۱۷۰ھ)

امام بخاری نے تاریخ میں لکھا کہ امام جریر نے حدیث ابو رجا اور ابن سیرین سے حاصل کی اور آپ سے امام سفیان ثوری اور امام ابن مبارک نے حدیث روایت کی۔ علامہ خوارزمی نے فرمایا کہ حدیث میں امام اعظم کے بھی شاگرد تھے اور امام صاحب سے مسانید میں احادیث کی روایت بھی کی ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جامع المسانید ص ۲۲۴)

(۸۱) امام ابوالحارث لیث بن سعد بن عبدالرحمٰن مصری (ولادت ۹۴ھ متوفی ۱۷۵ھ)

رواۃ صحاح ستہ میں سے مشہور و معروف محدث جلیل و فقیہ ہیں جن کو اکثر اہل علم نے حنفی لکھا ہے اور قاضی زکریا انصاری نے "شرح بخاری" میں اس پر جزم کیا ہے۔ حافظ ابن ابی العوام نے اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ امام اعظم کے تلمیذ ہیں، اکثر امام صاحب کی خبر سنتے کہ حج کے لئے آ رہے ہیں تو یہ بھی حج کے لئے مکہ معظمہ پہنچتے اور امام صاحب سے مختلف ابواب کے مسائل دریافت کرتے تھے اور امام صاحب کی اصابت رائے اور سرعت جواب پر حیرت و استعجاب کیا کرتے تھے۔

امام لیث خود بھی ائمہ مجتہدین میں سے تھے۔ امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ لیث امام مالک سے زیادہ فقیہ تھے مگر ان کے تلامذہ نے ان کو ضائع کر دیا۔ حافظ ابن حجر نے "الرحمۃ الغیثیہ فی الترجمۃ اللیثیہ" میں لکھا کہ ضائع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح امام مالک وغیرہ کی فقہ ان کے شاگردوں نے تدوین کی، امام لیث کے تلامذہ نے نہیں کی۔ امام شافعی یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے کسی شخص کے متعلق ایسی حسرت نہیں ہے جیسی امام لیث کے متعلق ہے کہ میں نے ان کا زمانہ پایا اور پھر بھی ان کی زیارت [illegible]

امام لیث کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کے ستر مسائل ایسے شمار کئے جو سنت کے خلاف [illegible] میں ان کو لکھ کر بھی بھیج دیا ہے۔ (جامع بیان العلم ص ۱۴۸)

علماء فن رجال نے آپ کو ثقات و سادات اہل زمانہ میں سے اور فقیہ، متورع [illegible] لکھا ہے۔ حافظ ذہبی نے لکھا کہ آپ کی سالانہ اسی ہزار دینار کی آمدنی تھی مگر زکوٰۃ واجب نہ ہوتی تھی۔ روزانہ کا معمول تھا کہ جب تک ۳۶۰ مساکین کو کھانا نہ کھلا دیتے خود کھانا نہیں کھاتے تھے۔ امام مالک نے ایک سینی میں کھجوریں آپ کے لئے بھیجیں تو آپ نے اس کو اشرفیوں سے بھر کر واپس کیا۔ منصور بن عمار نے کہا کہ میں لیث سے ملنے گیا تو مجھے ایک ہزار اشرفی ہدیہ دیں۔ امام صاحب سے مسانید میں روایت حدیث بھی کی ہے۔ (جواہر مضیئہ و حدائق الحنفیہ و جامع المسانید)

Marfat.com

(۸۲) امام حماد بن زید م ۱۷۹ھ عمر ۸۱ سال

امام کبیر، محدث شہیر تلمیذ امام اعظم رضی اللہ عنہما، احد الاعلام جن سے ائمہ ستہ نے روایت کی ہے، ابن مہدی کا قول ہے کہ بصرہ میں ان سے زیادہ کوئی فقیہ نہ تھا اور نہ ان سے بڑا کوئی عالم سنت میں نے دیکھا۔ (جواہر ص۱ج۳ و ص۲۲۵)

تابعین اور مابعد تابعین سے روایت کی اور آپ سے ابن مبارک، ابن مہدی، ابن وہب، قطان، ابن عیینہ وغیرہ نے روایت کی۔ ابن مہدی کا قول ہے کہ ائمۃ الناس اپنے زمانہ میں چار تھے، سفیان ثوری کوفہ میں۔ امام مالک حجاز میں، اوزاعی شام میں اور حماد بن زید بصرہ میں۔ امام احمد نے فرمایا کہ حماد بن زید ائمۃ المسلمین میں سے تھے۔ خالد بن خداش کا قول ہے کہ حماد عقلاء اور ذوی الالباب سے تھے۔ یزید بن زریع نے موت پر کہا کہ سید المسلمین کی موت ہوئی۔ خلیلی نے کہا کہ متفق علیہ ثقہ تھے۔ (تہذیب ص۹)

(۸۳) شیخ جریر بن عبد الحمید الرازیؒ (ولادت ۱۱۰ھ م ۱۸۱ھ)

مشہور محدث و فقیہ، حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں الحافظ الحجۃ محدث الری لکھا۔ حدیث میں امام صاحب یحییٰ بن سعید انصاری امام مالک، ثوری اور اعمش کے شاگرد ہیں اور آپ سے ابن مبارک، اسحٰق بن راہویہ، ابن معین، قتیبہ، ابوبکر بن ابی شیبہ، امام احمد اور ابن مدینی نے حدیث روایت کی۔

محدثین نے ان کی ثقاہت، حفظ اور وسعت علم کی شہادت دی۔ ہبۃ اللہ طبری نے ان کی ثقاہت پر اتفاق نقل کیا۔ اصفہان کے ایک گاؤں آبہ میں پیدا ہوئے، کوفہ میں نشوونما ہوا، بعد کو "رے" میں سکونت اختیار کی، تمام ارباب صحاح ستہ نے آپ کی احادیث کو احتجاج کیا۔ اس جلالت قدر کے ساتھ امام صاحبؒ سے مسانید میں روایت کرتے ہیں رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر و جامع المسانید)

(۸۴) امام ہشیم بن بشیر ابو معاویۃ السلمی الواسطیؒ (ولادت ۱۰۴ھ م ۱۸۳ھ)

ارباب صحاح ستہ کے شیوخ میں ہیں۔ امام حماد بن زید نے فرمایا کہ میں نے محدثین میں ان سے زیادہ بلند مرتبہ نہیں دیکھا، اسحٰق زیادی نے بیان کیا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا کہ "ہشیم سے حدیث سنو وہ اچھے آدمی ہیں"۔ عبد الرحمٰن بن مہدی نے فرمایا کہ ہشیم، سفیان ثوری سے بھی زیادہ حافظ حدیث تھے۔

امام احمد نے فرمایا کہ ہشیم کثیر التسبیح تھے، میں ان کی خدمت میں ۴-۵ سال رہا اُن کی ہیبت و رعب کی وجہ سے اتنی مدت میں صرف ۲ بار سوال کر سکا۔ (امانی الاحبار)۔ محدث خوارزمی نے فرمایا کہ امام اعظم کے تلامذۂ حدیث میں ہیں اور مسانید میں آپ سے روایت کرتے ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

(۸۵) امام موسیٰ کاظم بن الامام جعفر صادق (م ۱۸۳ھ)

کنیت ابو ابراہیم تبع تابعین میں سے جلیل القدر محدث و فقیہ ہوئے، آپ کے فتاویٰ مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ میں ہیں ایک

Marfat.com

مسند بھی آپ کی ہے جس کو ابونعیم اصفہانی نے روایت کیا۔ ولادت ۱۲۵ھ میں ہوئی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(۸۶) شیخ عباد بن العوام (م ۱۸۵ھ)

حدیث امام اعظم حمیدی اور ابن ابی عروبہ وغیرہ سے سنی اور امام صاحب سے مسانید میں روایات بھی کی ہیں۔ امام ابن المدینی اور امام بخاری وغیرہ نے امام صاحب کے تلامذہ حدیث میں ان کا اسم گرامی نقل کیا ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(۸۷) امام مغیرۃ بن مقسم الضبی ابوہاشم الکوفی (م ۱۸۶ھ جواہر مضیئہ، ۱۳۶ھ جامع المسانید)

رواۃ صحاح ستہ میں سے مشہور امام حدیث وفقہ ہیں، ابوبکر بن عیاش کا بیان ہے کہ میں نے ان سے زیادہ افقہ کسی کو نہیں پایا اسلئے ان ہی کی خدمت میں رہ پڑا۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ جو چیز میرے کان نے سنی اس کو کبھی نہیں بھولا۔ ثقہ تھے کہ بہت تھے امام صاحب کے حدیث و فقہ میں شاگرد تھے اور مسانید میں روایت بھی کی ہے۔ جریر بن عبد الحمید کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا مغیرہ مسائل میں بحث کرتے تھے اور جب کبھی کسی مسئلہ میں دوسرے محدثین ان سے خلاف کرتے تھے تو فرمایا کرتے تھے .... کے قول کو رد کر دو جبکہ یہی قول امام ابوحنیفہ کا ہے" (الانی الاخبار وجواہر مضیئہ ص ...)

معلوم ہوا کہ اس زمانہ کے اکابر محدثین اس امر کو بہت مستبعد سمجھا کرتے تھے کہ امام صاحب کا قول حدیث صحیح کے خلاف ہو سکتا ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(۸۸) امام ابراہیم بن محمد ابواسحٰق الفزاری الشامی (م ۱۸۶ھ)

محدث شہیر امام اوزاعی وثوری سے حدیث سنی، امام صاحب سے بھی حدیث .... اور مسانید امام میں ان سے روایت کی حالانکہ خود امام شافعی کے شیوخ میں ہیں۔ امام شافعی نے اپنی .... ان سے .... امام سے ذکر کیا ہے کہ .... سے نہیں۔ امام بخاری ومسلم کے بھی شیخ الشیوخ ہیں۔ (رجال المسانید وتاریخ بخاری)

(۸۹) حافظ ابوبکر عبد السلام بن حرب بن سلم نہدی کوفی (متوفی ۱۸۷ھ)

حافظ حدیث ثقہ، ثبت، حجہ، صدوق اور صحاح ستہ کے رواۃ میں ہیں .... ابو اسحٰق سبیعی کی وفات ہوئی اسی دن کوفہ پہنچے ہیں۔ بعض .... نے .... کیا ہے مگر کوفیوں نے جو آپ کے احوال سے زیادہ باخبر تھے آپ کی توثیق پر اتفاق کیا ہے۔ ....

معلوم ہوا کہ اپنے اہل شہر کی توثیق دوسروں کی جرح پر مقدم ہے۔

(۹۰) شیخ عیسیٰ بن یونس سبیعی کوفی (اخو اسرائیل) (متوفی ۱۸۷، ۱۸۹، ۱۹۱ھ)

رواۃ صحاح ستہ میں سے مشہور محدث وفقیہ، ثقہ، ثبت تھے۔ امام علی بن المدینی کا قول ہے کہ ایک بڑی تعداد .... کی ایسی ہے

Marfat.com

جوان کے آثار سے زیادہ ہمارے نزدیک ثقہ ہیں اور ان ہی میں سے عیسیٰ بن یونس ہیں۔ خلیفہ امین و مامون نے ان سے حدیث پڑھی مامون نے دس ہزار روپے بھیجے، آپ نے واپس کر دیئے، وہ سمجھا کم سمجھ کر واپس کئے تو دس ہزار اور بھیجے۔ آپ نے فرمایا کہ حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کر تو میں ایک چھدام یا ایک گھونٹ پانی کا بھی قبول نہیں کر سکتا۔ آپ نے ۴۵ حج کئے اور ۴۵ بار جہاد میں شرکت کی۔ (جواہر) علامہ خوارزمی نے فرمایا کہ محدثین کے یہاں بڑے جلیل القدر تھے اور امام صاحب سے ان مسانید میں روایت حدیث بھی کی ہے۔

(۹۱) امام یوسف بن الامام ابی یوسف رضی اللہ عنہما (م ۱۹۲ھ)

بڑے محدث و فقیہ تھے، فقہ و حدیث میں اپنے والد ماجد امام ابی یوسف اور یونس بن ابی اسحٰق سبیعی وغیرہ کے شاگرد ہیں۔ ہارون رشید نے امام ابو یوسف کی وفات کے بعد آپ کو قاضی مقرر کیا اور بغداد شہر میں جمعہ کی امامت آپ سے کرائی۔ تا وفات قاضی رہے۔ امام اعظم کی کتاب الآثار کو اپنے والد ماجد کے واسطہ سے آپ نے روایت و جمع کیا۔

یہ کتاب بہترین کاغذ و طباعت سے مولانا ابو الوفا صاحب نعمانی دام فیضہم کی تعلیقات کے ساتھ ادارہ احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد دکن سے شائع ہو چکی ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

(۹۲) شیخ ابو علی شقیق بن ابراہیم بلخی (م ۱۹۴ھ)

امام ابو یوسف کے اصحاب و تلامذہ میں ہیں۔ آپ سے کتاب الطریقۃ بھی ہے۔ عالم، زاہد، عارف و متوکل تھے، امام اعظم سے بھی روایت حدیث کی ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادہم کی خدمت میں رہ کر طریقت کا علم حاصل کیا۔ آپ کے تین سو گاؤں تھے سب کو فقراء پر تقسیم کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے ۱۷۰۰ اساتذہ سے علم حاصل کیا اور چند اونٹ کتابوں کے لکھے مگر خدا کی رضا مذکورہ چار چیزوں میں پائی: حلال روزی، اخلاص فی العمل، شیطان سے عداوت، موت سے موافقت۔ (حدائق الحنفیہ)

(۹۳) شیخ ولید بن مسلم دمشقی (ولادت ۱۱۹ھ م ۱۹۵ھ)

امام اعظم، امام اوزاعی، ابن جریج وغیرہ سے حدیث سنی۔ اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے روایت کی ہے۔ شام کے مشہور عالم تھے۔ عجلی، یعقوب بن شیبہ اور ابن سعد نے ثقہ کثیر الحدیث کہا۔ ان کے شاگرد امام احمد نے فرمایا کہ شامیوں سے روایت کرنے میں کوئی محدث اسماعیل بن عیاش اور ولید سے بڑھ کر نہیں ہے اور ان سے زیادہ عقل والا میں نے نہیں دیکھا۔ علی بن مدینی نے فرمایا کہ شامیوں میں ان جیسا نہیں ہے۔ محدث ابو مسہر نے کہا کہ وہ ہمارے اصحاب ثقات میں سے تھے اور ایک دفعہ فرمایا کہ حفاظ میں سے تھے۔ محدث ابو زرعہ نے کہا کہ ولید وکیع سے زیادہ مغازی کے عالم تھے۔ (امانی الاحبار) محدث خوارزمی نے فرمایا کہ ولید نے امام اعظم سے مسانید میں روایت کی ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۹۴) امام و حافظ حدیث اسحٰق بن یوسف الازرق التنوخی الواسطی تلمیذ امام اعظم (م ۱۹۵ھ)

رواۃ بخاری و مسلم میں سے ہیں، علوم حدیث کے مشہور گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، محدث و فقیہ کامل تھے، حدیث اعمش، زکریا بن ابی

Marfat.com

سفیان ثوری اور شریک سے حاصل کی۔ اور آپ سے امام احمد، ابن معین، عمرو الناقد اور ایک جماعت محدثین نے روایت کی۔ (تاریخ خطیب)
علامہ خوارزمی نے فرمایا کہ باوجود اس جلالت قدر کے کہ ان بڑوں کے شیوخ میں ہیں اپنے شیخ واستاذ امام ابو حنیفہ سے احادیث کثیرہ مسانید امام میں روایت کی ہیں اور امام احمد نے بھی ان کے واسطہ سے امام ابو حنیفہ سے احادیث روایت کی ہیں اور امام احمد ان کو قسم کھا کر ثقہ کہا کرتے تھے۔ تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ میں بھی امام صاحب سے تلمذ کی تصریح ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

(۹۵) امام ابو محمد سفیان بن عیینہ کوفی (متوفی ۱۹۸ھ)

مشہور محدث، ثقہ، حافظ، فقیہ، امام، حجت [illegible] کوفہ میں [illegible] ولادت [illegible] شعبان ۱۰۷ھ [illegible] اپنے والد ماجد کے ساتھ مکہ معظمہ تشریف لے گئے، ۲۰ سال کی عمر میں کوفہ آئے اور امام اعظم سے تحصیل علم حدیث و فقہ کی اور آپ سے مسانید وغیرہ میں روایات بھی کیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ امام صاحب ہی نے پہلے مجھے محدث بنایا۔ آپ نے عمرو بن دینار اور حمزہ بن سعید سے بھی حدیث حاصل کی اور امام جعفر صادق، زکریا بن ابی زائدہ، زہری، ابو اسحٰق سبیعی، اعمش وغیرہ سے بھی۔
حافظ نے ۶۰ سے اوپر اکابر کے نام لکھ کر "خلق لا یحصون" کا جملہ لکھا مگر امام صاحب کا ذکر نہیں کیا۔ آپ کے تلامذہ میں ابن مبارک، وکیع، قطان، عبدالرزاق، امام احمد، ابن معین، اسحٰق بن راہویہ، ابو بکر، عثمان، ابنا ابی شیبہ، احمد بن منیع وغیرہ کا ذکر کیا لیکن امام محمد و امام شافعی کا ذکر نہیں کیا۔
آپ سے اصحاب صحاح ستہ نے بھی بہ کثرت تخریج کی۔ امام شافعی کا قول ہے کہ اگر [illegible] اور امام [illegible] ہوتے تو حجاز سے علم چلا جاتا یہ بھی فرمایا کہ امام مالک و سفیان برابر درجہ کے ہیں، عجلی نے کہا [illegible] ابن مہدی کا قول ہے کہ میں حضرت سفیان بن عیینہ سے حدیث [illegible] تو ان کے لکھنے کی ضرورت نہ سمجھتا تھا۔ آپ نے ستر حج کئے۔ نسوی کہتے [illegible] کے سامنے ترکی دو روٹی تھیں۔ فرمایا: ابو موسیٰ! چالیس سال سے ہی [illegible] جس کا مطلب یہ ہے کہ ساری بستیاں بڑوں سے خالی ہو گئیں [illegible] ہو گیا [illegible] ہوں آخری حج کے موقعہ پر فرمایا کہ اس مقام کا [illegible] ستر بار [illegible] آخر [illegible] ہونے لیکن اب اتنی دفعہ سوال کے بعد سوال کرنے سے [illegible]

(۹۶) شیخ یونس بن بکیر ابو بکر الشیبانی [illegible]

مشہور محدث تھے امام اعظم، محمد بن اسحاق، ہشام بن عروہ [illegible] روایت کی اور [illegible] علی بن [illegible] اور عبید بن یعیش نے روایت کی۔ امام صاحب سے مسانید میں بکثرت روایت کی ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

(۹۷) امام عبداللہ بن عمر العمری [illegible]

امام بخاری نے تاریخ میں لکھا کہ عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب [illegible] عدوی [illegible] نافع و سالم سے حدیث

Marfat.com

سنی اور آپ سے امام ثوری، شعبہ، ابن نمیر اور یحییٰ القطان نے حدیث روایت کی۔ محدث خوارزمی نے فرمایا کہ اس جلالت قدر کے ساتھ امام ابوحنیفہ سے ان مسانید میں روایت حدیث کرتے ہیں۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

(۹۸) حافظ عبداللہ بن نمیر (م ۱۹۹ھ)

امام بخاری نے تاریخ میں لکھا کہ حدیث عبداللہ العمری اور ہشام بن عروہ (ایسے کبار محدثین) سے حاصل کی، محدث خوارزمی نے فرمایا کہ علم حدیث میں اس مرتبہ جلیل پر تھے اور امام صاحب سے مسانید میں روایت حدیث کی ہے۔ تغمدہ اللہ بغفرانہ

(۹۹) شیخ عمرو بن محمد العنقزی قرشی (م ۱۹۹ھ)

امام ابوحنیفہ، یونس بن ابی اسحٰق، حنظلۃ بن ابی سفیان، عیسیٰ بن طہمان، عبدالعزیز بن ابی رواد، ابن جریج، ثوری وغیرہ سے روایت کی۔ آپ سے اسحٰق بن راہویہ، علی بن المدینی وغیرہ نے روایت کی۔ مسلم، سنن اربعہ اور بخاری میں تعلیقاً روایت ہے۔ (تہذیب ص ۹۸)

(۱۰۰) امام عمرو بن ہیثم بن قطن (م ۲۰۰ھ)

امام بخاری نے تاریخ میں لکھا کہ عمرو بن الہیثم ابوقطن الزبیدی نے شعبہ سے حدیث سنی۔ امام شافعی و امام احمد کے شیوخ میں ہیں امام شافعی نے اپنی مسند میں آپ سے روایت کی ہے۔ باوجود اس جلالت قدر کے امام اعظم کے تلمیذ حدیث ہیں اور مسانید میں آپ سے روایات بھی موجود ہیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (جامع المسانید)

(۱۰۱) شیخ معروف کرخی تلمیذ داؤد طائی تلمیذ الامام (م ۲۰۰ھ)

مشہور مقتدائے طریقت، عارف اسرار و حقائق، قطب وقت اور مستجاب الدعوات تھے۔ امام داؤد طائیؒ سے ظاہری و باطنی علوم حاصل کئے مشہور ہے کہ آپ سے ہی سری سقطی وغیرہ کبار مشائخ نے علوم ظاہر و باطن حاصل کئے۔ ایک واسطہ سے امام اعظم ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین وجعلنا معہم۔ (حدائق الحنفیہ)

(۱۰۲) حافظ ابوسلیمان موسیٰ بن سلیمان جوزجانی (م ۲۰۰ھ عمر ۸۰ سال)

فقہ و حدیث کے جامع امام، حافظ محنتی کے رفیق علم، عمر میں ان سے بڑے تھے اور شہرت بھی ان سے زیادہ پائی، مامون نے قضا کے لئے کہا تو فرمایا کہ "امیر المومنین! قضا کے بارے میں حق تعالیٰ کے حقوق و فرائض کی پوری ذمہ داری سے حفاظت کیجئے اور ایسی عظیم امانت مجھ جیسے کمزور کو نہ سونپیے جس کو اپنے نفس پر اعتماد نہیں ہے۔" مامون نے کہا آپ سچ کہتے ہیں اور مجبور نہیں کیا۔ حدیث میں صاحبین کے علاوہ امیر المومنین فی الحدیث عبداللہ بن مبارک کے بھی شاگرد ہیں۔ سیر صغیر، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الرہن اور نوادر آپ کی تصنیفی یادگار ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر ص ۱۸۶)

Marfat.com

(۱۰۳) محدث عباد بن صہیب بصری (م ۲۰۲ھ)

مشہور محدث و فقیہ، امام اعظم کے تلامذہ میں سے ہیں۔ امام محمد بن شجاع کا بیان ہے کہ میں نے ان سے کہا کہ آپ کے پاس امام صاحب کا جو کچھ علمی سرمایہ ہے بیان کیجئے! کہا میرے پاس ایک الماری بھری ہوئی امام صاحب کے علوم کی ہے لیکن میں آپ سے ان کے فقہی مسائل نہیں بیان کروں گا، بلکہ حدیثی سلسلہ کی ضمنی چیزیں چاہو بیان کردوں گا۔ میں نے کہا ایسا کیوں؟ کہا کہ میں کوفہ آیا تو میں نے امام صاحب سے بہت سے مسائل سنے اور لکھے پھر میں کوفہ سے دس سال تک [illegible] پھر جب گیا تو امام صاحب سے ان ہی سابقہ مسائل کے جوابات دوسرے سنے۔ محمد بن شجاع فرماتے ہیں کہ اس بات سے [illegible] دل میں [illegible] جو عباد کے دل میں آئی تھی اور اس خلش کو دور کرنے کے لئے امام عبداللہ بن داؤد کے پاس پہنچا اور ساری بات سنائی [illegible] سے تو امام صاحب کی وسعت علمی ثابت ہوتی ہے اگر ان کے علم کا دائرہ تنگ ہوتا تو ان کا جواب ایک ہی رہتا لیکن چونکہ ان کے علوم کی وسعت بہت تھی اس لئے علمی موشگافیاں بھی ان کے لئے بہت سہل ہوگئی تھیں اور ان کے مطابق وہ اپنے فیصلے بدل سکتے تھے۔ (الجواہر المضیۃ ص۲۶۶) امام صاحب سے مسانید میں روایت حدیث بھی کی ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

(۱۰۴) امام زید بن حباب عکلی کوفی (م ۲۰۳ھ)

کبار محدثین سے روایت حدیث کی، امام احمد، ابوبکر بن ابی شیبہ، علی بن المدینی وغیرہ کے [illegible] بہت ذکی حافظ حدیث و عالم تھے تحصیل حدیث کیلئے خراسان، مصر و اندلس وغیرہ گئے۔ امام مسلم، ترمذی و [illegible] ان سے روایات ہیں۔ تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ میں ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کے حدیث میں شاگرد ہیں۔ علی بن المدینی، عجلی، ابن معین وغیرہ نے ثقہ کہا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۱۰۵) محدث مصعب بن مقدام الخثعمی کوفی (م ۲۰۳ھ)

فطر بن خلیفہ، زائدہ، عکرمہ بن عمار، مبارک بن فضالہ، مسعر، امام ابو حنیفہ، ثوری وغیرہم سے روایت کی اور آپ سے اسحٰق بن راہویہ، ابوبکر ابن ابی شیبہ، عبدالرحمن بن دینار وغیرہم نے روایت کی۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ امام مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات ہیں۔ (تہذیب ص۱۶۵) امام احمد، عجلی، ابن شاہین [illegible] [illegible] ثقہ [illegible]

(۱۰۶) امام ابوداؤد سلیمان بن داؤد بن جارود طیالسی (م ۲۰۴ھ عمر [illegible] سال)

شہر فارس کے رہنے والے تھے پھر بصرہ میں سکونت کی [illegible] [illegible] وغیرہ سے بکثرت روایت کی ہر احادیث طویلہ کو خوب یاد رکھتے تھے ایک ہزار شیوخ سے علم حدیث حاصل کیا [illegible] انہوں نے تقریباً چالیس ہزار احادیث روایت کی ہیں۔ سید الحفاظ یحیٰی بن معین، ابن المدینی، وکیع وغیرہ نے آپ کی توثیق کی۔ (بستان المحدثین)

ان کی مسند مشہور ہے جو دائرۃ المعارف حیدرآباد سے شائع ہوچکی ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

Marfat.com

(۱۰۷) محدّث کبیر خلف بن ایوب (م ۲۰۵ھ)

اہل بلخ کے امام، بڑے محدث وفقیہ مشہور ہیں۔ اولیاء کبار میں آپ کا شمار ہے حافظ خلیلی نے لکھا کہ "حدیث میں صدوق مشہور ہیں بڑے صالح، زاہد و عابد تھے، کوفیوں (احناف) کے مذہب پر فقیہ تھے۔ فقہ کی تعلیم امام ابو یوسف اور ابن ابی لیلیٰ سے پائی۔ جواہر مضیئہ میں یہ بھی لکھا کہ امام محمد و زفر سے بھی تلمذ کیا۔ امام ذہبی نے لکھا کہ صاحب علم و عمل اور خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ سلطان بلخ آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوا تو آپ نے منہ پھیر لیا۔ کسی نے کہا کہ حسن بن زیاد کے ساتھ آپ کو بڑی شیفتگی ہے حالانکہ وہ نماز میں تخفیف کرتے ہیں۔ فرمایا تخفیف نہیں بلکہ انھوں نے نماز کو سبک کر دیا ہے یعنی رکوع و سجود پوری طرح ادا کرتے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ارکان کی پوری ادائگی کے باوجود سب سے زیادہ سبک تر نماز ادا فرماتے تھے۔ آپ کے تلامذہ میں امام احمد، یحییٰ بن معین اور مشہور فقیہ و زاہد حضرت ایوب بن حسن حنفی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ امام ترمذی نے باب فضل الفقہ علی العبادۃ میں بواسطہ ابو کریب محمد بن العلاء آپ سے حدیث روایت کی ہے مگر آپ کے حالات سے واقف نہ تھے جبکہ حافظ ذہبی نے لکھا کہ ان سے تو ایک جماعت محدثین نے احادیث کی روایت کی ہے۔

ایک دفعہ کسی نے آپ سے مسئلہ پوچھا، فرمایا مجھے معلوم نہیں۔ سائل نے کہا پھر کس سے معلوم کروں؟ فرمایا حسن بن زیاد سے معلوم کر لینا جو کوفہ میں ہیں۔ اس نے کہا کوفہ تو بہت دور ہے۔ آپ نے فرمایا جسے واقعی دین کی فکر ہو اس کیلئے کوفہ بہت قریب ہے۔ رحمہ اللہ تعالےٰ۔

(۱۰۸) امام جعفر بن عون بن جعفر بن عمرو بن حریث ابو عون مخزومی کوفی (م ۲۰۷ھ)

امام بخاری نے تاریخ میں لکھا کہ آپ نے حدیث ابو عمیس، یحییٰ بن سعید اور ہشام بن عروہ وغیرہ سے حاصل کی۔ حدیث میں امام اعظم ابو حنیفہ کے بھی شاگرد ہیں اور مسانید امام میں اُن سے روایت حدیث کی ہے۔ امام علی بن المدینی نے بھی ان کے تلمذ امام کی تصریح کی ہے۔ صحاح ستہ میں ان سے روایات ہیں، تہذیب الکمال، تبییض الصحیفہ اور خیرات حسان میں بھی تصریح ہے کہ امام صاحب کے حدیث میں شاگرد تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(۱۰۹) شیخ قاسم بن الحکم بن کثیر العرنی کوفی قاضی ہمدان (م ۲۰۸ھ)

سعید بن عبید الطائی، غالب بن عبید اللہ الجزری اور امام ابو حنیفہ وغیرہ سے روایت حدیث کی، نسائی، ابو زرعہ وغیرہ نے ثقہ، صدوق کہا آپ سے امام بخاری نے ادب مفرد میں اور امام ترمذی نے جامع میں روایت کی۔ (تہذیب ۳۱۱/۸)

(۱۱۰) امام ابو محمد حسین بن حفص اصفہانی تلمیذ امام ابی یوسفؒ (م ۲۱۰ھ)

کبار محدثین کے طبقہ تاسعہ میں اور فقیہ جید تھے۔ مسلم و ابن ماجہ نے آپ سے روایت کی۔ حدیث و فقہ امام ابو یوسف سے حاصل کی، امام ابو حنیفہ کے مذہب پر فتویٰ دیا کرتے تھے، مدت تک اصفہان کے قاضی بھی رہے۔ سالانہ آمدنی ایک لاکھ درہم تھی مگر زکوٰۃ فرض نہ ہوتی تھی کیونکہ آپ کل آمدنی فقہاء اور محدثین پر صرف کر دیتے تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (حدائق حنفیہ)

Marfat.com

(۱۱۱) امام ابراہیم بن رستم مروزی (تلمیذ امام محمد)۔ م ۲۱۱ھ

اکابر و اعلام میں سے ہیں، امام محمد سے تفقہ حاصل کی، نوح بن ابی مریم اور اسد بن عمرو سے حدیث سنی جو دونوں امام اعظم کے تلامیذ خاص تھے امام مالک، ثوری، شعبہ وغیرہ سے بھی حدیث سنی ہے، بہت مرتبہ بغداد آئے اور وہاں درس حدیث دیا۔ امام احمد، ابوخیثمہ وغیرہ نے ان سے حدیث روایت کی۔ دارمی نے ابن معین سے ثقہ ہونا نقل کیا اور ابن حبان نے بھی ان کو ثقہ کہا۔ میزان اور لسان میں مفصل تذکرہ ہے۔ خلیفہ مامون رشید نے ان کو قضا کا عہدہ پیش کیا تو قبول نہ کیا اور گھر لوٹ کر اس کے شکریہ میں دس ہزار روپے خیرات کئے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر ص ۳۷)

(۱۱۲) حافظ معلی بن منصور تلمیذ امام ابویوسف و امام محمد م ۲۱۱ھ

امام ابویوسف و امام محمد کے حدیث و فقہ میں مشہور شاگرد ہیں اور ان کی کتب امالی و نوادر کے راوی بھی ہیں۔ ابوسلیمان جوزجانی بھی ان کے رفیق درس تھے اور دونوں کا مرتبہ ورع، تدین اور حفظ فقہ و حدیث میں بہت ممتاز ہے۔ حافظ معلی کو مامون نے کئی بار قضاء کا عہدہ دینا چاہا مگر انکار کیا۔ امام مالک، لیث بن سعد حنفی، حماد اور ابن عیینہ سے بھی حدیث سنی اور آپ سے ابن مدینی، ابوبکر بن ابی شیبہ اور بخاری نے غیر جامع میں روایت کی ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ میں بھی آپ سے روایت کی گئی، ابن معین، ابن سعد، ابن عدی وغیرہ نے توثیق کی ہے۔ فقہ و حدیث کے جامع امام تھے۔ (جواہر و تقدمہ نصب الرایہ)۔ امام احمد نے فرمایا کہ حافظ معلی کبار اصحاب ابی یوسف و محمد سے تھے اور نقل روایت میں ثقہ تھے (تہذیب الکمال مزی) حافظ ذہبی نے حافظ حدیث، فقیہ، احد الاعلام اور علم کے خزانوں میں سے [illegible] ابن عدی نے فرمایا میں نے ان کی کوئی حدیث منکر نہیں دیکھی حافظ ذہبی نے لکھا کہ امام بخاری نے بھی ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے کچھ حدیث سنیں۔ نماز میں خشوع و خضوع کے حیرت زا واقعات نقل ہوئے ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (تذکرۃ الحفاظ، میزان، تہذیب)

(۱۱۳) حافظ عبد الرزاق بن ہمام (تلمیذ الامام الاعظم) ولادت ۱۲۶ھ متوفی ۲۱۱ھ

صاحب مصنف مشہور، ارباب صحاح ستہ کے شیوخ و رواۃ میں ہیں۔ علامہ ذہبی نے احد الاعلام الثقات لکھا بخاری وغیرہ میں بہ کثرت احادیث آپ سے مروی ہیں۔ امام احمد نے فرمایا کہ ان سے بڑھکر روایت حدیث میں کسی کو نہیں دیکھا [illegible] یحییٰ بن معین، علی بن المدینی، امام احمد وغیرہ ان کے شاگرد ہیں، امام ذہبی نے مصنف عبد الرزاق [illegible] نے علم کا خزانہ لکھا ہے عقود الجمان میں ہے کہ امام اعظم کی خدمت میں زیادہ رہے ہیں [illegible] بھی لکھا کہ امام صاحب کے حدیث میں شاگرد ہیں۔ امام بخاری نے تاریخ میں لکھا کہ معمر، ثوری، ابن جریج سے روایت حدیث کی [illegible] جو کچھ میں ان کی کتاب سے روایت کروں وہ سب سے زیادہ صحیح ہے مگر امام صاحب سے تلمذ و روایت حدیث کا ذکر نہیں کیا [illegible] اثبات وجود بین اللہ المستعان

(۱۱۴) امام اسماعیل بن حماد بن الامام الاعظم (تلمیذ الامام)، متوفی ۲۱۲ھ

فاضل اجل، عابد زاہد، صالح و متدین اور اپنے وقت کے امام با مداقت فقیہ تھے اپنے والد بزرگوار، امام حماد اور حسن بن زیاد سے

Marfat.com

حاصل کیا اور علم حدیث اپنے والد اور قاسم بن معن وغیرہ سے۔ پہلے بغداد، پھر بصرہ، پھر رقہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ آپ احکام قضایا، وقائع و نوازل کے بہت بڑے ماہر و بصیر تھے۔ محمد بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ سے اب تک کوئی قاضی آپ سے زیادہ علم و بصیرت والا نہیں ہوا۔ آپ نے ایک جامع کتاب فقہ میں اور ایک کتاب قدریہ کے رد میں اور ایک اجباریہ کے رد میں تصنیف فرمائی۔

تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ آپ کا ایک ہمسایہ خراسان فرقۂ رافضیہ سے تھا جس نے فرط تعصب و جہالت سے اپنے دو خچروں کا نام ابوبکر و عمر رکھا تھا۔ ایک رات کو ان میں سے ایک نے اس کو ایسی لات ماری کہ وہ مر گیا۔ آپ نے لوگوں سے کہا کہ ہمارے جد امجد امام اعظمؓ نے پیش گوئی کی تھی کہ اس کو عمر ہلاک کریگا پس اب تم جا کر دریافت کرلو کس خچر نے اس کو ہلاک کیا ہے؟ جب لوگوں نے دریافت کیا تو اس کا قاتل عمر ہی نکلا۔ (حدائق صـ۱۴۱)

(۱۱۵) امام بشر بن ابی الازہر تلمیذ امام ابی یوسف م ۲۱۳ھ

کوفہ کے مشہور محدثین و فقہا سے تھے۔ فقہ امام ابو یوسف سے، حدیث ان سے نیز ابن مبارک و ابن عیینہ وغیرہ سے حاصل کی۔ آپ سے علی بن المدینی اور محمد بن یحییٰ ذہلی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ [illegible] (حدائق)

(۱۱۶) حافظ عبد اللہ بن داؤد خریبی (متوفی ۲۱۳ھ)

حدیث و فقہ کے امام و مقتدا تھے۔ حافظ ذہبی نے آپ کا تذکرہ حفاظ حدیث میں کیا ہے۔ امام اعظم کے حدیث و فقہ میں شاگرد خاص تھے۔ مسانید امام میں امام صاحب سے ان کی روایات موجود ہیں۔ امام مسلم کے علاوہ امام بخاری وغیرہ تمام اصحاب صحاح ستہ نے ان سے تخریج کی ہے۔ ورع و تقویٰ میں بے مثال تھے۔ خود فرماتے تھے کہ سوا ایک مرتبہ بچپن کے زمانہ کے میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ امام طحاوی نے نقل کیا کہ موصوف سے کسی نے دریافت کیا کہ امام ابوحنیفہ پر لوگوں نے کیا عیب لگایا ہے؟ فرمایا۔ میں تو اتنا جانتا ہوں کہ جن امور میں ان پر لوگوں نے نکتہ چینی کی ہے ان سب میں وہ غلطی پر تھے اور امام صاحب صواب پر۔ میں نے امام صاحب کو دیکھا کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کر رہے تھے میں بھی ان کے ساتھ تھا اور تمام لوگوں کی نظریں ان ہی پر تھیں، ان کے غیر معمولی فضل و کمال کا شہرہ عام تھا اور تمام لوگوں کے دیدہ و دل بے اختیار ان کی طرف مائل تھے۔ ایک دفعہ کسی نے کہا کہ بعض لوگوں نے امام صاحب سے کچھ مسائل لکھے پھر کچھ عرصہ بعد امام صاحب سے ملے تو آپ نے ان میں سے بعض مسائل سے رجوع کر لیا تھا۔ فرمایا خبردار! اس بات سے متاثر ہو کر تم امام صاحب کی عقیدت مت کم کرنا، کیونکہ امام صاحب علم فقہ کے ماہر و حاذق تھے اور حاذق فقیہ کا علم ایک جگہ پر نہیں ٹھہرتا اس لئے وہ اپنی ترقی وسعت نظر کے ساتھ ضرور بہت سے فقہی مسائل سے رجوع کر لیتا ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ (تقدمہ نصب الرایہ و جواہر مضیۃ صـ۲۶۵)

(۱۱۷) حافظ ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن یزید المقری (م ۲۱۳ھ)

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے خواص اصحاب و تلامذہ میں سے جلیل القدر حافظ حدیث و فقیہ کامل تھے۔ حافظ ذہبی نے بھی آپ کو طبقۂ حفاظ میں ذکر کیا ہے اور آپ کو امام محدث و شیخ الاسلام لکھا۔ یہ بھی لکھا کہ آپ نے ابن عون اور امام ابوحنیفہ وغیرہ سے حدیث سنی ہے۔ امام صاحب

Marfat.com

سے بکثرت روایت حدیث کرنے والوں میں ہیں۔ دجامع المسانید صحاح ستہ کے شیوخ ورواۃ میں ہیں نسائی اور ابو حاتم خلیلی ابن سعد وغیرہ نے ثقہ اور کثیر الحدیث لکھا۔ بصرہ کے قریب رہتے تھے پھر مکہ معظمہ کی سکونت کی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (امانی الاحبار وغیرہ)

(۱۱۸) امام اسد بن الفرات قاضی قیروان و فاتح صقلیہ م ۲۱۳ھ

امام مالک سے موطا سنی اور جب امام مالک سے [illegible] سوالات زیادہ کئے تو امام مالک نے عراق جانے کا مشورہ دیا۔ وہاں پہونچکر امام ابو یوسف، امام محمد اور دوسرے اصحاب امام اعظم سے فقہ میں تخصص حاصل کیا۔ [illegible] مصر پہونچ کر اور شیخ عبد اللہ بن وہب مصری م ۱۹۷ھ و تلمیذ اکبر امام مالک [illegible] مسائل میں امام مالک کا مذہب بتلا دیجئے! ۔ ابن وہب نے عذر کیا تو شیخ ابن قاسم مصری م [illegible] امام [illegible] گئے۔ انھوں نے کچھ مسائل یقین کے ساتھ اور کچھ شک سے بیان کئے۔ اس طرح [illegible] کہلائیں جن کی ایک نقل موصوف نے ابن قاسم کی [illegible] کے حالات میں نقل ہوتا ہے کہ ان کے پاس تقریباً تین سو جلدیں مسائل امام مالک کی [illegible] امام اسد بن الفرات ہی نے قیروان میں امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے [illegible] حنفی"، کو رواج دینے میں سعی کی جو دیار مغرب اندلس [illegible] دور تک اکثریت اسی مذہب کی رہی۔ [illegible]

معلوم ہوا کہ امام مالک [illegible] کی جامعیت اور [illegible] بعد بھی اپنے تلامذہ کو تکمیل علم کے [illegible] اصحاب الامام [illegible] اور خلوص و للہیت کا ثمرہ بھی کتنا اچھا اسی دنیا میں [illegible] کی عظیم الشان علمی خدمت انجام دی اور دور دور تک [illegible]

(۱۱۹) امام احمد بن حفص ابو حفص کبیر بخاری م ۲۱۷ھ

بخارا کے مشاہیر ائمہ حدیث میں تھے۔ امام ذہبی نے [illegible] سمعانی نے لکھا کہ آپ سے بے شمار لوگوں نے روایت حدیث کی [illegible] اور امام محمد کے کبار تلامذہ میں آپ کا شمار ہے۔ امام بخاری [illegible] وفات کے بعد امام بخاری اور ابو حفص صغیر کے بعض تعلقات [illegible] رہیں۔ امام بخاری کے والد کی وفات کے بعد امام ابو حفص کبیر [illegible] بر و صلہ کرتے رہے۔ امام بخاری نے خود لکھا کہ میں نے جامع سفیان امام موصوف سے [illegible] امام بخاری کے مشائخ میں لکھا ہے لیکن سفر حج کے دوران امام بخاری [illegible] وغیرہ

Marfat.com

کے اثرات غالب آگئے۔ یہ سب لوگ فقہ سے مناسبت نہ رکھتے تھے اور خصوصیت سے امام اعظم اور آپ کے اصحاب کی طرف سے بُرے جذ
وخیالات رکھتے تھے چنانچہ امام بخاری نے بھی تاریخ وغیرہ میں وہی باتیں بے تحقیق لکھدیں جو ان لوگوں سے سنی تھیں۔

غرض امام بخاری پر ابتدائی ۱۶ سال کی عمر تک جو بہتر اثرات فقہ اور فقہاء حنفیہ کے بارے میں تھے وہ ختم ہوگئے اور پھر وہ اہل فتویٰ کے
درجہ تک کبھی نہ پہونچ سکے۔ اسی لئے شیرازی نے آپ کا ذکر "طبقات الفقہاء" میں نہیں کیا۔ (تعلیق دراسات اللبیب مولانا عبدالرشید نعمانی
امام ابوحفص کبیر کا حافظہ حیرت انگیز تھا، خلف بن ایوب اور ابوسلیمان آپ کے رفیق درس تھے۔ جو کچھ وہ دونوں ایک برس میں یاد کر
یہ ایک ماہ میں یاد کر لیتے تھے۔ وہ کہتے تھے یہ لکھنے سے بھی بے نیاز تھے۔ جب امام محمد نے ان سب کو سند فراغت اور اجازت افتاء دی
تو خلف بلخ کو، ابوسلیمان سمرقند کو اور آپ بخارا کو روانہ ہوئے۔ آپ نے کشتی کا سفر کیا تو آپ کی ساری کتابیں پانی کے تھپیڑوں سے
خراب ہوگئیں۔ بخارا پہونچکر جس قدر پڑھا اور لکھا تھا اس کو پھر سے لکھ ڈالا بجز تین یا پانچ مسائل کے الف اور واو تک بھی مقدم و مؤخر
نہ ہو پائے۔ آپ کے علم کا بڑا رعب و جلال تھا۔ ایک دفعہ والی بخارا محمد بن طالوت نے زیارت کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے روکا کہ تم ان سے بات
بھی نہ کر سکو گے، وہ نہ مانا اور ملاقات کو گیا، سلام کرکے بیٹھ گیا آپ نے خود اس سے ہر چند کہا کہ کوئی مطلب ہو تو کہو مگر وہ اس قدر مرعوب
کہ کچھ نہ کہہ سکا۔ واپس ہو کر لوگوں سے کہا کہ تم واقعی درست کہتے تھے۔ میری طرف جس وقت امام نے دیکھا تو میں اپنے ہوش کھو چکا تھا
آپ نے ۲۱۲ھ میں فرمایا تھا کہ اگر میں آئندہ سات سال کے اندر نہ مروں تو خدا کے نزدیک میری کچھ بھی قدر نہیں۔ چار پانچ سال
ہی انتقال فرمایا۔ آپ کے زمانہ میں امام بخاری فارغ التحصیل ہو کر بخارا پہونچے اور فتوی دینا شروع کیا تو آپ نے اُن کو روکا
آپ فتوی دینے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ آپ نے اپنے شیخ کا ارشاد نہیں مانا اور فتاوی دیئے جن سے ہنگامے ہوئے اور
سے نکلنا پڑا۔ رحمہم اللہ کلہم رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق وغیرہ)

(۱۲۰) شیخ ہشام بن اسمٰعیل بن یحییٰ بن سلیمان بن عبدالرحمن الحنفی الفقیہ (م ۲۱۷ھ)

ابوداؤد، ترمذی، نسائی نے ان سے روایت کی، ان سے ابوعبید، بخاری، یزید بن محمد ابوزرعہ دمشقی وغیرہم نے روایت کی۔ ابن عما
کہا کہ عباد سے تھے دمشق میں آپ سے افضل میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ عجلی نے شیخ کیس، ثقہ، صاحب سنۃ کہا، ابن حبان نے ثقا
میں ذکر کیا۔ خود حافظ نے آپ کو حنفی فقیہ لکھا ہے۔ (تہذیب ص ۳۴/۱۱)

(۱۲۱) حافظ علی بن معبد بن شداد العبدی الرقی (م ۲۱۸ھ)

امام محمد کے اصحاب خاص میں سے محدث اجل، فقیہ اکمل، شیخ ثقہ، مستقیم الحدیث حنفی المذہب، امام احمد کے طبقہ میں تھے
سے مصر آئے اور وہیں سکونت کی۔ حدیث امام محمد، ابن مبارک، لیث بن سعد حنفی، ابن عیینہ، عیسیٰ بن یونس، وکیع وغیرہ تلامذۂ امام
سے حاصل کی اور آپ سے یحییٰ بن معین، محمد بن اسحٰق، ابوعبید قاسم بن سلام وغیرہ نے روایت کی، ابوداؤد و نسائی نے بھی آپ سے تخر
کی، آپ نے امام محمد سے جامع کبیر اور جامع صغیر بھی روایت کی، مصر میں درس حدیث دیا ہے، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا
مستقیم الحدیث کہا، ابوحاتم نے ثقہ کہا، حاکم نے شیخ وقت اور اجلہ محدثین سے شمار کیا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (امانی الاحبار، حدائق حنف

(۱۲۲) امام ابونعیم فضل بن دکین کوفی (ولادت ۱۳۰ھ م ۲۱۹ھ)

حدیث امام اعظم، مسعر، سفیان ثوری، شعبہ وغیرہ سے سنی، تمام ارباب صحاح ستہ نے آپ سے روایت کی۔ امام بخاری آپ

Marfat.com

تاریخ میں بھی اقوال نقل کرتے ہیں۔ امام بخاری و مسلم کے کبار شیوخ میں ہیں اور امام اعظم کے خصوصی تلامذہ میں سے ہیں اور مسانید میں بکثرت امام صاحب سے روایتِ حدیث کی ہے عجلی نے حدیث میں ثقہ، ثبت کہا۔ سید الحفاظ ابن معین نے فرمایا کہ میں نے دو شخصوں سے زیادہ اثبت نہیں دیکھا ابو نعیم اور عفان۔ ابن سعد نے ثقہ، مامون، کثیر الحدیث و حجت کہا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ وامانی الاحبار)

(۱۲۳) شیخ حمیدی ابوبکر عبداللہ بن الزبیر بن عیسیٰ بن عبیداللہ بن اسامہ (م ۲۱۹ھ)

شیخ حمیدی بڑے پایہ کے محدث ہیں سفیان بن عیینہ (تلمیذ خاص امام اعظم) کے تلمیذ خاص ہیں اور اسی وجہ سے امام شافعی وغیرہ ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔ ان کے علاوہ مسلم بن خالد فضیل بن عیاض (تلمیذ امام اعظم) اور دراوردی وغیرہ سے بھی حدیث حاصل کی۔ آپ سے امام بخاری، ذہلی، ابو زرعہ، ابو حاتم، بشر بن موسیٰ وغیرہ نے روایت کی۔ امام بخاری نے آپ کے اور نعیم خزاعی کے اعتماد پر امام اعظم کے بارے میں ایسی باتیں نقل کی ہیں جو ان کے شایان شان نہ تھی جس پر حافظ سخاوی شافعی کو "اعلان بالتوبیخ" میں لکھنا پڑا کہ ابن عدی، خطیب ابن ابی شیبہ، بخاری، نسائی اور ابن شیخ نے ائمہ متبوعین کے بارے میں جو طریقہ اختیار کیا ہے [illegible] کیا جائے۔"

حافظ ابن حجر نے لکھا کہ حمیدی فقہ و حدیث میں امام بخاری کے شیخ تھے [illegible] وغیرہ [illegible] بارے میں شدید تھے۔ (۲) ان کے خلاف بڑے کلمات استعمال کرتے [illegible] تھے۔ (۳) [illegible] اپنی طبیعت پر قابو نہ رکھ سکتے تھے۔ (۴) کوئی شخص ان کے خلاف [illegible] کر دیتے تھے۔ امام شافعی کی مجلس میں ابن عبد الحکم اور ان کے [illegible] جہمی اور متروک الحدیث کہدیا۔ پھر انھوں نے [illegible] جہمی [illegible] ان سے روایت بھی کی۔ بخاری نے بھی ان سے تخریج کی ہے مسند حمیدی [illegible] میں بہترین ٹائپ سے عمدہ کاغذ پر حضرت المحترم مولانا ابو المآثر الحاج حبیب الرحمن صاحب اعظمی دامت برکاتہم کی [illegible] کے ساتھ زیر طبع ہے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

(۱۲۴) امام عیسیٰ بن ابان بن صدقہ البصری (م ۲۲۱ھ)

حدیث و فقہ کے امام جلیل القدر ہیں علم حدیث میں آپ کے شیخ [illegible] امام محمد سے فقہ میں تلمذ کیا۔ بصرہ کے قاضی رہے۔ ہلال بن یحییٰ کا قول ہے کہ ابتدائے اسلام سے اب تک کوئی قاضی [illegible] امام بکار بن قتیبہ کا قول ہے کہ دو قاضیوں کی نظیر نہیں ہے اسماعیل بن حماد بن الامام الاعظم اور عیسیٰ بن ابان۔ پہلے امام محمد وغیرہ [illegible] اور کہتے تھے کہ یہ لوگ حدیث کے خلاف کرتے ہیں۔ پھر قریب ہو کر مستفید ہوئے تو [illegible] جو اٹھ گئے۔ مجھے گمان نہیں تھا کہ خدا کی خدائی میں اس جیسا شخص بھی [illegible] میرے پاس کوئی دوسرا شخص لایا جائے جو میری طرح مالی تصرفات کرتا ہو تو میں [illegible]

(۱۲۵) امام یحییٰ بن صالح الوحاظی ابو زکریا (ولادت ۱۴۹ھ م ۲۲۲ھ)

خلاصہ میں احد کبار المحدثین والفقہاء لکھا۔ امام مالک اور امام محمد سے حدیث حاصل کی حنفی ہیں اور امام بخاری کے استاد ہیں۔ امام محمد کے مکہ معظمہ تک رفیق سفر بھی رہے ہیں۔ آپ سے ابو زرعہ، ابو حاتم، اور امام نسائی کے علاوہ تمام ارباب صحاح ستہ نے روایت کی ہے۔

Marfat.com

منقول ہے کہ امام یحییٰ بن معین نے آپ سے کہا کہ اے ابو زکریا ہر بات سے پرہیز کرنا کیونکہ میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے
سنا ہے ... نے آپ کی توثیق کی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر و امانی)

(۱۲۶) حافظ سلیمان بن حرب بغدادیؒ (متوفی ۲۲۴ھ)

مشہور حافظ حدیث ہیں ابو حاتم نے بیان کیا کہ میں آپ کی مجلس درس میں شریک ہوا حاضرین کا اندازہ چالیس ہزار تھا۔ قصر مامون کے پاس ایک ... (تذکرۃ الحفاظ)

(۱۲۷) امام ابو عبید قاسم بن سلامؒ (م ۲۲۴ھ یا ۲۲۵ھ)

ابن عیینہ، حفص بن غیاث، یحییٰ القطان، ابن مبارک، وکیع، یزید بن ہارون (تلامذۂ امام اعظم) وغیرہ سے روایت کی، مشہور محدث فقیہ، نحوی تھے، طرسوس کے قاضی رہے۔ اسحٰق بن راہویہ کا قول ہے کہ خدا کو حق بات پیاری ہے ابو عبید مجھ سے زیادہ افقہ و اعلم ہیں۔ ہم ان کے محتاج ہیں وہ ہمارے محتاج نہیں۔ غریب الحدیث کی تفسیر میں بہت مشہور ہوئے کیونکہ بڑے ادیب تھے۔ ایک کتاب "غریب الحدیث" ... سال میں تالیف کی۔ (تہذیب ...)

(۱۲۸) حافظ ابوالحسن علی بن الجعد بن عبید الجوہری بغدادیؒ (ولادت ۱۳۴ھ م ۲۳۰ھ)

بخاری و ابو داؤد کے رواۃ میں سے مشہور محدث و فقیہ ہیں۔ حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں محدث عبدوس اور موسیٰ بن داؤد کا قول نقل کیا کہ ... سے کسی کو ... نہیں دیکھا ... کسی نے کہا کہ ان کو جہمی کہا گیا ہے تو فرمایا کہ لوگوں نے جھوٹا الزام لگایا ہے۔ ابن معین نے توثیق کی ... ابو زرعہ نے صدوق فی الحدیث کہا، دار قطنی نے ثقہ مامون کہا ... ابو یوسف کے خاص اصحاب میں سے ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ کو بھی دیکھا اور آپ کے جنازہ میں حاضر ہوئے تھے۔ حدیث جریر بن عثمان، شعبہ، ثوری اور امام مالک وغیرہ سے روایت کی۔ اور آپ سے امام بخاری، ابو داؤد، ابن معین، ابوبکر ابن ابی شیبہ، ابو زرعہ، ابن ابی الدنیا، ... وغیرہ نے روایت کیا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق، امانی)

(۱۲۹) شیخ فرخ مولیٰ امام ابی یوسفؒ (ولادت ... م ۲۳۰ھ)

محدث ثقہ ... امام احمد، ابن معین، امام بخاری، مسلم، ابو داؤد، ابو زرعہ وغیرہ نے آپ سے حدیث روایت کی اور توثیق کی۔ صغر سنی میں امام اعظم کو بھی آپ نے دیکھا تھا اور جنازہ پر حاضر ہوئے تھے۔ فقہ میں امام ابو یوسف سے درجۂ تخصص حاصل کیا اور آپ سے احمد بن ابی عمران استاذ امام طحاوی نے تفقہ کیا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق)

(۱۳۰) سید الحفاظ امام یحییٰ بن معین ابو زکریا بغدادی (تلمیذ الامام ابی یوسفؒ و امام محمد) متوفی ۲۳۳ھ

تذکرۃ الحفاظ میں آپ کو "الامام الفرد سید الحفاظ" لکھا۔ آپ نے جامع صغیر امام محمد سے پڑھی اور فقہ حاصل کیا اور حدیث امام ابو یوسف سے حاصل کی۔ "عیون التواریخ" میں ہے کہ امام احمد، ابن مدینی، شیخ اکبر امام بخاری، ابوبکر بن ابی شیبہ اور اسحٰق آپ کے کمال علم و فضل کی وجہ سے تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ آپ کو ورثہ میں دس لاکھ روپے ملے تھے جو سب آپ نے تحصیل علم حدیث پر صرف کر دیئے تھے اور اپنے ہاتھ سے چھ لاکھ احادیث لکھیں۔ امام احمد کا قول ہے کہ جس حدیث کو یحییٰ نہ جانیں وہ حدیث نہیں ہے۔ علامہ کوثری نے لکھا کہ میں نے آپ کی تصنیف کردہ "تاریخ" اور "روایت الدوری" کتب خانہ ظاہریہ دمشق میں دیکھی ہے جرح و تعدیل کے سلسلہ میں آپ سے روایات میں اختلاف بھی پایا جاتا ہے ... ذہبی نے جو رسالہ ... کلام کے بارے میں تالیف کیا ہے اس میں ابن معین کو متصلب حنفی، بلکہ متعصب بھی

وسیع چبوترہ بنایا گیا جس پر آپ بیٹھ کر درس دیتے تھے ... خلیفہ مامون ... حاضر ہوتے تھے ... (تذکرۃ الحفاظ)

لکھا ہے۔ باوجود اس کے بھی بعض رواۃ نے آپ کی طرف بعض اصحاب امام اعظم کے بارے میں سخت ناموزوں کلمات منسوب کر دیئے ہیں جو یقیناً آپ نے نہیں کہے ہوں گے۔ (مقدمہ نصب الرایہ)

النجوم الزاہرہ میں ہے کہ امام بخاری نے فرمایا: "میں نے اپنے آپ کو کسی اہل علم کے سامنے حقیر نہیں پایا بجز یحییٰ بن معین کے" (الرسالۃ المستطرفہ ص۱۰۵)

حافظ ابو عبید قاسم بن سلام کا قول ہے کہ حدیث کا علم چار شخصوں پر منتہی ہوا جن میں ابو بکر بن ابی شیبہ حسن ادا ہیں۔ امام احمد تفقہ میں، یحییٰ بن معین جامعیت میں اور علی بن المدینی وسعت معلومات میں ایک دوسرے سے زیادہ ہیں۔ ایک بار اس طرح فرمایا کہ حدیث کے ربانی عالم چار ہیں جن میں حلال و حرام کے سب سے بڑے عالم امام احمد، روانی و حسن سیاق میں سب سے بہتر علی بن مدینی، تصنیف میں سب سے زیادہ خوش سلیقہ ابو بکر بن ابی شیبہ۔ اور صحیح و غیر صحیح احادیث کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے یحییٰ بن معین ہیں۔ ابو علی صالح بن محمد بغدادی نے اس طرح موازنہ کیا کہ حدیث و علل کے سب سے بڑے عالم علی بن مدینی، فقہ و حدیث میں سب سے بڑھکر احمد بن حنبل تصحیف مشائخ کے بارے میں سب سے زیادہ باخبر یحییٰ بن معین اور مذاکرہ کے وقت سب سے زیادہ یادداشت رکھنے والے ابو بکر بن ابی شیبہ ہیں (امام ابن ماجہ اور علم حدیث ص۱۸۵ مولفہ مولانا عبد الرشید نعمانی)۔ غرض سید الحفاظ ابن معین کی عجیب علمی شان ہے جس سے موافق و مخالف ہر ایک نے فائدہ اٹھایا۔ امام اعظم اور آپ کے اصحاب عظام کے خلاف جو حسد و عناد اور تعصب وغیرہ کی بنیادوں پر دھڑے بندیاں کی گئیں ان کے مقابلہ میں حافظ ابن معین نے انتہائی تدبر اور صبر و ضبط کے ساتھ کام لیا ہے۔ آپ کی مدح و توثیق اور اسی طرح نقد و جرح انتہائی محتاط تھی۔ اپنے اکابر ائمہ و اساتذہ کے بارے میں بہت مختصر کلمات مدح فرمایا کرتے تھے۔ تمام اصحاب صحاح ستہ کے شیوخ و رواۃ میں ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

(۱۳۱) حافظ علی بن محمد ابو الحسن طنافسی (متوفی ۲۳۳ھ)

حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں "محدث و عالم قزوین" لکھا ہے۔ علمی خاندان سے تھے۔ آپ کے دونوں ماموں یعلی بن عبید اور محمد بن عبید بھی بڑے محدث تھے اور صاحبزادے حسین قزوین کے قاضی تھے۔ آپ نے کوفہ کے مشاہیر اہل حدیث کی شاگردی کی۔ قابل ذکر اساتذہ عبد اللہ بن ادریس، حفص بن غیاث، وکیع، ابن عیینہ (تلامذہ امام اعظم) اور ابو معاویہ، ابن وہب وغیرہ ہیں۔ اور آپ سے ابو زرعہ، ابو حاتم، ابن ماجہ اور صاحبزادے حسین طنافسی وغیرہ علماء حدیث نے روایت کی۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا اور محدث خلیلی نے آپ کو اور آپ کے بھائی حسن بن محمد طنافسی کو قزوین کے بلند پایہ امام کہا۔ دور دور سے علماء تحصیل حدیث کے لئے آپ کے پاس آتے تھے۔ ابو حاتم نے کہا کہ آپ ثقہ صدوق تھے اور آپ مجھے باعتبار فضل و صلاح ابو بکر بن ابی شیبہ (صاحب مصنف مشہور) سے بھی زیادہ محبوب ہیں اگرچہ ابو بکر حدیث کے علم و فہم میں زیادہ ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (تہذیب و تذکرہ)

(۱۳۲) امام محمد بن سماعہ تمیمی (م ۲۳۳ھ عمر ۱۰۳ [illegible])

مشہور محدث و فقیہ تلمیذ خاص امام ابی یوسفؒ و امام محمدؒ و امام حسن بن زیادؒ [illegible] صاحب اختیارات فی المذہب اور صاحب روایات و مصنفات لکھا ہے۔ ابن معین فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح اہل رائے میں امام محمد بن سماعہ سچی تلی بات کہتے ہیں اگر اسی طرح اہل حدیث بھی کہتے تو نہایت درجہ کی اچھی بات ہوتی اور انتقال پر فرمایا کہ اہل رائے سے علم کی خوشبو رخصت ہو گئی۔

یہی محمد بن سماعہ اپنے شیخ امام ابو یوسف کے بارے میں راوی ہیں کہ وہ قضا کے زمانہ میں بھی روزانہ دو سو رکعت پڑھا کرتے تھے اور خود ان کا بھی یہی معمول دوسروں نے نقل کیا ہے۔ مامون کے زمانے میں بغداد کے قاضی رہے معتصم کے زمانے میں بوجہ ضعف بصر مستعفی ہو گئے

Marfat.com

تھے۔ آپ ہی نے امام ابو یوسف اور امام محمد کے نوادر کو کتابی صورت میں جمع کیا۔ آپ نے امام محمد کو خواب میں دیکھا کہ سوئی کا سوراخ بنا رہے ہیں تعبیر دینے والے نے بتایا کہ وہ شخص حکمت کی باتیں کہتا تھا لہذا تم سے اس کی کوئی بات نظر انداز نہ ہو جائے۔ اس پر آپ نے امام محمد کے نوادر ملفوظات جمع کر دیئے۔ ابن سماعہ بڑے عابد و زاہد تھے۔ خود بیان کیا کہ چالیس سال تک تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی سوا ایک دن کے جس روز والدہ ماجدہ کی وفات ہوئی تو ایک نماز جماعت سے نہ ہو سکی۔ اس کی تلافی کے خیال سے میں نے پچیس نمازیں پڑھیں۔ خواب میں کسی نے کہا۔ اے محمد! تم نے پچیس نمازیں ضرور پڑھیں لیکن تامین ملائکہ کو کہاں سے لاؤ گے؟۔ آپ کی تصانیف میں سے کتاب ادب القاضی کتاب المحاضر والسجلات اور نوادر زیادہ مشہور ہیں رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر ص۵۴ و تقدمہ نصب الرایہ)

(۱۳۳) حافظ محمد بن عبد اللہ بن نمیر کوفیؒ (متوفی ۲۳۴ھ)

یہ اور ان کے والد ماجد حافظ عبد اللہ بن نمیر م ۱۹۹ھ بلند پایہ محدث تھے۔ والد ماجد امام اعظم کے مشہور تلامذہ میں سے تھے۔ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں آپ کے واسطہ سے امام اعظم کی متعدد روایات نقل کی ہیں۔ جواہر مضیئہ میں ان کا تذکرہ ہے۔ حافظ محمد بن عبد اللہ مذکور کو درۃ العراق کہا کرتے اور بڑی تعظیم کرتے تھے۔ علی بن الحسین بن الجنید نے کہا کہ کوفہ میں ان کے علم، فہم، زہد اور اتباع سنت کی نظیر نہ تھی۔ احمد بن صالح مصری نے کہا کہ بغداد میں امام احمد اور کوفہ میں محمد بن عبد اللہ بن نمیر کا مثل نہیں تھا۔ یہ دونوں جامع شخص تھے۔ امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ سب ان کے شاگرد ہیں صحیح مسلم میں ۳۰۵ حدیث آپ سے روایت کیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (تہذیب و تذکرہ)

(۱۳۴) حافظ ابو خیثمہ زہیر بن حرب النسائیؒ (ولادت ۱۶۰ھ عمر ۷۴ سال م ۲۳۴ھ)

مشہور حافظ حدیث، اکابر ائمہ محدثین، سفیان بن عیینہ، یحییٰ القطان، عبد الرزاق بن ہمام صاحب مصنف، حفص بن غیاث، عبد اللہ بن ادریس و وکیع (تلامذہ و اصحاب امام اعظم) کے شاگرد ہیں، امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا اور ایک بڑی جماعت محدثین نے آپ سے روایت کی۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا اور لکھا کہ یہ امام احمد و یحییٰ بن معین کے درجہ کے ہیں۔ یعقوب بن شیبہ اور ابن نمیر نے اُن کو حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ پر بھی ترجیح دی ہے۔ امام نسائی و خطیب نے ثقہ، ثبت، حجۃ، حافظ متقن وغیرہ لکھا۔ صرف صحیح مسلم میں ان کی سند سے بارہ سو اکیاسی احادیث مروی ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ و تہذیب) ان مناقب عالیہ و جلالت قدر کے ساتھ بے واسطہ بھی امام اعظم سے حدیث میں تلمذ کا شرف حاصل ہے اور آپ سے مسانید میں روایات کی ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ (جامع المسانید)

(۱۳۵) حافظ سلیمان بن داؤد بن بشر بن زیاد ابو ایوب المنقری معروف بہ شاذکونیؒ م ۲۳۴ھ

مشہور حافظ حدیث، ثقہ، کثیر الحدیث تھے بغداد آکر درس حدیث دیا پھر اصفہان جاکر سکونت کی۔ امام احمد و یحییٰ بن معین کے درجہ میں تھے خطیب نے نقل کیا کہ ابو عبید قاسم بن سلام نے کہا۔ علم حدیث امام احمد، علی بن عبد اللہ، یحییٰ بن معین اور ابو بکر بن ابی شیبہ پر منتہی ہوا اور امام احمد ان میں سے افقہ تھے، علی اعلم تھے۔ یحییٰ بن معین میں جامعیت تھی، ابو بکر بن ابی شیبہ حفظ حدیث میں بڑھ کر تھے۔ ابو یحییٰ نے کہا کہ ابو عبید سے خطا ہوئی حفظ حدیث میں سب سے بڑھ کر مرتبہ سلیمان بن داؤد شاذکونی کا ہے۔ محدث خوارزمی نے اس کے بعد لکھا کہ شاذکونی بھی ان حضرات میں ہیں جو مسانید میں امام صاحب سے روایت کرتے ہیں۔ (جامع المسانید ص۵۴۲)

(۱۳۶) حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ (عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان عبسی کوفیؒ) م ۲۳۵ھ

تذکرۃ الحفاظ میں الحافظ، عدیم النظیر، الثبت، النحریر لکھا۔ امام بخاری، مسلم، ابوداؤد و ابن ماجہ کے استاذ ہیں اور ان کی کتابوں میں

Marfat.com

آپ سے بہ کثرت روایات ہیں۔ عمرو بن فلاس نے کہا کہ آپ سے بڑا حافظ حدیث ہماری نظر سے نہیں گذرا۔ ابوزرعہ نے کہا کہ میں نے آپ سے ایک لاکھ احادیث لکھیں۔ آپ کی بہترین یادگار "مصنف" دنیائے اسلام کی بے نظیر کتابوں میں ہے جس پر مفصل تبصرہ کرنا مناسب ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ:- حافظ ابن حزم نے اس کو موطا امام مالک پر مقدم کیا ہے احادیث احکام کی جامع ترین کتاب ہے جس میں اہل حجاز و اہل عراق کی روایات و آثار کو جمع کیا ہے علامہ کوثری نے لکھا کہ حافظ موصوف کبار ائمہ حدیث میں سے تھے آپ کی مصنف ابواب فقہ پر مرتب ہے۔ ہر باب میں حدیث مرفوع، موصول، مرسل، مقطوع و موقوف کے ساتھ آثار و اقوال صحابہ و فتاوی تابعین اور اہل علم کے اقوال بطریق محدثین سند کے ساتھ جمع کئے ہیں جن سے مسائل اجماعیہ و خلافیہ پر پوری روشنی ملتی ہے اور ادلہ فقہ حنفی کا بھی بہترین ذخیرہ اس میں موجود ہے۔ مصنف مذکور کے مکمل قلمی نسخہ کی ۸ ضخیم جلدیں مکتبہ مراد ملا استنبول میں موجود ہیں جہاں مصنف عبدالرزاق کا بھی مکمل نسخہ پانچ ضخیم جلدوں میں موجود ہے۔ ہندوستان میں کامل نسخے خزانۂ آصفیہ اور مکتبہ سندیہ میں ہیں ناقص بہت جگہ ہیں۔

امام اعظم کا طریقہ تدوین فقہ کے سلسلہ میں یہ تھا کہ دنیائے اسلام کے سینکڑوں ہزاروں محدثین آپ کی خدمت میں حدیث و فقہ کی تحصیل کے لئے جمع ہوتے تھے ان کی موجودگی میں احادیث احکام پر غور ہوتا تھا ناسخ و منسوخ کی بھی پوری چھان بین ہوتی تھی رجال پر بھی نظر ہوتی تھی، آثار صحابہ و فتاوی تابعین کو بھی دیکھا جاتا تھا جن سے معلوم ہوتا تھا کون کون سی احادیث کس کس طرح اور کس درجہ کے لوگوں میں متداول و معمول بہا رہی ہیں۔ خاص طور سے ہم شکر کار تدوین فقہ کی تو پوری توجہ [illegible] حافظ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں بھی ان سب امور کا ذکر پوری طرح کیا ہے۔

ظاہر ہے کہ جو روشنی فصل مسائل احکام میں اس پوری تفصیل سے مل سکتی تھی وہ ان کتابوں سے نہیں مل [illegible] مجردہ صحیحہ جمع کی گئیں۔ اس طرز کی علمی و حدیثی گراں قدر خدمت مصنف عبدالرزاق میں بھی تھی [illegible] تالیف میں احادیث نبویہ کے ساتھ صحابہ کے فتاوی و فیصلوں کو جامع الابواب کے نام سے جمع کیا تھا جمع احادیث مجردہ کی تحریک [illegible] اسحق بن راہویہ نے کی جس پر سب سے پہلے امام بخاری نے عمل کیا اور پھر دوسرے محدثین کا بھی رجحان اسی طرف بڑھا۔ اس کے نتیجہ میں آثار و اقوال صحابہ فتاوی تابعین اور اقوال و آراء ائمہ مجتہدین کا اکثر و بیشتر حصہ سامنے سے ہٹ گیا حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جمع حدیث کی مہم پر صرف ہمت کی۔ اپنے دور خلافت میں جا بجا احکام بھیجے کہ احادیث کے ساتھ آثار صحابہ کو بھی مدون کیا جائے مگر چونکہ امام بخاری آثار صحابہ کو حجت نہیں سمجھتے تھے انھوں نے جزو ثانی کو ذکر بھی نہیں کیا اور ائمہ مجتہدین کے اقوال و آراء [illegible] ہم وسعت بنایا۔ بقول حضرت الاستاذ علامہ کشمیری مذہب حنفی سے واقفیت ناقص [illegible] نسبت میں بھی غلطی کی جس کی تفصیل اپنے موقع میں آئے گی۔ رسائل [illegible] تجہیل تک نوبت پہنچائی جس کی وضاحت امام بخاری کے حالات میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

غرض ہماری پختہ رائے ہے کہ اگر مصنف ابن ابی شیبہ کے طرز کی حدیثی تالیفات کی اشاعت [illegible] ہوتی تو جو نوبت افراط و تفریط تک پہونچی یا اصحاب مذاہب اربعہ کے منافشات اور ان کے شاخسانے [illegible] یا عدم تقلید و سب ائمہ مجتہدین محدثین و فقہاء کے رجحانات میں نشو و نما ہوا یہ کچھ بھی نہ ہوتا۔ اور باوجود اختلاف خیال کے بھی سب لوگوں کے قلوب متحد اور جذبات ہم رنگ ہوتے

Marfat.com

حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ اور رد مسائل امام اعظمؒ جیسا کہ ابھی ذکر ہوا حافظ موصوف کی کتاب فقہ حنفی کے لئے بہترین دستاویز ہے اور ہماری تمنا ہے کہ کسی طرح یہ ذخیرۂ نادرہ جلد سے جلد طبع ہو کر شائع ہو۔ اس ضخیم کتاب کا ایک نہایت مختصر حصہ وہ بھی ہے جس میں حافظ موصوف نے امام صاحب کے بعض مسائل پر نقد کیا ہے اور ہندوستان کے غیر مقلدوں نے اس کو اصل و ترجمہ اردو کے ساتھ شائع بھی کر دیا ہے تاکہ احناف کے خلاف پروپیگنڈے میں اس سے مدد لیں اس لئے اس کے متعلق بھی کچھ پڑھ لیجئے۔ اس کے رد میں جو کتابیں لکھی گئیں ان کا بھی مختصر حال لکھا جاتا ہے۔

(۱) حافظ عبد القادر قرشی حنفی صاحب "الجواہر المضیئۃ" (م ۷۷۵ھ) نے "الدرر المنیفۃ" لکھی

(۲) حافظ قاسم بن قطلوبغا حنفی (م ۸۷۹ھ) نے الاجوبۃ المنیفۃ لکھی۔ آپ کو حافظ ابن حجر سے بھی تلمذ ہے اور آپ کا مقام حدیث و فقہ میں بہت بلند ہے۔ خود حافظ ابن حجر نے آپ کو امام، علامہ، محدث و فقیہ اور الشیخ المحدث الکامل الاوحد لکھا ہے اور حافظ ابن حجر نے نصب الرایہ کی تلخیص درایہ میں جن احادیث کو لکھا تھا کہ "مجھے نہیں ملیں" حافظ قاسم موصوف کی مطبوعہ "منیۃ الالمعی" کے آخر میں جو تعلیقات درایہ چھپی ہیں ان میں موصوف نے جا بجا ان احادیث کی تخریج حوالہ کی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان کی حدیثی معلومات کا دائرہ حافظ ابن حجر سے بھی زیادہ وسیع تھا۔ پھر بھی کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ احناف میں محدثین کی کمی ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ دوسروں کی طرح ان کیلئے پروپیگنڈے کا فن استعمال نہیں کیا گیا۔

(۳) حافظ محمد بن یوسف صالحی شافعی صاحب "سیرۃ شامیہ کبری" نے بھی ایک رد لکھنا شروع کیا تھا جس کو وہ پورا نہ کر سکے البتہ "عقود الجمان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان" میں اپنی اسانید سے سترہ سلسلے جامعین مسانید امام اعظم تک لکھنے کے بعد حافظ ابن ابی شیبہ کے رد کا بھی ذکر کیا اور موصوف کے اس اقدام پر کڑی تنقید اور درشت کلمات کے بعد مختصر اصولی جوابات بھی لکھے ہیں جس حصہ کو علامہ کوثریؒ نے نکت کے آخر میں نقل کر دیا ہے۔

(۴) کشف الظنون میں ایک اور کتاب کا بھی ذکر ہے جس کا نام "الرد الثلی من رد علی ابی حنیفہ" لکھا ہے۔

(۵) ایک رد علامہ کوثریؒ (م ۱۳۷۱ھ) نے لکھا جس کا نام النکت الطریفۃ فی التحدث عن ردود ابن ابی شیبۃ علی ابی حنیفۃ ہے جو ۱۳۶۵ھ میں مصر سے شائع ہوا۔ علامہ کوثریؒ نے تحریر فرمایا کہ ان کو سابقہ ردود میں سے باوجود سعی کے کوئی نہ مل سکا۔ تاہم علامہ کا رد مذکور بہت کافی وشافی اور ان کی دوسری تالیفات کی طرح نہایت محققانہ بلند پایہ ہے۔ ابتداء میں یہ بھی لکھا ہے کہ ۱۲۵ اعتراضات میں سے نصف تو وہ ہیں جن میں دونوں جانب قوی احادیث و آثار ہیں لہذا اختلاف صرف وجوہ ترجیح کا رہ جاتا ہے۔ باقی نصف کے پانچ حصے ہیں۔ ایک ثلث وہ جن میں کتاب اللہ کی وجہ سے کسی خبر واحد کو امام صاحب نے ترک کیا ہے۔ ایک خمس میں خبر مشہور کی وجہ سے اس سے کم درجہ کی حدیث پر عمل نہیں کیا۔ ایک خمس میں مدارک اجتہاد و فہم معانی حدیث کے فرق سے الگ الگ راہ بنی ہے اور امام صاحب کا ان امور میں تفوق مسلم ہے۔ ایک خمس میں حافظ ابوبکر نے حنفی مذہب سے ناواقفی کے باعث اعتراض کیا ہے۔ اس کے بعد صرف ایک خمس (۱۲-۱۳ مسائل) ایسے رہ جاتے ہیں جن کے بارے میں علی سبیل التنزل یہ کہا جا سکتا ہے کہ امام صاحب سے ان میں خطا ہوئی جن کی نسبت امام صاحب کے مدونہ مسائل کی کثرت کے اعتبار سے صفر کے قریب ہوتی ہے کیونکہ ان کی تعداد بارہ لاکھ ستر ہزار تک بیان ہوئی ہے گویا ایک لاکھ میں ایک مسئلہ غلط ٹھہرا اور یہ کون کہہ سکتا ہے کہ امام صاحب معصوم تھے۔

ایک اہم بات یہ بھی قابل ذکر ہے کہ حافظ ابوبکر نے مشہور اختلافی مسائل میں سے کوئی مسئلہ نہیں لکھا جن پر بعد کے محدثین اور مخالفین و معاندین نے حنفیہ کے خلاف بڑا زور لگایا ہے اور امام بخاری جیسے عظیم القدر محدث نے بھی اپنے رسائل میں اکابر حنفیہ کے خلاف شان بہت سخت

Marfat.com

الفاظ استعمال کئے ہیں۔ حالانکہ ان مسائل میں اختلاف کی نوعیت بہت ہی معمولی تھی جس کو حافظ ابن تیمیہ وغیرہ نے بھی لکھا ہے اور ہم نے اس کو پہلے نقل کیا ہے۔ علامہ کوثری کے جوابات شرح بخاری میں موقع بموقع نقل ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ [illegible]

(۱۳۷) حافظ بشر بن الولید بن خالد الکندی (م [illegible])

امام ابو یوسف کے اصحاب میں سے جلیل القدر محدث و فقیہ، بیدار، صالح و عابد تھے، حدیث امام مالک و حماد بن زید وغیرہ سے [illegible] حاصل کی۔ آپ سے ابو نعیم موصلی، ابو یعلی وغیرہ اور ابو داؤد نے روایت کی۔ دارقطنی نے ثقہ کہا، [illegible] ضعف و مرض [illegible] دو سو رکعت نفل روزانہ پڑھا کرتے تھے۔ معتصم باللہ نے خلق قرآن کے قائل نہ ہونے [illegible] پھر متوکل کے زمانہ میں رہا ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم اکثر حضرت سفیان بن عیینہ کی مجلس میں [illegible] جب کوئی مشکل مسئلہ ان کے پاس آتا تو وہ پکار کر پوچھتے تھے کہ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے کوئی شخص یہاں موجود ہے [illegible] میری طرف اشارہ کرتے اور میں جواب عرض کرتا۔ لوگوں نے آپ سے مشکل فقہی مسائل اور نوادر میں غیر معمولی استفادہ کیا۔ [illegible] رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق)

(۱۳۸) حافظ اسحٰق بن راہویہ حنظلی۔ [illegible] ولادت ۱۶۱ھ وفات ۲۳۸ھ [illegible] ۷۷ سال

آپ نے ابن عیینہ، ابن علیہ، جریر، بشر بن المفضل، حفص بن غیاث، ابن ادریس، ابن مبارک، [illegible] عبد الرزاق، عیسیٰ بن یونس، نضر بن شمیل، ابن اسحٰق وغیرہ سے روایت کی۔ آپ سے سوا ابن ماجہ کے باقی ارباب صحاح ستہ اور بقیہ بن الولید، یحییٰ بن آدم نے جو آپ کے شیوخ میں ہیں اور امام احمد، اسحٰق کوسج، محمد بن رافع، یحییٰ بن معین [illegible]

ابن مبارک سے نوجوانی کے زمانہ میں حدیث [illegible] نے ابن مبارک وغیرہ کی خدمت میں رہ کر [illegible] سے منحرف ہو گئے تھے اور اصحاب ظواہر کا طریقہ اختیار کر لیا تھا [illegible] دریا برد کرنے کی اسکیم بنائی تھی جس پر [illegible] نے ان لوگوں کو [illegible] نہ کریں۔ تو اُن میں یہ اسحٰق بن راہویہ بھی تھے جو امام بخاری کے [illegible] ائمہ احناف سے آیا ظاہریت کی جانب [illegible] و فقہاء احناف سے ربط رہا ہے۔ واللہ اعلم

اسحٰق بن راہویہ کا حافظہ بے مثل تھا۔ اپنے تلامذہ کو گیارہ ہزار [illegible] نہ کیا۔ وفات سے دو ماہ قبل حافظہ میں تغیر ہو گیا تھا۔ [illegible]

(۱۳۹) حافظ ابراہیم بن [illegible]

ابن مبارک، ابن عیینہ، ابو الاحوص، ابو معاویہ، ابو یوسف [illegible] سنی ہے، آپ سے نسائی، زکریا سجزی، محمد بن [illegible] کی خدمت میں رہ پڑے تھے یہاں تک کہ [illegible] حافظ ذہبی نے اس پر کہا کہ یہ محض ارجاء کی تہمت کی وجہ سے ان پر [illegible] (تہذیب ص ۱۸۴)

(۲۴۰) حافظ عثمان بن محمد بن ابراہیم الکوفی المعروف بابن ابی شیبہ (م ۲۳۹ھ عمر ۸۳ سال)

مشہور محدث ابوبکر بن ابی شیبہ صاحب مصنف کے بھائی تھے۔ مکہ معظمہ اور رے وغیرہ کے علمی سفر کئے، مسند و تفسیر لکھی، بغداد جا کر درس حدیث دیا، شریک بن عبد اللہ، سفیان بن عیینہ، عبد اللہ بن عبید بن ادریس اور جریر بن عبد الحمید و ہشیم وغیرہ سے حدیث روایت کی، محدث خوارزمی نے فرمایا کہ امام اعظم سے بھی آپ نے مسانید میں روایات کی ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(۲۴۱) امام یحییٰ بن اکثم بن محمد بن قطن بن سمعان مروزی ؒ۔ (م ۲۴۲ھ یا ۲۴۳ھ عمر ۸۳ سال)

مشہور محدث و فقیہ امام محمد کے اصحاب خاص میں تھے، حدیث امام محمد، ابن مبارک، ابن عیینہ وغیرہ سے سنی اور روایت کی۔ آپ سے امام بخاری نے غیر جامع میں اور امام ترمذی نے روایت کی۔ بیس سال کی عمر میں بصرہ کے قاضی ہوئے۔ اہل بصرہ نے کم عمر سمجھا تو فرمایا کہ میں عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑا ہوں جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کا قاضی بنایا تھا اور معاذ بن جبل سے بھی عمر میں زیادہ ہوں، ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا قاضی بنایا تھا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ (حدائق)

(۲۴۲) حافظ ولید بن شجاع ابو ہمام بن ابی بدر السکونی الکوفی رح (م ۲۴۳ھ)

امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی و ابن ماجہ کے حدیث میں استاد ہیں۔ ابن معین نے فرمایا کہ ان کے پاس ایک لاکھ حدیثیں ثقات کی موجود تھیں حافظ ذہبی نے میزان میں ان کو حافظ حدیث لکھا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(۲۴۳) محدث کوفہ ابو کریب محمد بن العلاء الہمدانی الکوفی م ۲۴۳ھ عمر ۸۷ سال

کوفہ کے مشہور حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ تمام ارباب صحاح ستہ نے ان سے روایت کی۔ موسیٰ بن اسحٰق کا بیان ہے کہ میں نے ابو کریب سے ایک لاکھ حدیث سنیں۔ ابن نمیر نے کہا کہ عراق میں ان سے زیادہ کثیر الحدیث نہ تھا۔ علامہ یاقوت حموی نے کہا کہ ابو کریب متفق علیہ ثقہ ہیں (تہذیب و تذکرہ)

(۲۴۴) شیخ ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ العدنی (متوفی ۲۴۳ھ)

مکہ معظمہ میں سکونت کی اور اپنے زمانہ کے شیخ الحرم ہوئے، ۷۷ حج کئے۔ ہر وقت طواف میں مشغول رہتے تھے۔ امام مسلم و ترمذی نے روایت کی۔ آپ کی مسند مشہور ہے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۲۴۵) حافظ احمد بن منیع ابو جعفر البغوی الاصم (ولادت ۱۶۰ھ م ۲۴۴ھ)

بغداد میں سکونت کی، مشہور محدث و فقیہ، امام ابو یوسف کے تلامذہ خاص میں ہیں اور آپ سے تمام ارباب صحاح نے روایت کی۔ محدث خلیلی نے کہا کہ آپ علم و عمل میں بڑے درجہ کے تھے۔ قرآن سے بڑا شغف تھا، چالیس سال تک برابر ہر تیسرے روز ختم قرآن کا معمول رہا۔ آپ کی مسند مشہور ہے جس کو آپ کے نواسے ابو القاسم عبد اللہ بن اسحٰق بن ابراہیم بغوی نے روایت کیا۔ (تہذیب)

(۲۴۶) حافظ اسحٰق بن موسیٰ الانصاری (م ۲۴۴ھ)

تذکرۃ الحفاظ میں حافظ حدیث، ثبت، امام حدیث، صاحب سنت اور فقیہ لکھا، حدیث سفیان بن عیینہ تلمیذ امام اعظم، عبد السلام ابن حرب اور معن بن عیسیٰ کے شاگرد ہیں، ابو حاتم، نسائی و خطیب نے ثقہ کہا، امام مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کی۔ ترمذی میں حدثنا الانصاری سے ہر جگہ یہی مراد ہوتے ہیں۔

(تہذیب التہذیب و تذکرۃ الحفاظ)

Marfat.com

(۱۴۷) حافظ سلمہ بن شبیب نیشاپوری رح (متوفی ۲۴۶ھ)

مکہ معظمہ کی سکونت اختیار کر لی تھی، یزید بن ہارون، عبد الرزاق، عبد الرحمٰن مقری (تلامذۂ امام اعظم) اور ابو داؤد طیالسی وغیرہ سے حدیث حاصل کی، امام بخاری کے علاوہ تمام ارباب صحاح ان کے شاگرد ہیں۔ ابو نعیم اصفہانی نے ان ثقات میں شمار کیا جن سے ائمہ حدیث و منقدین نے روایت کی۔ حاکم نے "محدث مکہ" اور اتقان وصدق میں متفق علیہ کہا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

(۱۴۸) حافظ کبیر احمد بن کثیر ابو عبد اللہ دورقی رح (ولادت ۱۶۸ھ م ۲۴۶ھ)

حافظ یعقوب دورقی کے چھوٹے بھائی ہیں۔ دونوں بھائی حافظ حدیث ہوئے ہیں۔ صالح جزرہ نے کہا کہ احمد کثرت حدیث اور اس کی معلومات میں اور یعقوب علم اسناد و روایت میں بڑھے ہوئے تھے اور دونوں ثقہ ہیں۔ امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی و ابن ماجہ ان کے شاگرد ہیں (تہذیب و تذکرہ)

(۱۴۹) حافظ اسمٰعیل بن توبہ ابو سہل ثقفی قزوینی (متوفی ۲۴۷ھ)

مشہور محدث فقیہ ہیں امام محمد، ہشیم، سفیان بن عیینہ (تلامذہ امام اعظم) خلف بن خلیفہ، اسماعیل بن جعفر وغیرہ سے حدیث کی تکمیل کی آپ سے ابن ماجہ، ابو زرعہ، ابو حاتم وغیرہ بڑی جماعت محدثین نے روایت کی، ابو حاتم نے صدوق کہا، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا اور فن حدیث میں پختہ کار کہا، کبار ائمہ حنفیہ سے تھے۔

امام محمد کی "سیر کبیر" کے راوی ہیں۔ امام محمد جس وقت ہارون رشید کے صاحبزادوں کو تعلیم دیتے تھے تو "سیر کبیر" کے درس میں یہ بھی ان کے شریک ہوتے تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر و تہذیب)

(۱۵۰) حافظ عمرو بن علی فلاس بصری رح (م ۲۴۹ھ)

حافظ ذہبی نے حافظ حدیث، ثبت، صیرفی حدیث اور احد الاعلام لکھا۔ مسند، علل، اور تاریخ کے مصنف اور تمام ارباب صحاح ستہ کے فن حدیث میں استاد ہیں۔ محدث ابو زرعہ کا قول ہے کہ حدیث کے شہسواروں میں سے بصرہ میں ان سے اور ابن المدینی و شاذ کونی سے بڑھ کر کوئی حافظ حدیث نہیں تھا۔ آپ سید الحفاظ امام یحییٰ القطان (تلمیذ امام اعظم) کے حدیث میں شاگرد تھے۔ ایک دفعہ امام قطان نے کسی حدیث میں کوئی غلطی کی۔ دوسرے روز خود ہی متنبہ ہو گئے اور درس کے وقت ان ہی عمرو کی طرف خطاب خاص فرما کر کہا کہ میں غلطی کرتا ہوں اور تم موجود ہوتے ہو۔ پھر بھی مجھے نہیں ٹوکتے؟ حالانکہ اس وقت دوسرے تلامذہ علی بن المدینی جیسے بھی موجود تھے۔ (تہذیب و تذکرۃ الحفاظ)

(۱۵۱) امام ابو جعفر دارمی (م ۲۵۵ھ)

حفظ حدیث و معرفت فقہ میں بڑی شہرت رکھتے ہیں۔ امام احمد نے فرمایا کہ خراسان سے ان [illegible] ابن عقدہ نے احد حفاظ الحدیث، متقن، عالم حدیث و روایت کہا [illegible] ان کی "سنن دارمی" مشہور و معروف ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ [illegible]

Marfat.com

ذخیرہ حکیم محمد موسیٰ

ضروری واہم گذارشات

(۱) مقدمہ شرح بخاری شریف حصہ اول پیش ہے جو ۲۴۰ صفحات میں پورا ہوا، حصہ دوم میں امام بخاری سے شروع ہو کر اس زمانہ تک کے ممتاز محدثین کا ذکر خیر ہوگا۔ وہ حصہ غالباً اس سے بھی زیادہ ہی جگہ لے گا۔ اختصار کی سعی کے ساتھ یہ امر بھی ملحوظ رہا ہے کہ جن محدثین کے حالات پوری طرح منظرِ عام پر اب تک نہ آسکے تھے خصوصاً محدثین احناف کے، ان کے صحیح و ضروری حالات ضرور نمایاں کر دیئے جائیں حصہ دوم میں امام بخاری کے حالات امام اعظم کی طرح زیادہ تفصیل سے دیئے گئے ہیں اور ان کی تمام تالیفات پر بھی پورا تبصرہ کیا گیا ہے۔

(۲) شرح بخاری شریف سے پہلے حدیث و محدثین کی تاریخ اور اجلہ محدثین کے صحیح و ضروری تعارف، کی اہمیت ظاہر ہے اسی لئے "تذکرہ محدثین" کی تقدیم ضروری سمجھی گئی۔ (۳) مضامین مقدمہ کی اہمیت جو پیش لفظ میں بیان ہوئی ہے اسکو ابتداء میں ضرور ملاحظہ کر لیا جائے۔

(۴) انوار الباری کا پورا کام ایک تحقیقی علمی خدمت کے طور پر کیا جا رہا ہے۔ مقدمہ میں اکابر امت کے معتبر حالات اور شرح میں اُن کی تحقیقاتِ عالیہ زیادہ سے زیادہ معتمد ذرائع سے بہتر سلیس اردو میں پیش کرنے کا تہیہ ہے۔ واللہ المیسر والمستعان۔

(۵) انوار الباری کی تالیف و اشاعت کے سلسلہ میں اکابر اہل علم اور باذوق علمی و دینی شغف رکھنے والے احباب و مخلصین نے جو کچھ حوصلہ افزائی فرمائی اور اپنے اپنے حلقوں میں اس کا تعارف کرایا اس کیلئے ادارہ اُن کا ممنون ہے۔ واالاجر عند اللہ

(۶) ابتدا کار کی مشکلات میں سب سے بڑی مشکل اچھے کاتب کی خدمات حاصل کرنا تھی، پھر جن صاحب کا انتخاب ہوا ان کے ہاتھ میں دوسرے کام بھی تھے، رفتہ رفتہ انھوں نے دوسرے کاموں سے فراغت پا کر "انوار الباری" کے کام کی پوری ذمہ داری سنبھالی مگر درمیان میں اُن کی بیماری اور دوسرے اعذار سے بھی کام میں رکاوٹ پیش آئی۔ اس طرح اس حصہ اول کو پیش کرنے میں غیر معمولی تاخیر ہوگئی اور "انوار الباری" کے خریداران و محسنین کو جس قدر زحمت انتظار ہوئی اس سے ہمیں بڑی ندامت و ملال ہے۔ اُمید ہے کہ کتابت کا پیش کردہ بلند معیار ناظرین کو بہت پسند ہوگا۔ (۷) پوری شرح مع مقدمہ کے ۳۲ حصوں میں آئے گی (مجموعی ضخامت تقریباً ۷ ہزار صفحات)۔ (۸) عام ہدیہ فی حصہ ۴ہ اور ممبران کیلئے ۳ محصول ڈاک تقریباً ۱۲ فی جزو ہوگا۔ اجرت معمولی جلد ۸ ، عمدہ جلد عہ اور مکمل کتاب کا پیشگی ہدیہ غیر مجلد مع محصول ڈاک و رجسٹری ایک سو روپیہ اور مجلد اعلیٰ ۱۲۵ روپیہ ہوگا۔ (۹) پاکستانی حضرات ہر حصہ کی قیمت معہ محصول ڈاک و اجرت جلد اشاعت سے قبل مجلس علمی کراچی ۱۲ کو بھیجکر رسید ہمیں ارسال کر دیا کریں۔ (۱۰) ہندوستان میں ایک جگہ کے چند خریدار مل کر بھی یکجائی نسخے طلب کر سکتے ہیں جس سے اُن کو محصول ڈاک میں کفایت ہوگی۔ (۱۱) دس نسخے یا زیادہ ریلوے پارسل سے بھی جا سکتے ہیں جس میں بہت کفایت ہوگی مگر اس کے لئے ربع قیمت پیشگی آنی ضروری ہے۔ (۱۲) غیر ممبران جو وی پی سے طلب کریں گے وہ کم از کم سوا روپیہ پیشگی ارسال کریں گے ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔ (۱۳) اگر کوئی حصہ زیادہ ضخیم ہوگا تو قیمت مقررہ مذکورہ بالا میں اضافہ نہ ہوگا البتہ محصول ڈاک کا اضافہ کیا جائے گا۔

(۱۴) ممبری سسٹم کو بغا مہ حصہ دوم کی اشاعت تک باقی رکھا جائے گا۔

مکتبہ ناشر العلوم دیوبند یوپی

Marfat.com